بسم الله الرَّحمانِ الرَّحيم ؁

بسم الله الرَّحمانِ الرَّحيم ؁ الحمد لله رب العالمين ؁ والصلٰوۃ والسلام على خير خلقه محمدٍ و على آله و اصحٰبه اجمعين ؁

ربنا يسرلناهٰذالكتاب ولا تعسره وتممه بالخير وبک نستعين يافتاح يا عليم۔

ربنا يسرلناهٰذالعلم ولا تعسره وتممه بالخير وبک نستعين يافتاح يا عليم ؁

ربنا يسرلناهٰذالفنَّ ولا تعسره وتممه بالخير وبک نستعين يافتاح يا عليم

آمين ثم آمين۔ درود شريف

بسم الله الرَّحمانِ الرَّحيم ؁ لفظ اللہ ذات باری تعالیٰ کے لئے علم (نام) ہے۔اور لفظ اللہ کے اندر کوئی نقطہ نہیں اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے جس طرح یہ نام کسی نقطے سے پاک ہے اسی طرح وہ ذات جس کا یہ نام ہے وہ ذات بھی ہر طرح کے غیبوں سے بالکل پاک ہے۔یہاں اللہ کی ایک صفت الرحمان آئی اور دوسری صفت الرحيم آئی۔الرحمان کے اندر ایک نقطہ ہے الرحيم کے اندر دو نقطے ہیں۔رحمان صفت خاص ہے خالق کے لئے، مخلوق کے لئے یہ صفت استعمال نہیں ہوتی۔اسی ایک نقطے میں اسی طرف اشارہ ہے کہ یہ صفت خالق کے ساتھ خاص ہے۔الرحیم میں دو نقطے ہیں اسکا مطلب یہ ہے کہ جس طرح یہ خالق کے لئے صفت بن سکتا ہے اسی طرح مخلوق کے لئے بھی صفت بن سکتا ہے۔قرآن مجید میں ہے پیغمبر ﷺ کی صفت بیان کرتے ہوئے اللہ فرماتا ہے۔ " بالمومنين رءُوفٌ رَّحيم"۔رحیم کا لفظ خالق کے لئے بھی بولا جاسکتا ہے اور مخلوق کے لئے بھی۔

الحمد لله رب العالمين۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہے جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا

و العاقبةُ للمتقين۔ اور انجام ہے پرہیز گاروں کے لئے۔یہاں مضاف محذوف ہے۔یعنی حُسْنُ العاقبةِ للمتقين یاصفت نکالیں یعنی والعاقبةُ الحسنةُ للمتقينَ0 ؁

والصّلوٰةُ على رسوله ۔اور رحمت نازل ہو اللہ کے پیغمبر پر محمدٍ جن کا نام محمد ﷺ ہے۔واٰلہٖ اور انکے آل پر (آپ ﷺ کی پیروی کرنے والے، اتباع کرنے والے، آپ ﷺ کے راستے پر چلنے والے)۔ وَاصحابه اجمعين تمام صحابہ پر رحمت پر نازل ہو۔اَمّا بعدُ۔ امّا بعد کا لفظ استعمال کرنا سنت ہے۔بعض علماء کے نزدیک سب سے پہلے حضرت یعقوب ؑ نے استعمال کیا ہے جبکہ بعض نے لکھا ہے کہ یہ لفظ سب سے پہلے استعمال کرنے والا حضرت صعبان رضؓ ہے۔

فهٰذا مختصرٌ مضبوطٌ فی النحوِ یہ ایک مختصر کتاب ہے مرتب کیا گیا ہے علم نحو کے اندر۔ جمعتُ 1 فيه 2 مهمَّاتِ النحوِ مهمّاتِ جمع ہے مُهِمَّةٌ کی (اہم بات، مقصد) میں نے اس میں علم نحو کی اہم باتیں جمع کی ہیں۔علٰی ترتيب الكافيةِ کافیہ کی ترتیب پر۔ مُبَوِّباً یا

مُبَوَّباً و مفصِّلا مفصَّلا مُبَوِّبا اسم فاعل (باب، باب بنانے والا) اور مُبَوَّباً اسم مفعول (باب، باب کی گئی) دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ مفصِّلا اسم فاعل (فصل، فصل بنانے والا) اور مفصَّلا اسم مفعول (فصل، فصل کی گئی) دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔فاعل کی صورت میں تا1 ضمیر جمعتُ میں حال بنے گا۔یعنی جمعتُ1 فيه2 مُبَوِّبا و مفصِّلا میں نے اس میں جمع کیا اس حال میں کہ میں اس میں باب باب بنانے والا تھا اور فصل فصل بنانے والا تھا۔بامحاورہ ترجمہ۔یہ ایک مختصر کتاب ہے جو مرتب کی گئی ہے علم نحو میں، میں نے اس کتاب میں علم نحو کی اہم باتیں باب باب اور فصل فصل کرتے ہوئے جمع کیا کافیہ کی ترتیب پر۔اور مفعول کی صورت میں ہا2 ضمیر فیہ میں حال بنے گا۔یعنی "میں نے جمع کیا اس مختصر میں اس حال میں کہ اس کو

باب باب بنایا گیا ہے اور فصل فصل بنایا گیا ہے۔ مصنفین کتاب لکھتے وقت تین قسم کے عنوانات دیتے ہیں۔کتاب، باب اور فصل۔سب سے بڑا عنوان کتاب کا ہے، کتاب میں ایک جنس کے سارے مسائل آجائے گے۔کتاب کے تحت کئی ابواب آجاتے ہیں۔ پھر ہر باب کے اندر کئی فصلیں آجاتی ہیں۔ بعبارةٍ واضحةٍ واضح عبارتوں کے ساتھ، مشکل اور پیچیدہ نہیں۔ مَعَ ایرادِ الاَ مْثِلَةِ فی جمیعِ مَسائِلِهَا (اوردَ ،یورِد، ایراداً) ایراد کا معنی ہے لانا، امثله جمع ہے مثال کی، اس کے تمام مسائل میں۔ من غیر تعرُّضٍ للادلة و العلل تعرض کا معنی ہے کسی چیز کے پیچھے پڑنا، ادلة جمع ہے دلیل کی، اور علل جمع ہے علت کی، علت کی معنی سبب اور وجہ کے ہے۔ لئلا یشوشَ ذهن المبتدِی تاکہ تشویش میں نہ ڈالے مبتدی کے ذھن کو عن فَهمِ المسائلِ ان مسائل کے سمجھنے میں و سمیَّتُهُ بهدایة النحوِ اور میں نے اس کا نام ہدایۃ النحو رکھا۔ رجاءَ یہ امید رکھتے ہوئے ان یهدیَ اللّٰه تعالیٰ به الطّالبینَ کہ ہدایت دیں گے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے طالبین کو علم نحو کی طرف۔(رجاء پر تنوین نہیں اور الی بھی نہیں، کتابت کی غلطی ہے۔رجاء کی اضافت ہو رہی ہے ان یهدی اللّٰہ کی طرف اور مضاف پر تنوین نہیں آتا) و رتَّبتُهُ علیٰ مقدمةٍ و ثلثة اقسامٍ اور میں نے اس کو ترتیب دیا ہے ایک مقدمہ پر اور تین اقسام پر و خاتمةٍ اور ایک خاتمہ پر۔کتاب میں مقدمہ اور تین اقسام ہیں لیکن خاتمہ کتاب کے اندر موجود نہیں۔ بتوفیق اس ذات کی توفیق سے الملک بادشاہ العزیز زبردست العلّام خوب جاننے والا۔

امّا المقَّدمَة تو مقدمہ جو ہے ففی المَبادی مبادی ابتدائی باتیں مقدمہ ابتدائی باتوں کے بارے میں ہے الّتی یَجب تقدیمُها کہ جن کا تقدیم کرنا واجب ہے لتوقُّفِ المسائلِ علیها اس لئے کہ مسائل ان پر موقوف ہیں۔یعنی مسائل موقوف ہیں اور یہ مقدمہ موقوفٌ علیہ ہوا۔اور موقوفٌ علیہ موقوف پر مقدم ہوتا ہے۔ و فیها فصولٌ ثلثة اور اس کی اندر تین فصلیں ہیں ۔

فصل نمبر 1 النّحو علمٌ باصولٍ علم کا معنی ہے جاننا، اصول جمع ہے اصل کی اور اصل کہتے ہیں قانون کو ضابطے کو، ترجمہ۔علم نحو جاننا ہے ایسے اصولوں کو یُعرف بها احوالُ اواخرِ الکلمِ الثلث تین کلموں کے آخر کے احوال کو پہچانا جائے گا۔ من حیث الاعراب و البناءِ معرب اور مبنی ہونے کی حیثیت سے۔ و کیفیَّةُ ترکیب بعضِها مع بعضٍ ترکیب کا معنی ہے جوڑنا، یعنی بعض کو بعض کے ساتھ جوڑنے کی کیفیت۔(ایک دوسرے کے ساتھ جوڑنے کی کیفیت) کیفیت کا عطف ہو رہا ہے احوال پر۔ وَالغرضُ منه اور غرض (فائدہ، مقصد) اس علم کے ذریعے

صیانة الذهن عنِ الخطأ اللفظی فی کلامِ العرب صیانت: بچانا، حفاظت کرنا، اس علم کا مقصد ذھن کو بچانا ہے لفظی غلطی (رفع، نصب، جر کی غلطی یعنی تلفظ کی غلطی) سے کلام عرب میں۔ و موضُوعُه الکلمةُ و الکلام اور اس علم کا موضوع کلمہ اور کلام ہیں۔

فصل نمبر2۔ الکلمةُ لفظٌ وُضعَ لمعنیً مفردٍ کلمہ ایسا لفظ ہے جس کو کسی مفرد معنٰی کے لئے وضع کیا گیا ہو۔وضع: مقرر کرنا، لفظ: لفظ وہ ہے جس پر ہم تلفظ کرتے ہے زبان سے بولتے ہے۔چاہے معنی ہو یا نہ ہو۔یہاں لفظٌ نکرہ آیا ہے۔جب نکرہ کے بعد فعل آجائے تو وہ فعل اس نکرہ کی صفت بنتا ہے۔مفرد اگر یہ لفظٌ کے لئے صفت ہو تو اسکا تلفظ مُفْرَدٌ کریں گے۔کیونکہ موصوف صفت کا اعراب ایک ہوتا ہے۔اس صورت میں لفظ کے لئے دو صفت آئیں گے اور ترجمہ بنے گا (کلمہ ایسا مفرد لفظ ہے جس کو وضع کیا گیا ہو کسی معنٰی کے لئے) اگر مفرد معنی کی صفت ہو تو معنی مجرور ہے لام جارہ کی وجہ سے یہ اسم مقصور ہے معنًی کے آخر میں الف موجود تھا لیکن اجتماع ساکنین کی وجہ سے گرا ہے۔(اصل میں لِمَعْنَيٍ تھا جر کی وجہ سے، اس کے آخر میں تنوین بھی آتا ہے۔ قانون۔ یا متحرک ماقبل فتح کو الف سے بدلتے ہیں۔ جیسے مَعْنَيٍ = مَعْنَيِنْ یا پر کسرہ ما قبل نون پر فتح تو یا کو الف سے بدلیں

گے اور معنان بنے گا۔ یہاں "الف " بھی ساکن اور "نون" بھی ساکن تو اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدّہ آیا تو "الف" کو گرادے گے تو بنے گا مَعْنَنْ = معنًی "الف" یہاں تقدیراً اب بھی موجود ہے۔ جس اسم کے آخر میں "الف" موجود ہو اس کو مقصور کہتے ہیں۔ اسم مقصور کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہوتا ہے۔ یہاں لام جارہ ہے اور معنًی مجرور ہے تقدیراً اور مفرد کو اس کی صفت بنا رہے ہیں اور موصوف صفت کا اعراب ایک ہوتا ہے تو یہ مفرَدٍ پڑھے گے۔ ترجمہ: کلمہ ایسا لفظ ہے جس کو وضع کیا گیا ہو کسی مفرد معنی کے لئے۔ و ھی منحصرۃٌ فی ثلٰثۃِ اقسامٍ ھی ضمیر راجع ہے کلمۃ کو، انحصرَ، ینحصرُ کے معنی بند ہونے کا، (اور یہ جو کلمہ ہے بند ہے تین قسموں میں) اسمٌ و فعلٌ و حرفٌ قانون: اگر حروف یرملون (ی،ر،م،ل،و،ن) سے پہلے ن ون ساکن آجائے تو اس ن ون کو اس حرف سے بدل کر ادغام کیا جائے گا۔

اسم، فعل اور حرف کی تعریف:۔ لانّہا[1] اِمَّا انْ لا تدلَّ علیٰ معنًی فی نفسہا و ہو الحرفُ اس لئے کہ یہ کلمہ یا تو دلالت نہیں کرے گا کسی ایسے معنی پر جو اس کے ذات میں ہو (فی بمعنی با) اور وہ حرف ہے۔ ھا[1] ضمیر کلمۃ کی طرف راجع ہے۔ او تدلَّ اور یا دلالت کرے گا علیٰ معنًی فی نفسہا کسی معنی پر خود بخود۔ (فی نفسہا ای بنفسہا) و یقترِنَ معناہا باحَدٍ الازمنَۃِ الثلٰثۃِ اور ملا ہو گا اس کلمے کا معنٰی تین زمانوں میں سے کسی ایک زمانہ کے ساتھ اقترنَ: ملاہوا و ہو الفعلُ اور وہ فعل ہے۔ او تدل علیٰ معنًی فی نفسہا اور یا وہ کلمہ دلالت کرے گا کسی معنی پر خود بخود و لم یقترنْ معناہا بہ اور نہ ملا ہو گا اس کلمۃ کا معنی تین زمانوں میں سے کسی ایک زمانہ کے ساتھ۔ بہ میں ہا ضمیر راجع ہے احد الازمنۃ الثلثۃ کو۔ و ہو الاسم اور وہ اسم ہے۔ قانون۔ یہاں الف لام کا ہمزہ وصلی ہے اور درمیان عبارت میں گر جاتا ہے اور اسم کا ہمزہ بھی وصلی ہے وہ بھی گر گیا۔ لام بھی ساکن اور سین بھی ساکن رہا۔ یعنی ہُوَلْ سْمُ بن گیا۔ تو دونوں ساکنوں میں سے پہلے ساکن کو حرکت دینے ہے اور ضابطہ ہے "الساکن اذا حرِّک حرِّک باالکسر" تو لام کو کسرہ والی حرکت دیں گے اور لِسْمُ پڑھیں گے۔ اور سارا وَہُوَ لِسْمُ پڑھیں گے۔

اسم کی تعریف:۔ فَحَدُّ الاسمِ پس اسم کی تعریف (جامع، مانع تعریف) کلمۃٌ تدلُّ علی معنًی فی نفسہا وہ ایسا کلمہ ہے۔ جو اپنی معنی پر خود بخود دلالت کرتا ہے۔ یہاں کلمۃ نکرہ اور تدل فعل تو ترکیب میں موصوف صفت بن جاتا ہے اور معنی کرتے وقت ایسا کا لفظ لائے گے۔ غیرِمُقْترِنٍ باحدالازمنۃ الثلثۃِ جو ملا ہوا نہیں ہو تا تینوں زمانوں میں سے کسی ایک زمانہ کے ساتھ۔ غیرِ معنًی کے لئے صفت کیونکہ معنًی مجرور تقدیری ہے اور غیرِ بھی مجرور ہے۔ اعنی الماضیَ والحالَ والاستقبالَ یعنی ماضی، حال اور استقبال۔ اعنی متکلم کا صیغہ ہے یعنی میری مراد یہ ہے۔ یہاں انا ضمیر فاعل کی ہے اور آگے الماضی والحال والاستقبال مفعول اور مفعول پر نصب ہوتا ہے۔ کرجلٍ و علمٍ

ھٰذا ہو المرام واللہ اعلم بحقیقۃ الکلامo ط

اسم کی علامتیں:۔ و علامتہٗ اور اسم کی علامت صِحَّۃُ الاِخبارِ عنہ اس اسم سے اخبار عنہ کا صحیح ہونا یعنی اس کے بارے میں خبر دی جاسکے یعنی وہ مسند الیہ بن سکتا ہے۔ کلام کے دو حصے ہوتے ہیں ایک مسند اور ایک مسند الیہ۔ مسند الیہ وہ ہوتا ہے جس کے بارے میں بات کی جائے اور وہ جو بات کی جائے اس مسند کہتا ہے۔ مثلاً زیدٌ قائمٌ یہاں زید کے بارے میں بات ہوتی ہے تو زید مسند الیہ ہوا اور جو بات ہو رہی ہے قائمٌ وہ مسند ہوا۔ اسم مسند الیہ اور مسند بہ دونوں بن سکتا ہے۔ فعل صرف مسند بہ اور حرف نہ مسند الیہ اور نہ مسند بہ۔ مسند الیہ کو محکوم علیہ بھی کہتے ہیں۔ نحوُ زیدٌ قائمٌ جیسا کہ زیدٌ قائمٌ یہ دونوں اسم ہیں زید مسند الیہ اور قائم مسند و الاِضافۃ نحو غلامُ زیدٍ اور اسم کی ایک علامت مضاف ہونا ہے۔ جیسا غلامُ زیدٍ۔ اسم مضاف

بنتا ہے فعل یا حرف مضاف نہیں بنتا۔ غلام مضاف ہے۔ و دخول لام التعریف کا لَّرجُلِ اور لام تعریف کا داخل ہونا۔ یہ بھی اسم کا خاصہ ہے۔ جیساکہ رجل و الْجرّ اور اسی طرح جر کا داخل ہونا بھی اسم کا خاصہ ہے اور یہ جر حرف جر کی وجہ سے آتا ہے۔ و التنوين اور تنوین کا داخل ہونا نحو بزیدٍ مثال کے طور پر بزیدٍ و التثنیۃُ اور تثنیہ ہونا جیسے رجلان، غلامانِ والجَمْعُ اور جمع ہونا۔ والنعت یعنی صفت کا آنا مطلب موصوف ہونا یعنی رجلٌ عالمٌ ۔ موصوف صفت واتصغیر اور تصغیر رُجیلٌ رجل کے تصغیر ہے اور کتیبٌ کتب کی ۔ والنداء جیسے یا زیدٌ ۔ نداسے مراد منادیٰ ہے۔ فانَّ کلَّ هٰذه خواص الاسم اس لئے کہ یہ سارے اسم کے خاصے ہیں۔

اخبار عنہ کی وضاحت:۔ و معنی الاخبارِ عنه ان یکون محکوماً علیه اخبار عنہ کا معنی یہ ہے کہ وہ محکوم علیہ ہوسکے۔ زیدٌ قائمٌ یہاں زید پر قائم کا حکم (بات) لگادیا گیا۔ تو زید محکوم علیہ بنا۔ لکونه فاعلاً او مفعولًا او مبتدأ بوجہ اس کے کہ وہ فاعل یا مفعول (نائب فاعل یعنی مفعول ما لم یسم فاعله) مثال ضُرِبَ عمرٌ یہاں فاعل کا ذکر نہیں۔ اور عمرٌ یہ مفعول ہے ایسے فعل کا جس کا فاعل ذکر نہیں۔ اگر فاعل ذکر کرتے تو پھر ضرب زیدٌ عمرًا آتا۔ اسم مسند الیہ بھی ہوتا ہے اور مبتدا بھی ہوسکتا ہے۔

اسم کی وجہ تسمیہ: کوفی حضرات کے نزدیک۔ اسم اپنے معنی (مسمیٰ) پر علامت (دلالت کرتا ہے) ہوتا ہے۔ عربی میں وِسْمٌ علامت کو کہتے ہیں۔ اسْمٌ اصل میں وِسْمٌ تھا۔ وِسْمٌ کے شروع سے واو کو گرا کر الف لے آئے تو اسمٌ ہوگیا۔

بصریوں کے نزدیک۔ اسم اصل میں تھاسِمْوٌ (بلند ہونا، اچھا ہونا، اعلیٰ ہونا۔ اسم اپنے دونوں قسیم فعل اور حرف سے اعلیٰ ہے اس لئے اسے سِمْوٌ (بلند ہونا) کہتے ہیں۔) اور آخر میں "واو" کو ختم کرکے شروع میں الف لے آئے تو سِمْوٌ ہوگیا۔

قسم اور قسیم میں فرق:۔ قسم کسی چیز کے نیچے ہوتے ہیں۔ جیسے کلمہ کی تین قسمیں ہوتی ہیں۔ اور قسیم برابر ہوتے ہے جیسے اسم کے دو قسیم ہیں فعل اور حرف۔ اگر اسم کا نسبت کلمہ کی طرف ہو تو یہ قسم ہوگا اور اگر اسم کی نسبت فعل اور حرف کی طرف ہو تو یہ قسیم کہلاتا ہے۔

و یُسَمّیٰ اِسماً اور اسم کو اسم کہتے ہیں۔ لِسُموِّه علٰی قسیمیه بوجہ اس کے اونچا ہونے کے اپنے دونوں قسیموں پر (قسیمیه اصل میں تھا قسیمینه نون تثنیه اضافت کی وجہ سے گر گیا۔ رجل کا تثنیہ رجلان اور حالت جری میں رَجُلَیْنِ بن جاتا ہے اسی طرح قسیم کی تثنیه قسیمان ہے اور حالت جری میں قسیمَیْنِ بن جاتا ہے اور ہا ضمیر کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے نون تثنیہ گر جاتا ہے۔) لا لکونه وسماً علی المعنیٰ اپنے معنی پر علامت ہونے کی وجہ سے نہیں۔ مصنف رحؒ نے یہاں بصریوں کے مذہب کو ترجیح دیا ہے۔

فعل کی تعریف:۔ و حدُّ الفعل اور فعل کی تعریف کلمةٌ تدلُّ وہ ایسا کلمہ ہے جو دلالت کرتا ہے۔ تدل صفت بنا کلمۃ کے لئے علٰی معنیً فی نفسها خود بخود (ای بنفسها) اپنی معنی پر دلالةً مقترنةً ایسی دلالت جو ملی ہوئی ہوتی ہے بزمان ذٰلک المعنیٰ اس معنی کے زمانہ کی طرف کضرب اس میں ماضی کا معنی سمجھ میں آیا یضرب میں حال اور مستقبل کا معنی سمجھ میں آیا اضرب میں صرف استقبال (پٹھائی کر)۔ مضارع میں حال اور استقبال ایسا آئے گا کہ دونوں معنی اکھٹے نہیں ہوسکتے۔ جیسا یضرب زیدٌ وہ مار رہا ہے زید کو یا وہ مارے گا زید کو۔ دونوں معنی اکھٹے نہیں ہوسکتے۔

فعل کی علامتیں:۔ و علامته اور فعل کی علامت ان یصح الخبار به کہ اس کے ذریعے خبر دینا صحیح ہو یعنی مسند بہ بنے۔ اشکال۔ مسند بہ یہ اسم بھی ہوتا ہے۔ جواب۔ لا عنہ یعنی اخبار عنہ نہ ہو۔ لا عنهُ اخبار عنہ نہ ہو۔ و دخول قد اور قد کا داخل ہونا و السّین اور سین کا داخل ہونا

جیسے سیضرب میں "سین" نے بتایا کہ یضرب فعل ہے۔ وسوف اور سوف کا داخل ہونا جیسا سوف یضرب۔ و الجزمِ اور جزم کا آنا۔ فعل میں رفع، نصب اور جزم آتا ہے۔ جزم حروف جازمہ کی وجہ سے آتا ہے۔ اسم پر رفع، نصب اور جر آتا ہے۔ و التصریفُ الی الماضی وا لمضارع اور گردان ہو جسکی ماضی کی طرف اور مضارع کی طرف و کونُهٗ امراً او نهیاً اور امر یا نہی کا ہونا۔ و اتصال الضمائرِ البارزةِ المرفوعةِ اور ملنا ضمائر بارزہ (ظاہر ضمیروں) مرفوعة کا نحو ضربتُ جیسے ضربتُ میں تا کی ضمیر بارز مرفوع ہے۔ و تاءِ التانیث السَّاکنة اور ساتھ ملنا تائے تانیث ساکنہ کا تا کا مرجع الضمائر ہیں۔ نحو ضَرَبَتْ تائے ساکن مؤنث کی علامت ہے۔ یعنی یہ فعل مؤنث نے کرنا ہے۔ ایک اور تاء تانیث ہے جو اسم میں آتی ہے۔ جیسے ضاربَةٌ پٹھائی کرنے والی عورت۔ یہی تاء متحرک ہے۔ اور فعل والی ساکن ہے۔ تاء تانیث متحرک (اسم والی) اس کے ما قبل حرف پر "زبر" ہوگی۔ وَ نونی التاکیدِ اور تاکید والی دو نون۔ نونی اصل میں تھا نونینِ (ن کی تثنیہ ہے۔) نونانِ حالت نصبی اور جری میں نونینِ بن جاتا ہے۔ یعنی نون ثقیلہ اور نون خفیفہ۔ تلفظ۔ نونَیِتّاکیدِ فانَّ کلَّ هٰذه خواص الفعل یہ ساری فعل کی علامتیں ہیں۔ (خاصہ: جو ایک چیز میں پایا جائے اور دوسری چیز میں پایا نہ جائے)۔

و معنی الاِخْبارِ به اور اخبار بہ کا معنی ان یکون محکومًا به اور وہ محکوم بہ ہو سکتا ہے۔ یعنی اس کے ذریعے خبر دی جاتی ہی یعنی حکم لگایا جاتا ہے۔

فعل کی وجہ تسمیہ:۔ و یسمّٰی فِعلًا اور فعل کو فعل کہتے ہیں۔ بِاسْمِ اصله اسکے اصل کے نام کی وجہ سے و هو المصدرُ اور وہ مصدر ہے لانَّ المصدر هو فعل الفاعل حقیقةً اس لئے کہ جو مصدر ہوتا ہے وہ فاعل کا فعل ہوتا ہے حقیقت میں (فعل ویسے تو مفرد ہے لیکن اس کا معنی مرکب ہے۔ 1۔ مصدری معنی ہوگا، 2۔ زمانہ ہوگا، 3۔ نسبت الی الفاعل ہوگی۔ جیسے ضرب مارنا، ماضی کا زمانہ، اور کوئی نہ کوئی فاعل بھی ہوگا) (فعل چونکہ مصدر سے بنا ہے اور مصدر کو عربی زبان میں فعل کہتے ہیں۔) هٰذا هوالمرا م والله اعلم بحقیقة الکلام

حرف کی تعریف:۔ و حدّ الحرف اور حرف کی تعریف کلمةٌ لا تدلُّ علیٰ معنیً فی نفسها ای بنفسها (کلمة نکره اور لا تدل فعل، تو یہ موصوف صفت بن گیا) ایسا کلمہ ہے جو دلالت نہیں کرتا خود بخود اپنی معنیٰ پر بل تدل علیٰ معنیً فی غیرها ای بغیرها بلکہ دلالت کرتا ہے اپنی معنیٰ پر غیر کے ذریعے سے نحو مثال کے طور پر مِن من فانَّ معناها الابتداءُ اگرچہ اس کا معنی ابتداء ہے وهی لاتدل علیه اور یہ من اس معنی پر دلالت نہیں کرتا الا بعد ذکرِ مگر اس کے بعد ذکر کیا جائے ما اس چیز کو منه الابتداء جس سے ابتداء ہو رہی ہے۔ کالبصرة والکوفة جیسا بصرة اور کوفه وغیره مثلاً تقول سرتُ من البصرة الی الکوفة مثال کے طور پر آپ کہتے ہیں "میں چلا بصرہ سے لے کر کوفہ تک) و علامته اور حرف کی علامت ان لا یصح الخبارعنه و لابهٖ کہ نہ تو اس کے ساتھ اخبار عنه (مسند الیه) صحیح ہے اور نہ به (مسند به) و ان لا یقبل اور یہ قبول نہیں کرتا علامات الاسماء اسموں کے علامات کو و لا علامات الفعال اور نہ افعال کے علامتوں کو و للحرف فی کلام العرب فوائد اور حرف کے عربی کلام کے اندر کئی فائدے ہیں۔ کا لرَّبط بین الاسمین جیسا کہ دو اسموں کو ربط دینا نحو زیدٌ فی الدارِ مثال کے طور پر زید گھر میں ہے۔ او الفعلین یا دو فعلوں کے ربط دینا نحو اریدُ ان تضرب مثال کے طور پر میں چاہتا ہوں کہ آپ پٹھائی کریں۔

او اسمٍ و فعلٍ یا اسم اور فعل کو کضربتُ بالخشَبةِ جیسا کہ میں نے پٹھائی کی لکڑی سے ۔ او الجملتین یا دو جملوں میں ربط دیتا ہے۔ نحو ان جاءنی زیدٌ اکرمتهُ مثال کے طور پر اگر زید میرے پاس آیا تو میں اسکا اکرام کرونگا۔ جاءنی زید ایک جملہ اور اکرمتهُ دوسرا جملہ۔ ان حرف شرط۔ و غیر ذٰلک من الفائد التی تعرفہا فی القسم الثالث انشاءاللہ تعالیٰ اس کے علاوہ اور فائدے ہیں جس کو آپ جان لیں گے تیسری قسم میں اگر اللہ نے چاہا۔

ان (اگر) الگ ہونا چاہیے اور شاء الگ ہونا چاہیے۔

و یسمیٰ حرفاً اور حرف کو حرف کہتے ہیں۔ الوقوعه(لوقوعه)(الوقوعه نہیں ہونا چاہیے لوقوعه صحیح ہے۔ مولانا محمد ظہیر البازی صاحب) یہ واقع ہوتا ہے فی الکلام کلام کے اندر حرفاً ای طرفاً حرف ہو کر یعنی ایک طرف ہو کر (اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ الفاظ میں ایک طرف آتا ہے۔ بلکہ یہ نہ تو مسند الیه ہوتا اور نہ مسند به)إذْ لیس مقصودًا بالذات اس لئے کہ یہ مقصود بالذات نہیں ہوتا۔ مثل المسند و المسند الیه جیسا کہ مسند اور مسند الیه۔ کلام میں مسند اور مسند الیه مقصود ہوتے ہیں۔ زید کھڑا ہے۔ زید مسند الیه اور کھڑا مسند به ہے۔ سوال۔ اسم کلام میں مسند الیه اور مسند به دونوں بنتا ہے۔ فعل صرف مسند به بنتا ہے لیکن مسند الیه نہیں۔ ہم آپ کو مثال دکھائیں گے کہ فعل اور حرف دونوں مسند الیه بنا۔ مثال۔ ضرب فعلٌ ضرب کے بارے بات ہوئی تو جس کے بارے بات ہوتی ہے اسے مسند الیه کہتے ہے اور فعل(یعنی جو بات ہوئی) وہ مسند به ہوا۔ مِنْ حرفٌ۔ یہاں من کے بارے بات ہوئی تو من مسند الیه ہوا اور حرف مسند به ہوا۔ جواب۔ ضرب فعلٌ۔ اس میں جو ضرب آیا یہ فعل نہیں یہ اسم ہے۔ ترجمہ۔ ضرب فعل ہے ۔ تو ضرب کا ترجمہ کیوں نہیں۔ اور نام کا ترجمہ نہیں ہوتا۔ جیسا کہ زید قائم (زید کھڑا ہے۔ زید اسم ہے اور اسم کا ترجمہ نہیں ہوتا۔ نام کا ترجمہ مراد نہیں ذات مراد ہوتا ہے۔) ضرب سے ضرب کا لفظ مراد ہے اور اس کا نام ہم نے ضرب رکھا ۔ اسی طرح مِن بھی۔

هٰذا هوالمرا م واللہ اعلم بحقیقت الکلام

فصلٌ الکلامُ لفظٌ کلام ایسا لفظ ہے تضمَّنَ کلمتینِ جو دو کلموں کو متضمن ہو(یعنی مشتمل ہو دو کلموں پر،یعنی کم از کم دو کلمیں ہونا چاہیے۔تضمن فعل ہے اور کلمتین اس کا فاعل ہے فعل فاعل سے ملکر جملہ بنا اور جملہ نکرہ کے حکم میں ہوتا ہے۔ نکرہ کے بعد نکرہ موصوف صفت والا ترکیب، لفظ مصدر ہے اور مصدر اسم جنس ہوتا ہے اور اسم جنس کا اطلاق قلیل اور کثیر سب پر ہوتا ہے۔ ایک کلمہ ہو، دو کلمے ہو یا زیادہ ہم کہیں گے کہ یہ لفظ ہے۔)با لاسناد اسناد کے ساتھ و الاسنادُ نسبتهُ اسناد کہتے ہیں نسبت کرنا احدَی الکلمتینِ الی الأُخریٰ دو کلموں میں سے ایک کی دوسری کی طرف بحیث اس طور پر تفید المخاطب کہ وہ فائدہ دے مخاطب کو(سننے والے کو) فائِدةً تامَّةً پورا فائدہ(بات پوری طرح سمجھ میں آئیں) یَصِحُّ السّکوتُ علیہا جس پر سکوت (خاموش ہونا) صحیح ہو(فائدة نکرہ موصوف تامةنکرہ صفت اول یصح السکوت علیہا صفت ثانی)(ایسا پورا فائدہ جس پر سکوت صحیح ہو) نحو مثال کے طور پر زیدٌ قائمٌ قائم کی اسناد زید کی طرف۔ و قام زیدٌ

و یسمیّٰ جملةً اور اسکو جملہ بھی کہتے ہیں۔ فَعُلِمَ پس معلوم ہوا اَنَّ الکلام لا یحصُل الّا مِن اسمینِ یہ کہ کلام حاصل نہیں ہوتا مگر دو اسموں سے نحو زیدٌ قائمٌ مثال کے طور پر زید قائمٌ و یسمیّٰ جملةٌ اسمیّةً اور اس کو جملہ اسمیة کہتے ہیں۔ او مِن فعل وَ اِسمٍ یا فعل و اسم سے کلام حاصل ہوگا نحو قام زیدٌ مثال کے طور پر قام زیدٌ و یسمیّٰ جملةً فعلیةً اور اسکو جملہ فعلیہ کہتے ہیں اذ الا یُوْجَدُ المسندُ والمسندُ الیہ معاً اس لئے مسند اور مسند الیہ اکھٹے نہیں پائے جاتے(معاً بمعنی اکھٹے) فی غیرھما ان دو صورتوں کے علاوہ و لا بدَّ اور ضروری ہے للکلام کلام میں منھما ان دونوں کا فان قیل اگر یہ کہا جائے (فان قیل سے اعتراض کیا جاتا ہے) قد نوقِضَ بالنّداءِ تحقیق یہ بات تھوڑ دی گئی ہے نداء کے ساتھ نحو یا زیدُ جیسا یا زید قلنا تو ہم جواب میں کہتے ہیں حرف النداء قائم مقام حرف ندا قائم مقام ہے ادعُو میں بلاتا ہوں و اَطْلُبُ میں طلب کرتا ہوں و ھو الفعلُ اور وہ فعل ہے فلا نَقْضَ علیہ لہٰذا اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ (یا زیدُ اصل میں ادعو زیدً تھا(ادعو فعل انا ضمیر فاعل زید مفعول۔ مفعول فَضلہ ہوتا ہے یعنی زائید چیز اگر مفعول کو خذف کیا جا سکتا ہے) یا اَطلبُ زیدً۔ زید مفعول ہے۔ ادعو یا اطلبُ کو ختم کیا تو "یا" کو اس کا قائم مقام بنایا ۔ ادعو یا اطلبُ کے ساتھ انا ضمیر بھی ختم ہوا تو زید کو اس کا قائم مقام بنایا تو یا زیدُ بنا۔)

و اذا فرغنا من المقدَّمةِ اور جب ہم مقدمہ سے فارغ ہوئے۔ فلنشرعِ فی الاقسام الثلٰثةِ پس چاہیے کہ ہم شروع ہو تین قسموں کے اندر واللہ الموفّقُ و المعینُ اور اللہ ہی توفیق دینے والے ہے اور اللہ ہی مددگار ہے ۔ القسم الاوّل فی الاسم پہلی قسم اسم کے بارے میں و قد مرّ تعریفہ اور تحقیق گزر گئی اسم کی تعریف و ھو ینقسمُ الی المعرب والمبنی اور اسم تقسیم ہوتا مبنی اور معرب میں فلنَذکُرْ احکمهُ فی بابین و خاتمةٍ پس چاہیے کہ ہم ذکر کریں اسم کے احکام کو دو بابوں میں اور ایک خاتمے میں۔ الباب الاول فی الاسم المعرب پہلا باب اسم معرب کے بیان میں۔ و فیہ مقدِّ مةٌ و ثلٰثةُ مقاصدَ وَ خاتمةٌ اور اس باب کے اندر ایک مقدمة اور تین مقاصد اور ایک خاتمہ ۔ امّا المقدمة ففیہا فصولٌ باقی مقدمہ جو ہے اس میں کئی فصلیں ہے۔

فصل ای ھٰذا فصل فی تعریف الاسم المعرب اسم معرب کی تعریف میں وھو کل اسمٍ اور وہ ہر ایسا اسم ہے رُکِّبَ مع غیرہٖ جس کو جوڑا گیا ہو اپنے غیر کے ساتھ (لیکن اس طور پر کہ اسکا عامل بھی موجود ہو۔) ولا یُشْبِہُ مَبْنِیَّ الاصلِ وہ مشابہ نہ ہو مبنی الاصل کے (اسم اشارہ حرف کے مشابہ ہے۔ اسم اشارہ ، اشارہ حصیہ کی محتاج ہے۔ مثلاً ہاتھ وغیرہ سے اشارہ کرنا۔ اَعْنِیْ الحرفَ و الامرَ الحاضرَ والماضیَ یعنی کہ حرف، امر حاضر اور ماضی نحو زیدٌ جیسے کہ زیدٌ کا لفظ فی قام زیدٌ (یہاں زیدٌ ترکیب میں ہے یعنی اس کا عامل بھی موجود ہے اور یہ مبنی الاصل کے مشابہ بھی نہیں اس لئے یہ معرب ہے) لا زیدٌ وحدہ لعدم الترکیب اور نہ اکیلا زید کیونکہ وہ ترکیب میں نہیں۔

ولا ھٰؤ لآءِ اور نہ ھٰؤلآءِ (یہ لوگ، ھٰذا مفرد ھٰؤلآءِ جمع ہے) فی قام ھٰؤُلآءِ قام ھٰؤلآءِ (یہ لوگ کھڑے ہوئے) میں یہاں ھٰؤلآءِ مبنی کا مشابہ ہے اس لئے یہ مبنی بنا۔ لوجود الشَّبَہِ مشابہت کے پائے جانے کی وجہ سے و یسمیّٰ متمکنًّا اور اسم معرب کو اسم متمکن (جگہ دینا یعنی اعراب کو جگہ دینا) بھی کہتے ہیں۔

دوسرا فصل:۔

فصلٌ ای هٰذا الفصلِ حکمهٗ معرب کا حکم ان یختلفَ اٰخِرُهٗ باختلاف العوامل ای بسبب الاختلاف العوامل کہ اس کا آخر عوامل کے آنے سے مختلف ہوگا اختلافاً لفظیًّا یہ اختلاف (بدلنا) لفظی ہوگا۔(یعنی تلفظ ہی سے پتہ چل جائے گا۔

نحو جاءَنی زیدٌ مثال کے طور پر جاءَنی زیدٌ و رأیتُ زیدًا و مررْتُ بزیدٍ او تقدیر یا تقدیری ہوگا۔(یعنی ہم فرض کرلیں گے)

نحو جاءنی مؤسیٰ و رأیت موسیٰ و مررتُ بموسیٰ مثال کے طور پر جاءنی مؤسیٰ حالت رفعی فرض کیا گیا و رأیتُ موسیٰ حالت نصبی فرض کیا گیا و مررتُ بموسیٰ حالت جری فرض کیا گیا۔ موسیٰ کے آخر میں الف موجود ہے اور اس پر رفع، نصب اور جر نہیں آسکتا۔ یہاں الف مقصورہ مانع ہے۔ و الاعراب اور اعراب جو ہے ما وہ چیز ہے به یختلف اٰخرُ المعرب جس کے ساتھ بدلتا ہے معرب کا آخر کا لضمةِ جیسے ضمة والفتحةِ اور فتح ہے والکسرةِ اور کسرہ ہے والواوِ والالفِ والیاءِ اور واو، الف اور یا ہیں۔(سب کو کسرہ کے ساتھ اس لئے پڑھنا ہے کہ ضمة سے پہلے کاف حرف جر آیا ہے۔) واعرابُ الاسم اور اسم کا اعراب علیٰ ثلثة انواعٍ تین قسم پر ہے۔ رفع و نصب و جر جیسا کہ رفع، نصب اور جر۔(ضمٌ، فتحٌ، کسرٌ ، یہ تین مبنی کے حرکت بیان کرنے کے لئے آتے ہیں۔ ضمةٌ، فتحةٌ، کسرةٌ ، یہ تین مبنی اور معرب دونوں کے حرکت بیان کرنے کے لئے آتے ہیں۔ رفعٌ، نصبٌ، جرٌ یہ تین صرف معرب کے حرکت بیان کرنے کے لئے آتے ہیں۔)

و العامل اور عامل وہ چیز ہے ما به جسکی وجہ سے رفعٌ او نصبٌ او جرٌّ رفع، نصب اور جر ہو۔ و محل الاعراب من الاسم اور اعراب کی جگہ اسم میں هو الحرفُ الاخیر وہ اٰخر حرف ہے۔ مثال الکلِّ ان سب کی مثال نحو قامَ زیدٌ جیسا کہ قام زیدٌ فقام عاملٌ قام عامل ہے و زیدٌ معرَبٌ اور زید معرب ہے وا لضمة اعرابٌ اور ضمة اعراب ہے۔ والدّالُ محلُ الاعراب اور دال محل اعراب ہے۔واعلم اور جان لے اَنَّه لا یعرب فی کلام العرب اعراب نہیں دیا جاتا کلام عرب میں الّا الاسم متمکن و الفعل المضارعُ مگر اسم متمکن کو اور فعل مضارع کو و سیجیئُ حکمُهٗ اور عنقریب آئے گا اسکا حکم (فعل مضارع، س کی وجہ سے عنقریب معنی دیتے ہے) فی القسم الثانی قسم ثانی میں ان شاء الله تعالیٰ اگر اللہ نے چاہا۔

فصل ثالث:۔

فصلٌ یہ فصل ہے فی اصناف اعراب الاسم اسم کی اعراب کی اقسام میں و هی تسعةُ اصنافٍ اور یہ نو قسمیں ہیں۔

الاوّل پہلی قسم ان یکون الرفع با لضمة رفع ضمة کے ساتھ والنصب بالفتحة اور نصب فتح کے ساتھ والجرّ با لکسرة اور جر کسرہ کے ساتھ و یختص با لمفرد المنصرف الصحیح اور یہ قسم خاص ہے مفرد منصرف صحیح (جسکے آخر میں حرف علت نہ ہو) کے ساتھ و هو عند النُحاة اور صحیح نحویوں کے نزدیک ما وہ اسم لا یکون فی اٰخرِهِ حرفُ علةٍ جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو۔ کزیدٍ مثال کے طور پر زید و بالجاری مجری الصحیح اور جاری مجریٰ صحیح (آخر میں حرف علت آسکتا ہے لیکن ما قبل والا حرف ساکن ہو و هو ما یکون فی اٰ خرِه اور وہ ایسا اسم معرب ہے جس کے آخر میں واوٌ او یاءٌ ما قبلَها ساکنٌ ایسا واو ہو یا ایسی "یا" ہو جسکا ما قبل ساکن ہو۔ کدَلوٍ و ظبیٍ جیسے دلوٍ (ڈول) یا ظبیٍ (ہرن) و بالجمع المکسّر المنصرف اور یہ اعراب خاص ہے جمع مکسر منصرف کے ساتھ کرجالٍ جیسے رجال تقولُ آپ کہتے ہیں جاءنی زیدٌ و دلوٌ و ظبیٌ و رجالٌ آیا میرے پاس زید، اور ڈول، اور

ہرن اور آدمی۔ ورأیتُ زیدً و دلوًاوظبیاً و رجالاً اور جیسے زیدً و دلوًاوظبیاً و رجالاً و مررتُ بزیدٍ و دلوٍ و ظبیٍ و رجالٍ

اور یہاں سارے اعراب جر کے ساتھ آئیں۔(جمع سالم میں مفرد کا پورا وزن جمع میں برقرار رہتا ہے۔جیسے مسلمٌ سے مسلمون اور مسلمةٌ سے مسلماتٌ۔جمع مکسر (توڑی ہوئی) وہ جمع جس میں مفرد کا وزن توڑ دیا جاتا ہے۔جیسے رَجلٌ سے رِجالٌ)

(ہر وہ اسم جس کے آخر میں واو مشدد آئے اور یا "یا" مشدد آئے تو وہ بھی جاری مجریٰ صحیح ہے۔جیسے لاھوریٌّ لا ھور یئُن، مرمیٌّ مرمیٌّن، مدعوٌّ مدعوٌّون)

الثانی ان یکون الرفع بالضمة و النصب والجرّ بالکسرةِ دوسری قسم یہ ہے کہ رفع ضمة کے ساتھ ہو اور نصب اور جر کسرة کے ساتھ ہو۔ و یختصُّ بجمع المؤنث السَّالم اور یہ اعراب خاص ہے جمع مؤنث سالم کے ساتھ تو قول آپ کہتے ہیں هُنَّ مسلماتٌ رفع ضمہ کے ساتھ آیا و رأیتُ مسلماتٍ نصب کسرہ کے ساتھ آیا و مررتُ بمسلماتٍ اور جر بھی کسرہ کے ساتھ آیا

الثالث ان یکون الرفع بالضمة والنصب والجرُّ بالفتحة تیسری قسم جس کا رفع ضمہ کے ساتھ اور نصب اور جر فتح کے ساتھ و یختص بغیر المنصرف اور یہ اعراب غیر منصرف کے ساتھ خاص ہے۔ کعُمَر جیساکہ عمر تقولُ آپ کہتے ہیں جاءنی عمَرُ آیا میرے پاس عمر ورأیتُ عمرَ و مررتُ بعمرَ باجارہ کے باوجود عمر پر نصب آیا۔لیکن یہ حالت جری ہے۔(غیر منصرف پر کسرہ اور تنوین نہیں آتا)

الرابع چوتھی قسم ان یکون الرفع بالواو جس کا رفع واو والنصبُ بالالفِ اور نصب الف کے ساتھ والجرُّ بالیاءِ اور جر "یا" کے ساتھ و یختصُّ بالاسماءِ الستّة مکبَّرةً اور یہ اعراب خاص ہے آسمائے ستہ مکبرہ کے ساتھ (ایسا اسم جس کا تصغیر نہ ہو) موحَّدة اکیلا مضافة الٰی غیر یاء المتکلم مضاف ہو لیکن یا متکلم کی طرف مضاف نہ ہو۔ وھی اخوکَ و ابوکَ وھنوکَ وحموکِ و فوکَ و ذو مالٍ تقول جاءنی اخوک و رأیتُ اخاکَ و مررتُ بأخیک اخ بھائی، ابٌ ابا، ہن ہر وہ چیز جس کا ذکر کرنا غیب ہو، حم دیور کو کہتے ہیں۔اور یہ صرف عورت کے ہوتے ہیں۔یا خاوند کی طرف سے جو رشتے دار ہیں وہ عورت کے لئے حم ہوتے ہیں۔فو اور فم منہ، ذاتُ مالٍ مؤنث ہے ذو مالٍ۔یہ تمام اسماء واحد ہیں، مکبر ہیں، اور سارے مضاف ہیں لیکن ی متکلم کی طرف نہیں۔ و کذا البواقی اور باقی اسی طرح ہیں۔

الخامس پانچویں قسم یہ ہے ان یکون الرَّفع بالالف جس کا رفع الف کے ساتھ آئیں گا۔ والنصبُ وَالجرُّ بالیاء المفتوح ما قبلہا اور نصب اور جر ایسی یا کے ساتھ جو ما قبل مفتوح ہو۔ و یختصّ بالمُثنّیٰ اور یہ اعراب خاص ہے تثنیہ کے ساتھ (تثنیہ وہ ہے جب ہم مفرد میں الف نون بڑھا دیتے ہیں۔جیسے رجل سے رجلان، قلم سے قلمان وغیرہ) و کلا اور کلا کے ساتھ مضافاً الٰی مضمرٍ اس حال میں کہ وہ کلا مضاف ہو ضمیر کی طرف (کلا بطور تاکید کے استعمال ہوتا ہے۔یہ کبھی کبھار مضاف ہوتا ہے ضمیر کی طرف اور کبھی مضاف ہوتا ہے اسم ظاہر کی طرف۔ضمیر کے علاوہ جتنے اسم ہے وہ سارے اسم ظاہر ہے۔مذکر کے لئے کلا اور مؤنث کے لئے کلتا۔کلتا کا اعراب بھی کلا کی طرح ہے۔مؤنث کو اس لئے ذکر نہیں کی کہ مؤنث مذکر کا تابع ہے۔اگر کلا مضاف ہو اسم ظاہر کی طرف جیسے کلا الرجلینِ تو یہ تینوں حالتوں میں اسی طرح رہے گا اور تینوں حالتوں میں تقدیری ہوگا۔جاء نی کلا الرجلینِ، رأیت کلا الرجلینِ ، مررت کلا الرجلینِ۔) و اثنان و اثنتان اور اس طرح اثنان (دو مذکر) اور اثنتان (دو مؤنث) اس کا اعراب بھی یہی ہے۔(اثنان و اثنتان یہ تثنیہ نہیں ہے۔کیونکہ اس کا مفرد نہیں۔کیونکہ تثنیہ وہ ہے کہ مفرد میں ان کا اضافہ کیا جائے۔) تقول

جاءنی الرجلان کلاهما (میرے پاس وہ دونوں آدمی آئے) واثنان واثنتان ورأیت الرجلین کلیهما واثنین واثنتینِ و مررتُ بالرجلین کلیهما وا ثنین واثنتین۔

السادس چھٹی قسم ان یکون الرفع بالواوِ کہ رفع ہوایسی واو کے ساتھ المضموم ما قبلہا جس کا ماقبل مضموم ہو و النصب والجرُّ با لیاء المکسور ما قبلہا اور نصب اور جری ماقبل مکسور ہو۔ و یختصُّ بجمع المذکر السالم اور یہ اعراب خاص ہے جمع مذکر سالم کے ساتھ (جمع میں مفرد کا وزن برقرار ہے۔جیسے مسلمون میں مسلم موجود ہے) نحو مسلمون جیسے مسلمون و اولو اور اولو کا اعراب بھی اسی طرح ہے۔(اولو ذو کی جمع ہے من غیرلفظه۔ذو بمعنی مال والا اور اولو مال والے) و عشرونَ معَ اخواتها اور عشرون اور ساتھ اس کے جو مشابہ ہے (عشرون کلمة ہے اور کلمة کے آخر میں تائے تانیث ہے اس لئے اخواتها کہا) تقول جاءنی مسلمون و عشرون و اولو مالٍ جیسے جاءنی مسلمون و عشرون و اولو مالٍ ورأیت مسلمین و عشرین و اولی مالٍ جیسے مسلمین و عشرین و اولی مالٍ و مررتُ بمسلمین و عشرین و اولی مالٍ اور جیسے مررتُ بمسلمین و عشرین و اولی مالٍ۔(نکتہ۔اولو لفظ لکھا ہوا ہے۔ اولو میں شروع میں ہمزہ ہے اور بعد میں "واو" ہے حالانکہ "واو" کو پڑھ نہیں رہے ہم۔ہم اس کا تلفظ "اُلو" سے کرتے ہیں۔جب ہم اس کو پڑھتے نہیں تو لکھتے کیوں ہے؟جواب۔اگر ہم اولی کو بغیر واو کے لکھیں گے اور بغیر اعراب کے ہو تو یہ الی لگیں گا۔الی بھی بغیر اعراب کے الی ہی لکھا جاسکتا ہے۔تو ان دونوں میں فرق کرنے کے لئے حالت نصبی اور جری میں ہمزہ کے بعد "واو" لکھا جاتا ہے۔ساری حالتیں ایک جیسے کرنے کے لئے "واو" لکھا۔)

واعلم اور جان لے تو انَّ نونَ التثنیة نون تثنیة جو ہوتا ہے مکسورةٌ ابدا وہ ہمیشہ مکسور ہوتا ہے۔جیسے رجلانِ میں نون تثنیہ ہے اور ہم ن پر زیر پڑھتے ہیں ہر حالت میں۔یہ ان کا حرکت ہیں یہ اعراب نہیں۔اور اعراب ماقبل والا حرف ہے۔ و نون جمعِ السَّلامةِ اور جمع سلامت کا نون مفتوحةٌ ابدًا ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے۔جیسے مسلمونَ میں نون جمع سلامت پر ہم فتح پڑھتے ہیں۔ہر حالت میں۔یہ ان کا حرکت ہیں یہ اعراب نہیں۔اور اعراب ماقبل والا حرف ہے۔ و کلاهما تسقطان عند الاضافة اور یہ دونوں اضافت کے وقت گر جاتے ہیں۔مثل کتاب کی تثنیہ کتابان ہے اور اضافت میں کتابان زیدٍ نہیں لیکن کتابا زیدٍ لکھیں گا اور پڑھیں گا۔مسلمون کی اضافت مصر کی طرف مسلمو مصرٍ ہو گا۔ تقول آپ یہ کہتے ہیں۔ جاءنی غلاما زیدٍ آیا میرے پاس دو غلام و مسلمو مصرٍ اور شہر کے مسلم۔ابھی تک جتنی قسمیں گزری وہ اعرابِ لفظی تھے۔اب اعراب تقدیری کی قسمیں آئیں گے۔یہاں لفظوں میں تبدیلی نہیں آتی لیکن ہم فرض کرینگے۔

السّابعُ اور ساتھویں قسم ان یکون الرفعُ بتقدیر الضمة و النصبُ بتقدیر الفتحة والجرُّ بتقدیر الکسرة رفع تقدیر ضمہ کے ساتھ آئیں گا۔نصب تقدیری فتح کے ساتھ اور جر تقدیری کسرہ کے ساتھ۔تقدیر کا مطلب ہے فرض کرنا۔یعنی یہ اعراب ہم فرض کریں گے۔اعتراض۔ جب یہ تبدیل نہیں ہوتا تو اسکو مبنی کیوں نہیں کہتے۔جواب۔یہاں آخر میں "الف" آتا ہے اور "الف" ہمیشہ ساکن ہوتا ہے۔"الف" مانع ہے یہ اعراب کو ظاہر نہیں کرنے دیتا۔اگر یہ "الف" نہیں ہوتا تو اعراب نظر آتا۔تقدیری اعراب جب بھی آتا ہے تو وہاں مانع ہو نگا۔لیکن مبنی میں مانع نہیں ہوتا۔جیسے ھٰولاءِ یہاں ہمزہ پر زبر،زیر،پیش سب آسکتا ہے لیکن یہاں صرف ھولاءِ ہے تینوں حالتوں میں اور یہاں کوئی مانع بھی نہیں۔اس لئے یہ مبنی ہے۔ و یختصُّ بالمقصور اور یہ قسم خاص ہے اسم مقصور کے ساتھ و هو مافی اٰخرهِ الفٌ مقصورة اور وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف مقصورة ہو۔مثلاً موسیٰ۔(الف مقصورہ۔مقصورہ قصر سے ہے یعنی عام الف۔الف ممدودہ۔وہ الف جسکو لمبا کیا جاتا ہے جس پر مد لکھا ہوتا ہے۔اور الف ممدودہ وہ الف ہوتا ہے جسکے بعد ہمزہ آئے۔جیسے بنی اسرآئیل تو "را" کے بعد جو "الف" لکھا ہے یہ الف ممدودہ ہے۔اس کو خوب لمبا کرتے ہیں) کعصًا جیسے کہ عصًا

ہے۔(اشکال: عصٰی کے آخر میں تو تنوین ہے الف نہیں۔جواب۔یہاں الف موجود ہے تقدیرًا۔اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا۔اصل میں عصَوٌ۔و او متحرک ہے اور ما قبل حرکت ہے تو اس "واو" کو "الف" سے بدلیں گے۔اور اس واو پر تنوین بھی ہے۔تنوین نون ساکن کا نام ہے۔تو یہ عصان بن گیا۔یہاں "الف" بھی ساکن اور "نون" بھی ساکن اور یہ اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدِّہ ہے۔کیونکہ "الف" تو حرف مدّہ ہے اور مابعد والا "نون" مدغم نہیں۔تو حرف مدہ کو گرادینگے۔تو ہمارے ساتھ عصن رہ گیا۔اور اسکو لکھیں گے عصًا۔اگر اس پر "الف لام" داخل ہو نگا تو پھر العصیٰ پڑھیں گے۔وضاحت۔عصوٌ پر جب ال داخل کرتے ہیں تو العصَوُ بنا۔واو متحرک ما قبل فتح کو الف سے بدلیں تو بنا العصیٰ۔اسی طرح معنیً اصل میں معنیٌ ۔یا متحرک ما قبل فتح کو الف سے بدلا تو بن گیا معنان ۔پھر "الف" اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا تو معنن ہوا پھر معنیً ہوا۔اور اگر اس پر الف لام داخل ہو تو المعنیٰ پڑھیں گے۔اسی طرح فتیً ۔اصل میں فَتَیٌ ،پھر فتان ہوا۔پھر فتن ہوا۔اور فتیً بنا۔بمعنی جوان۔

وضاحت:۔چند باتیں بطور مقدمة کے:1۔تنوین نون ساکن کا نام ہے۔2۔"واو" یا "یا" متحرک ہو ما قبل فتح ہو تو ان کو "الف" سے بدلتے ہے۔جیسے قال اصل میں قَوَلَ تھا۔باعَ اصل میں بَیَعَ تھا۔3۔(اجتماع ساکنین علیٰ غیر حده) کہ جب دو ساکن اکھٹے ہو جائے تو پھر دیکھو ان دو ساکنوں میں پہلا حرف ،حرف مدّہ تو نہیں۔اگر پہلا ساکن حرف مدّہ ہو تو پھر اسکو گرادینگے۔یعنی خذف کردینگے۔(اجتماع ساکنین علیٰ حده میں پہلا ساکن مده ہو اور دوسرا مدغم ہو جیسے فاڵّ یہاں الف بھی ساکن اور را بھی ساکن۔یہ اجتماع ساکنین علی حده ہے دونوں کو پڑھیں گے۔تو اس کے علاوہ جتنی صورتیں ہے وہ اجتماع ساکنین علیٰ غیر حده ہے۔)۔4۔حرف مده "واو"،"الف"،"یا" اگر ان سے پہلے والے حرف کا حرکت اس کے موافق ہو تو اسکو حروف مده کہتے ہیں۔مثلاً "الف" سے پہلے زبر، جیسے قالا۔اور "الف" سے پہلے ہمیشہ فتح آتا ہے۔"واو" سے پہلے پیش ہو جیسے قُولو اور "یا" سے قبل کسرہ ہے۔مثلاً مسلمِین۔یہ ما قبل موافق حرکت کو کھینچ لیتے ہیں۔اگر "واو" اور "یا" سے ما قبل حرکت اس کے موافق نہ ہو تو اسکو حرف لین کہتے ہیں۔مثلاً مَوت اور نَوْمٌ میں "واو" لین ہے۔ اور خَیرٌ میں "یائے" لین ہے۔ مثلاً لمْ نجعلْ الْارض ۔ الارض میں الف گر گیا تو لام ساکن ہوا۔ اور نجعل میں بھی لام ساکن تو دو ساکن آئے۔ اب پہلی ساکن کو کسرہ والی حرکت دینگے۔ قاعدہ۔ الساکنُ اذا حرِّک حرکَ بالکسر۔کیونکہ لام حروف مدّہ میں سے نہیں۔تو اسی لئے اس کو حرکت دیا۔

| و بالمضاف الیٰ یاء المتکلم | اور یہ اعراب خاص ہے اس اسم کے ساتھ جو یائے متکلم کی طرف مضاف ہو | غیر جمع المذکر السَّالم | اس حال میں کہ وہ جمع مذکر سالم کے علاوہ ہو۔

| کغلامِی | جیسے غلامی | تقول | آپ کہتے ہیں | جاءَنی عصًا و غلامِی | | و رأیتُ عصًا و غلامِی | | و مررت بعصًا و غلامِی | (میم کے نیچے جو کسرہ ہے یہ اعراب نہیں یہ حرکت ہے کیونکہ یا اپنے ما قبل کسرہ چاہتا ہے۔عصًا و غلامی تلفظ میں حروف یرملون والا قانون استعمال کریں۔)

| الثامنُ | آٹھویں قسم | ان یکون الرفعُ بتقدیر الضمةِ | رفع تقدیری ضمة کے ساتھ ہوگا۔ | والجرُّ بتقدیر الکسرة | اور جر تقدیری کسرہ کے ساتھ | والنصب بالفتحةِ لفظاً | اور نصب فتح لفظی کے ساتھ ہوگا۔ | و یختصُّ با لمنقوص | اور یہ اعراب خاص ہے اسم منقوص کے ساتھ (منقوص یعنی ناقص،یعنی وہ والا ناقص جسے کے آخر میں یا ما قبل کسرہ ہو) | و هو | اور وہ ایسا اسم ہے۔ | ما فی آخرِہ یاءٌ | جس کے آخر میں ایسی "یا" ہو | ما قبلها مکسورٌ | جس کا ما قبل مکسور ہو۔ | کا لقاضی | جیسے کہ قاضی | تقول | آپ کہتے ہیں | جاءنی القاضِی | یہ حالت رفعی ہے لیکن "یا" پر ہم پیش نہیں پڑھتے۔یا پر پیش اور کسرہ ثقیل ہے لیکن فتح پڑھنا آسان ہے۔ | و رأیتُ القاضِیَ | یہاں قاضی مفعول بن رہا ہے اس لئے "یا" پر رفع پڑھا۔ | ومررتُ بالقاضِی | یہ حالت جری ہے۔

التاسع اورنویں قسم ان یکون الرفع بتقدیر الواوِ کہ رفع جو ہے وہ تقدیر واو کے ساتھ ہو۔ وَالنصبُ و الجرُّ با لیاء لفظًا اور نصب اور جر یائے لفظی ہو۔ و یُختصُّ بجمع لمذکر السالم مضافاً الیٰ یاء المتکلم اور اس قسم کا اعراب خاص ہے اس جمع مذکر سالم کی طرف جو مضاف ہو یائے متکلم کی طرف۔ تقول آپ کہتے ہیں۔ جاءنی مسلِمِیَّ جاء فعل مسلِمِیَّ مضاف مضاف الیہ ہے۔ تقدیرہ اسکی تقدیر یہ ہے۔ مسلِمُویَ اجتمعت الواوُ فی الیاءِ جمع ہوگئے "واو" اور "یا" والاُولیٰ منہما اور ان میں سے پہلا ساکنۃً ساکن فقُلِبَتِ الواوُ پس "واو" کو بدل دیا گیا "یا" سے۔ واُدغمتِ الیاءُ فی الیاءِ اور "یا" کو "یا" میں ادغام کیا۔ و اُبدلتِ الضمَّۃُ بالکسرۃ اور ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا۔ لمناسبۃ الیاءِ "یا" کی مناسبت کی وجہ سے۔ فصارَ مسلِمِیَّ پس مسلِمِیَّ بن گیا۔ ورأیتُ مسلِمِیَّ حالت نصبی ہے۔ ومررتُ بمسلِمِیَّ یہ حالت جرّی ہے۔

(جاءنی مسلمونَیَ۔اور نون اضافت کی وجہ سے گر جائے گا تو بنے گا جاءنی مسلمُوْیَ۔ اس مرکب کے آخر میں "واو" اور "یا" جمع ہو گئے۔ضابطہ ہے کہ "واو" اور "یا" جب کلمہ کے آخر میں اکھٹے ہو جائیں اور پہلا ان میں ساکن ہو تو پھر اس صورت میں "واو" کو "یا" کر کے "یا" میں ادغام کرتے ہیں۔چاہے وہ پہلے ہے یا بعد میں۔اب مسلمُیْیَ یا مسلمُیَّ بنا۔ چونکہ یا اپنے سے ماقبل کسرہ چاہتا ہے تو مسلمِیَّ بنا۔ میم کے ضمہ کو کسرہ سے بدلا۔ورأیتُ مسلمِیَّ :یہاں مسلمینَ کا اضافت یا کی طرف ہوا اور اضافت سے نون جمع گر گیا تو مسلِمِیْ یَ ہوا۔پھر یا کو یا میں ادغام کیا تو مسلمِیَّ ہوا۔یہاں یا موجود ہے اس لئے یہاں حالت نصبی یا لفظی کے ساتھ ہے۔اسی طرح حالت جری بھی ہے۔

چوتھی فصل فصل ای ھٰذا فصلٌ یہ فصل ہے۔فصلٌ خبر ہے اور اس کا مبتدا محذوف ہے۔ اَلاسمُ المعرب علیٰ نو عین اسم معرب دو قسم پر ہے۔تلفظ:اَلِسْمُ المعرب لام اور سین دونوں ساکن ہیں۔ منصرف ایک منصرف ہے ۔و ھو ما لیس فیہ سببان وہ "ما" سے مراد اسم معرب ہے "اسم معرب ہے جس میں دو اسباب موجود نہ ہو۔ او واحدٌ یقومُ مقامَہما اور یا کوئی ایک جو دو کے قائم مقام ہو۔ تلفظ۔حروف پر ملون کا خیال رکھے۔ من السباب التسعۃِ نو اسباب منع صرف میں سے کزید جیسا کہ زید و یسمّی الاسمَ المتمکن اور اسکو اسم متمکن بھی کہتے ہیں۔تلفظ:الف لام میں "الف" گر گیا۔پھر لام بھی ساکن اور الف بھی ساکن تو تلفظ ہو گا و یسمّی لِسْمَ المتمکن(تمکن کا مطلب ہے جگہ دینا اور یہ اعراب کو جگہ دیتا ہے) و حکمہُ ان یَّدُخُلَہ الحرکاتُ الثلٰثُ مَعَ التنوین اور منصرف کا حکم یہ ہے کہ اس پر تینوں حرکات مع تنوین کے آسکتے ہیں۔تقول آپ کہتے ہیں۔ جاءنی زیدٌ ورأیت زیدًا و مررتُ بزیدٍ و غیرُ منصرفٍ و ھو ما اور وہ اسم معرب ہے فیہ سببان جس میں منع صرف کے دو سبب ہو۔ او واحدٌ منہا یقوم مقامہما اور یا ایک سبب جو قائم مقام دو کے ہو۔والاسبابُ التسعۃ ھی اور وہ نو اوصاف یہ ہے۔ العدلُ والوصفُ والتانیث و المعرفۃ والعُجمۃ والجمعُ والترکیب و الالف والنونُ الزائد تانِ و وزنُ الفعل و حکمہُ ان لا یدخلہ الکسرۃ و التَّنوینُ اور حکم غیر منصرف کا کہ داخل نہیں ہوتا اس پر کسرہ اور تنوین و یکونُ فی مَوْضع الجرّ اور جر کے مقام پر مفتوحاً ابدًا ہمیشہ مفتوح ہو گا۔(منصوب نہیں کہنا مثلاً مررتُ بعمرَ یہاں حرکت فتح والی ہے لیکن یہ جر ہے) تقولُ آپ کہتے ہیں جاء نی احمدُ و رأیتُ احمدَ و مررت باحمدَ

اسباب منع صرف کا پہلا سبب: امّا العدلُ تو عدل جو ہے۔عدل کا معنٰی ہے پھیرنا۔یعنی صرفی قوانین کے خلاف ایک نئی صورت دینا۔ فہو تغیُّرِ اللفظ اور وہ لفظ کا بدلنا ہے من صیغتِہِ الاصلیۃِ اصلی صیغہ سے(قانون والا صیغہ) الیٰ صیغۃ اُخریٰ دوسرے صیغہ کی طرف تحقیقاً

او تقدیرًا اور یہ بدلنا کبھی تحقیقاً ہوگا اور کبھی تقدیراً (عدل تحقیقی یہ ہے جس کا ہمارے پاس دلیل موجود ہے۔ اور اگر دلیل موجود نہ ہو تو یہ عدل تقدیری (فرض) ہے۔ و لا یجتمع مع وزن الفعل اصلا اور یہ عدل جمع نہیں ہوتا وزن فعل کے ساتھ کبھی بھی۔ یجتمع کے اندر ھو ضمیر راجع ہے عدل کو۔ وزن فعل عدل کے ساتھ اکٹھا نہیں ہو سکتا۔ عدل کے چھ اوزان ہیں۔ (مَفْعَلْ جیسے مَثلث ، فُعال جیسے ثُلاث، فَعَال جیسے قَطام، فُعَلْ جیسے عُمَرْ، فَعْل جیسے اَمْس، فِعْل جیسے سِحْر) اور فعل کے اپنے اوزان ہے۔ اور فعل کا کوئی وزن عدل کے وزن پر نہیں۔ اور عدل کا کوئی وزن فعل کے وزن پر نہیں۔ 14 و یجتمع مَعَ العلمیّۃِ اور جمع ہو سکتا ہے علمیت کے ساتھ۔

کعمَرَ و زفرَ جیسے عمر اور زفران دونوں میں ایک علمیت ہے اور دوسرا عدل ہے۔ عمر و زفر بروزن فُعَلْ۔ یہاں عمر پر کاف جارہ داخل ہے لیکن عُمَرٍ نہیں پڑھنا عمرَ پڑھنا جائز ہے۔ عمر اور زفر ان دونوں میں عدل تقدیری ہے کیونکہ ہمارے پاس اس کا دلیل نہیں۔ و مع الوصفِ اور یہ وصف کے ساتھ بھی جمع ہو سکتا ہے۔ کثُلاثَ و مَثْلَثَ جیسے ثُلاث بمعنی تین تین اور مَثلَث بمعنی تین تین (اُحادُ ایک ایک ثُناءُ دو دو ثُلاثُ تین تین رُباعُ چار چار خُماسُ پانچ پانچ سُداسُ چھ چھ سُباعُ سات سات ثُمانُ آٹھ آٹھ تُساعُ نو نو عُشارُ دس دس اسی طرح مَوْحَدُ ایک ایک مَثنیٰ دو دو مثنیٰ اصل میں مثنَیُ تھا۔ یا متحرک ماقبل نون پر فتح کو الف سے بدل دیا تو مثنیٰ ہوا مَثْلَثُ تین تین مَرْبَعُ چار چار مَخمَسُ پانچ پانچ مَسْدَسُ چھ چھ مَسْبَعُ سات سات مَثْمَنُ آٹھ آٹھ مَستغ نو نو معشر دس دس ۔ اور یہ تقسیم وغیرہ کے موقع پر استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً دو دو روپے تقسیم کرو۔ یا دو دو بچے آو۔ اس میں عدل تحقیقی ہے۔ اس کا دلیل یہ ثُلثَ لفظا ایک ہے اور معنی دو الفاظ کے ہیں اور وہ ثلاثۃ ثلاثۃ ہیں یعنی تین تین اسی طرح مَثلث بھی ثلاثۃ ثلاثۃ تھا اصل میں۔ لفظ کے دو معنی نہیں ہوتے لفظ کا ایک معنی ہوتا ہے۔ و اُخَرَ یہ اسم تفضیل ہے۔ اُخَرُ بروزن ضُرَبُ ۔ضُرَبٌ یہ جمع ہے ضربیٰ کی۔ اُخر بروزن اَضْرَبُ، اضرب کی مؤنث ضربیٰ، اٰخر کی مؤنث اخریٰ بروزن ضربیٰ۔ اُخریٰ کی جمع اُخَر ۔اسم تفضیل کے استعمال کے تین طریقے ہیں۔ یا اس پر الف لام داخل کر کے استعمال کرتے ہیں یعنی الاَضربْ ، یا اس کے ساتھ مِن استعمال ہوگا یعنی اَضربُ مِن ۔ یا اس کی اضافت ہوتی ہیں۔ یعنی زیدٌ اضربُ القومِ۔ زید لوگوں میں سب سے زیادہ پٹھائی کرنے والا ہے۔ اُخَر ان تینوں میں سے کسی کے ساتھ استعمال نہیں۔ معلوم ہوا یہ ان تین طریقوں میں کسی سے پھیرا گیا ہے۔ معلوم ہوا یہ اصل میں تھا الاُخَرُ سے اُخَر کر دیا گیا۔ یا اُ خَرُ مِن تھا اور اُخَرُ بن گیا۔ اور یہاں اضافت کا اعتبار نہیں کیا جاتا ادھر۔ اضافت کے جو لوازم ہیں وہ غیر انصراف کے منافی ہیں۔ یعنی غیر انصراف ہو تو اضافت نہیں ہوتا اور اضافت ہو تو غیر انصراف نہیں ہوتا۔ اضربُ القومِ میں اگر القوم کو ختم کرنا چاہتے تو ایک اور آضرب القوم لانا پڑھے گا۔ جیسے اضربُ اضرب القوم ۔ یعنی اگر اضافت ختم کریں تو اس جیسے ایک اور اضافت لانا پڑھیں گی۔ یا اضافت کو ختم کریں تو لفظ پر تنوین آتی ہے۔ کلٌّ کا لفظ ہمیشہ مضاف استعال ہوتا ہے۔ کل کا معنی ہے سارا۔ کل کے لئے ہمیشہ مضاف الیہ چاہیے۔ اگر مضاف الیہ کو خذف کیا جائے تو کل پر تنوین آئے گا۔ مثلاً جاءنی کلھم اگر ھم کو خذف کریں تو جاءنی کلٌّ ہو جائے۔ یا اگر مضاف الیہ کو خذف کریں تو وہ لفظ مبنی بن جاتا ہے۔ جیسے قبلُ اور بعدُ میں۔ یہ بھی ہمیشہ مضاف الیہ چاہتا ہے۔ اگر اس کا مضاف الیہ ختم کیا جائے تو یہ مبنی بر ضمہ ہو جاتا ہے۔ جیسے جاءنی زیدٌ قبلَ بکرٌ اگر بکر کو خذف کیا جائے تو جاءنی زیدٌ قبلُ ۔ تو معلوم ہوا اگر اضافت کو ختم کیا جائے تو اس کے بدلے تین کام کرنا پڑھیں گا۔ یا تو اس جیسی اضافت لائینگے یا اس لفظ پر تنوین آئے گا اور یا وہ مبنی بن جائے گا۔ اور یہ چیزیں غیر انصراف کے منافی ہے۔ غیر منصرف معرب ہوتا ہے۔

و جُمَعَ (ایک صفت وصفیت اور دوسرا عدل (عدل تحقیقی) تو یہ غیر منصرف بن گیا)

تشریح۔جُمَعَ یہ جمع ہے جَمعاءُ کی۔یہ جُمَعْ، فُعَلْ کی وزن پر ہے۔یہ فُعَلْ جمع ہے فَعْلَاءُ کی۔اگر فَعْلَاءُ اَفْعَلُ صفتی کا مؤنث ہو تو اسکی جمع فُعْلٌ آتا ہے۔افعل صفتی جیسے احمر اسکی مؤنث حَمراءُ ۔اور حَمْرَاءُ کی جمع آتی حُمْرٌ ۔

فائدہ:اَفْعَلُ وزن اسم تفضیل کے لئے بھی آتا ہے اور صفت مشبہ کے لئے بھی آتا ہے۔ مثلاً اضرب بروزن اَفْعَلُ ۔ یہ اسم تفضیل ہے ۔اس کے معنی میں زیادہ کا لفظ استعمال کریں گے۔ کالے رنگ کو اسودُ کہتے ہے بروزن افعلُ۔ اب یہ اسم تفضیل نہیں صفت مشبہ ہے تو اس کے معنی میں زیادہ کا لفظ استعمال نہیں کریں گے۔ابیض بروزن افعل صفت مشبہ ہے۔یہ جو صفت مشبہ افعل وزن پر آتی ہے اس کا مؤنث فعلیٰ آتی ہے۔احمر کی مؤنث حمراء۔حمراء کی جمع حُمْرٌ ۔ صحراء بروزن فعلاء ۔ یہ صفت مشبہ نہیں بلکہ اسم محض ہے۔

جُمَع یہ جمع ہے جمعاء کی بروزن فعلاء۔اور یہ فعلاء کبھی افعل الصفتی اتا ہے اور کبھی اسم محض۔اگر یہ افعل الصفتی (صفت مشبہ) کی مؤنث مانے تو پھر اس کی جمع فُعْلٌ کی وزن پر نہیں آتی۔ وہ فعلاء جو افعل صفتی کی مؤنث ہوتی ہے۔ اس کی جمع فُعْلٌ آیا کرتی ہے فُعَلٌ کی وزن پر نہیں آتی۔ حالانکہ یہ جُمَع ہے بروزن فُعَل کی وزن پر نہیں۔ اگر ہم اس کو اسم محض مانے تو صحراء کی جمع صحروات یعنی فعلوات یا صحارا یعنی فعالا آتی ہے۔ یہاں یہ جو جُمَع دیا گیا ہے اگر اس کی افعل الصفتی کی جمع مانیں تو اسکا وزن جُمْع ہے ۔ اور اگر اسم محض مانے تو اسکی جمع فعالا فعلوات یعنی جَمَاعَا ہوناچاہیے۔یاجَمْعَوَاتٌ ہوناچاہیے۔معلوم ہوا یہ معدول ہوا ان میں سے۔عدل معلوم ہوا۔

امَّا الْوَصْفُ فلا يجتمِعُ مَعَ العلَمِيةِ اصلاً باقی وصف جو ہے تو وہ کبھی بھی علم کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا(کیونکہ وصف مبہم ذات کے لئے اور اسم معین ذات کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً "زید" تو یہ ایک معین ذات کے لئے وضع ہے۔ اور صفت جیسا کہ "شجاع" یہ مبہم ذات کے لئے۔ وصف ہر ایک کا صفت بن سکتا ہے۔) و شرطُهُ اور غیر منصرف ہونے کے لئے شرط یہ ہے ان یکون و صفاً فی اصل الوضعِ اصل وضع میں وصف ہونا چاہیے (یعنی شروع ہی سے یہ لفظ بطور وصف بنایا گیا ہو، جیسے اربعٌ شروع ہی سے عربوں نے چار کے عدد لئے وضع کیا گیا۔ یہ وصف کے لئے وضع نہیں کیا گیا تھا۔ اب اگر یہ کسی کا وصف بنیں گا تو یہ غیر منصرف نہیں ہوگا۔) فَاَسْوَدُ و ارقمُ غیرُ منصرفٍ پس اسود اور ارقم غیر منصرف ہے۔ یہ اسود عربوں نے کالی چیز کے لئے وضع کیا گیا تھا۔ ہر کالی چیز کو اسود کہتے ہیں۔ پھر بعد میں یہ ایک کالے رنگ کے سانپ کا نام بن گیا۔ اگر چہ اس وقت یہ اسم ہے لیکن اصل وضع میں وصف تھا۔ تو یہ وصفیت مؤثر ہے۔ اسود بروزنِ اکرم اور ایک وصفیت ہے دو سبب کی وجہ سے غیر منصرف۔ اسی طرح ارقم یعنی چھتکبرے سانپ۔ کوئی ایسا سانپ جس پر سیاہی اور سفیدی ملی جلی ہو۔ عربوں نے ہر چھتکبرے چیز کے لئے یہ وضع کیا گیا تھا۔ ایک وصفیت ہے اور دوسر وزن فعل اس لئے غیر منصرف ہے۔ و ان صارا اسمین للحيَّةِ اگر چہ یہ سانپ کے لئے نام بن گئے ۔ لاصالتِهما فی الوصفيةِ بوجہ اصل ہونے کے ان دونوں کے وصفیت میں و اربعٍ فی مررت بنسوتٍ اربعٍ اور اربع کا لفظ اس جملہ میں "میں چار عورتوں پر گزرا" یہاں اربعٍ

بطور وصف کے ہیں۔ یہاں وزن فعل اکرم کے وزن پر بھی ہے اور یہاں وصفیت بھی ہے لیکن یہ وصفیت مؤثر نہیں۔ اگرچہ دو سبب موجود ہے۔ یعنی وصفیت ہے لیکن وہ والا وصفیت نہیں جو غیر منصرف کے لئے وضع کیا گیا تھا۔ کیونکہ یہ اصل وصف نہیں۔ یہ یہاں پر وصف ہے۔ منصرفٌ منصرف ہے ۔ مَعَ انَّهُ صفة و وزن الفعل باوجود اس کے کہ یہ صفت بھی ہے اور وزن فعل بھی۔ لعدم الاصَالةِ فی الوصفیة بوجه اصل نہ ہونے کے وصفیت میں

اَمَّ التانیث بالتاء تیسرا سبب غیر انصراف کا تانیث بالتاء ہے۔ (تانیث دو قسم پر ہے ایک تانیث لفظی ایک تانیث معنوی ۔ وہ تانیث جو لفظوں میں ہو یعنی تانیث کی علامت اس میں پایا جایا۔ یہ تین علامتیں ہیں۔ ایک تو گول تا ہے جیسے قائمة جس پر وقف کر کے ہ بن جاتی ہے۔ الف مقصورہ بھی تانیث کی علامت ہے۔ جیسے حبلیٰ اور الف ممدودہ بھی علامت ہے۔ اور تانیث معنوی جو معنی کے لحاظ سے تانیث ہو اگر چہ اس میں علامت تانیث نہ ہو۔ جیسے زینب کیونکہ یہ مؤنث کا نام ہے۔ یا مؤنث سماعی ہو۔ جیسے دار(گھر) ھٰذہٖ دارٌ۔ اس میں تانیث کا کوئی علامت نہیں۔) فشرطهُ پس اس کا شرط ان یکونَ عَلَمًا کہ وہ علم ہونا چاہیے ۔ کطلحةَ جیسے کہ طلحةَ ۔ طلحة مجرور ہے۔ تاء کی شرط اس لئے لگائی گئی ہے کہ بعض اوقات تا گر جاتی ہے۔ جیسے مؤنث کے لئے قائمة اور مذکر میں یہ تا گر جاتی ہے تو قائمٌ بن جاتا ہے۔ علم میں کوئی تبدیلی نہیں کی جاتی۔ اگر کسی عورت کا نام قائمةٌ ہے اب یہ نام بن گیا اب اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی جائینگی۔ طلحة میں تا نہیں گرا یا جا سکتا۔ و کذٰ لک المعنوی اور اسی طرح تانیث معنوی بھی ہے۔ جیسے زینب ۔

تانیث معنوی غیر منصرف ہونے کا سبب بنیں گا لیکن شرط علمیت ہے۔ اس میں دو شرطوں کا ہونا ضروری ہے نمبر 1 وہ علم ہونا چاہیے دوسرا شرط وہ لفظ جس میں تانیث معنوی آتا ہے تین حروف سے زیادہ ہونا چاہیے۔جیسے زینب۔ اگر تین حروف پر مشتمل ہے تو پھر درمیان والا حرف متحرک ہونا چاہیے۔ جیسے سَقَر درمیان والا متحرک ہے۔ اور اگر درمیان والا حرف متحرک بھی نہیں تو پھر اس صورت میں لفظ عجمی کم از کم ہونا چاہیے۔ جیسے ماہ و جور(ایک شہر یا قلعہ کانام ہے۔ شہروں کے نام مؤنث ہوتے ہیں۔ تانیث معنوی کے ساتھ تین حروف والا عجمی لفظ ہے۔) اگر یہ شرائط پوری نہ ہو تو تانیث معنوی غیر منصرف کا سبب نہیں بنے گا۔

اگر ان میں کوئی دوسری شرط پوری نہیں ہوئی تو اس کو منصرف اور غیر منصرف دونوں طرح پڑھنا چاہیے۔ مثلاً ھند تانیث معنوی ہے۔ تین حرف سے زائد نہیں ۔ اکر تین حروف ہو تو درمیان والا متحرک ہونا چاہیے لیکن یہاں ساکن ہے ۔ یہ شرط بھی پورا نہیں ہوا۔ پھر عجمی لفظ ہونا چاہیے تھا لیکن یہ عربی لفظ ہے۔ اب اس کو منصرف اور غیر منصرف دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ ثم المعنویُّ پھر مؤنث معنوی جو ہے۔ ان کان ثلاثیا وہ اگر تین حروف والا ہے۔ ساکن الاوسط اور درمیان والا حرف ساکن ہے۔ غیر اعجمیٍّ اعجمی نہیں یجوز صرفه و ترکه اس کا منصرف پڑھنا بھی جائز اور غیر منصرف پڑھنا بھی جائز۔ لاجل الخِفَّة بوجه تخفیف کے ۔ کیونکہ اس پر کوئی ثِقَل نہیں۔ اس لئے منصرف پڑھنا جائز ہے۔ و وجود السَّببیْنِ دونوں

سببوں کے پائے جانے کی وجہ سے ۔ غیر منصرف پڑھنا جائز ہے۔ کھندٍ جیسے هندٍ منصرف پڑھا۔ اور چاہے کھندَ غیر منصرف پڑھا۔ و الا اور اگر ایسا نہ ہو۔ اگر الّا سے پہلے و آ جائے تو یہ در اصل ان لا ہے۔و ان لم یکن کذالک ۔ اور اگر ایسا نہ ہو۔یعنی ان تین شرائط جو متن میں ذکر ہے ایسا نہ ہو تو یجب منعُهُ غیر منصرف پڑھنا جائز ہے۔ کزینبَ جیسے زینب۔ یہ علمیت معنوی بھی ہے اور تین حرف سے زیادہ ہے۔ و سَقَرَ جیسا کہ سَقَرَ۔ یہاں درمیانی حرف متحرک ہے۔ و ماهَ و جُوْرَ اسی طرح ماهَ و جورَ یہ سارے مجرور ہیں۔ کیونکہ زینب کا "ک" سب کے لئے ہیں۔ و التانیثُ بالالف المقصورة وہ تانیث جو الف مقصورہ کے ساتھ ہو کحُبلیٰ جیسا کہ حبلیٰ و الممدودة اور وہ تانیث جو الف ممدودة کے ساتھ ہو کحمراءَ جیسے حمراء ممتنع صرفهما ان دونوں کی صرف ممتنع ہے۔ یعنی ان دونوں کو منصرف پڑھنا جائز نہیں۔ البتّة قطعی طور پر غیر منصرف پڑھیں گے ۔لانَّ الالفَ قائم مقام السببین اس لئے الف تانیث والا دو سببوں کے قائم مقام ہیں۔ التانیث ایک تانیث ہے (تینوں حرکتیں آ سکتی ہے) و لزومهُ اور دوسرا لزوم تانیث ہے۔ یعنی جس لفظ کے ساتھ یہ الف آئیں گا لازم ہے کہ وہ مؤنث بھی ہو۔ یعنی اس سے تانیث کبھی جدا نہیں ہو سکتا۔ (م پر تینوں حرکتیں پڑھ سکتے ہیں) اما المعرفة باقی معرفة جو ہے۔(معرفة کی اقسام میں سے صرف عَلَم سبب بنے گا۔ کیونکہ ضمیریں، اسم اشارہ، اسمائے موصولہ یہ تینوں مبنی ہیں۔ معرف بلالام اور مضاف یہ منصرف ہیں اور اگر غیر منصرف پر بھی ال داخل ہو جائے یا اضافت کیا جائے اس کی طرف تو وہ منصرف ہوتا ہے۔ تنوین الف لام اور مضاف کے ساتھ نہیں آ سکتا لیکن کسرہ آ سکتا ہے۔) فلا یعتبر فی منع الصّرف پس معتبر نہیں غیر منصرف ہونے میں منها معرفه میں سے الا العلميّة مگر علمیت یعنی علم (نام) ہونا۔ یہ(نام ہونا) مصدر ہے۔ عربی میں کسی اسم سے مصدر بنانا ہو تو اس کے آخر میں یائے مشدد اور گول تا ملا دیتے ہیں۔ فاعل سے فاعليّة بمعنی فاعل ہونا۔مفعول سے مفعوليّت بمعنی مفعول ہونا و تجتمع اور یہ علمیت جمع ہو جاتی ہے مع غیر الوصف وصف کے علاوہ کے ساتھ۔یعنی باقی سب کے ساتھ۔ کیونکہ وصف ذات مبہم پر دلالت کرتا ہے اور علَم ذات معین پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے عبداللہ ایک ذات معین ہے۔ اور بہادر آدمی ذات معین ہے۔ اسی طرح سخی آدمی، شریف آدمی وغیرہ وصف ہے۔ اور ذات مبہم ہے۔ امّا العُجمَةُ باقی عجمة جو ہے ۔ عجمة کا معنی ہے عجمی ہونا۔

فشرطُها ان تکونَ عَلَمًا فی العُجمةِ تو اس کی شرط یہ ہے کہ وہ عجمی زبان میں علَم ہونا چاہیے۔مثلاً آپ ایک لفظ اردو سے لے کر عربی میں استعمال کرتے ہو۔ اگر عربی میں پہلی دفعہ بطور اسم کے استعمال ہو تو یہ غیر منصرف کا سبب بنے گا۔کیونکہ علَم میں کوئی تبدیلی نہیں کی جاتی۔ چاہے وہ اردو میں علم ہو یا نہ ہو۔ و زائدةً علیٰ ثلٰثةِ اَحْرُفٍ اور تین حروف سے زائد ہونا چاہیے۔اگر تین حروف پر مشتمل ہو تو یہ ثِقل لازم نہیں آئے گا۔ کابراهیمَ جیسا کہ ابراهیم "ک" جارہ کی وجہ سے "م" پر کسرہ آنا چاہیے لیکن غیر منصرف کا جر فتح کے ساتھ آتا ہے۔ او ثلاثیا متحرّکَ الاوسط یا ایسا تین حرفوں والا لفظ ہو جس کا درمیانی حرف متحرک ہو کشَتَرَ جیسے کہ شَتَرَ فلِجامٌ منصرفٌ لعدم العلمیةِ پس لجام منصرف ہے علم نہ ہونے کی وجہ سے (لگام یہ فارسی زبان کا لفظ ہے اور عرب نے لِجام بنایا۔ لِجام نکرہ ہے علَم(معرفه) نہیں۔) و نوحٌ

منصرِفٌ لسُکُون الاوسطِ اور نوح کا لفظ بھی منصرف ہے کیونکہ درمیان والا حرف ساکن ہے۔ یہ عجمہ ہے لیکن مؤثر نہیں۔ اس کے اندر غیر منصرف کا ایک سبب ہے علَمیّت کا۔

امّا الجمعُ باقی جمع جو ہے فشرطُہُ تو اس کا شرط یہ ہے۔ ان یکون علی صیغۃ منتہی الجُموعِ کہ وہ منتہی الجُموع کے صیغہ پر ہو۔ یکون کے اندر ہو ضمیر جمع کو راجع ہے۔ و ہو ان یکون بعد الفِ الجمعِ حرفانِ اور وہ یہ کہ الف جمع کے بعد دو حرف آئے۔ کمساجدَ جیسے مساجد ۔ مسجد کی جمع ہے اور یہ "ا" الف جمع ہے۔ او حرفٌ مشدَّدٌ یا الف جمع کے بعد کوئی حرف مشدد آئے۔ مثل دَوابَّ جیسے دوابَّ ۔جمع ہے دآبۃٌ کی۔ یعنی زمین پر چلنے والا ہر چیز ۔ بعد میں جانوروں کے ساتھ خاص ہوا۔ مشدد بھی دو حروف ہوتے ہیں۔ او ثلٰثۃُ احرُفٍ اور یا الف جمع کے بعد تین ایسے حروف ہو اوسَطُہا ساکنٌ جس کا درمیانی حرف ساکن ہو۔ غیر قابلٍ للہاءِ اس حال میں کہ وہ جمع جو ہے ہا کو قبول کرنے والا نہ ہو۔ کمصابیحَ جیسے مصابیح۔ مصابیح جمع ہے مصباح(چراغ) کی۔ الف جمع کے بعد تین حرف ہے۔ درمیانی حرف ساکن ہے۔ اور ہا (یعنی گول تا "ۃ") کو قبول کرنے والا نہیں۔اور وقف کی صورت میں ہا بن جاتا ہے۔ اگر گول تا مل جائے تو اسکی مشابہت مفرد کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ مفرد کے اوزان میں یہ گول تا آ جاتی ہے۔ فصَیاقِلۃٌ و فَرازِنۃٌ منصرفٌ پس صیاقِلۃٌ ( )اور فرازِنۃٌ( ) منصرف ہے۔ لقبولِہما الہاءَ کیونکہ یہ ہا کو قبول کرتا ہے۔ کیونکہ تائے تانیث(ہا یا گول تا) مفرد کے آخر میں آتا ہے اور مفرد جمع کی ضد ہے۔ و ہوّ ایضًا قائم مقام السَّبَبینِ اور یہ جمع بھی دو سببوں کی قائم مقام ہے۔ الجمعیۃ ایک جمع ہونا۔(تینوں حرکتیں پڑھ سکتے ہیں) ولزومہا اور لزوم جمعیت ۔ مفرد کا جب جمع آتا ہے تو اس کا وزن ٹوٹ جاتا ہے۔ (جمع منکسر جیسے رجل سے رجالٌ) اور جب اس جمع کا جمع آتا ہے تو پھر اس کا بھی وزن ٹوٹ جاتا ہے۔ اسی طرح آگے جاتا ہے۔ لیکن اگر ایک مرتبہ جمع منتہی الجموع کا صیغہ آیے تو پھر اس کا وزن نہیں ٹوٹتا۔ اسی کے آگے جمع سالم آئیں گا۔ اس پر جمعوں کی انتہا ہو رہی ہے۔ اسی کے آگے جمع سلامت آ سکتی ہے لیکن جمع مکسر نہیں آ سکتی۔ و امتناعِ اور ایک ممتنع(نا ممکن ہے۔یا منع ہے) ہونا اس بات کا ان یُجمعَ مرّۃً اُخریٰ جمعَ التکسیرِ کہ پھر ایک مرتبہ اس کا جمع یعنی جمع تکسیر لائی جائے۔ معلوم ہوا اسکا جمع تکسیر نہیں آ سکتا۔ اعتراض۔ یہاں تین سبب کیوں ذکر کی؟ جبکہ مصنف ؒ نے دو سبب کا ذکر کیا۔

جواب۔ یہ جو لزومہا کے بعد وامتناع آ رہا ہے یہ عطف تفسیری ہے لزومہا کے لئے۔ یہاں امتناع کا عطف ہے لزومہا پر اور لزومہا ہے معطوف علیہ۔ اور امتناع معطوف ہوا۔ عطف تفسیری وہ ہوتا ہے جس میں معطوف تفسیر بیان کر رہا ہو(معنی بیان کرنا) معطوفٌ علیہ کی ۔ یہ وہی لزومہا کی تفسیر بیان کر رہی ہے۔ جب منتہی الجموع کا جمع آیے تو اب یہ لازم ہوا اس کے ساتھ۔ جمع منتہی الجموع کا صیغہ عموماً دوسرے درجہ میں آتا ہے۔ کبھی کبھار پہلے یا تیسرے درجے میں بھی آتا ہے۔

فَکانَّہ جُمِعَ مرّتین تو گویا کہ اس کو جمع کیا گیا دو مرتبہ۔

اسبابِ منعِ صرف کی ساتھویں قسم:۔ امّا الترکیب باقی ترکیب جو ہے۔ترکیب کا معنی ہو جوڑنا۔یعنی دو لفظوں کو جوڑ کر ایک لفظ بنانا۔ فشرطہ ان یکون عَلماً تو اسکی شرط یہ کہ علم ہونا چاہیے۔ بلا اضافۃٍ وَ لا اسنادٍ بغیر اضافت کے اور بغیر اسناد کے۔کیونکہ اضافت سے منصرف کے

حکم میں ہو جاتا ہے۔جب اسناد آجائیگی تو یہ جملہ بن جائیگا۔اور جملہ نکرہ ہوتا ہے۔اور مبنی کے حکم میں ہوتا ہے۔بعض علماء کے نزدیک یہ مبنی الاصل ہے۔

کبعلبکَّ جیسے بعلبکَّ (بعل بت کا نام تھا اور بک آدمی کا نام تھا) فعبدُاللهِ منصرف پس عبداللہ کا نام منصرف ہے۔عبد اور اللہ کا مرکب ہے۔یہاں عبد کی اضافت ہو رہی اللہ کی طرف۔یہاں عبد نکرہ ہے اور نکرہ کے بعد جب معرفہ آتا ہے تو ترکیب میں مضاف مضاف الیہ بن جاتا ہے۔ و معدیکربُ غیر منصرف اور معدیکرِب غیر منصرف ہے۔ و شابَ قرناها مبنیٌ اور شابَ قرناها مبنی ہے۔ترجمہ۔سفید ہو گئی اس کی دونوں چوٹیاں ۔شابَ یشیبُ کا معنی ہے سفید ہونا اور قرن بالوں کی چوٹی کو کہتے ہے۔اور یہ تثنیہ ہے قرنانِ ۔اور نون اضافت کی وجہ سے گر گیا۔شابَ فعل اور قرناها اس کے لئے فاعل۔اسناد آگیا۔(شاب قرناها: ایک عورت کے بالوں کی دونوں چوٹیاں سفید ہو گئی تھی۔تو کسی نے اسے شاب قرناها کہا۔ پس یہ اس عورت کا نام بن گیا۔اب یہ علم بن گیا۔لیکن یہاں جملہ بنتا ہے مسند الیہ اور مسند کی وجہ سے۔اور جملہ مبنی ہوتا ہے۔)

اسباب منع صرف کی آٹھویں قسم:۔ اما الالفُ والنونُ الزائد تان ان کانتا فی اسمٍ باقی الف نون زائد تان جو ہے۔اگر یہ دونوں اسم میں ہو۔یہ الف نون زائدہ تان یا تو اسم محض کے اندر آئیں گے یا صفت کے اندر آئیں گے۔اگر اسم محض کے آخر میں الف نون زائدہ تان آئیں تو پھر وہ علم ہونا چاہیے۔اور اگر یہ الف نون زائدہ تان صفت میں آئیں گے تو یہ غیر منصرف کا سبب اس وقت بنے گا جب اس صفت کی مؤنث فَعلانۃٌ کی وزن پر نہ ہو۔

فشرطهُ ان یکون علماً پس شرط اس کا یہ ہے کہ علم ہو۔ کعمرانَ و عثمانَ جیسے کہ عمران اور عثمان فسَعدانٌ اسمُ نَبتٍ منصرف لعدم العلمیة پس سعدان ایک پودے کا نام ہے یہ منصرف ہے علمیت نہ ہونے کی وجہ سے۔سعدان نکرہ ہے اور علم سے مراد معین ذات یعنی معرفہ ہے۔ وان کانتا فی صفةٍ اور اگر الف نون زائدہ تان کسی صفت کے اندر آجائے فشرطهُ ان لا یکون مؤنثهُ علی فعلانةٍ تو اس صفت کی مؤثر ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس صفت کا مؤنث فعلانةٍ کے وزن پر نہ آئے۔ کسکران جیسے سکران (مدہوش) اور اسکا مؤنث سکرانةٌ وزن پر نہیں۔ فندمان منصرف لوجود ندمانةٍ پس ندمان (ہم نشین اور ندامت یعنی شرمندگی) منصرف ہے اس میں ندمانةٍ پائے جانے کی وجہ سے۔

اسباب منع صرف کی نویں قسم:۔ امّا وزنُ الفعل باقی وزن فعل جو ہے۔یہ بھی سبب بنے گا غیر منصرف کا۔وہ وزن صرف فعل کے ساتھ خاص ہونا چاہیے وہ وزن اسم میں نہیں پایا جائے۔وہ اسم کا ذاتی وزن نہیں ہو گا بلکہ فعل سے نقل ہو کر آیا ہو۔جیسے کرَّمَ یہ وزن فعل کے ساتھ خاص ہے۔اگر یہ کسی کا نام رکھا جائے تو یہ اب اسم ہو گیا لیکن فعل کے وزن پر۔ فشرطه ان یختصَّ بالفعل پس اس کا شرط یہ ہے کہ وہ وزن خاص ہو فعل کے ساتھ ولا یوجد فی الاسم اور وہ اسم میں نہ پایا جائے۔ الا منقولا عن الفعل مگر یہ کہ وہ فعل سے نقل کر کشمَّر و ضُرِبَ جیسے شمَّرَ بروزنِ فعَّلَ (یہ وزن اسم میں نہیں آتا لیکن یہ کسی نے گھوڑے وغیرہ کا نام رکھا تھا) اور ضُرِبَ بروزن فُعِلَ و ان لم یختص به اور اگر وہ وزن فعل کے ساتھ خاص نہ ہو۔(اب اگر وہ وزن صرف فعل کے ساتھ خاص نہ بلکہ وہ وزن اسم میں بھی پایا جائے جیسے اکرَم یہ فعل کا وزن ہے اور اضرب اسم تفضیل اسم کا وزن ہے۔اور اسود ،ابیض صفت مشبہ بھی اس وزن پر آتا ہے۔اگر کوئی وزن فعل اور اسم دونوں کے لئے ہو تو پھر اس اسم کے شروع میں حرف مضارع ہونا چاہیے۔دوسری شرط یہ ہے کہ اس کے ساتھ ہا(گول تا یعنی تائے تانیث) نہ ملے۔ فیجب ان یکون فی اوله پس واجب ہے کہ ہو اس وزن فعل کے شروع میں احدی حروف المضارعة حروف مضارع میں سے کوئی ایک یعنی اتینَ میں سے کوئی ایک حرف ہو۔ و لا یدخله الهاء اور نیز اس پر کوئی ہا داخل نہ ہو۔ کاحمدَ و یشکرَ وتغلبَ و نرجِسَ جیسے احمد، یشکر، تغلب

اور نرجس بروزن افعلَ ان سب کے شروع میں حروف مضارع بھی ہے اور تائے تانیث کو قبول بھی نہیں کرتا۔ فیعملٌ منصرفٌ پس یعملٌ کالفظ منصرف ہے۔(یعملٌ کہتے ہے بہت کام کرنے والا اونٹ مثلاً جملٌ یعملٌ بہت کام کرنے والا اونٹ اور اس کا مؤنث یعملةٌ آتا ہے۔ ناقةٌ یعملةٌ بہت کام کرنے والی اونٹنی) لقبلها الهاءَ ہاء کو قبول کرنے کی وجہ سے کقولهم جیسے کہ عربوں کا قول ہے۔ ناقةٌ یعملَةٌ بہت کام کرنے والی اونٹنی۔

غیر منصرف کو منصرف کیسے بنائیں گے۔

واعلم اَنَّ کُلَّ ما شُرط فیه العلمِیّةُ تو جان لیں کہ ہر وہ سبب جس کس اندر علم ہونے کی شرط لگائی گئی ہو۔ و هو المؤنث بالتاء والمعنویُّ والعجمةُ والترکیب والاسمُ الذی فیه الالفُ و النون الزائد تان اور وہ مؤنث بالتاء اور مؤنث معنوی اور عجمة اور ترکیب اور وہ اسم جس کے آخر میں الف ونون زائدہ ہو۔ او لم یشترط فیه ذٰلک اور یا ہر وہ سبب جس میں علمیت کی شرط نہیں ہے۔ واجتمع مع سبب واحدٍ فقط اور جمع ہو گئی علمیت وہاں ایک سبب کے ساتھ صرف۔ دو کے ساتھ نہیں کیونکہ اگر دو سبب آئیں علمیت کے ساتھ۔ پھر اگر ہم علمیت کو ختم بھی کریں تو پھر بھی لفظ غیر منصرف ہو گا کیونکہ دو سبب پھر بھی باقی رہ جائیں گے۔ اور ہم نے منصرف بنانا ہے۔ اس لئے شرط ہے کہ علمیت کے ساتھ صرف ایک سبب جمع ہو گا۔ و هو العَلَمُ المعدولُ و وزنُ الفعلِ وہ علم ہے جس میں عدل کیا گیا ہو۔(عمر یہ علم معدول ہے) اور وزن فعل ہے۔ اذا نُکِّرَ صرِف جب اس کو نکرہ بنایا جائے تو یہ منصرف ہو گا۔ نکرہ بنانے کا مطلب یہ ہے کہ علمیت ختم کرو۔ امّا فی القسم الاوّلِ باقی پہلی قسم کے اندر(وہ قسم جس میں علمیت شرط تھی) فَلِبَـقاءِ الاسم بلا سبب اس لئے کہ اسم باقی رہ گیا بغیر کسی سبب کے و امّا فی الثانی اور باقی دوسری قسم میں(یعنی عدل اور وزن فعل) فلبقائه علیٰ سببٍ واحدٍ وہ اسم کے باقی رہ جانا ایک ہی سبب پر تقول جیسے کہ آپ کہتے ہیں جاءنی طلحةُ و طلحةٌ اٰخرُ تو جاءنی طلحةُ یہ غیر منصرف ہے اور جاءنی طلحةٌ اٰخرُ منصرف ہے۔(یہاں اب تانیث موجود ہے لیکن تانیث سے مراد ہر تانیث نہیں صرف وہ تانیث جس میں علمیت ہو) و قام عُمَرُ و عُمَرٌ اٰخرُ اور اسی طرح قام عمرٌ اٰخرُ یہ بھی منصرف ہے۔ و ضرَب احمدُ و احمدٌ اٰخرُ اور اسی طرح ضرب احمدٌ اٰخرُ وزن فعل کی مثال ہے۔ علمیت ختم ہو گئی۔

و کلُّ ما اور ہر وہ اسم لا ینصرِفُ غیر منصرف ہوتا ہے۔ اذا اُضِیفَ جب اس کی اضافت کی جائے او دَخلهُ اللام یا اس پر لام تعریف یعنی ال داخل ہو فدَخلهُ الکسرة تو اس پر کسرۃ داخل ہو جائے گا۔ غیر منصرف کو جب مضاف بنایا جائے یا الف لام تو اس صورت میں اس پر کسرہ آ سکتا ہے۔ تنوین نہیں آسکتی۔ اضافت اور الف لام کی وجہ سے تنوین گر جاتی ہے۔ بعض علماء کہتے ہے کہ منصرف بن گیا لیکن بعض کے نزدیک یہ اب بھی غیر منصرف ہے لیکن منصرف کے حکم میں ہے۔ اضافت یعنی مضاف ہونا اور الف لام اسم کے بڑے خاصے ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ اسم کے بڑے خاصے کیوں ہے۔ جواب۔ کیونکہ یہ مدلول اسم کو بدل دیتے ہیں۔(مدلول جس پر اسم دلالت کر رہا ہو۔ مثلاً زید۔ تو لفظ زید دال ہے اور زید کی ذات مدلول ہے۔) مثلاً ایک مالک کے پانچ غلام ہیں۔ اگر مالک کہے کہ غلامٌ تو اب اس لفظ غلامٌ کے سارے غلام مدلول ہے۔ پہلا بھی مراد ہو سکتا ہے۔ اور دوسرا، تیسرا، چوتھا، پانچواں سب مراد ہو سکتے ہیں۔ لیکن اگر اضافت کی جائے تو مدلول بدل جائے گا۔ جیسے غلامُ زیدٍ تو اب اس میں زید کا غلام معین ذات ہے۔ صرف ایک غلام پر بولا جاتا ہے۔ اب مدلول بدلا۔ اسی طرح غلامٌ نکرہ تھا سارے پر بولا جاتا لیکن اگر اس پر الف لام داخل کیا جائے جیسے الغلام تو اس سے کوئی

خاص متعین غلام مراد ہےاور وہ ایک ہے۔(غیر منصرف پر دو سببوں کی وجہ سے ثِقل پہلے سے موجود ہے۔اس لئے عرب اس پر کسرہ اور تنوین نہیں پڑھتے۔ کیونکہ کسرہ زبان پر ثِقل ہے اور تنوین ن ساکن ہے۔لفظ کے ساتھ ایک حرف زیادہ ہوتا ہے۔تو کم حرفوں والا لفظ ثقیل نہیں ہوتا اور زیادہ حرفوں والا لفظ زبان پر ثقل پیدا کرتا ہے۔اور غیر منصرف تو پہلے سے ثقیل تھا۔اس لئے اہل عرب اس پر کسرہ اور تنوین نہیں پڑھتے۔کیونکہ ادائیگی بڑی دشوار ہو جاتی ہے۔ ایک اور وجہ جب کسی اسم میں یہ دو سبب مل جاتی ہیں تو وہ فعل کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے۔اور فعل پر بھی کسرہ اور تنوین نہیں آتا۔ فعل پر جر بھی داخل نہیں ہوتا۔کسرہ کی جگہ جزم آتا ہے۔ فعل بھی ثقیل ہوتا ہے۔اور کسرہ اور تنوین کی وجہ سے ثقل در ثقل ہو جائیگی۔غیر منصرف چونکہ فعل کے مشابہ ہیں اگر اس پر مضاف یا الف لام داخل ہو جائے اور یہ دونوں اسم کے بڑے خاصے ہے تو اب فعل کے ساتھ مشابہت کمزور ہوئی اور اسم کے ساتھ مشابہت قوی بن گیا۔ اب اس پر کسرہ آسکتا ہے۔تنوین کا مانع موجود ہے اس لئے تنوین نہیں آ سکتا۔ نحوُ مثال کے طور پر مررت باحمدِکُمْ و بالاحمدِ احمد کی اضاف کی گئی کم ضمیر کی طرف۔(میں تمہارے احمد پر گزرا)اور احمد پر ال داخل ہوا اور اس سے پہلے جر ہے تو الاحمد کو کسرہ دیا۔غیر منصرف پر جر آسکتا ہے۔لیکن کسرہ نہیں آسکتا۔

المقصد الاول فی المرفوعات پہلا مقصد مرفوعات کے بیان میں (یعنی جن پر رفع آئینگا) کبھی رفع ضمہ کی صورت میں،جاءنی زیدٌ کبھی واو کی صورت میں،جاءنی ابوک۔ کبھی "الف" کی صورت میں آئینگا۔جیسے جاءنی رجلانِ اور کبھی رفع تقدیری بھی آئینگا۔جیسے جاءنی القاضی الاسماءُ المرفوعاتُ ثمانیۃُ اقسام وہ اسم جو مرفوع ہوتے ہیں آٹھ قسم پر ہوتے ہیں۔ الفاعلُ فاعل و مفعولُ ما لم یُسَمَّ فاعِلُهُ اور وہ مفعول جس کا فاعل ذکر نہ ہو۔یعنی نائب الفاعل۔مثلاًضُرب زیدٌ عمرًا یہاں زیدٌ فاعل ہے۔عمرًا مفعول ہے اسکا فاعل زیدٌ ذکر ہے تو یہ مفعول ما لم یسم فاعلہ نہیں ہے۔اب مجہول فعل کو لاتے ہیں۔جیسے ضُرِبَ عمرٌ ۔یعنی عمرو کی پٹھائی کی گئی۔اب عمرو کی پٹھائی کرنے والا معلوم نہیں تو یہ مفعول ما لم یسمَّ فاعلہ ہے۔ والمبتدأُ اور مبتدا والخبر اور چوتھا مرفوعات میں سے خبر ہے۔ و خبرُ اِنَّ و اَخواتِها انَّ اور اس جو مشابہ کلمات ہے اس کا خبر واسمُ کانَ و اخواتها کان اور اس کے جو مشابہ ہے ان کا اسم و اسمٌ ما و لا المشبَّهتینِ بلیس اور اسم "ما" اور "لا" جو لیس کے مشابہ ہے۔ و خبرُ لَا الَّتی لنفی الجنسِ اور خبر اس "لا" کی جو نفی جنس کے لئے ہو۔یعنی لائے نفی جنس۔

فصل الفاعل کل اسمٍ (تلفظ کلِّشمٍ) فاعل ہر ایسا اسم ہے قبلہ فعلٌ او صفۃٌ جس سے پہلے ایسا فعل یا ایسی صفت ہو۔یعنی فعل یا صفت فاعل کو رفع دیگا۔ اُسنِدَ الیه جس کا اسناد اس اسم (فاعل یا نائب فاعل) کی طرف ہو 23 علی معنیٰ اَنَّهُ قام به اس معنی پر کہ وہ فعل یا صفت اس کے ساتھ قائم ہو(اب نائب فاعل نکل گیا کیونکہ فاعل کا فعل اس پر واقع ہوتا ہے۔ مثلاً ضُرِبَ عَمرٌو ۔ یہاں فاعل کا فعل عَمرٌ پر واقع ہے۔نائب الفعل پر فعل واقع ہوتا ہے۔فعل کا قیام نہیں ہوتا اس کے ساتھ۔) لا وقع علیه اس پر واقع نہیں۔

ضرب زیدٌ ۔ زید سے پہلے فعل۔فعل کا اسناد زید کی طرف ہے۔یہاں فعل زید کے ساتھ قائم ہے۔واقع نہیں۔

زیدٌ قائمٌ ابوہ ۔ یہاں ابوہ سے پہلے صفت ہے۔اور صفت کا اسناد ابوہ کی طرف ہے۔یہ صفت ابوہ کے ساتھ قائم ہے واقع نہیں۔

ہر فعل معروف کے لئے فاعل چاہیے اور ہر فعل مجہول کے لئے نائب الفاعل یعنی مفعول مالم یسم فاعلہ چاہیے۔فعل چاہے معروف ہو یا مجہول ہر حال میں ایک اسم کو رفع دینا چاہتا ہے۔

فاعل یانائب فاعل جس کو فعل رفع دیگا یہ ہمیشہ فعل کے بعد آئے گے اور فعل پر کبھی بھی مقدم نہیں ہونگے۔اگر کوئی چیز فعل پر مقدم ہو تو وہ فاعل یانائب فاعل نہیں ہو سکتا۔ مبتدا وغیرہ ہو سکتا ہے۔ مثلاً زیدٌ ضربَ ۔ زیدٌ مرفوع لفظاً مبتدا ضربَ فعل اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل۔ جو لوٹ رہی ہے زیدٌ کو۔ضربَ فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوئی مبتدا کے لئے۔ مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔(سوال: ضرب کا اعراب کیا ہے۔جواب۔یہاں ضرب اپنے فاعل کے ساتھ جملہ ہو کر خبر بن جاتا ہے۔اور خبر مرفوعات میں سے ہے۔اس لئے یہ جملہ مرفوع ہے۔جملہ مبنی ہوتا ہے۔اور مرفوع محلاً ہے۔ فعل مرفوع نہیں ہوتا۔) دو یا دو سے زائد فاعل یانائب فاعل صرف عطف کے ذریعے آسکتے ہیں۔مفعول وغیرہ فعل پر مقدم ہوتا ہے۔لیکن فاعل یانائب فاعل نہیں ہو سکتا۔ نوٹ: صفت کے صیغے اسم فاعل، جیسے ضاربٌ اسم مفعول، جیسے مضروبٌ صفت مشبہ، جیسے شریفٌ ،کریمٌ اسم تفضیل جیسے اضربُ، مبالغہ کے صیغے جیسے ضَرَّابٌ جیسے فعل کے لئے فاعل یانائب فاعل چاہیے اسی طرح صفت کے صیغے بھی فاعل یانائب فاعل چاہتا ہے۔اسم فاعل اور اسم مفعول وہ مخصوص وزن ہوتا ہے جس کو ہم نے گردان میں پڑھا ہے۔ضاربٌ کے لئے فاعل مضروبٌ کے لئے نائب فاعل چاہیے۔صفت کے صیغوں میں سے صرف اسم مفعول نائب فاعل چاہتا ہے۔

زیدٌ ضاربٌ۔زیدٌ مرفوع لفظاً مبتدا ضاربٌ مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً جو زید کو لوٹ رہی ہے۔ ضاربٌ صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوئی مبتدا کے لئے۔ مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

زیدٌ ضاربٌ ابوهُ کی ترکیب ۔ زیدٌ مرفوع لفظاً مبتدا ضاربٌ مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل ابو مرفوع لفظاً مضاف ہا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر فاعل ضاربٌ اسم فاعل کے لئے۔اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔(جس اسم کے ساتھ ضمیر متصل آرہا ہو وہ مضاف مضاف الیہ بنتا ہے۔ابو اسمائے ستہ مکبرہ موحدہ مضاف الی غیر یائے متکلم ہے جس کا رفع "واو" کے ساتھ۔اسکو رفع ضاربٌ اسم فاعل نے دیا۔ہا ضمیر کو جرابو دے رہا ہے۔) ترجمہ۔زید کہ پٹھائی کرنے والا ہے اسکا باپ۔

زیدٌ مضروبٌ کی ترکیب۔ زیدٌ مرفوع لفظاً مبتدا مضروبٌ مرفوع لفظاً اسم مفعول اس کے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً نائب فاعل جو زیدٌ کو لوٹ رہی ہے۔اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر مبتدا کے لئے۔ مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔زید کہ اسکی پٹھائی گئی۔

زیدٌ مضروبٌ ابوہ کی ترکیب۔ زیدٌ مرفوع لفظاً مبتدا مضروبٌ مرفوع لفظاً اسم مفعول ابو مرفوع لفظاً مضاف ہا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ۔مضاف مضاف الیہ ملکر نائب الفاعل مضروبٌ اسم مفعول کے لئے۔اسم مفعول اپنے اپنے نائب الفاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر مبتدا کے لئے۔مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

غائب کی ضمیر کا مرجع ہوتا ہے۔ متکلم اور مخاطب کا مرجع نہیں تلاش کیا جاتا۔ کیونکہ متکلم اور مخاطب تو سامنے موجود ہوتا ہے اس لئے یہ دونوں معلوم ہوتے ہیں۔ اور غائب کی ضمیر کا ترجمہ "وہ" ہے۔ اب یہ "وہ" کون ہے۔ معلوم نہیں ہوتا۔ اس لئے اس کو تلاش کرنا پڑھتا ہے۔

نحو قام زيدٌ مثال کے طور پر قام زیدٌ۔ قام فعل زیدٌ مرفوع لفظاً فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ تعریف کے مطابق: زید فاعل: زید ایک اسم ہے۔ اس سے پہلے فعل ہے۔ اس فعل کا اسناد زید کی طرف ہے۔ اس معنیٰ پر کہ یہ فعل اس کے ساتھ قائم ہے۔ ترجمہ۔ زید کھڑا ہوا۔

و اور زيدٌ ضاربٌ ابوهُ عمرًا زیدٌ مرفوع لفظاً مبتدا ضاربٌ مرفوع لفظاً اسم فاعل ابو مرفوع لفظاً مضاف ہا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ جو زید کی طرف لوٹ رہی ہے۔ مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل ہوا اسم فاعل کے لئے۔ عمراً منصوب لفظاً مفعول بہ۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر۔ مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ۔ زید کہ پٹھائی کرنے والا ہے اسکا باپ عمرو کو۔ یعنی زید کا باپ عمرو کو مارنے والا ہے۔

ابوہ: ابوہ ایک اسم ہے۔ اس سے پہلے صفت ہے۔ اس صفت کا اسناد ابوہ کی طرف ہے۔ اس معنیٰ پر کہ یہ صفت اس کے ساتھ قائم ہے۔

و اور ماضرَبَ زيدٌ عمرًا ما ضَرَبَ فعل نفی زیدٌ مرفوع لفظاً فاعل عمراً منصوب لفظاً مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ پٹھائی نہیں کی زید نے عمرو کی۔

و كلُّ فعلٍ لا بدّ له من فاعلٍ اور ہر فعل کے لئے ضروری ہے فاعل کا ہونا مرفوعٍ مَظهرٍ جو مرفوع ہوگا اور اسم ظاہر ہوگا۔

كذهب زيدٌ جیساکہ ذهب زیدٌ: ترکیب۔ ذهب فعل زیدٌ مرفوع لفظاً فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ یہاں زیدٌ اسم ظاہر ہے۔

او مضمرٍ بارزٍ یا ضمیر بارز ہوگا۔ بارز یعنی ظاہر۔ كضربتُ زيدً جیساکہ ضربتُ زیدً ترکیب۔ ضربتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل زیدً منصوب لفظاً فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ تا ضمیر بارز ہے۔

او مستترٍ یا مستتر ہوگی۔ كزيدٌ ذهب جیساکہ زیدٌ ذَهَبَ ترکیب۔ زیدٌ مرفوع لفظاً مبتدا ذهب فعل ھو ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل جو کہ زید کی طرف لوٹ رہی ہے۔ فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر۔ مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ یہاں ھو ضمیر مستتر ہے اور فاعل ہے۔ زیدٌ یہاں فاعل نہیں یہ مبتدا ہے۔

وان كان الفعلُ متعدياً اور اگر فعل متعدی ہو كان له مفعولٌ به ايضًا تو اس کے لئے مفعول بہ بھی ہوتا ہے۔ نحو مثال کے طور پر ضرب زيدٌ عمرًا ترکیب۔ ضرب فعل زیدٌ مرفوع لفظاً فاعل عمراً منصوب لفظاً مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ۔ زید نے عمرو کو مارا۔ فعل لازم صرف فاعل پر پورا ہوتا ہے۔ جیسے ذهب زیدٌ، جلس زیدٌ وغیرہ۔ فعل لازم کے ترجمے کے دوران لفظ "نے" نہیں آتا۔ اور فعل متعدی کے لئے فاعل اور مفعول دونوں چاہیے۔ اردو میں ترجمہ میں لفظ "نے" آئیں تو فعل متعدی ہوگا۔ جیسے زید نے عمرو کو مارا۔ و اور

ان کان الفاعلُ مظهرًا وُحِّدَالفعلُ ابدًا اگرفاعل اسم ظاہر ہو تو فعل کو واحد لائے گے ہمیشہ نحو جیسے ضرب زيدٌ ترکیب۔ضرب فعل زیدٌ مرفوع لفظاً فاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ۔مارازید نے۔(یہاں زیدٌ اسم ظاہر فاعل ہے۔اس لئے فعل واحد لایا)۔

و اور ضرب الزيدانِ ترکیب۔ضرب فعل الزیدانِ مرفوع لفظاً فاعل (تثنیہ کا حالت رفعی الف کے ساتھ آتا ہے)۔فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ۔ماراان دوزیدوں نے۔(یہاں الزیدانِ اسم ظاہر فاعل ہے۔اس لئے فعل واحد لایا)۔یہاں الف لام اس لئے لایا کیونکہ یہاں زید کسی معین ذات کے لئے نہیں اوراس کو معرفہ بناناہے۔

و اور ضرب الزيدون ترکیب۔ضرب فعل الزیدونَ مرفوع لفظاً فاعل (جمع مذکر سالم کا حالت رفعی واو کے ساتھ آتا ہے۔) فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ۔ماراان سب زیدونے۔(یہاں الزیدونَ اسم ظاہر فاعل ہے۔اس لئے فعل واحد لایا)۔زیدٌ مفرد معرفہ ہے۔لیکن زیدون نکرہ ہے۔اس کو معرفہ بنانے کے لئے الف لام زیدون پر داخل کیا۔

وان کان مضمرًا اوراگرفاعل ضمیر ہو وُحِّدَ للواحد تو واحد کی ضمیر کے لئے فعل کو واحد لائینگے۔ نحو مثال کے طورپر زيدٌ ضربَ ترکیب۔زیدٌ مرفوع لفظاً مبتدا ضربَ فعل اس کے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً جو زید کی طرف لوٹ رہی ہے۔فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر۔اس جملے کا اعراب مرفوع محلاً ہے۔مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔یہاں واحد کی ضمیر تھی تو واحد کا فعل لایا۔

و ثُنِّيَ للمثنّٰى اور فعل کو تثنیہ لائینگے تثنیہ کی ضمیر کے لئے نحو مثال کے طورپر

الزيدانِ ضربا ترکیب۔الزیدانِ مرفوع لفظاً مبتدا ضربا فعل بفاعل "الف" تثنیہ مذکر غائب کی ضمیر مرفوع محلاً جس کا مرجع الزیدانِ ہے۔فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر۔مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔یہاں تثنیہ کی ضمیر تھی تو تثنیہ کا فعل لایا۔اسم ظاہر غائب کے درجہ میں ہوتا ہے۔اس لئے اس کی طرف غائب کی ضمیر لوٹیں گی۔متکلم اپنا ضمیر استعال کرتا اپنا نام نہیں لیتے۔اسی طرح مخاطب کا نام بھی استعمال نہیں کیا جاتا۔اورغائب کے لئے پہلے اس کا نام ذکر کیا جائے گا اور بعد میں ضمیر استعال کیا جاتا ہے۔

و جُمع للجمعِ اور جمع کی ضمیر کے لئے فعل بھی جمع لائینگے۔ نحو مثال کے طورپر

الزيدونَ ضَرَبوا ترکیب۔الزیدونَ مرفوع لفظاً مبتدا ضربوا فعل بفاعل "واو" ضمیر جمع مذکر غائب کی مرفوع محلاً۔یہ ضمیر راجع ہے مبتدا کو۔اوردونوں کے درمیان مناسبت بھی ہے۔فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر۔مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وان کان الفاعلُ مؤنثا حقيقيًا اوراگرفاعل مؤنث حقیقی ہو۔اس کے لئے جو فعل لائینگے وہ مؤنث لائینگے جبکہ فاعل اور فعل کے درمیان کوئی اور لفظ نہ آجائے جو اسکو دور کریں۔مؤنث حقیقی وہ ہے جس کے مقابلے میں کوئی مذکر حیوان موجود ہو۔مثلاً امرأةٌ کے مقابلے میں رجلٌ مذکر حقیقی،اور ناقةٌ کے لئے مذکر حقیقی جملٌ مذکر حقیقی ہے۔اور مؤنث غیر حقیقی وہ ہے جس کے مقابلے میں مذکر حیوان نہ ہو۔جیسے دار یہ مؤنث غیر حقیقی ہے۔اس طرح شمس بھی مؤنث غیر حقیقی ہے۔اگرفاعل مؤنث حقیقی ہے تو اس کا فعل بھی مؤنث ہوگا۔جیسے ضربتْ هندٌ۔ اگر فعل اور فاعل کے درمیان فصل آئے تو پھر اختیار ہے فعل کو مؤنث لائے یا مذکر۔ جیسے ضربتِ اليومَ هندٌ بھی کہہ سکتے ہو۔اورضربَ اليومَ هندٌ بھی کہہ سکتے ہیں۔یہاں "الیوم" فصل ہے۔اور مؤنث غیر حقیقی کے لئے اختیار ہے مؤنث کا فعل لائے یا مذکر کا فعل اور فصل ہو یا نہ ہو۔و هو ما بِازائهٖ ذكرٌ

من الحيوان اور وہ ہے جس کے مقابلے میں مذکر ہو حیوان سے۔اِزا(جس کے مقابلے میں) اُنِّثَ الفعل ابدًا تو فعل ہمیشہ مونث لائیں۔ان

لم تفصِل بين الفعل والفاعل اگر فعل اور فاعل کے درمیان فصل نہ ہو۔ نحو قامت هندٌ مثال کے طورپر قامت هندٌ ۔ترکیب۔

قامتْ فعل ھندٌ مرفوع لفظاً فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ھندٌ مؤنث حقیقی ہے۔ قامت میں تا مؤنث کی علامت ہے۔یہاں ھی فاعل نہیں ہو سکتا کیونکہ آگے اسم ظاہر اس کا فاعل بنتا ہے۔

و ان فَصَلْتَ فلک الخیرُ اور اگر فصل کریں تو آپ کو اختیار ہے۔ فی التذکیر والتانیث فعل کو مذکر اور مؤنث لانے میں نحو مثال کے طور پر ضربَ 24 الیوم ھندٌ جیسے کہ ضربَ الیومَ ھندٌ: ترکیب۔ضرب فعل الیومَ منصوب لفظاً ظرف مفعول فیہ ھندٌ مرفوع لفظاً فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔یہاں فعل اور فاعل میں الیومَ بطور فصل کے آیا ہے۔اسی لئے مذکر اور مؤنث فعل لانے کا اختیار ہے۔(الیوم یہ ظرف ہے۔اور ظرف مفعول فیہ بنتا ہے۔اور ظرف منصوب ہوتا ہے۔)ترجمہ۔آج ھند نے پٹھائی کی۔

یہاں فعل مذکر لایا۔ و ان شئتَ قلتَ اور اگر آپ چاہے تو یوں کہہ سکتے ہو ضربتِ الیومَ ھندٌ ترکیب۔ ضربتْ فعل الیومَ منصوب لفظاً ظرف مفعول فیہ ھندٌ مرفوع لفظاً فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

و کذالکَ فی المؤنث الغیر الحقیقی اور اسی طرح مؤنث غیر حقیقی بھی ہے۔یعنی اختیار ہے چاہے فعل مذکر لائے چاہے فعل مونث لائے اور فصل ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں اختیار ہے۔ نحو مثال کے طور پر طلعتِ الشمسُ ترکیب۔طلعت فعل الشمسُ مرفوع لفظاً فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ترجمہ۔ سورج طلوع ہوا۔ و ان قلتَ اور اگر چاہے تو یوں کہہ دیں طلع الشمسُ و ھذا اذا کان الفعلُ مسندًا الی المظھر اور یہ اسی وقت ہے جر فعل کا اسناد اسم ظاہر کی طرف ہو۔ وان کان مسندًا الی المضمَر اور اگر فعل کا اسناد ضمیر کی طرف ہو اُنِّثَ ابدا تو فعل ہمیشہ کے لئے مؤنث لاو۔ نحو مثال کے طور پر الشمس طَلَعَتْ الشمسُ مرفوع لفظاً مبتدا طلعتْ فعل اسکے اندر ھی ضمیر مرفوع محلاً۔ فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر۔یہاں ھی ضمیر مبتدا کو لوٹ رہی ہے۔مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہے۔(شمس کا لفظ مونث ہے اس لئے مونث کی ضمیر ھی لوٹ رہی ہے۔)ترجمہ۔سورج طلوع ہوا۔

و جمعُ التکسیر کالمؤنثِ الْغیر الحقیقی جمع مکسر مونث غیر حقیقی کی طرح ہے۔اگر فعل کا فاعل اسم ظاہر جمع مکسر ہو۔تو جمع مکسر بھی مونث غیر حقیقی کی طرح ہے۔جمع بتاویل جماعةٌ کے واحد مؤنث کے حکم میں ہوتا ہے۔جمع کا اطلاق کم از کم تین افراد پر ہوتا ہے۔اور عربی میں جماعةٌ کا لفظ واحد مونث ہے۔کیونکہ اسکے آخر میں گول تاء ہے۔اور گول تاء واحد مونث کے آخر میں آتا ہے۔ تقولُ جیسا کہ آپ کہہ دیں قام الرِجالُ و ان شئتَ اور اگر آپ چاہے قلتَ تو یہ کہہ دیں قامتِ الرجالُ و اور الرجالُ قامت ترکیب۔ الرجالُ مرفوع لفظاً مبتدا ۔ قامت فعل اسکے اندر ھی ضمیر مرفوع محلاً جو الرجالُ کو لوٹ رہی ہے۔ فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر۔ مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
(یہ مونث غیر حقیقی ہے اس کی طرف مذکر اور مونث دونوں کی ضمیر لوٹ سکتی ہے۔)

و یجوز فیہ اور اس میں یہ بھی جائز ہے الرجالُ قامُوا ترکیب۔الرجال مرفوع لفظاً مبتدا قاموا فعل بفاعل "واو" ضمیر مرفوع محلاً فاعل جو جمع مذکر کی ضمیر ہے اور الرجال کی طرف لوٹ رہی ہے۔ فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر۔مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔اس طرح جمع مونث سالم کا بھی حکم ہے۔جیسے مومنات۔قام المومناتُ بھی صحیح ہے اور قامت المومناتُ بھی صحیح ہے۔ اور جمع مذکر سالم میں ایسا نہیں ہے۔جیسے مومنون سے قام المومنون صحیح ہے۔لیکن قامت المومنون نہیں کہہ سکتے۔کیونکہ مومنون میں "واو" جمع

مذکر کی علامت ہے۔اگر جمع مذکر سالم کا مفرد مونث ہو تو پھر اس کا حکم بھی مونث سالم کی طرح ہے۔جیسے سنةٌ کی جمع مذکر سالم سنون ہے۔یا ارض کی جمع ارضون ہے۔دونوں کا مفرد مونث ہے۔یہاں فعل مذکر اور مونث دونوں لا سکتے ہیں۔

و يجب تقديم الفاعِل على المفعول اور واجب ہے فاعل کو مقدم کرنا مفعول پر۔ اذا كانا مقصورين جب کہ دونوں اسم مقصور ہو۔ و خِفت اللَّبس اور آپ کو خوف ہو التباس کا یعنی دونوں کے مل جانے کا۔ نحو مثال کے طور پر ضرب موسىٰ عيسىٰ ترکیب۔ضرب فعل موسىٰ مرفوع تقديرًا فاعل عيسىٰ منصوب تقديراً مفعول به فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔(اسم مقصور کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہوتا) و يجوز تقديم المفعول على الفاعل اور یہ بھی جائز ہے مفعول کا فعل پر مقدم ہونا۔ ان لم تخف اللبس اگر آپ کو التباس کا خطرہ نہ ہو۔ نحو مثال کے طور پر اكل الكُمَّثْرىٰ يحىٰ ترکیب۔اکل فعل الکمثری منصوب تقديراً مفعول به يحىٰ مرفوع تقديراً فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔کھایا امرود کو یحیٰ نے۔یہاں یحیٰ فاعل بن سکتا ہے۔ یہ قرینہ معنویہ ہے۔یہاں التباس کا خطرہ نہیں۔ و ضرب عمرًا زيدٌ ترکیب۔ضرب فعل عمرًا منصوب لفظاً مفعول بہ زيدٌ مرفوع لفظاً فاعل فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ترجمہ۔اور زید نے عمرو کو مارا۔یہ قرینہ لفظیہ ہے۔کیونکہ لفظوں نے بتایا فاعل اور مفعول کے بارے میں۔

قرینۃ کی تعریف:القرينةُ امرٌ يشيرُ الىٰ المطلوب۔قرينة وہ چیز ہے جو مطلوب اور مراد کی طرف اشارہ کریں۔

و يجوز حذف الفعل حيث كانت قرينةٌ اور حذف کرنا فعل کا جائز ہے اگر قرینہ پایا جائے۔
کانت افعال ناقصہ میں سے ہے یہ ایک اسم چاہتا ہے اور ایک خبر۔یہ اپنے اسم کو رفع دیتا ہے اور خبر کو نصب۔لیکن کبھی کبھار کان تامۃ بھی آتا ہے۔اور کان تامۃ ثبت کے معنی میں ہوتا ہے۔اور یہ صرف فاعل کو چاہتا ہے۔پھر اسمیں خبر کی ضرورت نہیں ہوتا، نحو مثال کے طور پر زيدٌ زید فی جوابِ مَن اس شخص کے جواب میں قال کہا تھا من ضرب کس نے پٹھائی کی و كذا يجوزُ حذف الفعل و الفاعل معًا اور اسی طرح فعل اور فاعل دونوں کو حذف کر سکتے ہیں۔ 25 كنعم جیسا کہ نعم کا لفظ في جواب من قالَ اس شخص کے جواب میں جس نے کہا تھا اقامَ زيدٌ کیا زید کھڑا ہو گیا ہے۔و قد يحذف الفاعلُ اور کبھی کبھار فاعل کو حذف کر لیتے ہیں۔(فعل مجہول میں فاعل کو حذف کر سکتے ہے اور فعل معروف میں فاعل کو حذف نہیں کر سکتے) و يقام المفعولُ مَقَامَهُ اور قائم مقام کر دیتے ہے اس کے مفعول کو إذا كان الفعلُ مجهولاً جب کہ فعل مجہول کا ہو۔ نحو ضُرِبَ زيدٌ مثال کے طور پر ضُرِبَ زيدٌ و هو القسم الثانى من المرفوعات اور یہ مرفوعات کی قسم ثانی ہے۔ترکیب۔ ضُرب فعل مجهول زيدٌ مرفوع لفظاً نائب الفاعل ۔ فعل اپنے نائب الفاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ۔ زید کی پٹھائی کی گئی۔

اس فصل میں مصنف رح تنازع فعلین کے بارے میں بحث کریگا۔تنازع فعلین کی چار صورتیں ہیں۔1۔دونوں فعل چاہتے ہیں کہ آگے آنے والا اسم ظاہر ان کے لئے فاعل بنے۔2۔دونوں فعل چاہتے ہیں کہ آگے آنے والا اسم ظاہر ان کے لئے مفعول بنے۔3۔پہلا فعل چاہتا ہے کہ میرے لئے فاعل بنے اور دوسرا فعل چاہتا ہے کہ میرے لئے مفعول بنے۔4۔پہلا فعل چاہتا ہے کہ میرے لئے مفعول بنے اور دوسرا فعل چاہتا ہے کہ میرے لئے فاعل بنے۔

فصل ای ھذا فصلٌ اذا تنازع الفعلان جب دو فعل جھگڑا کریں۔ فی اسمٍ ظاھرٍ ایک ایسے اسم ظاہر میں بعدَ ھما جو ان دونوں فعلوں کے بعد آئیں ای اَرادَ کُلُّ واحدٍ منَ الفعلینِ یعنی ارادہ کریں ہر ایک ان دو فعلوں میں سے اَنْ یَّعْملَ فی ذالک الاسمِ کہ وہ عمل کریں اُس اسم میں فھذا انما یکونُ علیٰ اربعةِ اقسامٍ تو یہ جو ہے چار قسم پر ہوگا۔

مثالوں کے اندر دو فعل ذکر کریں گے۔ایک ضربَ سے اور دوسرا اکرم سے۔ضربتُ زیدً یہاں اسم ظاہر مفعول ہے۔ترکیب۔ضربتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً زیدً منصوب لفظاً مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔اگر زید کو ختم کریں تو یہ رہ جائیں گا ضربتُ ۔تو اب ضرب فعل،مفعول کا تقاضا کرتا ہے۔

اب دوسرا مثال ضربنی زیدٌ ترکیب۔ضرب فعل نون وقایہ کا اور یا ضمیر متکلم کی مفعول بہ منصوب محلاً زیدٌ مرفوع لفظاً فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ترجمہ: زید نے میری پٹھائی کی۔اگر صرف ضربنی آجائے تو ضرب فعل کے ساتھ مفعول جڑی ہوئی ہے اور یہ فاعل کا تقاضا کرتا ہے۔

دوسرا فعل اکرم کا استعمال کیا ہے۔پہلا مثال۔اکرمتُ زیدً ۔ترکیب۔اکرمتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً فاعل زیدً منصوب لفظاً مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔یعنی اکرمتُ میں اکرمَ فعل مفعول کا تقاضا کرتا ہے۔

دوسری مثال اکرمنی زیدٌ ۔ترکیب۔اکرم فعل نون وقایہ کا اور یا ضمیر متکلم کی مفعول بہ منصوب محلاً زیدٌ مرفوع لفظاً فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔یعنی اکرمنی میں اکرمَ فعل،فاعل کا تقاضا کرتا ہے۔

نون وقایہ: وقی یقی وقایہ کا مطلب ہے بچانا۔ماضی مبنی علی الفتح ہوتا ہے۔زید نے میری پٹھائی کی۔تو ضرب فعل کو یا ضمیر متکلم سے ملائیں۔یا اپنے ماقبل کسرہ چاہتا ہے تو یہ بنے گا ضرِبِی۔با کے نیچے کسرہ آیا اور مبنی کا آخر تبدیل نہیں ہوتا تو اب فتح کی حرکت کو بچانا ہے۔اور یا کا ما قبل کسرہ چاہیے۔تو اس درمیان میں ایک نون لاتے ہیں جسکو نون وقایہ کہتے ہیں۔ضربَنِي تو ضرب فعل کی حفاظت نون وقایہ نے کیا۔اور یا ما قبل کسرہ چاہتا ہو تو یا کو کسرہ بھی ملا۔نون وقایہ صرف فعل سے جڑتا ہے اسم کے ساتھ نہیں۔

پہلا مثال۔دو ایسے فعل جو فاعل کا تقاضا کریں۔ضربنی اور اکرمنی ہیں۔یعنی ضربنی و اکرمنی زیدٌ۔

دوسری صورت۔یعنی دونوں مفعول کا تقاضا کریں۔ضربتُ اور اکرمتُ ہیں۔یعنی ضربتُ و اکرمتُ زیدً ۔

تیسری صورت۔پہلا فاعل کا تقاضا کریں اور دوسرا مفعول کا۔ضربنی اور اکرمتُ ہیں۔ضربنی و اکرمتُ زیدٌ ۔

چوتھی صورت۔پہلا مفعول کا تقاضا کریں اور دوسرا فاعل کا۔ضربتُ اور اکرمنی ہیں۔یعنی ضربتُ و اکرمنی زیدً۔

الاول ان یَّتَنازَعا فی الفاعلية فقط پہلی صورت یہ ہے۔کہ یہ دونوں جھگڑا کریں گے صرف فاعل ہونے میں۔نحو مثال کے طور پر ضربنی و اکرمنی زیدٌ یہاں زیدٌ میں جھگڑا ہے ضربنی چاہتا ہے یہ میرا فاعل بنے اور اکرمنی چاہتا ہے یہ میرا فاعل بنے۔ **الثانی** دوسری صورت ان یتنازعا فی المفعولية فقط کہ یہ دونوں صرف مفعول ہونے میں جھگڑا کریں۔نحو مثال کے طور پر ضربتُ و اکرمتُ زیدًا ضربت چاہتا ہے کہ یہ میرا مفعول بنے اور اکرمت چاہتا ہے یہ میرا مفعول بنے۔ **الثالث** تیسری صورت ان یتنا زعا فی الفاعلية والمفعولية کہ یہ دونوں فاعل اور مفعول ہونے میں جھگڑا کریں۔و یقتضی الاولُ الفاعلَ اور پہلا فاعل کا تقاضا کریں والثانی المفعولَ

اور دوسرا مفعول کا تقاضا کریں۔ نحو ضربنی و اکرمتُ زیدًا یہاں ضربنی فاعل کا تقاضا کرتا ہے اور دوسرا مفعول کا تقاضا کرتا ہے۔ **الرابعُ عَکْسُهُ** اور چوتھی صورت اُس تیسری کی برعکس ہے۔ نحو ضربتُ و اکرمنی زیدٌ یہاں ضربتُ مفعول کا اور اکرمنی فاعل کا۔
جمہور علماء نحو کے نزدیک پہلے کو عامل بنانا بھی جائز، دوسرے کو عامل بنانا بھی جائز، چاہے پہلے کو عامل بنائیں یا دوسرے کو عامل بنائیں دونوں جائز ہیں۔ البتہ یہاں دو اختلاف ہیں۔ ایک جمہور علماء کا امام فراء کے ساتھ، اور یہ اختلاف ہے جواز اور عدم جواز کا۔ بعد صورتوں میں امام فراء فرماتے ہیں یہ صورت جائز ہی نہیں جبکہ جمہور کہتے ہیں یہ بھی جائز ہیں۔ دوسرا اختلاف جبکہ جمہور کا آپس میں ہیں۔ جمہور کے اندر نحویوں کے دو بڑے گروہ ہیں۔ ایک بصرہ والے نحوی ہیں اور دوسرا کوفہ کے نحوی ہیں۔ تقریباً 110 یا اس کے لگ بھگ مسائل میں اختلاف ہیں۔ یہ اختلاف اولی اور غیر اولی کا ہے۔ یہ اختلاف پہلے کو عامل بنانا بہتر ہے یا دوسرے کو عامل بنانا بہتر میں ہیں۔

واعلم توجان لیں اَنَّ فی جمیع هٰذه الاقسامِ ان تمام قسموں کے اندر یجوز اِعمالُ الفعل الاول و اِعمالُ الفعل 26 الثانی ان تمام صورتوں میں جائز ہیں پہلے فعل کو عمل دینا اور دوسرے فعل کو عمل دینا۔ خلافا للفرّاء بخلاف امام فراء کے یعنی امام فراءؒ اختلاف کرتے ہیں۔ فی الصورة الاولیٰ و الثالثة پہلی صورت میں اور تیسری صورت میں۔ ان یُعملَ الثانی یہ کہ عمل دیا جائے ثانی کو۔ یعنی ثانی کو عامل بنانے میں امام فراءؒ اختلاف کرتے ہیں۔ امام فراءؒ کے مطابق پہلا عامل بنے گا۔ **پہلی صورت:** ضربنی و اکرمنی زیدٌ ۔ یہاں امام فراءؒ کہتے ہیں کہ عامل ضربنی ہوگا۔ **تیسری صورت:** ضربنی و اکرمتُ زیدٌ یہاں بھی پہلا فعل، فاعل کا تقاضا کرتا ہے۔ اور یہی امام فراء کا مذہب ہے۔ **دوسری صورت:** ضربتُ و اکرمتُ زیدً ۔ یہاں ضربتُ مفعول کا تقاضا کرتا ہے۔ **چوتھی صورت**۔ ضربتُ و اکرمنی زیدً۔ پہلا فعل مفعول کا تقاضا کرتا ہے۔ یہاں امام فراءؒ فرماتے ہیں دوسرے فعل کو عامل بنا سکتے ہیں۔

نوٹ: 1۔ فاعل خذف کرنا جائز نہیں۔

2۔ مرجع بعد میں ذکر ہو اور ضمیر پہلے یہ ناجائز ہے۔ اور اسے اضمار قبل الذکر کہتے ہیں۔ یعنی مرجع پہلے ذکر کرنا ہوگا اور ضمیر بعد میں۔ مثلاً میں آپ سے کہتا ہوں۔ جاءنی زیدٌ میرے پاس زید آیا تھا۔ فاکرمته پس میں نے اس کا اکرام کیا۔ تو مرجع یعنی زید کا ذکر پہلے آیا اور ضمیر کا ذکر بعد میں تو یہ جائز ہے۔ اور کوئی اشکال بھی پیدا نہیں ہوتا۔
اگر پیچھے زید کا ذکر نہ ہو اور میں ایسا کہہ دوں اکرمتهُ میں نے اس کا اکرام کیا۔ تو اشکال پیدا ہوتا ہے کہ کس کا اکرام کیا۔ اب امام فراء کے نزدیک اگر پہلے کو عامل نہ مانا جائے تو پھر فاعل کو خذف کرنا ہوگا۔ یہ بھی جائز نہیں اور اگر پہلے فعل کے لئے ضمیر کو فاعل مانا جائے تو یہ ضمیر زید کی طرف لوٹے گی اور یہ اضمار قبل الذکر ہے یہ بھی ناجائز ہے۔

و دَلِیلُهُ اور امام فراء کا دلیل لُزُومُ اَحدِ الْاَمْرَیْنِ دو چیزوں میں ایک کا لازم آنا ہے اِمَّا حَذفُ الفاعل یا تو فاعل کو خذف کریں گے او الاضمار قبل الذکر اور یا اضمار قبل الذکر لازم آئیں گا۔ و کلا هما محظوران اور یہ دونوں چیزیں ممنوع ہیں۔

جمہور کا جواب نوٹ۔ پانچ مقامات پر اضمار قبل الذکر جائز ہیں بشرطِ تفسیر۔ ان پانچ جگہوں میں ایک تنازع فعلین کا باب ہے۔ مثلاً ضربنی و اکرمنی زیدٌ ۔ جمہور کے نزدیک زیدٌ دوسرے کے لئے فاعل۔ یعنی دوسرے فعل کو عامل بنایا۔ اور ضرب کے اندر ضمیر مان لیا۔ اور یہ ضمیر زید کی طرف لوٹ رہی ہے۔ یعنی اضمار قبل الذکر ہوا۔ لیکن آگے تفسیر آرہی ہے کہ ھو سے مراد زید ہے۔ تو یہ اضمار قبل الذکر بشرط تفسیر ہوا۔ ورنہ ضمیر مبہم ہوتا ۔ و هٰذا فی الجواز اور یہ اختلاف جواز میں تھا۔ و اما الاختیار اور باقی اختیار (یعنی

پسندیدہ)ہونے میں۔اور دوسرا جو اختیار کے بارے میں ہیں یعنی پہلے کو عامل بنائیں یا دوسرے کو عامل۔یعنی افضل کون ہے۔بصرہ کے نحوی حضرات فرماتے ہیں کہ دوسرے کو عامل بناؤ۔مثلاً ضربنی و اکرمنی زیدٌ میں اکرمنی کو عامل مانو۔کیونکہ اکرم اس کے قریب ہے۔اور ضرب کے اندر ضمیر مانو۔دوسری دلیل بصریوں کے نزدیک یہ ہے کہ فعل کے فوراً بعد فاعل آنا چاہیے۔فعل اور فاعل کے درمیان فاصلہ نہیں ہونا چاہیے۔ اصل یہ ہے کہ فعل کے فوراً بعد فاعل کو آنا چاہیے۔ففیه خلافُ البصریین تو اس میں اختلاف ہے بصریوں کا فانهم یختارون اعمال الفعل الثانی پس وہ اختیار کرتے ہیں فعل ثانی کو عمل دینے کو اعتبار اللقرب والجِوار قریب ہونے اور پڑوسی ہونے کی اعتبار سے (جوار میں جیم کے نیچے کسرہ بھی ٹھیک ہے اور جیم پر ضمہ بھی ٹھیک ہے) والکوفیون یختارون اِعمال الفعل الاول اور کوفہ والے جو ہے اختیار کرتے ہے فعل اول کو عمل دینے کو مراعاةً للتقدیم والاستحقاقِ رعایت کرنے میں مقدم اور مستحق ہونے کی۔کوفیوں کے نزدیک جو پہلے آیا ہے۔وہ زیادہ مستحق ہے۔اور دوسری دلیل اس کی یہ ہے کہ اس صورت میں اضمار قبل الذکر سے ہم بچ جائینگے۔مثلاً۔ ضربنی و اکرمنی زیدٌ ۔کوفیوں کے نزدیک ضربنی عامل ہے۔تو اکرم کے اندر ضمیر ماننا پڑھیں اور کوفیوں کے نزدیک اضمار قبل الذکر سے ہم بچ جائیں گے۔لیکن سوال یہ کہ اضمار قبل الذکر تو اب بھی آتا ہے۔ جواب۔ زید کا تعلق ضربنی سے جب جُڑ گیا تو درحقیقت یہ ضربنی کے فوراً بعد ہے لیکن لفظوں میں اکرمنی کے بعد ہے۔تو اب ضمیر اپنے مرجع کے بعد آیا۔تو کلام یوں بن گیا۔ ضربنی زیدٌ و اکرمنی۔

نوٹ۔1۔اضمار قبل الذکر عمدہ(اعلیٰ) میں جائز ہے بطور تفسیر۔عمدہ کلام کے اندر مسندالیہ ہوتا ہے۔فاعل بھی مسندالیہ ہوتا ہے۔نائب الفاعل بھی مسندالیہ ہوتا ہے۔ضمیر کا تفسیر ضرور آنا چاہیے۔یہ ضابط پانچ جگہوں میں جائز ہے۔اس میں ایک تنازع الفعلین کا باب ہے۔

2۔فعل کا فاعل ضمیر اور اسم ظاہر دونوں آسکتا ہے۔فعل،فاعل یا نائب فاعل کا تقاضا فوراً کرتا ہے۔فاعل یا نائب فاعل مرفوع ہوتا ہے۔مرفوع لفظاً، تقدیراً اور محلاً تینوں ہو سکتا ہے۔فعل کا فاعل یا نائب فاعل اسم ظاہر ہو تو فعل ہمیشہ مفرد رکھتے ہیں۔

یہاں مصنف رح بصرہ والوں کا مذہب پہلے ذکر کرتا ہے۔بصرہ کے نزدیک دوسرا فعل عامل ہوتا ہے۔یہاں دو الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔1 متوافقین کا معنی یہ ہوگا کہ ایک فعل جس کا تقاضا کرتا ہو دوسرا بھی اس کا تقاضا کرتا ہو۔اگر ایک فاعل کا تقاضا کرتا ہو تو دوسرا بھی فاعل کا تقاضا کریگا۔اور اگر ایک مفعول کا تقاضا کریں تو دوسرا بھی مفعول کا تقاضا کریں گا۔متخالفین:دونوں فعل تقاضا کے اندر ایک دوسرے کے مختلف ہیں۔یعنی ایک اگر فاعل کا تقاضا کرے تو دوسرا مفعول کا اور اگر ایک مفعول کا تقاضا کریں تو دوسرا فاعل کا۔

بصریوں کے مذہب کے مطابق چند مثالیں۔یعنی عامل دوسرا فعل ہوگا۔

مثال1۔پہلا فعل فاعل کا تقاضا کرتا ہے اور دونوں متوافقین ہیں۔ ضربنی و اکرمنی زیدٌ ۔ زید کو رفع اکرم نے دیا۔اور ضرب کے اندر ھو ضمیر فاعل ہے۔جو زید کی طرف لوٹ رہی ہے۔اور یہ اضمار قبل الذکر عمدہ(یعنی فاعل) میں ہے۔اکرم نے زید کو رفع دیا اور ضرب نے ھو ضمیر کو رفع دیا۔

مثال2۔ ضربانی و اکرمنی الزیدانِ۔ الزیدانِ مرفوع لفظاً اکرم فعل نے رفع دیا (کیونکہ تثنیہ کا حالت رفعی الف کے ساتھ آتا ہے۔ حالت نصب میں الزَیدَین) ۔سوال۔ الزیدانِ تثنیہ کا صیغہ ہے اور اکرمَ مفرد ہے۔تو مفرد تثنیہ میں کیسے عمل کر سکتا ہے۔جواب۔ الزیدانِ فاعل ہے اور جب اسم ظاہر فاعل ہو تو فعل مفرد آئیں گا۔اس لئے اکرمَ آیا ہے۔ اکرم نے الزیدان کو رفع دیا اور ضرب نے الف کو رفع دیا۔ (طلباء کو سمجھانے کے لئے پہلے فعل کو ضرب لکھو۔پھر سمجھاؤ کہ الزیدانِ تثنیہ ہے اور یہ تثنیہ کا ضمیر چاہتا ہے تو پھر ضربانی لکھو)

مثال3۔ ضربونی و اکرمنی الزیدونَ۔ الزیدونَ میں حالت رفع واو کے ساتھ آتا ہے۔اکرم مفرد کا صیغہ اس کو رفع دیتا ہے۔اور پہلے فعل میں جمع کی ضمیر چاہیے۔ اکرم نے الزیدون کو رفع دیا اور ضرب نے واو کو رفع دیا۔(طلباء کو سمجھانے کے لئے پہلے فعل کو ضرب لکھو۔پھر سمجھاؤ کہ الزیدونَ جمع ہے اور یہ جمع کا ضمیر چاہتا ہے تو پھر ضربونی لکھو)

فان اَعملتَ الثانی اگر آپ نے عمل دیا فعل ثانی کو۔یعنی بصریوں کے مذہب کے مطابق۔ فانظر تو آپ دیکھ لیجیے۔ ان کان الفعل الاول یقتضی الفاعل کہ اگر فعل اول تقاضا کر رہا ہے فاعل کا اَضمرتهُ فی الاول تو آپ فعل اول میں ضمیر لائینگے۔ کما تقول فی المتوافقیْن جیسے آپ کہتے ہیں دو موافق افعال میں ضربنی و اکرمنی زیدٌ ترکیب۔ضرب فعل ھو ضمیر اسکے اندر مرفوع محلاً اس کا فاعل جو راجع ہے زید کو اور یہ اضمار قبل الذکر ہیں تنازع فعلین کے باب میں۔نون وقایہ یا منصوب محلاً ضمیر متکلم مفعول بہ و او حرف عطف اکرم فعل نون وقایہ یا ضمیر منصوب محلاً زیدٌ مرفوع لفظاً اکرم کے لئے فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔اسی طرح ضربنی بھی فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

و ضربانی و اکرمنی الزیدانِ ترکیب۔ضربا فعل بفاعل الف مرفوع محلاً فاعل نون وقایہ یا ضمیر منصوب محلاً ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔اکرمنی فعل بفاعل نون وقایہ یا ضمیر منصوب محلاً الزیدانِ مرفوع لفظاً اکرم کے لئے فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

و ضربونی و اکرمنی الزیدونَ ضربو فعل بفاعل واو ضمیر مرفوع محلاً جمع مذکر غائب کی ضمیر نون وقایہ یا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔واو ضمیر الزیدونَ کو راجع ہے۔ واو حرف عطف اکرم فعل نون وقایہ یا منصوب محلاً الزیدونَ مرفوع لفظاً فاعل اکرم کے لئے۔فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

متخالفین کی مثال: اب وہ مثالیں جس میں دوسرا فعل مفعول کا تقاضا کریں۔پہلا اب بھی فاعل کا تقاضا کریں۔پہلے تین مثالوں میں فعل متوافقین تھے۔پہلا فاعل کا تقاضا کرتا تھا اور عامل دوسرے کو بنایا تھا۔اب پہلا فاعل ہی کا تقاضا کرے گا جب کہ فعل متخالفین ہونگے یعنی دوسرا فعل مفعول کا تقاضا کریں گا۔

مثال1۔ ضربنی و اکرمتُ زیدًا۔ کیونکہ عامل دوسرا ہے اور تقاضا کرتا ہے مفعول کا۔تو زیدًا منصوب ہوگا۔اور پہلے فعل میں ضمیر ھو ہے۔یہ اضمار قبل الذکر عمدہ میں ہے۔یہاں زیدًا اکرم کے لئے مفعول ہے۔لیکن ضرب کے لئے فاعل ہے۔(پہلے یہ ضربنی و اکرمنی زید لکھو بعد میں صحیح کرو)

مثال2۔ ضربانی و اکرمتُ الزیدَیْنِ۔ الزیدان کو نصب اکرم نے دیا۔تثنیہ ہے تو ضربا لکھیں گے۔(پہلے یہ ضربنی و اکرمتُ الزیدانِ لکھو بعد میں صحیح کرو)

مثال3۔ ضربونی و اکرمتُ الزیدِینَ ۔ الزیدِینَ مفعول ہے اکرم کے لئے۔جمع مذکر سالم ہے۔نصبی اور جری میں یا ما قبل کسرہ کے ساتھ آتا ہے۔الزیدین جمع ہے تو پہلے فعل میں جمع کا ضمیر آئینگا۔جیسے ضربونی۔

و فى المتخالِفَين اورمتخالفين کے اندر آپ یوں کہیں گے۔ ضربنى و اكرمتُ زيدًا ترکیب۔ضرب فعل بفاعل اس کے اندر ھو ضمیر فاعل مرفوع محلًا نون وقایہ یا ضمیر منصوب محلاً فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اوو حرف عطف اکرمتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً زیدًا منصوب لفظاً مفعول بہ۔فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ و ضربانى و اكرمتُ الزيدَين ترکیب۔ضربا فعل بفاعل اس کے اندر الف تثنیہ مذکر کی ضمیر مرفوع محلاًا فاعل جو الزیدون کو راجع ہے۔ نون وقایہ یا ضمیر منصوب لفظاً فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا ۔ واو حرف عطف اکرمتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً الزیدین منصوب لفظاً مفعول بہ۔فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

و ضربونى و اكرمتُ الزيدِينَ ترکیب۔ضربو فعل بفاعل اس کے اندر واو ضمیر فاعل مرفوع محلاًا جو الزیدِین کو راجع ہے۔ نون وقایہ یا منصوب محلاً فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ واو حرف عطف اکرمتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً الزیدِینَ منصوب لفظاً مفعول بہ۔فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

پہلی چھ مثالوں کے اندر پہلا فعل سب میں فاعل کا تقاضا کرتا ہے۔اوران چھ مثالوں میں پہلے تین متوافقین کی تھی اور آخری تین متخالفین کی مثالیں تھیں۔اب ایسے مثالیں لکھیں گے جس میں پہلا فعل مفعول کا تقاضا کرے گی۔پہلے تین مثالیں متوافقین کے لکھیں گے۔

متوافقین کی مثالیں 1۔ ضربتُ و اكرمتُ زيدً ۔ پہلا فعل مفعول کا تقاضا کرتا ہے اور دوسرا فعل بھی مفعول کا تقاضا کرتا ہے۔یعنی یہ متوافقین کی صورت بنا۔اور عامل تو دوسرا فعل ہے۔کیونکہ یہ بصری مذہب کے مطابق مثالیں ہیں۔یعنی زید میں عمل اکرم کریگا۔اور پہلے کے لئے مفعول خذف مان لیں گے۔کیونکہ اگر ضرب میں ہم ہا ضمیر زید کی طرف راجع مان لے تو یہ اضمار قبل الذکر مفعول میں ہوا اور مفعول عمدہ نہیں۔تو یہ اضمار قبل الذکر جائز نہیں۔اس لئے مفعول کو خذف کرینگے۔اور مفعول کا خذف کرنا جائز ہے۔

مثال2۔ ضربتُ و اكرمتُ الزيدَينِ۔ الزيدَين کو نصب اکرم نے دیا۔ضرب فعل میں کوئی تبدیلی نہیں آئینگی اور مفعول کو مخذوف مان لیں گے۔

مثال3۔ ضربتُ و اكرمتُ الزيدِينَ۔ الزیدِینَ کو نصب اکرم نے دیا۔ضرب فعل میں کوئی تبدیلی نہیں آئینگی اور مفعول کو مخذوف مان لیں گے۔ ھم ضمیر مخذوف ہوا۔

و ان كان الفعلُ27 لاول يقتضى المفعولَ اور اگر پہلا فعل مفعول کا تقاضا کر رہا ہو و لم يكنِ الفعلان من افعال القلوب اور وہ دو فعل افعال قلوب میں سے بھی نہیں ہے۔(افعال قلوب وہ افعل ہے جو دل ہی میں ہوتے ہیں۔جس کا تعلق دل سے ہوتا ہے۔جیسے حسبتُ زيدًا عالمً۔ میں نے زید کو عالم خیال کیا۔ یعنی حسبَ (خیال کیا) کا تعلق دل سے ہے۔یعنی خارج میں ظاہر نہیں ہوتا۔باقی افعال اعضاء اور جوارح سے ہوتے ہیں۔افعال قلوب دو مفعول کو چاہتے ہیں اور ان میں مفعول کو خذف نہیں کر سکتے۔

حَذَفْتَ المفعولَ من الفعلِ توآپ مفعول کو خذف کرلینگے اس فعل میں سے كما تقولُ جیسے آپ کہے فى المتوافقين دونوں متوافق افعال میں ضربتُ و اكرمتُ زيدًا ترکیب۔ضربت فعل بفاعل اس کے اندر ہا ضمیر مفعول کا مخذوف ہے منصوب محلاً تا ضمیر مرفوع محلاً فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔واو حرف عطف اکرمتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً زیدًا منصوب لفظاً مفعول بہ۔فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

و ضربتُ و اکرمتُ الزیدَینِ ترکیب۔ضربت فعل بفاعل اس کے اندر ھما ضمیر مفعول کا محذوف ہے منصوب محلاً تا مرفوع محلاً فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔واو حرف عطف اکرمتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً الزیدَینِ منصوب لفظاً مفعول بہ۔فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

و ضربتُ و اکرمت الزیدِینَ ترکیب۔ضربت فعل بفاعل اس کے اندر ھم ضمیر مفعول کا محذوف ہے منصوب محلاً تا ضمیر مرفوع محلاً فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ واو حرف عطف اکرمتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً الزیدِینَ منصوب لفظاً مفعول بہ۔فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

مثالیں۔پہلا مفعول کا تقاضا کریں اور دوسرا فاعل کا یعنی دونوں افعال متخالفین میں سے ہو۔

متخالفین کی مثالیں: 1۔ ضربتُ و اکرمنی زیدٌ ۔ یہاں عمل اکرمنی کریگا۔بصری مذہب پر۔ زیدٌ کو رفع اکرمنی نے دیا۔اور ضرب کے ہا ضمیر مفعول کا محذوف مان لیں گے۔

مثال2۔ ضربتُ و اکرمنی الزیدَانِ۔ الزیدان کو رفع اکرمنی نے دیا۔اور ضرب کے ھما ضمیر مفعول کا محذوف مان لیں گے۔

مثال3۔ ضربتُ و اکرمنی الزیدونَ۔ الزیدون کو رفع اکرمنی نے دیا۔اور ضرب کے ھم ضمیر مفعول کا محذوف مان لیں گے۔

و فی المتخا لفَینِ اور وہ دو افعال جو باہم ایک دوسرے کے مخالف ہو

ضربتُ و اکرمنی زیدٌ ضربتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل،ہا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ لیکن محذوف،فعل اپنے فاعل اور محذوف مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا،واو حرف عطف اکرم فعل نون وقایہ یا ضمیر منصوب محلًا مفعول بہ زیدٌ مرفوع محلاً فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

و صربتُ و اکرمنی الزیدان ضربتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل،ہا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ لیکن محذوف،فعل اپنے فاعل اور محذوف مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا،واو حرف عطف اکرم فعل نون وقایہ یا ضمیر منصوب محلًا مفعول بہ الزیدانِ مرفوع محلاً فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

و ضربتُ و اکرمنی الزیدون ضربتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل،ہا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ لیکن محذوف،فعل اپنے فاعل اور محذوف مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا،واو حرف عطف اکرم فعل نون وقایہ یا ضمیر منصوب محلًا مفعول بہ الزیدونَ مرفوع محلاً فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

و ان کان الفعلان من افعالِ القلوب اور اگر وہ دو فعل افعال قلوب میں سے ہوئے۔افعال قلوب میں مفعول کو حذف نہیں کر سکتے اور نہ ہی ضمیر بنا سکتے کیونکہ مفعول کے اندر اضمار قبل الذکر جائز نہیں۔تو پھر مفعول کو ظاہر کر دینگے۔ یجبُ اظهار المفعول للفعل الاول تو واجب ہے کو ظاہر کرنا پہلے فعل کے لئے۔

مثالیں۔ حسبنی منطلقاً و حسبتُ زیدً مُنطلقاً۔ حسبتُ میں نے گمان کیا۔ فعل ثانی کو عامل بنایا۔ تو زیدً مفعول اول منطلقاً مفعول ثانی۔ کیونکہ افعال قلوب دو مفعول چاہتا ہے۔ منطلقاً کے معنی ہے چلنا۔

ترجمه۔ میں نے گمان کیا که زید روانه ہو گیا۔ اب یہاں زیدً منطلقاً میں تنازع فعلین ہے۔ حسبتُ چاہتا ہے که میں ان دونوں مفعولوں میں عمل کروں اور حسبنی یه بھی ایک فاعل چاہتا ہے اور دو مفعول چاہتا ہے۔ یه زید کو فاعل بنانا چاہتا تھا۔ اب حسبنی میں ایک مفعول یا ہے۔ چونکه خذف اور ضمیر دونوں ناجائز ہے۔ اس لئے اسم ظاہر منطلقاً کو مفعول ثانی بنائینگے۔ حسبتُ میں تا ضمیر زیدً کو راجع ہے۔

كما تقول جیسا کا آپ کہتے ہیں حسبنی منطلِقًا و حسبتُ زيدًا منطلِقًا حسبَ کے اندر فاعل کی ضمیر زید کو راجع ہے۔ زید نے میرے بارے میں گمان کیا کہ میں چلنے والا ہو اور میں نے زید کے بارے میں گمان کہ وہ جانے والا ہے۔ اذ لا يجوز حذف المفعول من افعال القلوب اس لئے کہ جائز نہیں مفعول کا افعال قلوب میں و اضمار المفعول قبل الذكر ای و لا يجوز حذف اضمار المفعول قبل الذكر ۔ اور مفعول کے ضمیر کو ذکر سے پہلے لانا بھی جائز نہیں۔ هذا هو مذهب البصريين یہ مذہب ہے بصریین کا۔(با پر فتح اور کسرہ دونوں جائز ہیں۔ بصرہ ایک بڑے علاقہ کا نام تھا اور شہر کا بھی نام تھا۔ بَصریین سے مراد وہ علاقہ ہے۔ اور بِصریین سے مراد وہ شہر ہیں۔)

اب کوفیین کے مذہب پر مثالیں اور دلائل۔ کوفیین کے نزدیک فعل اول کا عمل افضل ہے۔

و اِمَّا اِن اَعملتَ الفعل الاول اور باقی آپ اگر عمل دیں فعل اول کو علٰى مذهب الكوفين کوفیین کے مذہب پر فانظر تو آپ دیکھیے ان كان الفعلُ الثانى يقتضى الفاعل اگر دوسرا فعل وہ فاعل کا تقاضا کر رہا ہے۔ اضمرتَ الفاعل فى الفعلِ الثانى تو آپ ضمیر لائیں گے فاعل کی فعل ثانی میں كما تقول 28 فى المتوافقين جیسے آپ کہتے ہیں دونوں متوافق افعال میں۔

کوفیوں کے مذہب کی مثالیں۔ کوفیین پہلے فعل کو عامل مان لیتے ہیں۔

متوافقین کی مثالیں 1۔ ضربنى و اكرمنى زيدٌ۔ فعل اول ضرب عامل بنایا۔ اور اکرم کے لئے فاعل ضمیر لائینگے۔ زیدٌ تو لفظاً اکرمنی کے بعد ہے۔ لیکن حقیقت میں ضربنی کے بعد ہے۔ اصل کلام یوں بنیگا۔ ضربنى زيدٌ و اكرمنى ۔ اور اکرم کے اندر ضمیر یہ اضمار قبل الذکر لفظاً ہے لیکن رتبتاً نہیں۔

مثال 2۔ ضربنى و اكرمانى الزيدان۔ الزيدانِ حالت رفعی میں ہے اور اس کو رفع ضرب نے دیا۔ ضرب نے اسکو فاعل بنایا۔ اور اکرما میں الف ضمیر تثنیه کی جو الزیدان کی طرف لوٹ رہی ہے۔

مثال 3۔ ضربنى و اكرمونى الزيدونَ۔ الزیدون کے اندر عامل ضرب ۔ مرفوع لفظاً ہے۔ اور اکرمو میں واو ضمیر الزیدون کی طرف لوٹیں گی۔

ضربنى و اكرمنى زيدٌ ترکیب۔ ضرب فعل نون وقایه یا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ زیدٌ مرفوع لفظاً فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ واو حرف عطف اکرم فعل بفاعل اس کے اندر ہو ضمیر مرفوع محلاً جو لوٹ رہی ہے زیدٌ کو نون وقایه یا ضمیر منصوب محلاً فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

و ضربنى و اكرمانى الزيدان ترکیب۔ ضرب فعل نون وقایہ یا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ الزیدان مرفوع لفظاً فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ وا و حرف عطف اکرم فعل بفاعل اس کے اندر الف ضمیر مرفوع محلاً نون وقایہ یا ضمیر منصوب محلاً فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

و ضربنی و اکرمونی الزیدونَ ترکیب۔ضرب فعل نون وقایہ یا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ الزیدونَ مرفوع لفظاً فاعل۔فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔واو حرف عطف اکرمُ فعل بفاعل اس کے اندر واو ضمیر مرفوع محلاً نون وقایہ یا ضمیر منصوب محلاً فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

کوفیین کی مذہب میں جب دوسرا فعل فاعل کا تقاضا کرے اور پہلا مفعول کا تقاضا کریں۔

متخالفین کی مثالیں۔مثال نمبر1: ضربتُ و اکرمنی زیدًا۔عامل پہلے والا فعل ہے۔اکرم میں ہو ضمیر فاعل کی ہے۔

مثال2۔ضربتُ و اکرمانی الزیدَیْنِ۔ پہلا فعل الزیدَین کو نصب دیتا ہے۔ اور اکرمانی میں الف تثنیہ کا صیغہ ہے ۔

مثال3۔ضربتُ و اکرمونی الزیدونَ۔ضرب نے الزیدون کو نصب دیا۔اور اکرمونی میں واو جمع کی ضمیر فاعل ہے اکرم کے لئے۔

و فی المتخالفین اور متخالفین افعال میں آپ یوں کہیں گے۔ ضربتُ و اکرمنی زیدًا ترکیب۔ ضربتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً فاعل زیدً منصوب لفظاً مفعول بہ۔فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ واو حرف عطف اکرم فعل نون وقایہ یا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

و ضربتُ و اکرمانی الزیدَینِ ترکیب۔ ضربتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً فاعل الزیدینِ منصوب لفظاً مفعول بہ۔فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ واو حرف عطف اکرما فعل بفاعل الف ضمیر مرفوع محلاً نون وقایہ یا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

و ضربتُ و اکرمونی الزیدینَ ترکیب۔ ضربتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً فاعل الزیدینَ منصوب لفظاً مفعول بہ۔فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔واو حرف عطف اکرم فعل نون وقایہ واو ضمیر مرفوع محلاً فاعل یا ضمیر منصوب محلاً فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

و ان کان الفعلُ الثانی یقتضی المفعولَ اور دوسرا فعل اگر مفعول کا تقاضا کر رہا ہو۔عامل فعل اول ہے۔ و لم یکن الفعلان من افعالِ القلوب اور حال یہ ہے کہ وہ دونوں افعال افعال قلوب میں سے نہیں ہیں۔ جاز فیہ الوجھان تو اس کے اندر دو وجہیں جائز ہیں۔ حذف المفعول مفعول کو خذف کرنا بھی والاضمار اور اس کی ضمیر لانا۔یعنی دوسرے فعل کے لئے مفعول کی ضمیر لاؤ۔ و الثانی ھو المختار اور دوسری صورت وہ پسندیدہ ہے۔اس سے مراد مفعول کی ضمیر ہے۔ لیکون الملفوظ مطابقاً للمراد تاکہ جو الفاظ ہے وہ مراد کے مطابق ہو جائے۔ملفوظ سے مراد وہ کلام جس پر ہم تلفظ کرتے ہیں۔مراد کا مطلب جس کا ارادہ کیا جائے۔

مثالیں۔دوسرا فعل مفعول کا تقاضا کرتا ہے یعنی اکرمتُ۔پہلا صیغہ متوافقین میں مفعول کا تقاضا کریں گے۔اور وہ ضربتُ ہے۔نیز دوسرے فعل کے لئے مفعول کو خذف بھی کر سکتے ہیں اور اس کا ضمیر بھی لا سکتے ہیں۔درج ذیل مثالوں میں دوسرے فعل کا مفعول خذف کیا گیا ہے۔

مثال1۔ضربتُ و اکرمتُ زیدً۔زید کو ضرب نے اپنے لئے مفعول بنایا۔اور اکرم کا مفعول مخذوف ہے۔

مثال2۔ضربتُ و اکرمتُ الزیدَیْنِ۔ الزیدَیْن کو نصب ضربتُ نے دیا اور اکرمتُ کا مفعول مخذوف ہے۔

مثال3۔ضربتُ و اکرمتُ الزیدِینَ۔ الزیدینَ کو نصب ضربتُ نے دیا اور اکرمتُ کا مفعول مخذوف ہے۔

امّا الحذف پس خذف جو ہے۔ فكما تقول فى المتوافقين پس جیسے آپ کہہ دیں دو متوافق افعال میں۔ وضاحت اوپر درج ہیں۔

ضربتُ و اكرمتُ زيدًا ترکیب۔ ضربتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً فاعل زيدً منصوب لفظاً مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ واو حرف عطف اكرمت فعل بفاعل فعل اپنے فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

و ضربتُ و اكرمتُ الزيدَين ترکیب۔ ضربتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً فاعل الزيدَيْنِ منصوب لفظاً مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ واو حرف عطف اكرمت فعل بفاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

و ضربتُ و اكرمتُ الزيدِينَ ترکیب۔ ضربتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً فاعل الزيدِيْنَ منصوب لفظاً مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ واو حرف عطف اكرمت فعل بفاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

مثالیں۔ اب پہلا فعل فاعل کا تقاضا کریں اور دوسرا مفعول کا۔ یعنی متخالفین میں۔ اور دوسرے فعل کا مفعول خذف کرینگے۔

مثال1۔ضربنى و اكرمتُ زيدٌ۔ زيدٌ کو رفع ضرب نے دیا۔اكرم کے مفعول کو ہم نے خذف کیا۔

مثال2۔ضربنى و اكرمتُ الزيدان۔ الزيدان کو رفع ضرب نے دیا۔اور اكرم کے مفعول کو ہم نے خذف کیا۔

مثال3۔ضربنى و اكرمتُ الزيدونَ۔ الزيدون کو رفع ضرب نے۔اور اكرم کے مفعول کو ہم نے خذف کیا۔

و فى المتخالفَين اور وہ صورت جن میں دونوں فعل متخالف ہو۔ جس کا ذکر اوپر کی تین مثالوں میں ہے۔

ضربنى و اكرمتُ زيدٌ ضرب فعل نون وقايه يا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ،زيدٌ مرفوع لفظاً فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔واو حرف عطف اكرمتُ فعل بفاعل اسکا هو ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ لیکن مخذوف ہے۔ فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

و ضربنى و اكرمت الزيدان ضرب فعل نون وقايه يا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ،الزيدانِ مرفوع لفظاً فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔واو حرف عطف اكرمتُ فعل بفاعل اسکا هما ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ لیکن مخذوف ہے۔ فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

و ضربنى و اكرمتُ الزيدونَ ضرب فعل نون وقايه يا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ،الزيدونَ مرفوع لفظاً فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔واو حرف عطف اكرمتُ فعل بفاعل اسکا هم ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ لیکن مخذوف ہے۔ فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

وہ صورت جس میں دوسرے فعل کے ساتھ مفعول کی ضمیر لگانا جائز ہو۔

و امّا الاضمار اور باقی ضمیر کا لانا۔ یعنی مفعول کی ضمیر کا لانا دوسرے فعل میں۔

متوافقین افعال کی مثال کوفیین کی مذہب پر۔ عامل فعل اول ہے۔ دونوں مفعول کا تقاضا کرتے ہیں۔ نیز فعل ثانی کے لئے مفعول کی ضمیر لائیں گے۔

مثال1۔ضربت و اكرمتُهُ زيدًا۔ زيدًا کو نصب ضربت نے۔اكرمت مفعول کا تقاضا کرتا ہے۔اور زيدً مفرد ہے تو مفرد کا ضمیر لائینگے۔

اشکال۔ہا ضمیر مفعول کا مفعول سے پہلے کیوں آیا؟ جواب۔یہاں اضمار قبل الذکر لفظاً تو ہے لیکن رتبتًا نہیں۔

مثال2۔ضربتُ و اکرمتهما الزیدَینِ۔ضربت نے الزیدَین میں عمل کیااور اسکونصب دیا۔اوراکرمت کے لئے مفعول کی ضمیر هما لائیں گے۔

مثال3۔ضربت و اکرمتهم الزیدِینَ۔ ضربت نے الزیدِینَ کو نصب دیا۔اوراکرمت کے لئے هم کی ضمیر لائی۔

فکما تقول فی المتوافقین جیسے کہ آپ دو متوافق افعال میں کہیں۔ ضربت و اکرمتهُ زیدًا ترکیب۔ ضربتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً فاعل زیدً منصوب لفظً مفعول بہ۔فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔واو حرف عطف اکرمت فعل بفاعل ہا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

و ضربتُ و اکرمتهما الزیدَینِ ترکیب۔ ضربتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً فاعل الزیدَینِ منصوب لفظً مفعول بہ۔فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ واو حرف عطف اکرمتهما فعل بفاعل هما ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

و ضربتُ و اکرمتهم الزیدِینَ ترکیب۔ ضربتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً فاعل الزیدِینَ منصوب لفظً مفعول بہ۔فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ واو حرف عطف اکرمتهم فعل بفاعل هم ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

مثالیں۔ متخالف افعال جب پہلا فعل فاعل کا تقاضا کریں اور دوسرا مفعول کا۔نیز دوسرے مفعول کے لئے مفعول کی ضمیر لانا ہوگا۔اور یہ کوفیین کے اصول کے مطابق۔

مثال 1۔ ضربنی و اکرمتهُ زیدٌ ۔ ضرب نے زید میں عمل کیا یعنی رفع دیا۔اور اکرمتُ کے لئے مفرد کا ضمیر لایا۔

مثال 2۔ ضربنی و اکرمتهما الزیدانِ۔ ضرب نے الزیدانِ میں عمل کیا یعنی رفع دیا۔اور اکرمتُ کے لئے تثنیہ کا ضمیر هما لایا۔

مثال 3۔ ضربنی و اکرمتهمو الزیدونَ۔ ضربنی نے الزیدونَ میں عمل کیا یعنی رفع دیا۔اور اکرمتُ کے لئے جمع کا ضمیر هم لایا۔

و فی المتخالفین اور دونوں افعال جب متخالف ہو اس میں آپ یوں کہیں گے۔

ضربنی و اکرمتهُ زیدٌ ضرب فعل نون وقایه یا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ، زیدٌ مرفوع لفظً فاعل،فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔واو حرف عطف اکرمتهُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل ہا ضمیر منصوب محلاً اس کا مفعول بہ،فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

و ضربنی و اکرمتہما الزیدان ضرب فعل نون وقایه یا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ، الزیدانِ مرفوع لفظً فاعل،فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔واو حرف عطف اکرمتہما فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل ہما ضمیر منصوب محلاً اس کا مفعول بہ،فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

و ضربنی و اکرمتھم الزیدونَ ضرب فعل نون وقایہ یا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ، الزیدونَ مرفوع لفظاً فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ واو حرف عطف اکرمتہم فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل ھم ضمیر منصوب محلاً اس کا مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

و اما اذا کان الفعلان من افعال القلوب اور باقی وہ جو دو افعال افعال قلوب میں سے ہو فلا بد من اظہار المفعول تو ضروری ہے مفعول کو ظاہر کرنا کما تقول جیسے کہ آپ کہتے ہیں۔

مثالیں۔ حسبنی و حسبتہما منطلِقَینِ الزیدان منطلقاً اس کی تفصیل کے لئے ہم جملے میں کچھ تبدیلی کرتے ہیں یعنی منطلِقَین کا لفظ نہیں لکھتے۔ اور پھر وضاحت کرتے ہیں کہ یہ لفظ منطلِقَین کس طرح آیا۔ تو سمجھانے کی غرض سے حسبنی و حسبتُ الزیدانِ منطلقاً لکھتے ہیں۔ اب غور کریں۔ حسبنی و حسبتُ الزیدانِ منطلقاً (سمجھانے کے لئے پہلے حسبنی و حسبتُ الزیدانِ منطلقاً لکھو ۔) دونوں فعل جھگڑرہے ہیں دونوں اسماء میں، یہاں کوفہ والوں کے مذہب کے مطابق پہلے والا فعل عمل کریگا۔ نیز دونوں افعال دو دو مفعول چاہتے ہیں۔ کیونکہ یہ افعال قلوب میں سے ہیں۔ حسبنی ایک فاعل چاہتا ہے اور دو مفعول۔ حسبنی میں ایک یا ضمیر مفعول کا ہے۔ اور الزیدانِ اس کا فاعل بنا۔ حالت رفع الف کے ساتھ ہے۔ دوسرا مفعول منطلقاً مفعول ثانی بنا۔ اب حسبتُ بھی افعال قلوب میں سے ہے ایک فاعل اور دو مفعول چاہتا ہے۔ فاعل تا ضمیر اس کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ اب دو مفعول چاہتا ہے۔ یہ چاہتا تھا کہ الزیدانِ کو اپنا مفعول اول بنائیں اور منطلقاً کو اپنا مفعول ثانی بنائیں۔ لیکن اس میں عامل حسبنی بن گیا۔ اب پہلے مفعول کی ضمیر لے آتے ہیں۔ تو الزیدانِ کا ضمیر ھما حسبتُ کے ساتھ جوڑدوں۔ تو جملہ بن جائے گا حسبنی و حسبتُھما الزیدانِ منطلقاً۔ اب حسبتھما کے لئے دوسرا مفعول، مفعول ثانی کا ضمیر لانا ہوگا۔ کیونکہ افعال قلوب میں مفعول کا حذف جائز نہیں اس لئے مفعول کا ضمیر لانا پڑے گا۔ اگر ضمیر لانے سے مسئلہ حل نہیں ہوتا تو پھر اسم ظاہر کو مفعول بنانا ہوگا۔ اب مفعول کی ضمیر ایاہُ لاؤ کیونکہ منطلقاً مفرد ہے۔ یہ مفعول کی ضمیر ہے اسی لئے منصوب کی ضمیر لانا ہوگا۔ یہاں متصل ضمیر پہلے سے جڑی ہوئی ہے۔ کیونکہ مرجع صرف غائب کی ضمیر کا ہوتا ہے۔ اور ہم ضمیر لوٹانا چاہتے ہیں منطلقاً کو تو غائب کا ضمیر لائینگے۔ تو ہم منصوب منفصل غائب کی ضمیر لائینگے۔ تو جملہ بن جائینگا حسبنی و حسبتُھما ایاہ الزیدانِ منطلقاً ۔ اب یاد رکھیں افعال قلوب کے جو دو مفعول ہوتے ہیں ان کا ایک دوسرے کے مطابق ہونا ضروری ہے مفرد، تثنیہ اور جمع کے اعتبار سے۔ اگر مفعول اول مفرد ہے تو مفعول ثانی بھی مفرد ہونا چاہیے۔ اور اگر مفعول اول تثنیہ ہے تو مفعول ثانی بھی تثنیہ ہونا چاہیے۔ اور اسی طرح اگر مفعول اول جمع ہے تو مفعول ثانی بھی جمع ہونا چاہیے۔ جیسے حسبتُ زیدً عالماً یا حسبتُ الزیدین عالمین یا حسبتُ الزیدِینَ العالِمِینَ۔ اب حسبنی و حسبتُھما ایاہ الزیدانِ منطلقاً یہاں حسبنی کا فاعل الزیدانِ اور مفعول اول یعنی "یا" ضمیر مفرد، اسی طرح مفعول ثانی یعنی منطلقاً بھی مفرد۔ پس حسبنی کے دونوں ضمیروں میں مطابقت ہیں۔ اب حسبتھما اس کے اندر تا ضمیر فاعل کی اور ھما ضمیر تثنیہ کا اور ایاہ ضمیر مفرد کا تو دونوں مفعولوں میں مطابقت نہیں۔ اور اگر دوسرا مفعول تثنیہ کی لائیں جیسے ایاھما تو جملہ بن جائیں گا حسبنی و حسبتُھما ایاھما الزیدانِ منطلقاً ۔ اب ھما اور ایاھما دونوں تثنیہ ہیں۔ دونوں مفعولوں میں مطابقت بن گئی لیکن اب ضمیر اور مرجع میں مطابقت نہیں۔ ایاھما تثنیہ کی ضمیر اور اسکا مرجع منطلقاً واحد ہے۔ تو معلوم ہوا کہ ضمیر لانے کی گنجائش نہیں۔ اب چونکہ مفعول ثانی کو حذف کرنا بھی جائز نہیں اور ضمیر کی گنجائش بھی نہیں تو اسم ظاہر کو مفعول ثانی بنائیں گے۔ تو لہذا یہاں اب دوبارہ منطلقًا لائینگے۔ پہلا

مفعول تثنیہ ہے تو منطلق کا تثنیہ مُنطلقانِ ہے اور حالت نصبی میں مُنطلِقَینِ بن جائینگا۔ تو جملہ بن جائینگا حسبنی و حسبتُهما مُنطلِقَینِ الزیدانِ منطلقاً ۔کچھ ضمائر کے بارے میں۔ ضمیر یا تو متصل ہوگا جیسے مرفوع متصل ضربتُ، منصوب متصل ضربنی، مجرور متصل کتابی ، اوریا منفصل ہوگی جیسے مرفوع منفصل انا متکلم کی ضمیر،اور منصوب منفصل جیسے ایَّایَ متکلم کی ضمیر اس میں مجرور نہیں ہوتا۔ ضمیروں میں اوّلًا متصل استعمال ہوتا ہے اگر کسی وجہ سے متصل استعمال نہیں ہوتا تو پھر منفصل لاناپڑیگا۔ جیسے انا قائمٌ۔)

حسِبنی و حسبتہما منطلقَین الزیدان منطلقاً اسکی تفسیر اوپر گزر گئی۔ و ذٰلک اور اس وجہ سے لان حسبنی و حسبتہما تنازعا فی منطلقًا کہ حسبنی جو پہلا فعل ہے اور حسبتہما جو دوسرا فعل ہیں۔ ان دونوں نے جھگڑا کیا منطلقاً لفظ کے بارے میں و اعملت الاول اور آپ نے پہلے کو عمل دیا۔ وھو حسبنی اور وہ پہلا فعل حسبنی ہے۔ و اظہرتَ المفعول فی الثانی اور آپ نے مفعول کو ظاہر کیا دوسرے فعل میں۔ فان حذفتَ منطلقینِ اور اگر آپ منطلقین کو خذف کریں۔ و قلتَ اور یوں کہہ دیں حسبنی و حسبتہما الزیدان منطلقاً یعنی منطلقین کو خذف کیا۔ یلزم الاقتصارُ علی احد المفعولین فی افعال القلوب تو لازم آئینگا اکتفا کرنا دو مفعولوں میں سے ایک پر کس میں یعنی افعال قلوب میں۔ چونکہ افعال قلوب دو مفعول کا تقاضا کرتا ہے۔ و ھو غیر جائز اور یہ جائز نہیں۔ متن میں الاقتصارُ علی احد المفعولین پر ایک لمبا سا نون لکھا ہے۔ اسکا مطلب ہے کہ نون عبارت ہیں نسخوں سے۔ اور بعض نسخوں میں حذف المفعول الثانی لکھا ہے۔ و ان اضمرت اور اگر آپ ضمیر لائیں فلا یخْلُو مِن اَن تُضمر مفردًا تو یہ خالی نہیں ہے اس بات سے کہ آپ ضمیر لائینگے مفرد کی و تقولَ تو آپ یوں کہیں گے حسبنی و حسبتہما ایاہ الزیدان منطلقا و حینئذٍ لا یکون المفعول الثانی مطابقاً للمفعول الاول اور اس وقت مفعول ثانی مطابق نہیں ہوگا مفعول اول کا۔ و ھو ھما اور وہ ھما ضمیر ہے۔ فی قولک 30 حسبتھما آپ کے قول حسبتھما میں ولا یجوز ذٰلک اور یہ جائز نہیں کہ دونوں مفعول ایک دوسرے کے مطابق نہ ہو۔ او اَن تضمر مثنّٰی اور یا آپ تثنیہ کی ضمیر لائینگے۔ و تقول اور آپ یوں کہہ دیں حسبنی و حسبتھما ایاھما الزیدانِ منطلقاً تو اس صورت میں خرابی یہ ہے کہ ضمیر اور مرجع میں مطابقت نہیں۔ و حینئذٍ یلزم عَوْدَ الضمیرِ المثنّٰی الی اللفظ المفردِ اور اس وقت لازم آئینگا تثنیہ کی ضمیر کا لوٹنا مفرد لفظ کی طرف و ھو منطلقاً اور وہ مفرد لفظ منطلقاً ہے۔ الذی وقع فیه التنازُعُ جس کے اندر جھگڑا ہوا ہے۔ و ھٰذا ایضاً لا یجوز اور یہ بھی جائز نہیں و اذا لم یجز الحذف والاضمار کما عرفتَ اور جب حذف کرنا بھی جائز نہیں اور اضمار لانا بھی جائز نہیں جیسا کہ آپ نے جان لیا۔ و جَبَ الاظہارُ تو پھر اظہار یعنی اسم ظاہر کا لانا واجب ہیں۔

فصل ای ھٰذا فصلٌ یعنی یہ فصل ہے۔ مفعول ما مفعول اُس فعل مجہول کا لم یسمَّ کہ ذکر نہیں کیا گیا فاعلُهُ اس فعل مجہول کے فاعل کو۔ اس سے مراد فعل مجہول ہے۔ جیسے ضُرِبَ عمرٌ۔ یعنی عمرو کی پٹھائی کی گئی۔ و ھو کلُّ مفعولٍ وہ ہر ایسا مفعول ہے حذف فاعلُهُ جس کا فاعل کو حذف کر لیا جائے۔ یہاں کل مفعول نکرہ ہے اور حذف فعل ہے۔ تو یہ فعل صفت بن جائے گی نکرہ کے لئے اور موصوف صفت کا ترجمہ کرتے وقت ایسا یا ایسی کا لفظ لانا ہوگا نکرہ کی صورت میں اور معرفہ کی صورت میں "وہ" کا لفظ لانا چاہیے۔ و اقیم ھو مقامَهُ اور اس کو اسکا قائم مقام یعنی نائب فاعل بنایا جائے۔ نحو مثال کے طور پر ضُرِبَ زیدٌ ترکیب۔ ضرب فعل مجہول زیدٌ مرفوع لفظاً نائب الفاعل ۔ فعل اپنے نائب الفاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ و حکمهُ اور نائب الفاعل کا حکم فی توحید فعلهٖ و تثنیتهٖ و جمعه و تذکیره و

تانيثِهٖ اسکے فعل کو واحد لانے میں اور تثنیہ لانے میں اور جمع لانے میں اور مذکر لانے میں اور مؤنث لانے میں علٰی قیاس ما عرفتَ فی الفاعل
اسی طریقہ پر ہے جو آپ نے جان لیا فاعل میں۔
جیسے ضُرِبَ زیدٌ، ضُرب الزیدان، ضُرب الزیدونَ، اور اگر نائب الفاعل مؤنث حقیقی ہوتا تو فعل مؤنث رکھنے۔ ضُرِبتْ ھندٌ ۔ اگر درمیان میں فصل آئے تو۔ ضُرِبَتِ الیومَ ھندٌ اور ضُرِبَ الیوم ھندٌ دونوں جائز ہے۔
مؤنث غیر حقیقی : ھُدم الدارُ اور ھُدِمتِ الدارُ ۔گرا دی گئی اس گھر کو۔
سوال۔سوال پیدا ہوتا ہے۔کہ مصنف نے مرفوعات کی ہر قسم کو علیحدہ علیحدہ فصل میں ذکر کیا۔لیکن مبتدأ اور خبر کو ایک فصل میں کیوں ذکر کیا؟جواب۔
چونکہ مبتدأ اور خبر ایک دوسرے کے ساتھ لازم ہیں۔جہاں مبتدأ آتا ہے وہاں خبر بھی آتا ہے۔اور جہاں خبر ہوتی ہے وہاں مبتدا ہوتا ہے۔اور دونوں کا عامل بھی ایک چیز ہے اور وہ معنوی ہے لہذا عامل کے اندر بھی اشتراک ہوا۔

فصل یہ فصل ہے المبتدأ و الخبر هما اسمان مبتدأ اور خبر دو ایسے اسم ہیں مجرَّدانِ جو خالی ہوتے ہیں عن العوامل اللفظيةِ عوامل لفظیہ سے احدهما مسندٌ اليه و يسمّٰى 31 المبتدأ ان دونوں میں سے ایک مسند الیہ ہوتا ہے۔اور اس کو مبتدأ کہتے ہے۔ والثانى مسندٌ به و يسمّٰى الخبر اور دوسرا اس میں مسند بہ ہوتا ہے اور اسے خبر کہتے ہیں۔یعنی خبر کا اسناد مبتدأ کی طرف ہوتا ہے۔اسناد کا مطلب جوڑنا ہے۔
مثلاً زید ۔اور کھڑا ہونا اگر ان دو کلموں میں ربط ہو جائے جیسے زید کھڑا ہے۔تو اس جوڑنے کو اسناد کہتے ہیں۔مبتدأ وہ ہوتا ہے جس کے بارے میں بات کی جائے۔اور جو بات ہوتی ہے وہ خبر کہلاتا ہے۔جیسے زید کھڑا ہے۔تو ہم نے زید کے بارے میں بات کی۔تو زید مبتدأ اور جو بات کی یعنی کھڑا ہے۔تو یہ "کھڑا ہے" یہ خبر ہے۔
سمیتُ طفلاً زیداً ۔ سمیّٰ فعل معروف ہے یہ دو مفعول چاہتے ہیں۔اور یُسمّٰى فعل مجہول یہ ایک نائب الفاعل اور دوسرا مفعول چاہتا ہے۔اور یسمیّٰ کے اندر ھو ضمیر نائب الفاعل ہے اور وہ پہلے مفعول اول تھا۔اور یہ مبتدأ مفعول ثانی تھا۔لیکن پھر فاعل کو خذف کر کے اس پہلے مفعول کو نائب الفاعل بنادیا اور یہ ضمیر راجع ہے مسند الیہ کی طرف۔ یسمیّٰ المبتدأ کی ترکیب۔ یسمیّٰ فعل مجہول اس کے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً نائب الفاعل اور المبتدأ مفعول۔فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ ہوا۔
نحو مثال کے طور پر زیدٌ قائمٌ ترکیب۔ زیدٌ مرفوع لفظاً مبتدأ قائمٌ مرفوع لفظاً اسم فاعل اسکے اندر ھوَ ضمیر جو زیدٌ کی طرف لوٹ رہی ہے۔اس کا فاعل۔اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوئی مبتدا کے لئے۔مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔(اسم فاعل،صفت مشبہ،اسم تفضیل،مبالغے کے صیغے یہ سب فاعل چاہتا ہے۔اور اسم مفعول نائب الفاعل چاہتا ہے) و العاملُ فيهما معنوى اور عامل ان دونوں کے اندر معنوی ہوتا ہے۔ و هو الابتداء اور وہ ابتداء ہے۔ابتداء یہ ہے کہ اسم خالی ہو عوامل لفظی سے اس طور پر کہ اس کی طرف کسی کا اسناد ہو یا اسکا اسناد کسی کی طرف ہو۔ واصل المبتداءِ ان يكون معرفةً و اصل الخبر ان يكون نكرةً اور مبتدأ کی اصل یہ ہے کہ وہ معرفہ ہونا چاہیے اور خبر میں اصل یہ ہے کہ وہ نکرہ ہونا چاہیے۔اصل کا مطلب بہتر ہے۔معرفہ (عَلَم،ضمائر،اسمائے اشارہ،اسمائے موصولہ،معرف باللام یا ان کی طرف کوئی اسم مضاف ہو وہ بھی معرفہ ہوتا ہے۔اور وہ اسم جس پر حرف ندا داخل ہو جیسے یا رجلُ تو یہ بھی معرفہ بن جاتا ہے۔)دوسرا اصل: مبتدا میں اصل ہے کہ وہ مقدم ہونا چاہیے اور خبر میں اصل یہ کہ وہ مؤخر ہو۔مبتدأ موصوف کے درجہ میں ہوتا ہے اور خبر صفت کے درجہ میں ہوتا ہے۔

اللّٰهُ احدٌ ۔ جملہ اسمیہ ہے۔ ترجمہ: اللہ ایک ہے۔لفظ اللہ معرفہ ہے۔تو یہ مبتدأ بنیگا۔اور "احد" نکرہ ہے۔تو یہ خبر ہوگا۔لفظ اللّٰہُ مرفوع لفظاً مبتدا احدٌ مرفوع لفظاً خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔لفظ اللہ مسند الیہ اور احد مسند بہ ہیں۔یا اللہ کی ذات پر احد ہونے کا حکم لگایا گیا۔

ھوَ رجلٌ ۔ ترجمہ: وہ آدمی ہے۔یعنی پورا جملہ ہے۔ھوَ مرفوع محلاً مبتدأ رجلٌ مرفوع لفظاً اسکی خبر۔یہاں ھوَ معرفہ ہے اسی لئے مبتدأ بنا اور رجلٌ نکرہ ہے اسی لئے خبر بن گئی۔ مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

هٰذا زیدٌ ۔ ترجمہ۔یہ زید ہے۔دونوں معرفہ ہیں۔ھذا مرفوع محلاً مبتدأ زیدٌ مرفوع لفظاً خبر۔مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔(مفرد منصرف صحیح ہے۔)

رجلٌ شجاعٌ ۔ یعنی نکرہ کے بعد نکرہ یہ موصوف صفت۔ترجمہ۔بہادر آدمی یا ایسا آدمی جو کہ بہادر ہے۔یہاں "ہے" کی وجہ سے جملہ پورا نہیں۔

الرجل شجاعٌ۔وہ بہادر آدمی۔یا وہ آدمی جو کہ بہادر ہے۔

السلطانُ عادلٌ ۔ السلطان مرفوع لفظاً مبتدأ عادلٌ مرفوع لفظاً اسم فاعل اسکے اندر ھو ضمیر جو السلطان کی طرف لوٹ رہی ہے۔مرفوع محلاً فاعل۔اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوئی مبتدا کے لئے۔مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ۔وہ بادشاہ عادل ہے۔اگر موصوف صفت کا ترجمہ کرتا "وہ بادشاہ جو کہ عادل ہے"۔لیکن یہ ترجمہ پورا جملہ نہیں ہے۔

الجبلُ عظیمٌ۔ مرفوع لفظاً مبتدا عظیمٌ مرفوع لفظاً (بروزن شریف ہے جو کہ صفت کا صیغہ ہے اور یہ بھی فاعل چاہتا ہے۔) اسکے اندر ھو ضمیر جو کہ راجع ہے جبل کی طرف اس کا فاعل۔مرفوع محلاً۔ صفت مشبہ اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوئی۔ مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ترجمہ۔وہ پہاڑ بڑا ہے۔

هٰؤُلاءِ نساءٌ ۔ هٰؤُلاءِ مرفوع محلاً مبتدأ نساءٌ مرفوع لفظاً خبر۔مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ۔یہ سب عورتیں ہیں۔ (موصوف صفت میں مطابقت ضروری ہے۔کیونکہ هٰؤُلاءِ معرفہ ہیں اور نساءٌ نکرہ ہیں۔اس لئے موصوف صفت نہیں بن سکتے۔اگر النساءٌ ہوتا تو موصوف صفت بن جاتا اور ترجمہ: "یہ سب عورتیں"۔)

هٰؤُلاءِ رجالٌ۔ هٰؤُلاءِ مرفوع محلاً مبتدأ رجالٌ مرفوع لفظاً خبر۔مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ترجمہ۔یہ سب مرد ہیں۔اگر الرجالٌ ہوتا تو ترجمہ "یہ سب مرد"۔

زیدٌ رجلٌ عالمٌ۔ زیدٌ مرفوع لفظاً مبتدأ رجلٌ مرفوع لفظاً موصوف عالمٌ مرفوع لفظاً اسم فاعل اسکے اندر ھو ضمیر جو زیدٌ کی طرف لوٹ رہی ہے مرفوع محلاً ۔اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر صفت، موصوف صفت ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ۔زید عالم آدمی ہے۔یا "زید ایسا آدمی ہے جو کہ عالم ہے۔" (تلفظ کے لئے حروف یرملونَ کا قانون لگے گا)

زیدٌ العالمُ کاتبٌ ۔زیدٌ مرفوع لفظاً موصوف العالمُ مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل۔اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً فاعل جو زید کی طرف لوٹ رہی ہے۔اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر صفت، موصوف صفت ملکر مبتدأ کاتبٌ مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل، ھو ضمیر اسکے اندر مرفوع محلاً ،اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (تلفظ: الف لام کا "ہمزہ" درمیان عبارت میں گر جاتا ہے۔ زیدٌ میں نون ساکن اور لام بھی ساکن اور "الساكن اذا حرک حرّک بالكسره" ۔ زیدُنِلْعالمُ کاتبٌ) ترجمہ۔عالم زید کاتب ہے۔یا "وہ زید جو کہ عالم ہے کاتب ہے"۔

هٰذا جَبَلٌ صَغيرٌ۔ ھٰذامرفوع محلاً مبتدا جبلٌ مرفوع لفظاً موصوف صغيرٌ مرفوع لفظاً صفت مشبہ بروزن فعيلٌ اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل صفت مشبہ اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر صفت۔ موصوف اپنی صفت سے ملکر خبر۔ مبتدأ اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: یہ چھوٹا پہاڑ ہے۔

هٰذا قلمٌ ۔ هٰذا مرفوع محلاً مبتدا قلمٌ مرفوع لفظاً خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ۔ ترجمہ۔ یہ قلم ہے۔ اور اگر القلم ہوتا تو ترجمہ "یہ قلم"۔

هٰذا القلمُ جميلٌ۔ هٰذا مرفوع محلاً موصوف القلم مرفوع لفظاً صفت۔ موصوف، صفت ملکر مبتدا، جميلٌ مرفوع لفظاً صفت مشبہ بروزن فعيلٌ اس کے اندر ھو ضمیر جو هٰذا کو لوٹ رہی ہے مرفوع محلاً فاعل، صفت مشبہ اپنے فعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ۔ یہ قلم خوبصورت ہے۔

هوَ استاذٌ۔ هو مرفوع محلاً مبتدا استاذٌ مرفوع لفظاً ۔ مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ۔ وہ استاد ہے۔

هوَ استاذُنا۔ هو مرفوع محلاً مبتدا استاذُ مرفوع لفظاً مضاف نا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ،

مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ۔ وہ ہمارے استاد ہے۔ (اشکال: استاذ کے ساتھ ضمیر متصل نا ہے۔ تو یہ بھی معرفہ ہوا۔ کیونکہ اسم کی اضافت ضمیر کی طرف ہوئی۔ تو یہ موصوف صفت بننا چاہیے۔ جواب۔ جو ضمیر ہوتی ہے یہ نہ موصوف بنتی ہے نہ صفت بنتی ہے۔ الضمير لا يوصف و لا يوصف به

ذٰلك المسافرُ حاضرٌ۔ ذٰلک مرفوع محلاً موصوف المسافرُ مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً جو ذلک کی طرف لوٹ رہی ہے۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر صفت، موصوف صفت ملکر مبتدا (باب مفاعَل سے) ، حاضرٌ مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل ھو ضمیر اسکے اندر مرفوع محلاً فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ۔ وہ مسافر حاضر ہے۔

عمرٌ التاجر رجل كريم ۔عمرٌ مرفوع لفظاً موصوف التاجرُ مرفوع لفظاً صيغه اسم فاعل اسكے اندر هو ضمير جو راجع ہے عمرٌ كو مرفوع محلاً اسم فاعل اپنے فاعل سے ملكر شبه جمله ہو كر صفت۔ موصوف صفت ملكر مبتدا، رجلٌ مرفوع لفظاً موصوف ، كريمٌ مرفوع لفظاً صيغه صفت مشبه ، اسكے اندر هو ضمير مرفوع محلاً فاعل ، صفت مشبه اپنے فاعل سے ملكر شبه جمله ہو كر رجلٌ كے لئے صفت۔ موصوف ،صفت ملكر خبر۔ مبتدا اپنى خبر سے ملكر جمله اسميه خبريه۔ ترجمه۔ تاجر عَمرو معزز آدمى ہے۔

ذٰلك الرجلُ بخيلٌ۔ ذٰلک مرفوع محلاً موصوف الرجلُ مرفوع لفظاً صفت ، موصوف صفت ملكر مبتدا ، بخيلٌ مرفوع لفظاً صيغه صفت مشبه اسكے اندر هو ضمير جو ذالک كى طرف راجع ہے مرفوع محلاً ، صفت مشبه اپنے فاعل سے ملكر شبه جمله ہو كر خبر، مبتدا اپنى خبر سے ملكر جمله اسميه خبريه ہوا۔ ترجمه۔ وه آدمى بخيل ہے۔

قلمُهُ جیّدٌ۔ قلم مرفوع لفظاً مضاف، ہا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیه، مضاف مضاف الیه ملکر مبتدا، جیّدٌ مرفوع لفظاً صفت مشبه ہو ضمیر مرفوع محلاً جو قلم کی طرف راجع ہے۔ صفت مشبه اپنے فاعل سے ملکر شبه جمله ہو کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جمله اسمیه خبریه ہوا۔ ترجمه۔ اسکا قلم عمده ہے۔

تلمیذی غائبٌ۔ تلمیذ مرفوع تقدیراً مضاف یا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیه، مضاف مضاف الیه ملکر مبتدأ ، غائبٌ مرفوع لفظاً صیغه اسم فاعل، اسکے اندر ہو ضمیر مرفوع محلاً ، اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبه جمله ہو خبر ہوئی۔ مبتدا اپنی خبر سے ملکر جمله اسمیه خبریه۔

ترجمه۔ میرا شاگرد غائب ہے۔

زیدٌ رجلٌ عالمٌ فاضلٌ کاتبٌ شاعرٌ۔ زیدٌ مرفوع لفظاً مبتدأ رجلٌ مرفوع لفظاً موصوف عالمٌ صیغه اسم فاعل اسکے اندر ہو ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبه جمله ہو کر صفت اول، فاضلٌ صیغه اسم فاعل اسکے اندر ہو ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبه جمله ہو کر صفت ثانی، کاتبٌ صیغه اسم فاعل اسکے اندر ہو ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبه جمله ہو کر صفت ثالث، شاعرٌ صیغه اسم فاعل اسکے اندر ہو ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبه جمله ہو کر صفت رابع، موصوف اپنے چاروں صفتوں سے ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جمله اسمیه خبریه ہوا۔ ترجمه۔زید عالم ، فاضل، کاتب، شاعر مرد ہے، یا "زید ایسا آدمی ہے جو که عالم، فاضل، کاتب اور شاعر ہے۔

کتابکَ ثمینٌ۔ کتاب مرفوع لفظاً مضاف کاف ضمیر مجرور محلاً مضاف الیه، مضاف مضاف الیه ملکر مبتدأ، ثمینٌ مرفوع لفظاً صفت مشبه، اسکے اندر ہو ضمیر فاعل جو کتاب کی طرف لوٹ رہی ہے۔ صفت مشبه اپنے فاعل سے ملکر شبه جمله ہو کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جمله اسمیه خبریه ہوا۔

ترجمه۔ آپکی کتاب مہنگی ہے۔

زینبُ قائمةٌ ۔ زینبُ مرفوع لفظاً مبتدأ قائمةٌ مرفوع لفظاً اسم فاعل اسکے اندر هیَ ضمیر مرفوع محلاً جو لوٹ رہی ہے زینب کی طرف، اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبه جمله ہو کر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے ملکر جمله اسمیه خبریه ہوا۔ ترجمه۔ زینب کھڑی ہے۔ (تانیث معنوی اور علم کی وجه سے یه غیر منصرف ہو گیا، حالت رفعی ضمه کے ساتھ اور حالت نصبی اور جری فتح کے ساتھ)

الکتابُ موجودٌ۔ الکتابُ مرفوع لفظاً مبتدا موجودٌ مرفوع لفظاً صیغه اسم مفعول اسکے اندر ہو ضمیر اسکا نائب الفاعل مرفوع محلاً اسم مفعول اپنے نائب الفاعل سے ملکر شبه جمله ہو کر خبر ہوئی۔ مبتدا اپنی خبر سے ملکر جمله اسمیه خبریه ہوا۔

ترجمه۔ وه کتاب موجود ہے۔

غلامی رجلٌ امینٌ۔ غلامُ مرفوع تقدیراً مضاف یا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیه ، مضاف مضاف الیه ملکر مبتدأ، رجلٌ مرفوع لفظاً موصوف امینٌ مرفوع لفظاً صیغه اسم صفت، اسکے اندر ہو ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل، اسم صفت اپنے فاعل سے ملکر شبه جمله ہو کر خبر۔ مبتدأ اپنے خبر سے ملکر جمله اسمیه خبریه ہوا۔ ترجمه۔ میرا غلام امانت دار آدمی ہے۔

الرجلانِ کاتبانِ۔ الرجلان مرفوع لفظاً مبتدأ کاتبانِ مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل اسکے اندر ھما ضمیر فاعل مرفوع محلاً۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوئی۔ مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (تثنیہ حالت رفعی الف کے ساتھ، حالت نصبی اور جری یا ما قبل فتح کے ساتھ ہوتا ہے۔ کتاب میں کاتبَینِ لکھا تھا ۔ کاتبین منصوب ہے ۔ منصوب خبر نہیں بنتا۔)

الإمرأۃُ العاقلۃ موجودۃ ۔ الإمرأۃُ مرفوع لفظاً موصوف العاقلۃ مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل اسکے اندر ھی ضمیر جو الإمرأۃ کی طرف لوٹ رہی ہے مرفوع محلاً ۔ اسم فاعل اپنی فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر صفت، موصوف صفت ملکر مبتدأ، موجودۃٌ مرفوع لفظاً صیغہ اسم مفعول اسکے اندر ھی ضمیر نائب الفاعل، اسم مفعول اپنے نائب الفاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوئی۔ مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ۔ وہ عقل مند عورت موجود ہے۔

قامَ زیدٌ۔ قام فعل زیدٌ مرفوع لفظاً اس کا فاعل ۔ فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ۔ زید کھڑا ہوا۔

ضربَ زیدٌ عمرًا۔ ضربَ فعل زیدٌ مرفوع لفظاً فاعل عمرًا منصوب لفظاً مفعول بہٖ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہٖ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (حالت رفعی میں عمرٌو حالت نصبی میں عمرًا اور حالت جری میں عمرٍو لکھنا۔) ترجمہ۔ مارا زید نے عمرو کی۔

ضربَ بکرٌ خالدً یومَ الجمعۃ ۔ ضربَ فعل بکرٌ مرفوع لفظاً فاعل خالدً منصوب لفظاً مفعول بہٖ یومَ منصوب لفظاً مضاف الجمعۃِ مجرور لفظاً مضاف الیہ ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ہوا۔ فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (جس لفظ میں جگہ یا زمانے کا ذکر آئے تو وہ عموماً ظرف یعنی مفعول فیہ بنتا ہے)۔ ترجمہ۔ پٹھائی کی بکر نے خالی کی جمعہ کے دن۔

سمعتُ صوتً۔ سمعتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل صوتً منصوب لفظاً مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہٖ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ۔ میں نے آواز سنی۔

سمعَ زیدٌ صوتً۔ سمعَ فعل زیدٌ مرفوع لفظاً فاعل صوتً منصوب لفظاً مفعول بہٖ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہٖ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ۔ زید نے آواز سنی۔

قامَ زیدٌ العالِمُ ۔ قامَ فعل زیدٌ مرفوع لفظاً موصوف العالمُ مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل، اسکے اندر ہو ضمیر اس کا فاعل ، اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر صفت، موصوف اپنے صفت سے ملکر فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ۔ عالم زید کھڑا ہوا۔ یا کھڑا ہواوہ عالم زید۔

اشتریتُ ہٰذا البیتَ۔ اشتریتُ فعل بفاعل تا ضمیر اس کے اندر مرفوع محلاً ھذا منصوب محلاً موصوف البیتَ منصوب لفظاً صفت ، موصوف اپنے صفت سے ملکرمفعول بہٖ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہٖ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ۔ میں نے خریدا یہ گھر

رأيتُ القاضیَ اليومَ۔ رأيتُ فعل بفاعل تا ضمير مرفوع محلاً فاعل القاضیَ منصوب لفظاً مفعول بہٖ ۔ اليومَ مفعول فيه ظرف۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہٖ اور مفعول فيه سے ملکر جمله فعليه خبريه ہوا۔ ترجمه۔ میں نے آج اس قاضی کودیکھا۔

باعَ زيدٌ غلامی ۔ باعَ فعل زيدٌ مرفوع لفظاً فاعل غلام منصوب تقديراً مضاف يا ضمير مجرور محلاً مضاف اليه، مضاف مضاف اليه سے ملکر مفعول بہٖ ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہٖ سے ملکر جمله فعليه خبريه ہوا۔ ترجمه۔ زيد نے میرے غلام کو بیچا۔

عرفَ زيدٌ رجلَيْنِ۔ عرفَ فعل زيدٌ مرفوع لفظاً فاعل رجلينِ منصوب لفظاً مفعول بہٖ ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہٖ سے ملکر جمله فعليه خبريه ہوا۔ ترجمه۔ زيد نے دو آدمیوں کو پہچانا۔

جب مبتدأ کی خبر پورا جمله ہو

قامَ زيدٌ۔ قامَ فعل زيدٌ مرفوع لفظاً فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے ملکر جمله فعليه خبريه ہوا ۔

زيدٌ قامَ۔ زيدٌ مرفوع لفظاً مبتدأ قامَ فعل اس کے اندر ھو ضمير مرفوع محلاً جو راجع ہے زيدٌ کی طرف فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے ملکر جمله فعليه ہو کر خبر ہوئی مبتدأ کے لئے ۔ مبتدأ اپنے خبر سے ملکر جمله اسميه خبريه ہوا۔ (ھو واحد زيدٌ مفرد ، ضمير اور مرجع میں مطابقت ہیں)

عمرٌو ضربَ ابوه بكرًا۔ عمرٌو مرفوع لفظاً مبتدأ ضربَ فعل ابو مرفوع لفظاً مضاف ہا ضمير مجرور محلاً مضاف اليه، مضاف مضاف اليه سے ملکر فاعل جو لوٹ رہی ہے عمرٌو کو، بكرًا منصوب لفظاً مفعول به، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہٖ سے ملکر جمله فعليه خبريه ہو کر خبر ہوئی مبتدا کے لئے ۔ مبتدأ اپنے خبر سے ملکر جمله اسميه خبريه ہوا۔

ترجمه۔ عمرو كه پٹھائی کی اسکی باپ نے بکر کی۔ یعن عمرو کی باپ نے بکر کی پٹھائی کی۔

زيدٌ قائمٌ۔ زيدٌ مرفوع لفظاً مبتدا قائمٌ مرفوع لفظاً صيغه اسم فاعل اسکے اندر ھو ضمير مرفوع محلاً اسکا فاعل جو زيد کی طرف لوٹ رہی ہے۔ اسم فاعل اپنی فاعل سے ملکر شبه جمله ہو کر خبر ، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جمله اسميه خبريه ہوا۔ زيد کھڑا ہے۔

عمرو ذاهب ۔ عمرو مرفوع لفظاً مبتدأ ذاهبٌ مرفوع لفظاً صيغه اسم فاعل اسکے اندر ھو ضمير مرفوع محلاً اسکا فاعل جو عمرو کی طرف لوٹ رہی ہے۔ اسم فاعل اپنی فاعل سے ملکر شبه جمله ہو کر خبر ، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جمله اسميه خبريه ہوا۔ عمرو جانے والا ہے۔

بكرٌ آكلٌ۔ بكرٌ مرفوع لفظاً مبتدأ عاقلٌ مرفوع لفظاً صيغه اسم فاعل اسکے اندر ھو ضمير مرفوع محلاً اسکا فاعل جو بکر کی طرف لوٹ رہی ہے۔ اسم فاعل اپنی فاعل سے ملکر شبه جمله ہو کر خبر ، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جمله اسميه خبريه ہوا۔ بکر کھانے والا ہے۔

خالدٌ اخوکَ۔ خالدٌ مرفوع لفظاً مبتدأ اخو مرفوع لفظاً مضاف كاف ضمير مجرور محلاً مضاف اليه، مضاف مضاف اليه ملکر خبر، مبتدأ اپنے خبر سے ملکر جمله اسميه خبريه ہوا۔ خالد آپ کا بھائی ہے۔

الرجلان قائمانِ۔ الرجلانِ مرفوع لفظاً مبتدأ قائمانِ مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل اس کے اندر ھما ضمیر جو لوٹ رہی ہے الرجلان کو۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوئی مبتدأ کے لئے۔ مبتدأ اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ۔ وہ دو آدمی کھڑے ہیں۔

غلامی کاتبٌ۔ غلام مرفوع تقدیراً مضاف یا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ ، مضاف مضاف الیہ ملکر مبتدأ، کاتبٌ مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل اس کے اندر ھو ضمیر جو لوٹ رہی ہے غلام کی طرف، اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوئی مبتدأ کے لئے۔ مبتدأ اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ۔ میرا غلام لکھنے والا ہے۔

عیسیٰ رجلٌ شریفٌ۔ عیسیٰ مرفوع تقدیرًا مبتدأ رجلٌ مرفوع لفظاً موصوف شریفٌ مرفوع لفظاً صیغہ صفت مشبہ اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً فاعل جو عیسیٰ کو لوٹ رہی ہے۔ صفت مشبہ اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہوکر صفت ہوئی موصوف کے لئے۔ موصوف صفت ملکر خبر ہوئی مبتدأ کے لئے۔ مبتدأ اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ۔ عیسیٰ معزز آدمی ہے۔

مسلِمِیَّ مجتہدونَ۔ مسلِمِیْ مرفوع تقدیراً مضاف یا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے ملکر مبتدأ ، مجتہدونَ (باب افتعال) مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل، اسکے اندر ھم ضمیر مرفوع لفظاً اس کا فاعل جو لوٹ ہے مسلِمِیَّ کو، اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوئی مبتدأ کے لئے، مبتدأ اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

قرأتُ کتبً جیّدۃ۔ قرأتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً فاعل کتبً منصوب لفظاً موصوف ، جیدۃً منصوب لفظاً صیغہ صفت مشبہ، اسکے اندر ھی ضمیر مرفوع محلاً جو لوٹ رہی ہے کتبً کی طرف۔ صفت مشبہ اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر اسکی صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مفعول بہ ہوا۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہٖ سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (جمع بتاویل جمعۃٌ کے واحد مؤنث کی حکم میں ہوا۔جمعۃٌ واحد مؤنث ہے۔ اس لئے اس کا صفت عموماً مؤنث ہوگا۔ اور اس کا ضمیر عموماً واحد مؤنث لوٹتی ہے۔)

ترجمہ۔ میں نے عمدہ کتابیں پڑھی۔

النساءُ قائماتٌ۔ النساءُ مرفوع لفظاً مبتدأ قائماتٌ مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل،اسکے اندر ھنَّ ضمیر مرفوع محلاً فاعل جو لوٹ رہی ہے النساءُ کو۔ اسم فاعل اپنی فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوئی مبتدأ کو۔ مبتدأ اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ وہ عورتیں کھڑی ہیں۔

النساءُ قائمۃٌ۔ النساءُ مرفوع لفظاً مبتدأ قائمۃٌ مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل، اسکے اندر ھی ضمیر مرفوع محلاً فاعل جو لوٹ رہی ہے النساء کو اسم فاعل اپنی فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوئی مبتدأ کو۔ مبتدأ اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ وہ عورتیں کھڑی ہیں۔ (النساء جمع ہے اور جمع بتاویل جمعۃٌ کے واحد مؤنث کی حکم میں ہے اس لئے واحد مؤنث کا ضمیر لوٹایا)

الرجال کاتبون ۔ الرجال مرفوع لفظاً مبتدا، کاتبون مرفوع لفظاً اسم فاعل اسکے اندر ھم ضمیر جو لوٹ رہی ہے الرجال کی طرف۔ اسم فاعل اپنی فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوئی مبتدأ کو۔ مبتدأ اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ وہ مرد لکھنے والے ہیں۔

الرجالُ کاتبۃٌ۔ الرجال مرفوع لفظاً مبتدا، کاتبۃٌ مرفوع لفظاً اسم فاعل اسکے اندر ھی ضمیر جو لوٹ رہی ہے الرجال کی طرف۔ اسم فاعل اپنی فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوئی مبتدأ کو۔ مبتدأ اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ وہ مرد لکھنے والے ہیں۔

عام نکرہ مبتدأ نہیں بن سکتا اگر اس میں تخصیص پیدا ہو جائے تو پھر مبتدأ بن جاتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر دنیا میں ایک لاکھ غلام ہیں۔ اور اس میں دس ہزار غلام مسلمان ہے۔ اگر کوئی کہہ دیں غلامٌ مؤمنٌ تو اب اس سے دس ہزار غلام مراد ہے۔ پہلے معرفہ اور ایک لاکھ غلام کے درمیان فاصلہ بہت زیادہ تھا۔ اور مؤمن کی صفت لانے سے اب معرفہ اور دس ہزار غلام کے درمیان فاصلہ کم ہوا اور ضابطہ ہے قریب الی الشئ فی حکم الشئ ۔ تو اب نکرہ معرفہ کے حکم میں ہوا۔ اور معرفہ تو مبتدأ بن سکتا ہے تو نکرہ بھی مبتدأ بنیں گا اسی صورت میں۔

والنکِرَۃُ اذا وُصِفَتْ جازَ ان تقعَ مبتدأ اور نکرہ کہ جب اس کی صفت لائی جائے تو جائز ہے کہ اسے بھی معرفہ بنایا جائے نحو قولہ تعالیٰ

مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ کا قول وَ لَعَبْدٌ مُّؤمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ واو ہے عطف کے لئے اور لام ہے تاکید کے لئے جیسے اِنَّ اور اَنَّ سے کلام میں تاکید پیدا ہوتی ہے۔ آگے عبدٌ مبتدا ہے اور نکرہ بھی ہے۔ اور عبدٌ کی صفت مؤمنٌ کی وجہ سے یہ نکرہ مبتدأ بن گیا۔ اور خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ اسکی خبر ہے۔ "اور البتہ مومن غلام جو ہے وہ مشرک سے بہتر ہے"۔ و کذا اذا تُخُصِّصَت اور اسی طرح جب نکرہ میں تخصیص پیدا کی جائے

بوجہٍ اُخرَ دوسرے طریقے سے

تخصیص کے طریقے: تخصیص کے چھ طریقے ہیں جو کہ نیچے درج ہیں۔

1۔ تخصیص بالصفۃ 2۔تخصیص بعلم المتکلم 3۔ تخصیص بالعموم 4۔ تخصیص بالعدول من الجملۃِ الفعلیۃِ الیٰ الجملۃِ الاسمیۃ 5۔ تخصیص بتقدیم الخبر 6۔ تخصیص بنسبۃٍ الی المتکلم

نحو مثال کے طور پر: اَرَجلٌ فی الدار ام اِمرأۃٌ یہ تخصیص بعلم المتکلم کی مثال ہے۔۔یہ تخصیص وہاں آئیگی جب ہمزہ استفہام استعمال ہو ام متصلہ کے ساتھ۔ام دو قسم پر ہے۔ ام متصلہ یعنی جڑا ہوا اور ام منقطعہ یعنی کٹا ہوا۔ ام متصلہ کے ذریعے دو چیزوں کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے۔یعنی دو چیزوں میں سے ایک کی تعین کا سوال ہوتا ہے۔کہ متعین کردو کہ ان میں کونسا ہے۔ترجمہ۔ کیا آدمی گھر میں ہے یا عورت۔یعنی متکلم کو معلوم ہے کہ گھر کے اندر مرد یا عورت میں سے کوئی ہے لیکن متکلم کو تعین نہیں۔اور اگر کوئی یہ سوال پوچھے تو اس کے جواب میں نعم کہنا ٹھیک نہیں۔گویا کہ آپ اسکی تائید کررہے ہو۔ صحیح جواب یہ ہے کہ آپ رجلٌ یا امرأۃٌ کہنا چاہیے۔ لہٰذا ہمزہ استفہام کے بعد جو رجلٌ آیا یہ مبتدأ ہے اور ام امرأۃٌ کا اس پر عطف ہے۔

و ما احدٌ خیرٌ منک ما حرف نفی مشابہ لیس کے ہے احدٌ مبتدأ ہے اور خیرٌ منک اس کے لئے خبر۔یہ تخصیص بالعموم کی مثال ہے۔ اور مصنف نے بنو تمیم کی مذہب پر یہ مثال درج کی۔ باقی عرب کے نزدیک یہ "ما احدٌ خیرًا منک" ہے۔ یعنی "ما" عامل بن گیا اور ایک اسم کو رفع دیا اور دوسرے کو نصب۔ اشکال۔ تخصیص اور عموم تو ایک دوسرے کی ضد ہیں۔جہاں تخصیص ہیں وہاں عموم نہیں اور جہاں عموم ہیں وہاں تخصیص نہیں۔ جواب۔ تخصیص کی تعریف۔دیگر احتمالات کو ختم کرنا یہ کم کرنا۔اور یہاں اور احتمالات ختم کردی گئی اس لئے تخصیص آئی۔ مثلاً ایک کلاس میں 40 طلباء ہے اور میں کہہ دوں احدٌ منہم خیرٌ منک ۔ اب یہاں احدٌ منہم میں 39 احتمالات آئیں۔اور اگر اس پر حرف نفی "ما" لایا جائے جیسا کہ "ما

احدٌ خیرٌ منک" ان میں سے کوئی ایک بھی آپ سے افضل نہیں ہے۔ احدٌ نکرہ تھااور اس پر حرف نفی آنے سے عموم آیا۔پہلے 39 احتمالات تھے اور اب سب کی نفی کی۔توسب احتمالات ختم۔اب صرف ایک احتمال رہ گیا۔ترجمہ۔اور کوئی ایک بھی تم سے بہتر نہیں ہے۔

و شرٌّ اَھَرَّ ذاناب ٍ ترجمہ۔شر ہی نے بھونکوایا ہے کتے کو۔یہ تخصیص بالعدول من الجملۃِ الفعلیۃِ الیٰ الجملۃِ الاسمیۃ کی مثال ہے۔اصل میں یوں تھا۔ اَھَرَّ شرٌّ ذاناب ٍ ۔یعنی بھونکوایا شر نے ہی کچلی کے دانتوں والے کو یعنی کتے کو۔ اَھَرَّ یہ ھریر سے ہے۔ھریر کتے کی بھونکنا ہے یعنی کتے کی آواز ہے۔لیکن یہ عام آواز نہیں۔جب کتے کو شدید سردی لگی ہو اور وہ چلانے کی آواز نکالیں۔یا کوئی کتے کو مارے اور وہ ایک لمبی آواز نکال کر جاتا ہے۔اسی آواز کو ھریر کہتے ہیں۔اور یہ آواز کتا اس وقت نکالتا ہے جب کوئی شدید تکلیف ہو اور کتا اس کا مقابلہ نہ کر سکے۔اگر وہ مقابلہ کر سکتا ہے تو پھر یا تو بھونکے گا یا غرائے گا۔ذاناب۔ناب کہتے ہیں کچلی کے دانت کو(چار دانت جو اوپر کو اس کے دائیں بائیں جو دو نوکدار دانت ہیں اسے کہتے ہیں کچلی کے دانت)تو معنی ہوا کچلی کے دانت والا۔اور یہ حالت نصبی ہے۔ حالت رفعی میں ذو ناب ہوتا۔اور حالت جری میں ذی ناب۔یہ اسمائے ستہ مکبرہ موحدہ مضافَ الی غیر یائے المتکلم ہے۔ترجمہ۔شر ہی نے بھونکوایا کتے کو۔

ترکیب اَھَرَّ شرٌّ ذاناب ٍ کی۔ اَھَرَّ فعل شرٌّ اس کا فاعل ذاناب ٍ مفعول بہ۔جملہ فعلیہ ہوا۔

اور اس جملہ میں "شرٌّ اَھَرَّ ذاناب ٍ" شرٌّ فاعل کو مقدم کیا فعل اَھَرَّ پر۔اور فاعل کبھی بھی فعل پر مقدم نہیں ہوتا۔تو شرٌّ یہاں مبتدا بن گیا۔ یعنی اصل میں جملہ فعلیہ تھا اور اسے جملہ اسمیہ بنایا۔ترکیب۔ شرٌّ اَھَرَّ ذاناب ٍ ۔ شرٌّ مرفوع لفظاً مبتدا اَھَرَّ فعل اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً جو شرٌّ کو راجع ہے۔ذا منصوب لفظاً مضاف(یہ ہمیشہ مضاف بنتا ہے) ناب ٍ مجرور لفظاً مضاف الیہ۔مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول۔فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر ہوئی مبتدا کے لئے۔مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔یہاں عدول ہوا جملہ فعلیہ سے اسمیہ کی طرف۔

و فی الدارِ رجلٌ یہ تخصیص بتقدیم الخبر کی مثال ہے۔ فی حرف جر الدارِ مجرور۔جار مجرور ملکر یہ خبر مقدم ہے اور رجلٌ یہ مبتدأ موخر ہے۔جار مجرور خبر تو بن سکتے ہیں لیکن مبتدأ نہیں بن سکتے۔ ترکیب۔ فی حرف جر الدارِ مجرور۔ جار مجرور متعلق ہوئے ثبت فعل کے۔ثبت فعل کے اندر ھو ضمیر جو لوٹ رہی ہے رجلٌ کو۔ثبت فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر یہ خبر ہوئی رجلٌ مبتدا مؤخر کے لئے۔ مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔اشکال۔ضمیر پہلے اور مرجع بعد میں۔یعنی اضمار قبل الذکر ہوا۔جواب۔یہاں رجل لفظوں کے لحاظ سے اگرچہ موخر ہے لیکن یہ مبتدأ ہے اور مبتدأ درجے کے اعتبار سے مقدم ہوتا ہے۔لہذالفظاً اضمار قبل الذکر ہے لیکن رتبتاً نہیں۔لہذا یہ ٹھیک ہے۔ اگر ثبت کے بجائے ثابتٌ متعلق کریں۔تو ترکیب یوں ہو گی۔ ثابتٌ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوئی مبتدا مؤخر کے لئے۔ مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔یہاں خبر کو مقدم کرنے کی وجہ سے تخصیص آئی۔ ضابطہ۔ تقدیم ما حقُّہُ التاخیر یفید الخصرۃ والقصرۃ والتخصیصِ: ترجمہ۔مقدم کرنا اس چیز کو جس کا حق ہے مؤخر کرنا یہ خسر،قصر اور تخصیص کا فائدہ دیتا ہے۔(خصر،قصر اور تخصیص تینوں کے معنی ایک ہے)

و سلامٌ علیکَ یہ تخصیص بنسبۃِ الی المتکلم کی مثال ہے۔یہ اصل میں تھا"سلَّمتُ سلامً علیکَ"۔یہ جملہ فعلیہ ہے۔ سلَّمتُ فعل بفاعل سلامً یہ مفعول مطلق ہے۔وہ مصدر جو ما قبل فعل کے معن میں مفعول مطلق کہلاتا ہے۔ ضربتُ ضرباً یہاں ضرباً مصدر ہے اور اس

سے پہلے فعل آیااور یہ مصدر فعل کے معنٰی میں ہے۔اوراس پر نصب پڑھتے ہیں۔یہاں سلَّمتُ کوحذف کیاتورہ گیا سلاماً علیکَ۔ یہ سلاماً کا نصب بتلارہاہے کہ یہ جملہ فعلیہ تھا۔کیونکہ مفعول مطلق ہے۔پھراسکوسلامٌ علیکَ کردیاگیاتاکہ جملہ اسمیہ بن جائے۔کیونکہ جملہ فعلیہ حدوث(حدوث کامعنی ہے ایک چیزکاہونا،یعنی پہلے نہیں تھی،پھرہوئی اور چلی گئی۔ضربتُ زیدً یعنی پہلے ضرب نہیں تھا،پھرہوااورپھرختم بھی ہوگیا۔)پردلالت کرتاہے۔اورجملہ اسمیہ ثبوت اوردوام پر دلالت کرتاہے۔پہلے یہ سلَّمتُ سلاماً علیکَ تھا۔یعنی پہلے سلامتی نہیں تھی،اب آئی،اورپھرسلامیت ختم بھی ہوگئی۔جملہ اسمیہ ثبوت کی مثال:جیسے زیدٌ قائمٌ۔ یعنی قائمٌ ثابت ہے زیدٌ کے لئے۔جملہ اسمیہ دوام کی مثال: جیسےزیدٌ طویلٌ۔ یعنی طویلٌ دوام پردلالت کرتاہے۔سلامتی یہ دعاہے۔اس طرح دعامیں دوام بہترہے۔لہٰذا سلمت سلاماً علیکَ یہ جملہ فعلیہ سلامٌ علیکَ یعنی جملہ اسمیہ کی طرف تبدیل کیا۔تاکہ یہ سلامتی تم پرہمیشہ ہو۔یہاں تخصیص متکلم کی طرف سے ہیں۔یعنی ہرایک دعانہیں دیتا۔اورسلامٌ نکرہ ہے۔ایک ضابطہ ہے کہ مقام دعااوربددعامیں نکرہ مبتدأبن سکتاہے۔

ترکیب۔ سلامٌ مرفوع لفظاً مبتدا علی جارہ کاف ضمیر مجرور محلاً ۔جاراپنے مجرورسے ملکرمتعلق ہوگا ثابتٌ سے ۔ ثابتٌ صیغہ اسم فاعل اسکےاندرھوضمیرجولوٹ رہی ہے سلامٌ مبتداسے۔اسم فاعل اپنےفاعل اورمتعلق سے ملکرشبہ جملہ ہوکرخبرہوئی۔مبتدااپنی خبرسے ملکرجملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

و ان کان احد الاسمین معرفةً و الاٰخرُ نکرةً اوردواسموں میں سے جب ایک معرفہ ہواوردوسرانکرہ ہو۔ فاجعلِ المعرفةَ مبتدأً تو،توبنادیں مفعرفہ کومبتدا و النکرة خبرًا اورنکرہ کوخبر البتة قطعی طورپر کما مرَّ جیسے گزرا و اِن کانا معرفتین اوراگردونوں اسم معرفہ ہیں۔ فاجعل ایّهما شئتَ مبتدأً والاٰخرَ خبرًا توتوبنادیں ان دومیں سےایک کومبتدأاوردوسری کوخبر نحو مثال کے طورپر

الله تعالیٰ جل جلاله الٰهنا لفظ‌الله معرفہ مرفوع لفظاً ذوالحال تعالیٰ فعل اسکےاندرھوضمیرمرفوع محلاً اس کافاعل جوراجع ہے ذوالحال کو۔فعل اپنےفاعل سے ملکرجملہ فعلیہ ہوکر حال، ذوالحال اپنےحال سے ملکر مبتدأ اوراٰلهُ مرفوع لفظاً مضاف اور نا ضمیر مجرورمحلاً مضاف الیہ،مضاف مضاف الیہ ملکرخبر،مبتداخبرملکرجملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔لفظ‌الله بھی معرفہ اور الٰهنا بھی معرفہ کیونکہ الٰه کی اضافت ضمیرکی طرف کی گئی ہے۔(تعالیٰ اصل میں تھاتعالَیَ بروزن تفاعَلَ یاتضارَبَ۔جب واواوریامتحرک ہواورماقبل بھی متحرک ہوتواسکوہمزہ سے بدلتے ہیں۔جیسے دَعَا اصل میں دعَوَ تھا۔) (معرفہ کے بعدجب فعل آئے تووہ عموماًاس کے لئے حال بنتاہے۔اللّٰہ معرفہ ہے۔یہ علی الاطلاق اعرفُ المعارف ہے۔ امام سیبویہ کاقصہ)ترجمہ۔ اللّٰہ تعالیٰ ہمارامعبودہے۔

و محمَّدٌ صلی الله علیه وآله وسلم نبیُّنا محمدٌ مرفوع لفظاً مبتدأ نبیُّ مرفوع لفظاً مضاف اور نا ضمیرمجرور محلاً مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے ملکرخبر،مبتدااپنے خبرسے ملکرجملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ترجمہ۔ محمد ☐ ہمارانبی ہے۔

و اٰدمُ علیه السلام ابونا اٰدمُ (علم اورعجمہ ہونے کی وجہ سے یہ غیرمنصرف ہے) مرفوع لفظاً مبتدأ ابو مرفوع لفظاً مضاف اورناضمیرمجرور محلاً مضاف الیہ،مضاف مضاف الیہ سے ملکرخبر،مبتدااپنے خبرسے ملکرجملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ترجمہ۔آدم علیہ السلام ہمارے باپ ہے۔

و قد یکون الخبرجملةً اسمیّةً اورکبھی کبھارخبرجملہ اسمیہ ہوتی ہے۔ نحو مثال کے طورپر۔یہاں ابوه قائمٌ خبرہےاورجملہ اسمیہ ہے۔ زیدٌ ابوه قائمٌ زیدٌ مرفوع لفظاً مبتداابو مرفوع لفظاً مضاف ہا ضمیرمجرور محلاً مضاف الیہ،مضاف اپنےمضاف الیہ سے ملکرمبتدا

،قائمٌ مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل اس کے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً جو لوٹ رہی ہے ابوہ کی طرف۔اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوئی ابوہ مبتداکے لئے۔مبتدااپنے خبرسے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ابوہ کی ہا ضمیرلوٹ رہی زیدٌ کی طرف۔مبتدااپنی خبرسے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ابوہ قائمٌ یہ پوراجملہ خبرہے۔اور جملہ مبنی ہوتاہے۔اور خبر مرفوع ہوتی ہے۔تو یہ جملہ مرفوع محلاً ہوا۔ترجمہ۔زید کہ اسکاوالد کھڑاہے۔

او فعليّةً اور خبر کبھی کبھار جملہ فعلیہ ہوتی ہے۔اس مثال میں قام ابوہ خبرہےاور جملہ فعلیہ ہے۔ نحو مثال کے طورپر زید قام [32] ابوہ

زیدٌ مرفوع لفظاً مبتدا قام فعل ابو مرفوع لفظاً مضاف ہاضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ،مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل بنا،فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبرہوئی۔ ابوہ کی ہا ضمیرلوٹ رہی ہے زید کی طرف۔ مبتدأ اپنی خبرسے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ترجمہ۔زید کہ کھڑاہوااسکاوالد۔

او شرطيّةً اور خبر کبھی کبھار شرط ہوتی ہے۔ نحو مثال کے طورپراس جملہ میں ان جاءَنی فاکرمتُهُ یہ جملہ شرطیہ ہے۔زیدٌ ان جاءَنی فاكرمتُهُ زیدٌ مرفوع لفظاً مبتدأ ان حرف شرط جاءَ فعل اسکے اندرھو ضمیراسکافاعل جو لوٹ رہی زید کو۔نون وقایہ یا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر شرط،فا جزائیہ، اکرمتُ فعل بفاعل اسکے اندرتا ضمیرمرفوع محلاً فاعل اورہا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جزا،شرط اور جزاملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر۔ مبتدااپنے خبرسے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔(جملہ شرطیہ میں دوجملے ہوتے ہیں۔ایک کوشرط اور دوسری کو جزاکہتے ہیں۔ مثلاً ان تضرب اضرِب ۔ ان تضرب یہ ایک جملہ اور اضرب دوسراجملہ۔)ترجمہ۔زیداگروہ میرے پاس آیاتو میں اس کااکرام کرونگا۔

او ظرفيةً اور خبر کبھی کبھار جملہ ظرفیہ ہوتاہے۔ نحو مثال کے طورپر۔اس جملے میں خلفک زیدٌ خَلْفَکَ ترجمہ زید آپ کے پیچھے ہے۔ترکیب۔ زیدٌ مرفوع لفظاً مبتدأ خلفَ منصوب لفظاً مضاف کاف ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ،مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ہوا ثبتَ فعل کے لئے۔ ثبتَ فعل ھو ضمیراسکے اندر مرفوع محلاً اسکافاعل جو راجع ہے زید کی طرف،فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر ہوئی مبتداکے لئے۔مبتدااپنی خبرسے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ۔(اگرثابتٌ ہوتا۔تو یہ شبہ جملہ بن جاتا)

الزیدانِ خلفک۔ الزیدانِ مرفوع لفظاً مبتدأ خلفَ منصوب لفظاً مضاف کاف ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ،مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ہوا ثبتا فعل کے لئے۔ ثبتَا فعل الف تثنیہ کی ضمیراسکے اندر مرفوع محلاً اسکافاعل جو راجع ہے الزیدانِ کی طرف،فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر ہوئی مبتداکے لئے۔مبتدااپنی خبرسے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ۔اگراسم فاعل سے متعلق کرتے توثابتانِ اسم فاعل تثنیہ مرفوع لکھتے۔کیونکہ یہ خبرہے اور خبر مرفوعات میں سے ہے۔باقی ترکیب اسی طرح ہے۔اگرحال ہوتا،توحال منصوب ہوتاہے۔توہم ثابِتَینِ لکھتے۔)

(جگہ کانام ہے یعنی پیچھا۔ظرف کے لئے ہرحال میں عامل چاہیے۔یہاں عامل مخذوف نکالناہوگا۔سب سے عام مخذوف ثبتَ یا ثابتٌ ہیں۔)

(ظرف،مفعول فیہ ہوتاہے اور مفعول فیہ ہمیشہ منصوب ہوتاہے۔جملہ ظرفیہ وہ ہوتاہے جس کاایک جزظرف ہو،ظرف زماں(زمانہ)اور مکان(جگہ)کو کہتے ہیں۔اسی طرح جار مجرور کو بھی مجازاً ظرف کہتے ہیں۔ہرظرف کے لئے ہمیشہ عامل چاہیے،ضربتُ الیوم ۔ الیوم بمعنی آج۔یعنی آج کادن ظرف ہے اس پٹھائی کے لئے۔الیوم مفعول فیہ بنتاہے۔اس کے لئے ضربتُ فعل عامل ہے۔اسی طرح ہرجار مجرور کے لئے متعلِّق چاہیے۔اور جس چیزسے یہ جُڑجائے اسے متعلَّق کہتے ہے۔اور ظرف جار مجرور کی طرح ہے۔یہ ظرف جار مجرور کے معنٰی میں ہوتا ہے۔جیسے ضربتُ الیوم یہ

ضربتُ فی الیومِ کے معنی میں ہے۔ ظرف زمان اور مکان کو ظرف حقیقی کہتے ہیں۔ اور جار مجرور ظرف مجازی کہتے ہیں۔ جار مجرور 8 چیزوں میں سے کسی کے ساتھ متعلق ہونگا۔) و عمرٌو فی الدار عمرٌو مرفوع لفظاً مبتدأ فی جارہ الدارِ مجرور لفظاً، جار مجرور ملکر متعلق ہوثبتَ فعل کے۔ ثبتَ فعل اس کے اندر ھو ضمیر جولوٹ رہی ہے عمرو کو۔ ثبتَ فعل اپنے فاعل اور متعلِّق سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، مبتدأ اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

جار مجرور کی ترکیب۔ جار مجرور جب بھی کلام میں آتے ہیں وہ آٹھ چیزوں سے متعلق ہونگے۔ 1۔ فعل 2۔ مصدر 3۔ اسم فاعل 4۔ اسم مفعول 5۔ صفت مشبہ 6۔ اسم تفضیل 7۔ مبالغہ کا صیغہ جیسے ضرابٌ وغیرہ 8۔ اسم فعل (بعض اسم ایسے ہوتے ہیں جو فعل کا معنیٰ ادا کریں)

اگر ان میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو تو پھر متعلَّق محذوف نکالنا پڑے گا۔ اگر جار مجرور کا متعلق جملے میں مذکور ہو تو اسکو ظرف لغو کہتے ہیں۔ اور اگر جار مجرور کا متعلَّق محذوف ہو تو اسکو ظرف مستقَرٌّ کہتے ہیں۔ محذوف کو افعال عامّہ سے بھی ذکر کر سکتے اور افعال خاصّہ سے بھی نکالنا جائز ہے۔ اور افعال عامّہ مشہور چار ہیں۔ 1۔ کون، اسی سے فعل ناقص کانَ استعمال ہوتا ہے۔ 2۔ ثبوت 3۔ حصول 4۔ وجود ۔ ان سب کا معنیٰ ہے "ہونا"۔ اس کو افعال عامہ اسی لئے کہتے ہیں کیونکہ ہر فعل میں اس کا معنی پایا جاتا ہے۔ مثلاً قرأتُ کتابً۔ اس میں قرأت کا ثبوت ہے۔ قرأت کا حصول، قرأت کا وجود سب موجود ہیں۔ قرأت کا ہونا۔

ان کے علاوہ باقی افعال خاصّہ کہلاتا ہے۔ ان افعال کا معنیٰ دیگر افعال میں نہیں پایا جاتا۔ مثلاً ضرب اور شرب ۔ ضرب میں شرب نہیں اور شرب میں ضرب نہیں۔ اسی طرح اکل میں ضرب اور شرب کا وجود نہیں۔ اب ان میں سے ان کا متعلّق محذوف نکالیں۔ مثلاً "زیدٌ فی الدارِ" ۔ زیدٌ مرفوع لفظاً مبتدأ فی جارہ الدارِ مجرور لفظاً جار مجرور ملکر متعلِّق ہوئے کان فعل سے۔ اسکے اندر ھو ضمیر جولوٹ رہی ہے زید کی طرف۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر ہوئی مبتدا کے لئے۔ مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (یہاں فعل، مصدر، اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ، اسم تفضیل، مبالغہ کا صیغہ اور اسم فعل ان میں سے کوئی بھی موجود نہیں۔ یہ جار مجرور ظرف مستقر ہے۔ اب جار مجرور کا متعلَّق عام طور پر افعال عامہ سے نکالتے ہیں۔ اگر کان نکالیں۔ کان یکون کونً فھو کائنٌ۔) اگر کان فعل کی بجائے اسم فاعل کائنٌ نکالیں تو ترکیب اسی طرح ہوگا۔ زیدٌ مرفوع لفظاً مبتدأ فی جارہ الدارِ مجرور لفظاً جار مجرور ملکر متعلِّق ہوئے کائنٌ اسم فاعل سے۔ اسکے اندر ھو ضمیر جولوٹ رہی ہے زید کی طرف۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوئی مبتدا کے لئے۔ مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (اسی طرح حصول سے حصل فعل اور حاصلٌ اسم فاعل اور وجود سے فعل ماضی وُجِدَ اور اسکے اندر ھو ضمیر نائب الفاعل ہوگا۔ اور اسم مفعول موجودٌ نکالنا پڑے گا)

الحمدُ لِلّٰہ ۔ الحمدُ مرفوع لفظاً مبتدأ لام جارہ لفظ اللّٰہ مجرور لفظاً، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے ثبت فعل کے ساتھ۔ ثبت فعل اس کے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل جولوٹ رہی ہے مبتدا کو۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر یہ خبر ہوئی مبتدا کے لئے، مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ یہاں حمد پر ال ہے اور یہ ال یا تو استغراقی ہے یا جنسی۔ استغراقی کا مطلب ہے تمام تعریفیں للّٰہ یعنی اللّٰہ کےلئے ہیں۔

الشمسُ فی السماءِ ۔ الشمسُ مرفوع لفظاً مبتدأ فی جارہ السماءِ مجرور لفظاً، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے ثبتَت فعل کے ساتھ۔ ثبتَت فعل اس کے اندر ھی ضمیر مرفوعِ محلاً اس کا فاعل جولوٹ رہی ہے مبتدا کو۔

ثبتَت فعل اپنے فاعل اور متعلِّق سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر یہ خبر ہوئی مبتدا کے لئے، مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ سورج آسمان میں ہے۔

اگر فعل کے بجائے اسم فاعل ہو تو ترکیب اسی طرح ہوگی۔

الشمسُ مرفوع لفظاً مبتدأ فی جارہ السماءِ مجرور لفظاً، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے ثابتةٌ اسم فاعل کے ساتھ مرفوع لفظاً ۔ ثابتةٌ اسم فاعل اس کے اندر ھی ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل جو لوٹ رہی ہے مبتدا کو۔ ثابتةٌ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلِّق سے ملکر شبہ جملہ ہو کر یہ خبر ہوئی مبتدا کے لئے، مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ۔ سورج آسمان میں ہے۔

ختمَ اللّٰهُ علیٰ قلوبِہم۔ ختمَ فعل لفظ اللّٰہ مرفوع لفظاً فاعل علیٰ جارہ قلوبِ مجرور لفظاً مضاف ھم ضمیر مجرور محلاً مضافٌ الیہ ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور ۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوئے ختم فعل کے۔ ختم فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ۔ مہر لگائی اللّٰہ نے ان کے دلوں پر۔ (اگر جملہ میں متعلَّق ایک سے زیادہ ہو، تو پھر معلوم کرنے کا طریقہ یہ کہ متعلَّق اور متعلِّق کو اکٹھا لکھیں اور باقی کو مت لکھیں۔ اگر معنیٰ صحیح آتا ہے تو یہی متعلَّق صحیح ہونگا۔ جیسے ختمَ علیٰ قلوبھم ۔ مہر لگائی ان کے دلوں پر۔ یعنی یہ معنی صحیح ہے) (اگر نکرہ کے بعد جار مجرور آئے اور اگر وہ جار مجرور کسی سے جڑا نہ رہا ہو یعنی اس کے لئے مخذوف نکالنا پڑے۔ تو وہ بھی اس نکرہ کا صفت بنے گا۔ اور اگر معرفہ کے بعد جار مجرور آئے اور اگر وہ جار مجرور کسی سے جڑا نہ رہا ہو یعنی اس کے لئے مخذوف نکالنا پڑے۔ تو وہ بھی اس معرفہ کے لئے حال بنے گا۔

اشتریتُ ھٰذِہِ الدارَ من زیدٍ۔ اشتریتُ فعل بفاعل، تا ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل، ھٰذہِ منصوب محلاً موصوف الدارَ منصوب لفظاً صفت، موصوف صفت ملکر مفعول بہ، من جارہ زیدٍ مجرور لفظاً ، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے اشتریتُ فعل سے۔فعل اپنے فاعل اور مفعول بہٖ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ۔ میں نے خریدا یہ گھر زید سے۔ (اشتریتُ من زیدٍ یعنی میں نے خریدا زید سے ترجمہ صحیح بنتا ہے۔ ھٰذہِ اسم اشارہ مؤنث اور الدار مؤنث سماعی ہے۔ موصوف صفت میں مطابقت ہیں۔ مطابقت رفع، نصب ، جر، تذکیر، تانیث، واحد، تثنیہ، جمع سب میں ضروری ہے۔20:00)

الماءُ یجری علی الارضِ۔الماءُ مرفوع لفظاً مبتدأ یجری فعل اس کے اندر ہو ضمیر مرفوع محلاً فاعل جو راجع ہے الماءُ کو۔ علیٰ جارہ الارضِ مجرور لفظاً جار مجرور ملکر متعلق ہوئے یجری فعل کے ۔ فعل اپنے فاعل اور متعلِّق سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر ہوئی مبتدأ کے لئے۔ مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔(یجری علی الارض ۔ بہتا ہے زمین پر۔ یہ معنی صحیح ہے۔ تو متعلق بھی صحیح ہے)

زینبُ فی الدار۔ زینبُ مرفوع لفظاً مبتدأ(غیر منصرف: اسباب منع صرف میں علم اور تانیث معنوی موجود ہیں) فی جارہ الدارِ مجرور لفظاً جار مجرور ملکر متعلق ہوئے ثبتَتْ فعل کے اسکے اندر ھی ضمیر مرفوع محلاً جو راجع ہے زینب کو، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر خبر ہوئی مبتدا کے لئے، مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (یہاں وہ قاعدہ "معرفہ کے بعد جار مجرور آئے اور وہ متعلق نہ بنے تو اس صورت میں وہ معرفہ کے لئے حال بنے گا" وہ قاعدہ یہاں استعمال نہیں کرسکتے ۔ کیونکہ اگر فی الدار کو حال بنائیں

تو پھر یہ پورا جملہ نہیں بنتا کیونکہ اس جار مجرور کو ہم نے خبر بنانا ہے۔ اور خبر کی صورت میں یہ پورا جملہ بن جائیںگا۔)

زیدٌ یمشی فی السوقِ۔(مشیٰ یمشی کا معنی ہے پیدل چلنا) زیدٌ مرفوع لفظاً مبتدأ یمشی فعل بفاعل ھو ضمیر اسے اندر مرفوع محلاً اس کا فاعل جو لوٹ رہی ہے زیدٌ کی طرف، فی جارہ السوقِ مجرور لفظاً ، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے یمشی فعل سے ، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، مبتدأ خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (یمشی فی السوق۔ یعنی چل رہا ہے بازار میں ۔ ترجمہ صحیح ہے۔ متعلق صحیح ہے۔ تلفظ میں حروف یرملون کا قانون لگیں گا)۔

جاءَنی قاضیانِ مِن لاہورَ۔ جاءَ فعل ن وقایہ یا ضمیر متکلم منصوب محلاً قاضیانِ مرفوع لفظاً فاعل من جارہ لاہورَ مجرور لفظاً جار مجرور ملکر متعلق ہوئے جاءَ فعل کے ۔ فعل اپنے فاعل مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (ملکوں اور شہروں کے نام عموماً غیر منصرف ہوتے ہیں۔ کیونکہ ایک تو اسمیں علم ہے اور دوسرا تانیث ۔ یہ بقعةٌ کی تاویل میں ہے۔ بقعةٌ جگہ کو کہتے ہیں۔ یہاں گول تا تانیث کی علامت ہے۔ غیر منصرف میں نصب اور جر فتح کے ساتھ آتا ہے۔) ترجمہ۔ آئے میرے پاس دو قاضی لاہور سے۔

اکرمتُ رَجُلً من قریشٍ۔ اکرمتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل رجلً منصوب لفظاً موصوف من جارہ قریشٍ مجرور لفظاً جار مجرور ملکر متعلق ہوئے ثبت فعل کے ۔ ثبت فعل اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً جو راجع ہے رجل ک طرف۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صفت ہوئی موصوف کے لئے۔ موصوف صفت ملکر مفعول بہ۔فعل اپنے فاعل اورمفعول بہٖ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ۔ میں نے اکرام کیا ایسے آدمی کا جو قریش سے ہے۔ یعنی میں نے ایک قریشی آدمی کا اکرام کیا۔ (اکرمتُ من قریشٍ۔ میں نے اکرام کیا قریش سے۔ معنیٰ صحیح نہ بنتا اس لئے اکرمت کو متعلَّق بنانا صحیح نہیں۔)

اکر ثبت فعل کی بجائے صفت کا صیغہ نکالنا پڑیں۔ تو ترکیب اس طرح ہونگی۔

اکرمتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل رجلً منصوب لفظاً موصوف من جارہ قریشٍ مجرور لفظاً جار مجرور ملکر متعلق ہوئے ثابتً اسم فاعل کے ۔ ثابتً صیغہ اسم فاعل اسکے اندر ھو ضمیر منصوب محلاً جو راجع ہے رجل کی طرف۔ ثابتٌ صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہو کر صفت ہوئی موصوف کے لئے۔ موصوف صفت ملکر مفعول بہ۔فعل اپنے فاعل اورمفعول بہٖ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

الرجلانِ فی المسجدِ جالسانِ ۔ الرجلانِ مرفوع لفظاً مبتدأ فی جارہ المسجدِ مجرور لفظاً جار مجرور ملکر متعلق ہوئے جالسانِ سے۔ جالسانِ مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل اسکے اندر ھما ضمیر مرفوع محلاً فاعل جو لوٹ رہی ہے الرجلانِ کو۔ صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوئی۔ مبتدأ خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ "فی المسجد ظرف لغو ہے۔" (جار مجرور ما قبل اور ما بعد دونوں الفاظ سے متعلق ہو سکتا ہے۔)

ترجمہ۔ وہ دو آدمی مسجد میں بیٹھے ہیں۔

و الظرف متعلق بجملۃ عند الاکثر اور ظرف جو ہوتا ہے وہ کسی جملے سے متعلق ہوتا ہے اکثر نحویوں کے نزدیک، یعنی فعل نکالیں گے۔ فعل جملہ بنتا ہے، صفت تو شبہ جملہ بنتا ہے۔ اور ظرف سے مراد ظرف حقیقی اور مجازی ہیں۔ (زیدٌ خلفکَ میں خلفکَ ظرف ہے اور یہ ثبتَ فعل (جملہ) سے متعلق ہوا تو زیدٌ ثبت خلفکَ) و ھی استقرّ مثلاً اور وہ استقرَّ ہے مثال کے طور پر، جیسے ثبت یا حصل وغیرہ تقولُ زیدٌ فی الدار تقدیرہٗ زیدُ نِ استقرَّ فی الدار جیسے کہ آپ کہتے ہیں زیدٌ فی الدار اس کلام کی تقدیر زیدُ نِ استقرَّ فی الدار ہے۔ ترکیب۔ زیدٌ مرفوع لفظاً مبتدا استقرَّ فعل اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً جو زید کی طرف لوٹ رہی ہے۔ فی جارہ الدارِ مجرور لفظاً جار مجرور ملکر متعلق ہوئے استقرَّ فعل کے ساتھ۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر یہ خبر ہوئی مبتدا زید کے لئے، مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ولا بدّ اور ضروری ہے فی الجملۃ اس جملے میں من ضمیرٍ ایک ایسی ضمیر کا ہونا یعود الی المبتدأِ جو مبتدأ کے طرف لوٹ رہی ہو۔ کالہاءِ جیساکہ "ہا" ضمیر تھی فی ما مرَّ ان مثالوں میں جو گزر گئی۔ (یعنی زیدٌ ضرب ابوہ عمرًا، ابوہ میں ہا ضمیر،) و یجوزُ حذفُہٗ عند وجودِ قرینۃٍ اور جائز ہے اس ضمیر کو خذف کرنا بھی جب قرینہ موجود ہو۔ قرینہ کی تعریف۔ وہ چیز جو مطلوب اور مقصود کی طرف اشارہ کریں۔ یہ کبھی لفظی ہوتا ہے اور کبھی معنوی ہوتا ہے۔) نحو مثال کے طور پر اَلسمْنُ مَنوانِ بدرھَمٍ گھی دو من ایک درھم کا ہے۔ "با" کبھی کبھار عوض یا بدلے کے لئے آتے ہیں۔ یعنی گھی دو من اک درھم کے بدلے میں ہے۔) ترکیب۔ اَلسمْنُ مرفوع لفظاً مبتدا مَنوانِ بدرھمٍ اس نے پورا جملہ بنانا ہے کیونکہ یہ خبر ہے۔ اور خبر جملہ اسمیہ بھی ہو سکتا ہے اور جملہ فعلیہ بھی ہو سکتا ہے۔ یہاں خبر جملہ اسمیہ ہیں۔ منوانِ مرفوع لفظاً مبتدا اور با جارہ درھمٍ مجرور ۔ یہاں جار مجرور خبر بنیں گی مبتدأ ثانی کے لئے۔ مبتدأ ثانی اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر خبر ہوئی مبتدأ اول کے لئے۔ مبتدأ اول اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ اب منوانِ بدرھمٍ اسکے اندر کوئی ضمیر نہیں جو السمن کو لوٹ رہی ہے۔ یہاں عائد مخذوف ہے۔ کیونکہ قرینہ موجود ہے۔ منوانِ بدرھمٍ کا ترجمہ: دو من ایک درھم کا۔ یعنی کس چیز کے دو من، روئی، گندم، وغیرہ یعنی کس چیز کی بات ہو رہی ہے۔ اگر صرف منوانِ بدرھمٍ کی طرف دیکھے تو کچھ سمجھ نہیں آئینگا۔ لیکن اس سے پہلے السمن کا لفظ موجود ہیں اور یہی قرینہ ہے۔ تو دو من گھی کے ہیں۔ اور جو ضمیر مخذوف ہوا وہ "منہ" ہے۔ یعنی السمن مَنوانِ منہ بدرھمٍ ترکیب: السمن مرفوع لفظاً مبتدأ اول، منوان مرفوع لفظاً مبتدأ موصوف من جارہ ہا ضمیر مجرور محلاً، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے ثبتا فعل سے، ثبتا فعل اسکے اندر الف تثنیہ کی ضمیر فاعل مرفوع محلاً جو راجع ہے منوان کی طرف۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صفت۔ موصوف صفت ملکر مبتداء، اور منہ کی ہا ضمیر السمن کی طرف لوٹ رہی ہے۔ (چونکہ خبر بھی جملہ ہے اور اس میں ایک ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو مبتدأ کی طرف لوٹ رہی ہے اور یہاں ہا ضمیر ہے) بدرھم میں با جارہ دِرھمٍ مجرور لفظاً حرف جر اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوئے ثبتا فعل، ثبتا فعل اسکے اندر الف تثنیہ ضمیر اس کا فاعل مرفوع محلاً جو راجع ہے منوان کی طرف، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر ہوئی مبتدا ثانی کے لئے۔ مبتدا ثانی اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر یہ خبر ہوئی مبتدا اول کے لئے۔ مبتدا اول اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ۔ گھی جو ہے دو من ان میں سے ایک درھم کے بدلے ہیں۔ (سوال ۔ منوانِ نکرہ ہے۔ اور نکرہ بغیر تخصیص کے مبتدأ نہیں بن سکتا۔ **جواب** منہ یہ جار مجرور ہے، اور نکرہ کے بعد

آئیں تو یہ صفت بنے گا منوان موصوف کے لئے،موصوف صفت ملکر مبتدا ٔ ہوئی۔تو یہاں تخصیص آئی صفت کے آنے سے۔)(جار مجرور نکرہ کے بعد آئے تو اکثر خبر بنتی ہے،کیونکہ جار مجرور متعلق ہوتا ہے فعل سے اور نکرۃ کے بعد جب فعل آئے تو وہ عموما موصوف صفت بنتا ہے۔)

و البُرُّ الكُرُّ بستّين درهماً گندم جو ہے ایک کُر کی مقدار ساٹھ درھم کی ہے۔ البُرُّ یہ مبتدا ہے اور الکُرُّ بستّین درھماً یہ پورا جملہ خبر ہے۔ یہ جملہ اسمیہ ہے۔اور اسمیں پھر ایک مبتدا ٔ اور خبر ہو نگی۔ابھی اس جملے کو مبتدا ٔ اول سے جوڑنے کے لئے عائد چاہیے جو جملے میں نہیں اسی لئے مخذوف نکالنا پڑھے گا۔عائد اسی لئے درج نہیں کیونکہ قرینہ موجود ہیں۔ترکیب۔ البُرُّ مرفوع لفظاً مبتدأ اول ، الكُرُّ مرفوع لفظاً ذوالحال (ذوالحال اس لئے کیونکہ اس کے بعد جار مجرور آرہے ہیں اور قاعدہ ہے کہ معرفہ کے بعد جار مجرور آئیں اور وہ کسی کے ساتھ نہیں جڑتا تو وہ عموماً حال بنتا ہے معرفہ کے لئے) منهُ میں من جاره ہا ضمیر مجرور محلاً جو البُرُّ کو لوٹ رہی ہے۔جار مجرور مل کر متعلق ہوئے ثبت فعل کے ساتھ۔ ثبت فعل اسکے اندر ھو ضمیر اس کا فاعل مرفوع محلاً یہ ضمیر کرُّ کو لوٹ رہی ہے۔ ثبت فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر حال،ذوالحال اپنے حال سے ملکر مبتدا ثانی۔ بستين درهماً (عدد میں ابہام ہوتا ہیں یعنی یہ ساٹھ کیا چیزیں ہیں۔اسی کو ختم کرنے کے لئے تمیز لاتے ہیں۔یہ جو عدد ہے اسے ممیز کہتے ہیں اور جس نے ابہام کو دور کیا اسکو تمیز کہتے ہیں۔) بستين درهماً اس میں با جارہستینَ مجرورلفظاً ممیزاور درهماً منصوب لفظاً تمیز، ممیز اپنے تمیز سے ملکر مجرور ہوا با جارہ کے لئے۔جار اپنے مجرور کے ساتھ ملکر متعلق ہوا ثبت فعل سے۔ثبت فعل ھو ضمیر اسکے اندر فاعل مرفوع لفظاً جو لوٹ رہی ہے الكرُّ کی طرف۔فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر ہوئی الكر کی۔مبتدا ثانی اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر خبر ہوئی مبتدا اول کے لئے۔مبتدا اول اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (ستّون یہ مسلمون کی طرح ہے۔ حالت رفعی میں واو کے ساتھ اور نصبی اور جری میں یا ماقبل کسرہ کے ساتھ آتا ہے۔)

و قد يتقدّم الخبرُ عل المبتدأ اور کبھی کبھار خبر مقدم ہو جاتی ہے مبتدا ٔ پر نحو مثال کے طور پر في الدار زيدٌ زید گھر میں ہے۔ ترکیب۔فی جارہ الدارِ مجرورلفظاً جار مجرور ملکر متعلق ہوئے ثبت فعل سے۔ ثبت فعل اسکے اندر ھو ضمیر جو راجع ہے زیدٌ کی طرف۔فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر ہوئی مبتدا ٔ کے لئے۔مبتدا ٔ اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔(جار مجرور کبھی بھی مبتدا ٔ نہیں ہو سکتا اور خبر بن سکتا ہے۔یہاں اضمار قبل الذکر لفظاً تو ہے لیکن رتبتاً نہیں۔) و يجوزُ للمبتدأ الواحدِ اخبارٌ كثيرةٌ اور جائز ہے ایک ہی مبتدا ٔ کے لئے بہت سی خبریں۔ نحو مثال کے طور پر۔ زيدٌ عالِمٌ فاضلٌ عاقلٌ زيدٌ مرفوع لفظاً مبتدا عالمٌ صیغہ اسم فاعل مرفوع لفظاً اسکے اندر ھو ضمیر جو لوٹ رہی ہے مبتدا ٔ کو۔اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر اول،فاضلٌ صیغہ اسم فاعل مرفوع لفظاً اسکے اندر ھو ضمیر جو لوٹ رہی ہے مبتدا ٔ کو۔اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر دوم،عاقلٌ صیغہ اسم فاعل مرفوع لفظاً اسکے اندر ھو ضمیر جو لوٹ رہی ہے مبتدا ٔ کو۔اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر ثالث،مبتدا اپنی تینوں خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔(عام طور پر نکرہ کے جب نکرہ آئے تو وہ موصوف صفت بن جاتے ہیں۔یہاں عالم،فاضل،عاقل سب نکرہ کے صیغے ہیں۔لیکن عالم موصوف نہیں بن سکتا کیونکہ یہ صفت کا صیغہ ہے۔اگر یہاں رجلٌ عالم فاضل عاقل ہوتا تو پھر رجلٌ(ذات) یہ موصوف بنتا اور باقی اسے صفت بنتے)

واعلم اور جان لے تو ان لهم قسماً أخر من المبتدأ اور نحویوں کے نزدیک ایک اور قسم ہے مبتدا ٔ کی ليس مسندًا اليه جو کہ مسندالیہ نہیں ہوتا۔ و هو صفةٌ [33] و قَعَتْ بعد حرف النفى اور وہ مبتدا ٔ جو ہے ایسی صفت ہے جو حرف نفی کے بعد واقع ہوتا ہے۔(صفةٌ نکرہ اور وقعت فعل) نحو مثال کے طور پر ما قائمٌ زيدٌ قائم صفت کا صیغہ ہے اور "ما "کے بعد واقع ہے۔یہ مبتدا ٔ ہے۔ او بعد حرف

الاستفهام اوریا حرف استفہام کے بعد واقع ہو۔ نحو مثال کے طور پر آقائمٌ زیدٌ قائمٌ صفت کا صیغہ ہے اور حرف استفہام کے بعد واقع ہے۔

بشرطِ اَن تَرفع تلک الصفة اسماً ظاهرًا اس شرط کے ساتھ کہ رفع دے وہ صفت کا صیغہ اسم ظاہر کو نحو مثال کے طور پر ما قائمٌ الزیدانِ ترکیب۔ ما حرف نفی قائمٌ مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل اسکے اندر هو ضمیر مرفوع محلاً جو لوٹ رہی ہے الزیدان کو۔ لیکن یہ ضمیر نہیں لوٹ سکتی کیونکہ الزیدانِ تثنیہ ہے اور ضمیر واحد کی ہے۔ ضمیر مرجع میں مطابقت نہیں۔ اگر قائمان ہوتا تو پھر صحیح ہوتا۔ (یہاں ہم کوشش کرتے ہیں کہ قائمٌ کو خبر مقدم اور الزیدان کو مبتدا مؤخر بنائیں گے۔ یعنی پہلے والا طریقہ استعمال کریں گے۔)

اب اس اصول کے مطابق قائمٌ کو مبتدأ بنائیں گے۔ ترکیب۔ ما حرف نفی قائمٌ مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل اور اسکا فاعل الزیدانِ مرفوع لفظاً فاعل۔ اسم فاعل، اپنے فاعل سے ملکر یہ ایسا مبتدأ ہوئی جسکا کوئی خبر نہیں۔ یہ الزیدانِ خبر نہیں لیکن قائم مقام خبر کی ہے۔

شرائط۔ قائمٌ صفت کا صیغہ ہے۔ حرف "ما" کے بعد ہے۔ اور اسم ظاہر کو رفع دیا ہے۔

و اقائمٌ الزیدان ترکیب۔ ہمزہ استفہام کے لئے قائمٌ مرفوع لفظاً مبتدأ الزیدانِ مرفوع لفظاً اس کا فاعل، اور قائم مقام خبر کے مبتدا اپنے فاعل اور قائم مقام خبر سے ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ بِخلاف بخلاف اس کے ما قائمان الزیدان

شرائط۔ قائمان صفت کا صیغہ ہے۔ ما کے بعد ہے۔ قائمان تثنیہ ہے۔ اسکے اندر اپنا فاعل موجود ہیں۔ اور یہ الزیدان کو رفع نہیں دیتا۔ ترکیب۔ ما حرف نفی قائمان مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل اسکے اندر الف تثنیہ کی ضمیر مرفوع محلاً جو لوٹ رہی ہے الزیدان کی طرف۔ صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر مقدم ہوئی مبتدأ موخر کے لئے۔ الزیدان مرفوع لفظاً مبتدأ موخر۔ مبتدأ موخر اپنے خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (جب فاعل اسم ظاہر ہو تو صفت کا صیغہ ہمیشہ مفرد ہوگا)

اگر اسم ظاہر مفرد ہو جیسے ما قائمٌ زیدٌ ۔ اس میں مبتدأ کے دونوں قسم جائز ہے۔

ترکیب 1۔ ما حرف نفی قائمٌ صیغہ اسم فاعل اس کے اندر هو ضمیر مرفوع محلاً جو لوٹ رہی ہے زید کی طرف، اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر مقدم ہوئی مبتدا موخر کے لئے۔ زیدٌ مرفوع محلاً مبتدأ موخر۔ مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترکیب 2۔ شرائط۔ قائمٌ صفت کا صیغہ ہے۔ ما کے بعد ہے۔ اور اسم ظاہر کو رفع دیتا ہے۔ شرائط پوری ہیں۔ ترکیب۔ ما حرف نفی، قائمٌ صیغہ اسم فاعل مرفوع لفظاً مبتدا کی قسم ثانی، زیدٌ اس کا فاعل مرفوع لفظاً قائم مقام خبر، مبتدأ اپنی فاعل اور قائم مقام خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

نوٹ۔ 1۔ جب صفت کا صیغہ مفرد ہو اور اسم ظاہر بھی مفرد ہو تو اس میں دونوں ترکیبیں جائز ہیں۔ 2۔ جب صفت کا صیغہ مفرد ہو اور اسم ظاہر تثنیہ یا جمع ہو تو اس میں مبتدأ ثانی جائز ہے۔ 3۔ جب صفت کا صیغہ تثنیہ یا جمع ہو اور اسم ظاہر بھی تثنیہ یا جمع ہو۔ تو اسمیں مبتدأ اول کی ترکیب جائز ہیں۔

فصل یہ فصل ہے خبرُ اِنَّ و اَخواتها انَّ اور اسکے جو مشابہ حروف ہیں ان کی خبر بھی مرفوعات سے ہیں و هی اور وہ حروف یہ ہیں۔ (جمع بتاویل جمعة کے واحد مؤنث کے حکم میں ہوتا ہے۔ اور اس کی طرف واحد مؤنث کی ضمیر لوٹانا بھی جائز ہیں۔ یہاں آخوات جمع ہے اُخت کی۔ اسی لئے هی واحد مؤنث کا ضمیر لایا۔ حروف عربی میں اکثر مؤنث استعمال ہوتے ہیں جیسے۔ هی حرف عطف زیادہ استعمال ہوتے ہیں۔ هو حرف عطف یہ بھی جائز ہے۔ اس لئے انَّ کے بعد آخواتها لایا۔) اَنَّ و کَاَنَّ و لٰکِنَّ و لیتَ و لَعلَّ فهذه الحروف تدخل علی المبتدأ و

الخبر یہ مبتدأاور خبر پر داخل ہوتے ہیں۔یعنی جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں۔جیسے زیدٌ قائمٌ اب انَّ داخل کرو تو انّ زیدً قائمٌ بن جائیں گا۔پہلے تو یہ مبتدأاور خبر تھے اب مبتدأ کو انَّ کا اسم کہیں گے اور خبر کو انَّ کا خبر کہیں گے۔ حروف جمع ہیں اور بتاویل جمعةٌ کے ہے اسی لئے هذهٖ واحد مؤنث لایا۔ فتنصِب المبتدأ اور یہ نصب دیتا ہے مبتدا کو۔ و یسمّٰی اسمُ اِنَّ اور اسکو انَّ کا اسم کہتے ہیں و ترفع الخبرَ اور خبر کو رفع دیتے ہے۔ ویسمّٰی خبر اِنَّ اور اسکو اِنَّ کا خبر کہتے ہیں۔ فخبر انَّ هو المسند بعد دُخولها اور اِنَّ کی جو خبر ہوتی ہیں وہ مسند ہوتی ہیں ان حروف کے داخل ہونے کے بعد (سوال۔ انَّ کے آنے سے پہلے بھی خبر مسند تھا اب اس کے ذکر کرنے کی وجہ کیا ہے۔ جواب۔وہ جو پہلے والا اسناد تھا وہ ختم ہوگیا اب یہ نیا اسناد ہے۔ نحو مثال کے طور پر انَّ زیدًا قائمٌ ترکیب۔ انَّ حرف از حروف مشبہ بلفعل زیدًا منصوب لفظاً انَّ کا اسم قائمٌ مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل جو راجع ہے زید کی طرف۔اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہوکر انَّ کی خبر۔ انَّ اپنی اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ و حکمه اور انَّ کی خبر کا حکم فی کونه کس چیز میں مفردًا او جملةً او معرفةً او نکرة مفرد، جملہ، معرفہ یا نکرہ میں ککحکم خبر المبتدأ اُسی طرح ہے جو مبتدأ کی خبر کا حکم تھا۔ و لا یجوز تقدیم اخبارها علیٰ اسمائها اور انَّ کا خبر انَّ کے اسماء پر مقدم کرنا جائز نہیں۔جیساکہ انَّ زیدً قائمٌ کو انَّ قائمٌ زیدً پڑھنا جائز نہیں۔(مبتدأ کی خبر کو مبتدأ پر مقدم کرسکتے ہیں۔جیسے فی الدار زیدٌ۔) الا اذا کان ظرفاً مگر جس وقت یہ خبر ظرف ہو۔چاہے ظرف حقیقی ہو یا مجازی پھر تقدیم جائز ہے۔اور جب انَّ کا خبر ظرف ہو تو وہ ہمیشہ اپنے اسم پر مقدم ہوتا ہے۔ انَّ کا اسم معرفہ بھی ہوسکتا ہے اور نکرہ بھی۔انَّ کا اسم اگر نکرہ ہو اور خبر ہو ظرف، تو خبر کو انَّ کی اسم پر مقدم کرنا واجب ہے۔جیسے انَّ رجلٌ فی الدارِ جائز نہیں۔اور انَّ فی الدار رجلٌ صحیح ہے۔ نحو مثال کے طور پر ان فی الدار زیدًا یہاں زیدًا اسم مؤخر ہے۔یہاں انَّ زیدً فی الدارِ بھی جائز ہے لیکن یہ بہت کم استعمال ہوتا ہے۔ ترکیب۔ انَّ حرف مشبہ بالفعل فی جارہ الدار مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوئے ثبت فعل کے ساتھ، ثبت فعل اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً جو لوٹ رہی ہے زیدٌ کی طرف، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر ہوئی زید کے۔زیدٌ مرفوع لفظاً مبتدأ موخر۔ انَّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ لمجال التوسع فی الظروف اس لئے کہ ظروف میں وسعت ہیں۔ جال یجول جولانً کا معنی ہوتا گھومنا۔اور مجال ظرف کا صیغہ ہے۔ قال یقول سے مقالٌ ظرف ہے۔ان کی خبر اگر غیر ظرف ہو تو اس کو انَّ کے اسم پر مقدم نہیں کرسکتے۔یعنی گھومنے کی جگہوں میں وسعت نہیں۔کیونکہ ظروف انَّ کے اسم کے بعد بھی آسکتا ہے اور پہلے بھی آسکتا ہے۔پس ظرف کی گھومنے میں وسعت ہے۔

فصل ششم۔ اسمُ کان و اخواتها کان اور اسکے مشابہ کلمات کا اسم مرفوعات میں سے ہیں۔ و هی اور وہ یہ ہے۔ صار و اصبح و امسی و اضحٰی و ظَلَّ و بات و راحَ و اٰضَ[33] و عاد و غدا و مازال و مابرح ومافتی وما اَنفکَّ ومادام و لیس یہ کل سترہ ہیں۔یہ افعال ناقصہ کہلاتا ہیں۔یہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں۔اور جملہ اسمیہ،جملہ فعلیہ بن جاتا ہے۔ جیسے انَّ زیدً قائمٌ یہ جملہ اسمیہ ہیں۔،اور کانَ زیدٌ قائمً تو یہ جملہ فعلیہ بن گیا۔ فهٰذهٖ الافعال تدخل ایضًا علا المبتدأ والخبر یہ افعال بھی مبتدأ اور خبر پر داخل ہوتے ہیں۔ فترفعُ المبتدأَ یہ مبتدأ کو رفع دیتا ہے و یسمّٰی اِسمُ کان اور اس کو کانَ کا اسم کہتے ہیں۔ و تنصِب الخَبَر اور خبر کو نصب دیتا ہے۔ و یسمّٰی خبرَ کانَ اور اسے کانَ کی خبر کہتے ہیں۔ فاسمُ کانَ هو المسند الیه بعد دُخُولها کان کا اسم مسند الیہ ہوتا ہے کان کے داخل ہونے کے بعد نحو مثال کے طور پر کان زیدٌ قائماً ترکیب۔ کان فعل از افعال ناقصه زیدٌ مرفوع لفظاً اسکا اسم قائماً منصوب لفظاً

صیغہ اسم فاعل اسکے اندر ھو ضمیر جولوٹ رہی ہے زیدٌ کی طرف،اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر،کان اپنی اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ۔زید کھڑا تھا۔و یجوز فی الکُلِّ تقدیم اَخبارِھَا علیٰ اسمائِہا اور جائز ہے ان سب میں مقدم کرنا ان کی خبروں کو ان کے اسموں پر نحو مثال کے طور پر کان قائماً زیدٌ ترکیب۔ کان فعل ازافعال ناقصہ قائماً منصوب لفظاً صیغہ اسم فاعل،اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً جو زید کو راجع ہے۔صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر کان کی خبر مقدم ہوئی۔ زیدٌ مرفوع لفظاً کان کی اسم مؤخر،کان اپنے اسم اور خبر مؤخر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ و علیٰ نفس الافعال ایضا فی التسعۃِ الاُوَل اور پہلے نو میں نفس افعال پر خبر کو مقدم کرنا جائز ہے۔(محشی حضرات لکھتے ہیں کہ پہلے نو پر نہیں،پہلے گیارہ افعال ناقصہ پر خبر مقدم کرنا جائز ہیں۔یہ نو کسی لکھنے والے کی غلطی ہیں۔اور جن پانچ افعال ناقصہ کے شروع میں"ما" ہے اسپر خبر مقدم نہیں کر سکتے۔اور آخری فعل ناقص"لیس" میں نحویوں کا اختلاف ہیں۔یعنی "لیس" کی خبر کو "لیسَ" پر مقدم کر سکتے ہیں۔ جیسے قائماً لیس زیدٌ کہ سکتے ہیں۔) نحو مثال کے طور پر قائماً کان زیدٌ ترکیب۔ قائماً منصوب لفظاً صیغہ اسم فاعل،اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل جو زید کو راجع ہے۔اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر کان کی خبر۔کان فعل ناقص زیدٌ مرفوع لفظاً کان کا اسم۔ کان اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ و لا یجوز ذٰلک اور یہ خبر مقدم کرنا جائز نہیں فی ما ان افعال ناقصہ میں فی اولہٖ ما جس کے اول میں "ما" ہو فلا یقالُ پس آپ نہیں کہہ سکتے قائماً مازال زیدٌ ترکیب۔یہ جملہ ہی غلط ہے تو اسکا ترکیب بھی غلط ہوگا۔(ان پانچ افعال میں اس لئے مقدم نہیں کر سکتے کیونکہ اس کے ابتدا میں"ما"ہیں۔اور"ما" چاہتا ہے کہ میں سب سے مقدم رہو۔) و فی لیس خلافٌ اور لیس میں اختلاف ہیں۔ (اشکال۔باقی افعال جس کو رفع دیتے ہے اسکو انکا فاعل کہتے ہیں۔اور افعال ناقصہ جس کو رفع دیتے ہیں اسکو اسکا اسم کہتے ہیں۔اسی طرح باقی افعال جس کو نصب دیتا ہے اُسکو اسکا مفعول کہتے ہیں اور یہاں خبر کہتے ہیں۔یہ فرق کیوں ہیں۔ضرب زیدٌ عمرًا۔ زیدٌ فاعل اور عمرًا مفعول کہلاتا ہے۔اور باقی افعال میں فاعل فعل پر مقدم نہیں ہو سکتا۔اسی طرح افعال ناقصہ میں جب بھی اسم آئیں وہ افعال ناقصہ پر مقدم نہیں سکتا۔جواب۔یہ صرف اصطلاح کا فرق ہیں۔) و باقی الکلام فی ھذہٖ الافعال اور باقی کا جو کلام ہے ان افعال ناقصہ کے بارے میں۔الافعال یہ جمع ہے۔لیکن جمع بتاویل جمعہ واحد مؤنث کی حکم میں ہوتا ہے اس لئے اسکے لئے واحد مؤنث کا صیغہ ھذہٖ لایا۔ یجیُٔ فی القسم الثانی وہ قسم ثانی میں آئینگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

فصلٌ یہ فصل ہے اسم ما و لا اس"ما" اور"لا" کا اسم۔یہ بھی مرفوعات میں سے ہیں۔ اَلْمُشَبَّھَتَیْنِ بلَیس جو مشابہ ہے لیس کے ساتھ۔(جس طرح لیس اسم کو رفع دیتا ہے اور خبر کو نصب جسے لیس زیدٌ قائمً اور یہ معنیٰ میں نفی پیدا کرتا ہے۔زید کھڑا نہیں ہے۔یہ "ما" اور "لا" بھی اسم کو رفع دیتا ہے اور خبر کو نصب دیتا ہے اور معنیٰ میں نفی لاتا ہے۔جیسے ما زیدٌ قائمً۔ زید کھڑا نہیں ہے۔اس طرح "لا" بھی جیسے لا رجلٌ افضل منک۔ کوئی آدمی آپ سے افضل نہیں۔تلفظ میں المشبھتین کا ھمزہ گرے گا۔تو لا کا الف بھی گرادینگے۔کیونکہ اگر دو ساکنوں میں پہلے والا حرف مدّہ ہو تو حرف مدہ کو گرادینگے اس صورت میں کہ الف سے پہلے زبر(الف سے پہلے ہمیشہ زبر ہی ہوتا ہے)، واو سے پہلے پیش اور یا سے پہلے زیر ہو۔اور اگر دیگر حرف میں سے ہو تو کسرہ کی حرکت دینگے۔) و ھو المسند الیہ اور ان دونوں کا اسم مسند الیہ ہوتا ہے۔ بعدَ دُخولِہما ان دونوں کے داخل ہونے کے بعد[34] نحو مثال کے طور پر ما زیدٌ قائماً ترکیب۔ ما مشابہ بلیس زیدٌ مرفوع لفظاً ما مشابہ بلیس کا اسم قائماً منصوب لفظاً ما مشابہ بلیس کی خبر صیغہ اسم فاعل،اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل جو راجع ہے

زیدٌ کی طرف۔اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہوکر ما مشابه بلیس کا خبر۔ ما مشابه بلیس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ و لا رجُلٌ افضلَ منکَ ترکیب۔ لا مشابه بلیس رجلٌ مرفوع لفظاً لا مشابه بلیس کا اسم افضلَ منصوب لفظاً صیغہ اسم تفضیل اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً جو راجع ہے رجلٌ کی طرف۔منکَ میں من جارہ کاف ضمیر مجرور محلاً جار مجرور ملکر متعلق ہوئی افضل اسم تفضیل سے۔ افضل اسم تفضیل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر ہوئی لا مشابه بلیس کی۔ لا مشابه بلیس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (اسم تفضیل تین طریقوں پر استعمال ہوتا ہے۔یا یہ "من" کے بعد یا اس پر "الف لام" داخل ہوتا ہے یا اسکی اضافت کی جاتی ہے۔افضلَ غیر منصرف ہے۔ الف لام کے آنے کے بعد کسرہ آسکتا ہے۔یہاں اسباب منع صرف میں ایک وزن فعل ہے جیسے اکرم،دوسرا صفت ہے۔اشکال:اس مثال میں رجلٌ کیسے مبتدأ کے حکم میں آیا۔جواب۔یہاں نکرہ تحت النفی آیا اور یہ تخصیص کے درجے میں ہیں۔اسی لئے مبتدا کے درجے میں ہیں۔)

و یَختصُّ لا بالنکرۃ "لا" خاص ہے نکرہ کے ساتھ۔یعنی لا نکرہ پر داخل ہوتا ہے۔ و یَعُمَّ ما بالمعرِفۃِ و النکرۃ اور "ما" عام ہیں۔ معرفہ پر بھی داخل ہوسکتا ہے اور نکرہ پر بھی داخل ہوسکتا ہے۔ ما اور لیس جیسا عمل کرتا یہ عام ہے کلام عرب میں۔لیکن "لا" یہ بہت قلیل استعمال ہوتا ہے۔

فصل یہ فصل ہے خبر لا اس "لا" کی خبر بھی مرفوعات میں سے ہیں۔ لنفی الجنسِ جو نفی جنس کے لئے ہو۔یہاں صفت کا لفظ محذوف ہیں۔اصل میں خبر لا لنفی صفت الجنس۔ یہ "لا" جنس کی نفی نہیں کرتا۔جنس کی صفت کی نفی کرتا ہے۔مثلاً "لا رجلَ قائمٌ" ترجمہ۔کوئی آدمی کھڑا نہیں۔یہاں قیام کی صفت کی نفی کی گئی۔اور جنس کی نفی نہیں کی گئی۔یعنی آدمی کی نفی نہیں کی گئی۔ و هو المسند بعد دخولها اور لائے نفی جنس کی خبر مسند ہوتی ہے لائے نفی جنس کے داخل ہونے کے بعد۔ نحو مثال کے طور پر "لا رجُلَ قائمٌ" ترکیب۔ لا لائے نفی جنس رجُلَ مبنی علی الفتح لائے نفی جنس کا اسم قائمٌ مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً جو راجع ہے لائے نفی جنس کی اسم کو، صیغہ اسم فاعل،اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہوکر لائے نفی جنس کی خبر ہوئی۔لائے نفی جنس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔(سوال۔ رجُلَ کو منصوب لفظاً کیوں نہیں کہتے۔جواب۔یہ مخرج المنصوب نہیں ہے۔یہ مبنی ہے۔کیونکہ اگر یہ معرب ہوتا تو پھر لا رجلاً تنوین آنا چاہیے۔یہاں رجلَ آیا ہے۔تو یہ معرب نہیں مبنی ہے۔اس لئے اس کو مبنی علی الفتح کہتے ہیں۔اور افضَلَ میں منصوب لفظاً کہنا کیونکہ وہ مبنی نہیں۔وہاں تنوین اس لئے نہیں آیا کہ وہ غیر منصرف ہے۔)

مقصد اول مکمل ہوا۔

المقصد الثانی فی المنصوبات دوسرا مقصد منصوبات کے بارے میں ہیں۔ الاسماء المنصوبۃُ اثنا عشر قسماً اسمائے منصوبہ بارہ قسم پر ہیں۔اور وہ بارہ اقسام یہ ہیں۔ المفعولُ المطلق و بهٖ و فیه و لهُ و معهُ و الحال والتمیز والمستثنیٰ و اسم اِنَّ و اخواتها و خبر کان و اخواتها والمنصوب بلا التی لنفی الجنس و خبَرُ ما و لا المشبَّهتینِ بلیس

فصل یہ فصل ہے المفعول المطلق و هو مصدرٌ بمعنیٰ فعلٍ مذکورٍ قبله مفعول مطلق ایسا مصدر ہے جو ایسے فعل کے معنیٰ میں ہو۔ جو اس مصدر سے پہلے مذکور ہو۔یعنی وہ مصدر جس سے پہلے اسی کا ہم معنی فعل اسی جملے میں موجود ہو۔اور دونوں کا معنیٰ ایک ہونا چاہیے اگر باب الگ الگ ہو یا مادہ الگ الگ ہو تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ضربتُ ضرباً یہاں ضربَ اور ضرباً دونوں کے ایک معنی ہے۔(یہاں مصدر نکرہ ہے اور بمعنیٰ جار مجرور

ہیں۔اور جار مجرور نکرہ کے بعد آئے تو وہ عموماً اُس کے لئے صفت بنتا ہے اگر جملے میں اسکا متعلَّق ذکر نہ ہو۔اور موصوف صفت کا ترجمہ نکرہ کی صورت میں "ایسا" یا "ایسی" کا لفظ لاؤ۔) و یذکر للتاکید اور اسی مفعول مطلق کو ذکر کرتے ہیں تاکید کے لئے کضربتُ ضرباً جیسے ضربتُ ضرباً ۔یعنی میں نے پٹھائی کی۔پٹھائی کا ترجمہ دوبارہ نہیں کرنا۔ترکیب۔ ضربتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل ضربًا منصوب لفظاً مفعول مطلق۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔مفعول مطلق اس فعل میں تاکید پیدا کرتا ہے۔مفعول مطلق مجاز کے استعمال کو ختم کرتا ہے۔ مثلاً ضربتُ زیدً سے کسی کا خیال یہ بھی ہو سکتا ہے کہ صرف ڈانٹا ہو،اور پٹھائی نہیں کی۔لیکن جب ضرباً کا مصدر آئے تو اب مجازی معنٰی ختم ہوا اور حقیقی معنٰی پکا ہوا۔صاحب قدوری باب صلوٰۃ عیدین میں لکھتے ہیں۔ثم یکبر تکبیرۃً ۔پھر تکبیر کرے گا تکبیرۃً ۔یعنی صرف اللہ اکبر ہی مراد ہے۔ او لبیان النوعِ اور یا کبھی کبھار مفعول مطلق کو ذکر کیا جاتا ہے نوع بیان کرنے کے لئے۔نحو مثال کے طور پر جَلستُ جِلسۃَ القارِی میں بیٹھا قاری کے بیٹھنے کی طرح۔یہ جِلسۃٌ بروزن فِعلَۃٌ مصدر ہے۔ترکیب۔ جلستُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل جلسۃَ منصوب لفظاً مضاف القارِی مجرورتقدیرًا مضاف الیہ (اسم منقوص) مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول مطلق، فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔(جِلسۃَ یہ نکرہ ہے اور اس کے بعد القاری معرفہ آیا، تو مضاف مضاف الیہ ہوا) او لبیان العددِ اور یا کبھی کبھار مفعول مطلق کو ذکر کیا جاتا ہے عدد بیان کرنے کے لئے۔یعنی تعداد بیان کرنے کے لئے۔ کجلستُ جَلسۃً جیسا کہ میں بیٹھا ایک مرتبہ۔جَلسۃٌ بروزن فَعلۃٌ یہ مصدر ہے۔ ترکیب۔ جلستُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل جَلسۃَ منصوب لفظاً مفعول مطلق، فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ او جلستَینِ میں دو مرتبہ بیٹھا۔ جلستُ جلستَینِ کی ترکیب۔ جلستُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل جلستینِ منصوب لفظاً مفعول مطلق، فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ او جلساتٍ اور یا میں کئی مرتبہ بیٹھا۔ جلستُ جلساتٍ کی ترکیب۔ جلستُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل جلساتٍ منصوب لفظاً مفعول مطلق، فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔(جلستَینِ تثنیہ کا اعراب یا ما قبل فتح کی صورت میں آتا ہے۔ جلساتٍ کا نصب کسرہ کے شکل میں ہوتا ہے۔ مسلماتٍ کی طرح۔یہ جمع مؤنث سالم ہیں۔مصدر کے تین وزن ہیں۔ فِعلَۃٌ یہ خاص قسم بیان کرنے کے لئے آتا ہے،فَعلَۃٌ وزن عدد بیان کرنے کے لئے آتا ہے۔اور فُعلَۃٌ یہ وزن مقدار بتانے کے لیے آتا ہے۔جیسے لُقمۃٌ:خوراک کی ایک مخصوص مقدار، اُکلَۃٌ وغیرہ) و یکونُ من غیر لفظِ الفعلِ المذکور اور کبھی کبھار یہ مفعول مطلق جو ہوتا ہے فعل مذکور کے لفظ سے غیر ہوتا ہے۔یعنی کبھی کبھار مفعول مطلق اور فعل کا باب ایک نہیں ہوتا۔ نحو جیسے قعدتُ جُلُوساً[35] میں بیٹھا۔ ترکیب۔ قعدتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل جلوسً منصوب لفظاً مفعول مطلق، فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ یہ مفعول مطلق اس صورت میں آتا ہے کہ جب قعود اور جلوس کا معنیٰ ایک ہوتا ہے۔بعض علماء نے دونوں میں فرق کیا ہے۔وہ کہتے ہیں کہ جو کھڑا ہو اور کھڑا ہونے کے بعد جو بیٹھ جائے اسے قعود کہتے ہیں۔اور جلوس وہ کوئی لیٹا ہوا تھا اور پھر بیٹھ گیا۔ وَاَنبَتَ نباتاً اَنْبَتَ فعل بفاعل اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاًاُس کا فاعل نباتاً منصوب لفظاًمفعول مطلق، فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (اَنْبَتَ میں تَ یعنی تا ضمیر کے لئے نہیں۔ترجمہ۔اس نے اگایا)اور اَنبَتَ نباتًا دونوں کا باب الگ ایک ثلاثی مجرد سے اور ایک ثلاثی مزید سے۔

و قد يُحْذف فعلُه اور کبھی کبھار حذف کیا جاتا ہے اس مفعول مطلق کے فعل کو جوازًا لِقيامِ قرينةٍ قرینۃ قائم ہونے کی وجہ سے جوازًا جوازاً ہوتا ہے۔(جوازًا یہ بھی مفعول مطلق ہے باعتبار موصوفِ محذوف کے اور وہ خذفاً ہے۔اور وہ خذفاً مفعول مطلق ہے۔اور اسکا فعل قد یحذف ہے۔کیونکہ خذفاً مصدر ہے اور ما قبل میں اسکا ہم معنی فعل یخذف موجود ہے۔ كقولك جیسا کہ آپ کا کہنا للقادمِ آنے والے سے خيرَمَقدمٍ یعنی آپ کا آنا خیر والا ہے اى قدِمْتَ قُدُوماً خيرَ مَقدَمٍ ترکیب۔ قدمتَ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل قُدوماً منصوب لفظاً موصوف خيرَ منصوب لفظاً مضاف مقدمٍ مجرور لفظاً مضاف الیہ،مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر صفت ہوئی موصوف کے لئے۔موصوف اپنے صفت سے ملکر مفعول مطلق،فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ و وجوباً اور کبھی کبھار مفعول مطلق کا فعل خذف کرنا وجوباً ہوتا ہے۔وجوباً کا عطف جَوازًا پر ہے۔ سِماعاً سماع پر موقوف ہے۔اس کا کوئی ضابطہ نہیں۔ نحو جیسے سقياً ترکیب۔مفعول مطلق ہے فعل محذوف کے لئے و شكرًا ترکیب۔مفعول مطلق ہے فعل محذوف کے لئے و حمدًا رَعياً اى یعنی سقَا كَ الله سقياً ترکیب۔ سقَاكَ فعل كاف ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ لفظ الله مرفوع لفظاً فاعل سقياً منصوب لفظاً مفعول مطلق۔فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے ملکر جمل فعلیہ انشائیہ ہوا۔ترجمہ۔ الله آپ کو سیراب کردیں۔ و شكَرتُكَ شكرًا ترکیب۔ شكرتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً فاعل كاف ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ، شكرًا منصوب لفظاً مفعول مطلق،فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ترجمہ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ و حمدتُكَ حمدًا ترجمہ۔اور میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں و رَعاكَ الله رَعْياً اللہ آپ کی حفاظت کریں۔ حمدتک حمدًا اور رعا ک الله رعياً کی ترکیب بھی اسی طرح ہے۔

فصل یہ فصل ہے **المفعول به** **وهو اسمُ ما** مفعول بہ اس چیز کا نام ہے **وقعَ** عليه فعلُ الفَاعلِ جس پر فاعل کا فعل واقع ہو۔ كضربَ زيدٌ عمرًا جیسا کہ زید نے پٹھائی کی عمرو کی۔ تو عمرو مفعول بہ ہے۔ترکیب۔ ضربَ فعل زيدٌ مرفوع لفظاً فاعل عمرًا منصوب لفظاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جمل فعلیہ خبریہ ہوا۔ و قد يتقدم على الفاعل اور کبھی کبھار مفعول بہ فاعل پر مقدم ہوتا ہے۔ كضرب عمرًا زيدٌ جیسے کہ ضرب عمرًا زیدٌ۔ اب مفعول کو فاعل پر مقدم کیا۔ ترکیب۔ ضربَ فعل عمرًا منصوب لفظاً مفعول بہ، زيدٌ مرفوع لفظاً فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جمل فعلیہ خبریہ ہوا۔ و قد يحذف فعله اور کبھی کبھی اس مفعول بہ کا فعل خذف کیا جاتا ہے لقيام قرينةٍ کسی قرینۃ کی وجہ سے جوازًا اور یہ خذف کرنا جوازی ہے، اگر خذف کریں تو بھی صحیح اور اگر نہ کریں تو بھی صحیح۔ نحو زيدًا جیسے زیدًا فى جواب مَنْ قال اس شخص کی جواب میں جس نے کہا تھا مَنْ اضرِبُ میں کس کی پٹھائی کرو۔ اور جواب اصل میں اسی طرح تھا اضربْ زیدًا۔ لیکن اگر اضرب کو خذف کیا جائے تو بھی جائز ہے۔ کیونکہ قرینۃ موجود تھا۔ اور قرینہ من اضرِب ہے۔ **اِضربْ زيدًا کی ترکیب۔** اِضربْ فعل امر انتَ ضمیر مرفوع محلاً اسکے اندر اسکا فاعل، زيدًا منصوب لفظاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جمل فعلیہ انشائیہ ہوا۔ **مَنْ اَضرِبُ کی ترکیب۔** (مَن استفہامیہ ہے اور یہ مفعول بہ بن رہا ہے۔ اور یہ مبنی ہے۔)مَنْ استفہامیہ منصوب محلاً مفعول بہ مقدم اضربُ فعل بفاعل انا ضمیر اس کے اندر مرفوع محلاً فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے ملکر جمل فعلیہ انشائیہ ہوا۔ و وجوبًا اور کبھی کبھی

مفعول بہ کی فعل کو حذف کیا جاتا ہے وجوبی طور پر فی اربعۃِ مَوَاضعَ چار جگہوں میں الاوّلُ سِماعیٌّ پہلی جگہ جو ہے وہ سماعی ہے۔ نحو جیسے پہلی مثال اِمرءً و نفسَهٗ اِمرءً معطوفٌ علیهِ نفسَهٗ معطوف ۔واو عاطفه ۔ اِمرءً منصوب اور نفسَهٗ بھی منصوب۔ معطوفٌ علیه اپنی معطوف سے ملکر یہ مفعول ہے اترکْ فعل کے۔ معطوف اور معطوف علیه کا اعراب ایک جیسا ہوتا ہے۔اصل کلام۔ اترکْ اِمرءً و نفسَهٗ ترجمه۔ آدمی اور اس کی جان کو چھوڑ دو۔ عرب اترک کبھی بھی نہیں بولتے۔ اس لئے اس کو حذف کرنا واجب ہے۔ اترک اِمرءً و نفسَهٗ۔ اُترکْ فعل امر اس کے اندر انتَ ضمیر مرفوع محلاً فاعل اِمرءً منصوب لفظاً معطوف علیه ہوا واو حرف عطف نفسَ منصوب لفظاً مضاف ہا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیه، مضاف مضاف الیه ملکر معطوف ہوا، معطوف علیه اپنے معطوف سے ملکر مفعول به ہوا اترک فعل۔ اترک فعل اپنے فاعل اور مفعول به سے ملکر جملہ فعلیه انشائیه ہوا۔ دوسری مثال وانتَهُوْاخیرًالکُم قرآن میں یہ عیسائیوں سے خطاب ہے۔ ترجمه۔ باز آ جاؤ (عقیدہ تثلیث) سے اور (تم ارادہ کرو اس چیز کا) جو بہتر ہے تمہارے لئے۔ اصل میں وانتهو عن التثلیث اُقصدو خیرًالکم۔ تیسری مثال واهلاً و سَهْلًا اهلًا مفعول به ہے اور سهْلاً یہ بھی مفعول به ہے۔ اور اسکا فعل حذف کرنا واجب ہے۔ اتیتَ اهلاً و وطیتَ سَهلاً ۔ تو آیا ہے گھر والوں میں اور تو نے نرم زمین پر قدم رکھا ہے۔ترکیب۔ اتیت فعل بفاعل اهلاً منصوب لفظاً مفعول به وطیتَ فعل بفاعل سهلاً منصوب لفظاً مفعول به فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیه ہوا۔ والبَوَاقِی[37] قیاسة اور باقی تین قیاسی ہیں۔

الثانی دوسرا جگہ جو ہے ۔ وہ جگہیں جہاں مفعول بہ کے فعل کو حذف کیا جاتا ہے۔ التحزیر وہ تحزیر ہے۔ یعنی ڈرانا و هو معمولٌ بتقدیر اِتّقِ تحذیر وہ اسم ہے جو معمول ہو اِتّقِ کے تقدیر کے ساتھ۔ تحذیرًا مما بعده ما بعد سے ڈرانے کے لئے۔ نحو جیسے ایاکَ و الاسَدَ اَصلُهٗ اصل کلام یہ ہے۔ اِتَّقِکَ تو بچا اپنے آپ کو۔ یعنی اِتّقِکَ عنِ الاسدِ تواپنے آپ کو بچا شیر سے۔ عن الاسد مخذوف ہے۔ والاسدَ اصل کلام یہ ہے۔اِتَّقِ الاسدَ عن نفسِکَ اور تو شیر کو بچا اپنے آپ سے ۔ اِتَّقِ یہ بھی مخذوف ہے۔ تو پورا کلام ایسا ہوگا۔ اِتّقِکَ عنِ الاسدِ و اِتَّقِ الاسَدَ عن نفسِکَ ۔ پہلے میں واو سے ماقبل جار مجرور عنِ الاسدِ کو حذف کیا اور دوسرے میں بھی واو کی مابعد جار مجرور عن نفسِکَ کو حذف کیا۔ تو رہ گیا اِتّقِکَ و اِتَّقِ الاسَدَ ۔ پھر دونوں میں اتَّقِ فعل کو بھی حذف کیا تو رہ گیا کَ و الاسَدَ ۔ اور کاف ضمیر متصل منصوب ہے اور یہ اکیلا آتا نہیں۔ اور اسکی جگہ ضمیر منفصل لے آئی۔ اور کاف ضمیر ترکیب میں مفعول بن رہی تھی۔ اور مفعول منصوب ہے۔ تو کاف بھی ضمیر متصل منصوب ہے۔ تو کاف کی جگہ مخاطب کی ضمیر منصوب منفصل ایاک لے آئینگے۔ تو کلام بنا ایاک والاسدَ ۔ اور پورا کلام اِتّقِکَ عنِ الاسدِ و اِتَّقِ الاسَدَ عن نفسِکَ تھا۔ ایّاک یہ وہ مفعول بہ ہے جسکے فعل اتَّقِ کو حذف کیا گیا ہے۔ ایاک سے مراد مخاطب ہے اور آپ اسے شیر سے بچانا چاہتے ہیں۔ اور شیر کا ذکر ایاک کے بعد آیا۔ اِتّقِکَ عنِ الاسدِ و اِتَّقِ الاسَدَ عن نفسِکَ کی ترکیب۔ اِتَّقِ فعل امر انتَ ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل کاف منصوب محلاً مفعول به عن جارہ الاسدِ مجرور لفظاً جار مجرور ملکر متعلق ہوئے اتقِ فعل سے۔ اتق فعل اپنے فاعل ، مفعول به اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیه انشائیه ہو کر معطوفٌ علیه ،

و حرف عطف، اتق فعل انتَ ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل الاسدَ منصوب لفظاً مفعول بہ، عن جارہ نفسِ مجرور لفظاً مضاف کاف ضمیر مضاف الیہ مجرور محلاً، مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور ہوا عن جارہ کے لئے، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے اتق فعل کے ساتھ۔ اتق فعل اپنے فاعل اور مفعول اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر معطوف،

نوٹ۔ اِتّقِکَ اصل میں اتَّقِ نفسَکَ (اتق عن الاسد۔ تو بچ شیر سے۔ ترجمہ ٹھیک ہے تو یہ جڑنا صحیح ہے)

او ذُکِر المحذَّرُ منه مکررًا یا ذکر کیا جائے محذر منه کو دو مرتبه نحو الطریقَ الطریقَ جیسے راستہ راستہ،یعنی اتق الطریقَ الطریقَ۔ ترکیب۔ اتقِ فعل امر انت ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل ، الطریقَ منصوب لفظاً مؤکَّد الطریقَ منصوب لفظاً تاکید، مؤکد اپنے تاکید سے ملکر مفعول بہ ہوا۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ (جس طرح متکلم مخاطب کو ڈرانے کے لئے سانپ، سانپ کہتا ہے۔) جمعہ کے خطبہ میں "اللّٰهَ اللّٰهَ فی اصحابی" یعنی اللہ سے ڈرو میرے صحابہ کے بارے میں۔ پہلا لفظ اللّٰهَ مؤکد اور دوسرا لفظ اللّٰهَ تاکید کے لئے ہیں۔

الثالثُ ما اُضمرَ عامله تیسری قسم وہ اسم کہ جس کے عامل کو مقدر کیا جائے علیٰ شریطة التفسیر ای علیٰ شرط التفسیر۔ تفسیر کے شرط پر و هو کل اسمٍ اور وہ ایسا اسم ہے بعدہ فعل جسے کے بعد فعل ہو او شبهہٗ یا شبہ فعل ہو۔ یشتغِل ذلک الفعلُ عن ذٰلک الاسم اور اعراض کر رہا ہو(یعنی منه موڑ رہا ہو) وہ فعل اُس اسم سے بضمیرہٖ اس کی ضمیر کی وجہ سے او متعلقِهٖ یا اس اسم کے متعلق کی وجہ سے (منه موڑ رہا ہے) بحیثُ اس طور پر لو سُلِّطَ کہ اگر مسلط کر دیا جائے علیه اس اسم پر هوَ اس فعل کو(یعنی اسی ما بعد والے فعل کو) او مناسبَه یا اس فعل کے کسی مناسب سے لَنصبه تو وہ اسکو نصب دیں۔

پہلی مثال:۔ زیدً ضربْتُهٗ ۔ زیدً منصوب ہے۔ زیدً کس وجہ سے منصوب ہے؟ تو اس کے بعد ایک فعل ضربت آ رہا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ زید میں عامل بن جائے اور زید مفعول بن جائے۔ لیکن یہ ضربتُ اسمیں عمل نہیں کر سکتا کیونکہ ضربتُ ایک مفعول چاہتا ہے اور وہ ہا ضمیر کی صورت میں ضربتُهٗ میں ہے۔ یہاں زید ایک اسم ہے اس اسم کے بعد ایک فعل ہے اور وہ فعل اس میں عمل نہیں کرتا بلکہ اس سے منه موڑ رہا ہے۔اور وہ فعل اسکی ضمیر میں عمل کر رہا ہے۔ اگر اسی فعل کو ہم زید پر مسلط کریں تو وہ اسی زید میں عمل کر سکتا ہے۔ اس زید سے پہلے ایک اور ضربتُ نکالیں۔ سب سے پہلے ضربتُهٗ کا ترجمہ۔ میں نے پٹھائی کی اس کی۔ یہاں "اس" سے مراد زید ہے۔ اب اس زیدً سے پہلے ضربتُ نکالو۔ جیسے ضربتُ زیدً ترجمہ۔ میں نے زید کی پٹھائی کی۔ اب ضربتُهٗ اور ضربتُ زیدً کا ترجمہ ایک ہے۔ معلوم ہوا اسی ضربتُ کو ہم ماقبل میں نکال سکتے ہیں۔ معنیٰ صحیح رہتا ہے۔ اب مقام استشہاد یہ زیدً ہے۔ مطلب کہ زیدً کے عامل کو خذف کیا گیا۔ کیونکہ آگے اس کی تفسیر آ رہی ہے۔ اصل میں ضربتُ زیدً تھا۔ ضربتُ کو ہم نے اسی لئے خذف کیا ۔کہ آگے اس کی تفسیر آ رہی ہے ۔ ترکیب۔ زیدً منصوب لفظاً مفعول بہ فعل مقدر ضربتُ کے لئے۔ ضربتُ فعل بفاعل، اسکے اندر تا ضمیر مرفوع محلاً ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مفسّر۔ آگے ضربتهٗ

میں ضربتُ فعل بفاعل، اسکے اندر تا ضمیر مرفوع محلاً اور ہا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر تفسیر۔

دوسری مثال:۔ زیدً ضربتُ غلامَهُ ۔

زیدً منصوب ہے۔ اور اسکے بعد فعل آ رہا ہے۔ اب اس فعل کو ہم زید پر مسلط کرنا چاہتے ہیں تا کہ زید کو نصب دیں۔لیکن ہم اس فعل کو زید پر مسلط نہیں کر سکتے کیونکہ ضربتُ کے لئے ایک مفعول چاہیے اور وہ آگے آرہا ہے۔ نیز اگر ضربتُ کو ہم مسلم کریں زید پر تو معنیٰ میں خرابی آتی ہے۔ دیکھئے۔ ضربتُ غلامَهُ کا ترجمہ۔ میں نے پٹھائی کی اسکے غلام کی۔ اور اگر ماقبل میں اسی فعل کو نکالیں ضربتُ زیدً ۔ میں نے پٹھائی کی زید کی۔ تو ترجمہ سے پتہ چلتا ہے۔ کہ ضربتُ فعل ماقبل میں صحیح نہیں۔ کیونکہ یہاں مفعول زید بنتا ہے اور وہاں زید کا غلام مفعول تھا۔پھر اگر اسی فعل کو مسلط نہیں کر سکتے تو اسکے کسی مناسب کو مسلط کروں۔ اور وہ نصب دے سکے۔ اور وہ مناسب یہاں "اهنتُ" بمعنی تذلیل ہے۔ یعنی اَهنتُ زیدً ضربتُ غلامهُ۔ میں نے زید کی اہانت کی ۔ میں نے زید کے غلام کو مارا۔

پہلی مثال میں ضربتُهُ یہ فعل اسی اسم کے ضمیر میں مشغول تھا۔ دوسرے مثال میں جو ما بعد والا فعل ہے اسی اسم کی ضمیر میں مشغول نہیں بلکہ اس کے متعلق (غلامَهُ) میں مشغول ہے۔ ضربتُ کے مطابق اهنتُ فعل یہاں مناسب ہے۔ ترکیب۔ زیدً منصوب لفظاً مفعول بہ فعل مقدر اهنتُ کے لئے۔ اهنتُ فعل تا ضمیر اسکے اندر فاعل مرفوع محلاً ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مفسر ہوئی۔ آگے ضربتُ غلامهُ اسکی تفسیر۔ ضربتُ فعل بفاعل تا ضمیر اسکے اندر مرفوع محلاً اس کا فاعل، غلامَ منصوب لفظاً مضاف ہا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول بہ ہوا، ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر تفسیر ہوئی ۔ مقام اشہاد یہاں زیدً ہے۔ زیدً کی عامل کو مقدر کیا اس شرط میں کہ اسکی تفسیر آگے آ رہی ہے۔

نحو زیدا ضربتهُ مثال کے طور پر زیدًا ضربتهُ فان زیدًا منصوبٌ پس بے شک زید کا اسم منصوب ہے۔ بفعلٍ محذوفٍ مضمرٍ ایک ایسے فعل کی وجہ سے جو مخذوف ہے جو مقدر ہے۔ و ھو ضربتُ اور وہ مقدر فعل ضربتُ ہے۔ یفسره الفعلُ المذكور بعده اور ضربتُ کی تفسیر کر رہا ہے وہ فعل جو اسکے بعد ہے۔ و ھو ضربتهُ اور وہ ضربتهُ ہے۔ و لہذا الباب فروعٌ کثیرةٌ اور اس باب کی بہت سی فروعات(قسمیں) ہیں۔ فرع کہتے ہیں شاخ کو۔ یعنی اس سے بہت سے نحوی مسائل نکلتے ہیں۔

الرابعُ المنادٰی چوتھی جگہ منادٰی ہے۔ وَ ھُوَ اسْمٌ اور وہ ایسا اسم ہے مَدْعُوٌّ جس کو پکارا جائے بحرف النداء حرف ندا کے ساتھ لَفْظًا یعنی لفظوں کے اندر موجود ہو نحو یا عَبدَاللّٰہِ مثال کے طور پر یا عبدَاللّٰہ ۔ اس مثال میں عبدَاللّٰہ منادٰی مفعول بہ ہے۔یعنی اے عبدُاللّٰہ ای ادعو عَبدَاللّٰہِ جیسا کہ میں پکارتا ہوں عبداللّٰہ۔ و حرف النداء قائم مقام اَدعو اور حرف ندا "ادعو" فعل کے قائم مقام ہے۔ یا عبدَ اللّٰہ کی ترکیب۔ یا حرف

ندا قائم مقام ادعو فعل کے ادعو فعل انا ضمیر اس کے اندر مرفوع محلاً اسکا فاعل عبد منصوب لفظاً مضاف لفظ اللہ مجرور لفظاً مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر یہ مفعول بہ ہو ادعو فعل کے لئے۔ ادعو فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ و حروف النداء خمسةٌ اور حروف ندا 5 ہیں۔ وہ یہ ہیں یا و ایا و ھیا وای و الھمزة المفتوحة ان میں سے جن کے حروف تھوڑے ہیں وہ قریب کے لئے ہیں۔ جیسے کہ ای اور ہمزة المفتوحة اور جن کے حروف زیادہ ہیں وہ دور کے لئے ہیں۔جیسے ایا اور ھیا۔ اور "یا" عام ہے۔نیز لفظ "اللہ " کے لئے صرف "یا" کا استعمال ہوتا ہے۔ و قد یحذف حرفُ النداءِ لفظًا اور کبھی کبھی لفظ ندا خذف کیا جاتا ہے لفظوں سے ۔ البتہ ارادے میں ہوتا ہے۔ نحو مثال کے طور پر یُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ ھٰذا ای یا یوسف اعرض عن ھذا ۔ یہاں "یا" مخذوف ہیں۔ اور خذف صرف "یا" کو کیا جاتا ہے۔ ترجمہ۔ اے یوسف علیہ السلام اس سے منہ موڑو۔ واعلم اَنَّ المنادٰی علٰی اَقسامٍ جان لے تو کہ مناڈی کئی قسم پر ہیں۔ فان کان مفردًا معرفةً اگر مناڈی مفرد معرفہ ہو ۔ یعنی مضاف اور مشابہہ مضاف نہ ہو۔ مفرد علم نحو میں چار چیزوں کے مقابلے میں آتا ہے۔ جس کی تفصیل نیچھے درج ہیں۔ معرفہ سے مراد ہے کہ نکرہ نہ ہو۔ رجل نکرہ اور یا رجلُ معرفہ ہیں۔ معرفہ سے مراد قبل النداء معرفہ اور بعد النداء معرفہ دونوں مراد ہیں۔ جیسے یا زیدُ اور یا رجلُ۔ زیدٌ قبل النداء معرفہ ہے۔ اور رجلُ بعد النداء معرفہ ہے۔ یُبنٰی علٰی علامةِ الرفعِ تو وہ مبنی ہوگا علامت رفع پر۔ کالضمة و نحو ھا جیسے ضمة اور ضمة جیسے حروف جو علامت رفع ہیں۔ کبھی رفع ضمة کی صورت میں، جیسے زیدٌ سے یا زیدُ کبھی واو کی صورت میں یا مسلمون اور کبھی الف ہوتا ہے۔ یا زیدانِ ۔علم نحو کی کتابوں میں جب مفرد کا لفظ آئیں تو وہ چار چیزوں کے مقابلے میں آ سکتا ہے۔ کبھی کبھار مفرد مرکب کے مقابلے میں آتا ہے۔ جیسے لفظ وضع لمعنی مفرد ۔ یہاں مفرد مرکب کے مقابلے میں ہیں۔ یعنی لفظ مفرد ہے یا معنی مفرد ہے۔ کیونکہ مفرد دونوں کے لئے صفت بن سکتا ہے۔ کبھی تثنیہ اور جمع کے مقابلے میں آتا ہیں۔ جیسے ھو مفرد کی ضمیر ہے۔ یعنی یہ تثنیہ اور جمع نہیں ہے۔ کبھی کبھی مفرد جملہ کے مقابلے میں آتا ہے۔مثلاً زید مفرد ہے اس کا مطلب ہے کہ زید جملہ نہیں۔ کبھی کبھی مفرد مضاف اور مشابہ مضاف کے مقابلے میں آتے ہیں۔ نحو یا زیدُ قبل النداء معرفہ ہے۔ مبنی علی الضمة ۔ مرفوع نہیں کہتے کیونکہ مرفوع کہنے سے معرب ہوتا ہے۔ اور معرب پر تینوں حرکتیں آ سکتے ہیں۔ اور اگر یہ زید معرب ہوتا تو اسپر تنوین آتا۔ جیسے یا زیدٌ۔ و یا رَجُلُ مبنی علی الضمة کی مثال ہے۔ و یا زیدانِ مبنی علی الف کی مثال ہے۔اشکال۔ زیدانِ منصوب محلاً کہا آپ نے جب منصوب تثنیہ کا اعراب یا ما قبل فتح کے ساتھ ہوتا ہے۔ آپ نے یا زیدَیْنَ کہنا تھا۔ جواب۔ یہ مبنی علی الالف ہے۔ اشکال۔ آپ کہتے ہیں کہ جب مناڈی مفرد معرفہ ہو تو مبنی ہوتا ہے جبکہ زیدانِ تثنیہ معرفہ ہے۔ جواب۔ یہاں یہ مفرد، تثنیہ اور جمع کے مقابلے میں ذکر نہیں کیا گیا بلکہ مضاف اور مشابہ مضاف کے مقابلے میں ذکر کیا ہے۔ کہ یہ مضاف اور مشابہ مضاف نہ ہو۔ و یا زیدون مبنی علی الواو کی مثال ہے۔یا زیدانِ اور یا زیدونَ کی ترکیب بھی یا زیدُ اور یا رجلُ کی طرح ہے۔اور اشکال کے جوابات بھی یا زیدانِ کی طرح ہے۔ یا زیدُ کی ترکیب۔یا حرف ندا قائم مقام ادعو فعل کے ۔ ادعو فعل اس کے اندر انا ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل، زیدُ

مبنی علی الضمة منصوب محلاً مفعول به فعل اپنے فاعل اور مفعول به سے ملکر جمله فعلیه انشائیه ہوا۔ یا رجلُ کی ترکیب۔ یا حرف ندا قائم مقام ادعو فعل کے ۔ ادعو فعل اس کے اندر انا ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل، رجلُ مبنی علی الضمة منصوب محلاً مفعول به فعل اپنے فاعل اور مفعول به سے ملکر جمله فعلیه انشائیه ہوا۔ و یخفض بلام الاستغاثة (خفض کسره کو کہتے ہیں۔) اور مکسور ہوتا ہے منادیٰ لام استغاثه کی وجه سے ۔ استغاثه: فریاد کرنا، اظہار غم کرنا،جب کوئی تکلیف میں ہو اور اسکے تکلیف کو دور کرنے کے لئے کسی کو آواز دیا جائے تو اسے استغاثه کہتے ہیں۔ مستغیث: فریاد کرنے والا، اسم فاعل کا صیغه ہے۔ مستغاث: جس سے فریاد کی جاتی ہے۔ اسم مفعول کا صیغه ہے۔ مستغاث له: جس کے لئے فریاد کی جائے۔ جیسے میں بکر کے لئے زید سے فریاد کرتا ہوں۔ تو میں مستغیث ، زید مستغاث اور بکر مستغاث له ہے۔ نحو یالَزیدٍ مثال کے طور پر یا لَزیدٍ۔ سوال۔ ل جاره کے نیچے تو کسره والی حرکت ہوتی ہے جیسے، الحمدُ للهِ، غلامٌ لِزیدٍ، وغیره۔ یہاں آپ نے لام پر فتح پڑھا۔ جواب۔ یه که یہاں دو قسم کے لام آئینگے۔ ایک لام مستغاث له پر داخل کرتے ہیں۔اس کے لئے جو لام آتا ہے اس کے نیچے کسره ہوتا ہے۔ اور ایک لام مستغاث پر داخل کرتے ہیں۔اس کے لئے جو لام آتا ہے اس پر فتح ہوتا ہے۔ جیسے یا لَزیدٍ لِبکرٍ۔ تو زید مستغاث اور بکر مستغاث له ہیں۔ و یفتح بالحاق الفہا اور یه منادیٰ مفتوحه بھی ہوتا ہے الف استغاثه کے ساتھ ملانے کی وجه سے(الحقَ یلحِقُ، معنی ملانے کے ہیں۔) اگر الف لگایا تو لام نہیں لگانا کیونکه لام چاہتا ہے که میرے آخر میں کسره آ جائے۔ اور آخر میں الف لائے تو الف اپنے ماقبل فتح چاہتا ہے۔ جب الف لائے تو ساتھ گول ہا بھی لائے۔الف اور ہا تکلیف کے اظہار کے لئے۔ نحو یا زیداه جیسے یا زیداه و یُنصَبُ ان کان مُضافاً اور منادیٰ منصوب ہوگا اگر منادیٰ مضاف ہو۔ منادیٰ مفرد معرفه کی بحث ختم ہوئی اب منادیٰ مضاف کی گفتگو شروع ہوئی۔ نحو یا عبدَاللهِ جیسے یا عبدالله۔ ترکیب۔ یا حرف ندا قائم مقام ادعو فعل کے ۔ ادعو فعل اس کے اندر انا ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل، عبد منصوب لفظاً مضاف لفظ الله مضاف الیه مجرور لفظاً ، مضاف اپنے مضاف الیه سے ملکر مفعول به ہوا ادعو فعل کے لئے۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول به سے ملکر جمله فعلیه انشائیه ہوا۔

او مشابہا للمضاف یا مشابه للمضاف ہو۔ تب بھی منادیٰ منصوب ہوگا۔

نحو یا طالعاً جَبَلاً جیسے یا طالعاً جَبَلاً۔ ترکیب۔ یا حرف ندا قائم مقام ادعو فعل کے ۔ ادعو فعل اس کے اندر انا ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل، طالعاً منصوب لفظاً صیغه اسم فاعل ہو ضمیر اس کے اندر مرفوع محلاً اسکا فاعل، جبلاً منصوب لفظاً یه مفعول ہے طالع کے لئے ۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول به سے ملکر شبه جمله ہو کر مفعول به ہوا ادعو فعل کے لئے۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول به سے ملکر جمله فعلیه انشائیه ہوا۔

یہاں طالع مشابہه مضاف ہے۔ مضاف مختاج ہوتا ہے مضاف الیه کا۔جیسے غلام زیدٍ میں صرف غلامُ سے بات پورا نہیں ہوتا۔ اور جب پہلا لفظ دوسرے لفظ کا مختاج ہو اور وه مضاف مضاف الیه نه ہو۔ تو اسے مشابه مضاف کہتے ہیں۔ یہاں طالعاً مضاف نہیں کیونکه مضاف پر تنوین نہیں آتا لیکن جبلاً کے مختاج ہیں

اور طالعًا جبلاً سے جملہ سمجھ میں آتا ہیں۔ اگر صرف طالعاً کہا جائے تو اس سے کلام سمجھ میں نہیں آتا۔

سب سے پہلے مفرد معرفہ منادیٰ کا ذکر ہوا۔ اگر مفرد نہ ہو اور مضاف یا مشابہ مضاف ہو تو اس کا ذکر بھی ہوا۔ اب نکرہ کا ذکر ہے۔ او نکرۃً غیرَ معیّنۃ یا منادیٰ ایسا نکرہ ہو جو متعین نہ ہو۔ کقول الاعمیٰ جیسے اندھے کا یہ قول یا رجلًا خُذبیدی اے آدمی میرا ہاتھ پکڑ لیں۔ اشکال۔ آپ کہتے ہیں کہ یا داخل ہونے سے نکرہ ، معرفہ بن جاتا ہے جیسے یا رجلُ، اب رجلاً نکرہ کیسے ہوا۔ جواب۔ پہلے آواز آپ نے دیا تھا یا رجلُ اور یہ ایک معین شخص تھا اور معین چیز معرفہ ہوا کرتا ہے۔ اب ایک ایسے شخص نے آواز دی ہے کہ اسے کچھ پتہ نہیں، کہ کوئی بھی آدمی ہو۔ یعنی ایک متعین شخص کو آواز نہیں دیتا۔ ترکیب۔ یا حرف ندا قائم مقام ادعو فعل کے ۔ ادعو فعل اس کے اندر انا ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل، رجلاً منصوب لفظاً مفعول بہ نکرہ غیر معینہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر ندا۔ آگے جواب ندا ہے۔ خذ فعل امر انت ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل بیدی با جارہ ید مجرور لفظاً مضاف یا ضمیر متکلم مجرور محلاً مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے ملکر مجرور با جارہ کے لئے، جار مجرور ملکر متعلق ہوا خذ فعل امر کے ساتھ،خذ فعل امر اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر جواب ندا، ندا اور جواب ندا ملکر جملہ ندائیہ ہوا۔ (با حرف جر ہر فعل کے ساتھ جڑ جاتا ہے)

و ان کان معرفًّا باللامِ اگر منادیٰ معرف بلام ہو۔ جیسے الرجل ۔ ال یہ آلہ تعریف ہے اور یا حرف ندا یہ بھی آلہ تعریف ہے۔ اور ایک ہی لفظ پر دونوں اکھٹے نہیں ہو سکتے۔ تو درمیان میں فصل لانا ضروری ہے۔ لفظ اللہ کی خاصیت ہے کہ اس پر یا حرف ندا داخل کر سکتے ہیں۔ جیسے قیل یا ایُّہا الرجل کہا جائے یا ایُّہا الرجل ۔ یا قائم مقام ادعو فعل کا ہے۔ اور یہ ہا ضمیر نہیں ہے۔ یہ ہا تنبیہ ہے۔ ایُّ موصوف مبنی علی الضم منصوب محلاً ہے اور الرجل مرفوع لفظاً اس کی صفت۔ اشکال۔ موصوف صفت کا اعراب ایک ہونا چاہیے؟ جواب۔ یہ صفت لفظوں کے اعتبار سے موصوف کا تابع ہے۔ موصوف پر ضمۃ ہے اور صفت پر بھی ضمۃ ہے۔ ایُّ اصل میں مبنی ہے لیکن لفظوں کے اعتبار سے معرب ۔و یا ایّتہا المرأۃُ اور جیسے یا ایّتہا المرأۃ یجوز ترخیم المنادیٰ اور منادیٰ کی ترخیم جائز ہے۔ رخَّمَ یُرخِّمُ ترخیم کی معنی ہے نرم کرنا۔ و ہو حذفٌ فی اٰخرہ اور وہ حذف کرنا ہے منادیٰ کی آخر میں للتخفیفِ تخفیف کے لئے ۔ ہلکا بنانے کے لئے کمَا تقول جیسے کہ آپ کہتے ہیں۔ فی مالکٍ یا مالِ جیسے فی مالک میں مالکِ کی بجائے "یا مالِ" کہنا۔ ترخیم واجب نہیں جائز ہے۔ یا مالِکُ کو یا مالِ یعنی حرکت اصلی پڑھنا اور یا مالُ یعنی منادیٰ مفرد معرفہ پڑھنا دونوں جائز ہیں۔ مقصودِ کلام منادیٰ کے بعد آتا ہے۔ اس لئے ہم چاہتے ہے کہ منادیٰ جلدی ختم ہو اور جو مقصودی بات ہو وہ کہہ دوں۔ و فی منصورٍ یا مَنصُ اور فی منصورٍ میں یا منصُ کہنا ۔ و فی عثمانِ یا عُثمُ اور عثمان میں یا عثمُ کہنا جائز ہے۔ اس کو "یا عثمَ" بھی کہنا جائز ہے۔ و یجوزُ فی اٰخر المنادی المرخّم اور منادیٰ مرخم کی آخر میں جائز ہیں۔ الضم و الحرکۃ الاصلیۃ ضمۃ بھی جائز اور حرکت اصلی بھی جائز کما تقول فی یا حارثُ یا حارُ و یا حارِ جیسے آپ کہتے ہیں "یا حارثُ" میں "یا حارُ" مبنی علی الضم کیا۔ کیونکہ منادیٰ مفرد معرفہ ہے۔ اور "یا حارِ"

حرکت اصلی پڑھا ۔ یہ دونوں جائز ہیں۔ واعلم اَنَّ یا جان لے توکہ وہ "یا" مِنْ حُروف النداءِ جو حروف ندا میں سے ہیں۔ قد تُستعمل فی المندوب ایضًا یہ کبھی کبھار مندوب میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ مندوب وہ جس پر رویا جائے۔ و ھو المُتَفَجَّعُ علیه بِیا اور وا اور مندوب وہ ہے جس پر غم کا اظہار کیا جائے۔ "یا" کے ساتھ اور "وا" کے ساتھ۔ یعنی اس پر رویا جائے۔

کما یقالُ یا زیداہ و وازیداہ جیسے کہا جاتا ہے "یا زیداہ" اور "وازیداہ" ۔ "یا زیدُ" اور "وازیدُ" یہ کہنا بھی جائز ہیں۔ "یا" ندا اور مندوب دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اور "وا" صرف مندوب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ فَوا مختصّة بالمندوب و یا مشترکةُ بین النداء والمندوب پس "وا" خاص ہے مندوب کے لئے اور "یا" مشترک ہیں نداء اور مندوب دونوں کے لئے۔ مندوب کے اندر "الف اور ہا" کا اضافہ آواز کو لمبی کرنے کے لئے لگاتے ہیں۔ اور الف ما قبل میں فتح چاہتا ہے۔

و حکمه فی الاعراب و البناء مثل حکم المنادیٰ اور مندوب کا حکم معرب اور مبنی ہونے میں منادیٰ کی حکم کی طرح ہے۔ یعنی اگر مندوب مفرد معرفہ ہو تو مبنی علی الضم ہوگا، اگر مندوب مضاف یا مشابہ مضاف یا نکرہ غیر معین ہو تو منصوب ہوگا منادیٰ کی طرح۔

فصل یہ فصل ہے المفعول فیه مفعول فیه جو ہے هو اسم مَا وہ نام ہے اس چیز کا وقعَ فعل الفاعل فیه جس میں فاعل کا فعل واقع ہو۔ من الزمان و المکان یہ "من" بیان ہے "مَا" کا۔ اور بہترین ترجمہ کے لئے یہ بیان "الزمان و المکان" مَا کی جگہ لاؤ ۔ یعنی "المفعول فیه هو اسم الزمان والمکان وقع فعل الفاعل فیه"۔ یعنی مفعول فیه نام ہے اس زمان اور مکان کا جس میں فاعل کا فعل واقع ہو)۔ و یسمَّی ظرفاً اور اس مفعول فیه کو ظرف کہتے ہیں۔ و ظروف الزمان علی قسمین ظرف زمان کی دو قسمیں ہیں۔ یعنی **مبہم** جیسے لفظ "زمانہ" یہ مبہم ہے اس کا کوئی حد معلوم نہیں۔ اسی طرح "وقت" یہ بھی مبہم ہے۔ اور **محدود** جیسے دن، رات، ہفتہ، مہینہ، سال وغیرہ ۔ مبہمٌ ایک ظرف زمان مبہم ہے۔ و هو ما یکون له حدٌّ معیَّنٌ اور وہ وہ ظرف زمان ہے جس کی کوئی متعین حد نہ ہو۔ کدھرٍ و حینٍ جیسا کہ زمانہ اور وقت۔

و محدودٌ اور دوسرا ظرف زمان محدود ہیں۔ و هو ما یکون له حد معینٌ وہ ظرف زمان ہے جس کی کوئی متعین حد ہو۔ یہاں "ما" ما موصولہ ہے۔ یہ معرفہ ہے۔ یہاں "ما" دال ہے اور "ظرف زمان" مدلول ہے۔ تو ترجمہ کرتے وقت دال کی بجائے مدلول لکھو اور پڑھو۔ ("ما" کا ترجمہ۔ وہ جو کہ) کیومٍ و لیلةٍ و شهرٍ [39] و سنَةٍ جیسا کہ دن، رات، مہینہ اور سال۔ و کلها منصوبٌ بتقدیرِ فی اور یہ سارے کے سارے(ظرف زمان مبہم اور محدود) منصوب ہوتا ہے فی کی تقدیر کے ساتھ۔ یعنی "فی" کا معنیٰ وہاں مقدر ہوتا ہے۔ مثلاً ضربتُ زیدً الیومَ۔ میں نے آج زید کی پٹھائی کی۔ الیومَ منصوب ہے۔ مفعول فیه ہے اور ظرف زمان محدود ہے۔ یہاں "فی" کا معنیٰ مقدر ہے۔ اصل عبارت " ضربتُ زیدً فی الیومَ" ۔ تقولُ آپ کہتے ہیں صُمتُ میں نے روزہ رکھا۔ صامَ یصومُ کامعنیٰ ہے روزہ رکھنا۔ صمتُ واحد متکلم ۔ صومٌ اجوف، صام کی گردان میں صمتُ ۔ صمتُ اصل میں صوُمتُ ، صامتُ، الف گرایا صَمْتُ، پھر صُمْتُ۔ دھرًا ایک زمانے تک۔ یہ ظرف زمان مبہم ہے۔ و سافرتُ اور میں نے سفر کیا شهرا مہینہ ای فی دهرٍ و شهرٍ یعنی زمانے میں اور مہینے میں۔ ظرف زمان مبہم

اور محدود دونوں میں فی کا معنیٰ تقدیری ہیں۔ اور ظرف مکان مبہم میں فی تقدیری ہے جبکہ ظرف مکان محدود میں فی لفظی ہوگا۔ جیسے ضربتُ زیداً فی الدارِ۔کیونکہ دار ظرف مکان محدود ہے۔ و ظروف المکان کذٰلک اور ظرف مکان بھی اسی طرح ہے۔یعنی دو قسمیں ہیں۔ مبہمٌ مبہم
و ھو منصوب ایضًا اور وہ بھی منصوب ہے۔ بتقدیر فی یہ فی کے تقدیر کے ساتھ ہوتا ہے۔ یعنی فی کا معنیٰ تقدیری ہوتا ہے۔ نحو مثال کے طور پر جلَسْتُ میں بیٹھا خلفَکَ آپ کے پیچھے۔
و اَ مامَکَ اور آپ کے سامنے بیٹھا۔ و محدودٌ اور ظرف مکان محدود جو ہے۔ و ھو ما لا یکون منصوبًا بتقدیر فی اور وہ ظرف مکان ہے جو منصوب نہیں تقدیر فی کے ساتھ بل لا بد من ذکر فی بلکہ ضروری ہے فی کا ذکر فیه اس ظرف مکان محدود میں نحو مثال کے طور پر جلستُ فی الدار و فی السوق و فی المسجد بیٹھا میں گھر میں، بیٹھا میں بازار میں، اور بیٹھا میں مسجد میں۔ یہاں جلستُ الدارَ جائز نہیں۔ **فصل** یہ فصل ہے المفعول له مفعول له جو ہے ۔ یہ مصدر ہے۔ جیسے ضربتُ زیداً تادیباً۔ ادَّبَ ، یوَدِّبُ، مؤَدِّباً ادب کے لئے ۔ تادیباً مصدر ہے اور یہ سبب ہے ماقبل والے فعل کا۔ مفعول مطلق بھی مصدر کا نام ہے۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ مفعول مطلق ایسا مصدر ہے کہ فعل اور مصدر دونوں کے معنیٰ ایک جیسا ہے۔ جبکہ مفعول له میں مصدر اور فعل کا معنیٰ ایک جیسا نہیں ہوتا۔ ھو اسم ما مفعول له نام ہے اس مصدر کا لاجله که اسکی وجه سے یقعُ الفعل المذکورُ قبله واقع ہوتا ہے وہ فعل جو اس سے پہلے مذکور ہو۔ اس جملہ "ضربتهُ تادیباً" میں تادیباً مفعول له ہے۔ اس تادیباً کی وجہ سے ضرب کا فعل واقع ہوا۔ اگر تادیباً(ادب سکھانا) نہ ہوتا تو پٹھائی بھی نہ ہوتی۔ و یُنصَبُ بتقدیر اللام اور یہ منصوب ہوتا ہے تقدیر لام کے ساتھ ۔ یعنی یہاں لام کا معنیٰ(سبب کے لئے عربی میں لام استعمال کرتے ہیں) تقدیری ہوتا ہے۔ ضربتهُ تادیبا اصل میں ضربتهُ للتادیب تھا۔ معنی ایک جیسے ہیں۔ نحو جیسے ضربتهُ تادیباً ای للتادیب میں نے پٹھائی کی اسکی ادب کی وجه سے۔
و قعدت عن الحرب جُبْنًا اور میں بیٹھ گیا جنگ سے(یعنی جنگ میں شرکت نہیں کی) بزدلی کی وجه سے ای للجُبن یعنی بزدلی کی وجه سے۔یہاں مفعول له کی دو مثالیں ذکر کی گئی۔ ایک ضربتهُ تادیبا اور دوسر قعدت عن الحرب جبناً۔ اس میں اشارہ ہے کہ مفعول له کی دو قسمیں ہیں۔ ضربتهُ تادیبا میں تادیباً مفعول له اور ضربتهُ یہ ماقبل کا فعل ہے۔ اصل میں پہلے پٹھائی ہوتی ہے پھر ادب آتا ہے۔ یعنی ضرب پہلے ہے اور ادب سکھانا اس کے بعد ہے۔ دوسرے مثال میں ما قبل فعل "قعود عن الحرب" ہے اور مفعول له جُبناً ہے۔ بزدلی پہلے سے ہوتا ہے اور جنگ سے بیٹھنا بعد میں ہوتا ہے۔ پہلے مثال میں ضرب سبب ہے تادیب کے لئے۔ یعنی فعل سبب ہے۔ دوسری مثال میں بزدلی سبب ہے۔جنگ سے بیٹھنے سے ۔ یعنی مصدر سبب ہوا و عند الزجاجِ ھو مصدرٌ اور امام زجاج کے نزدیک یہ مفعول له مصدر ہوتا ہے۔ تقدیرُہ اور اسکی تقدیر یہ ہوتی ہے۔امام زجاج کے نزدیک مفعول له اصل میں مفعول مطلق ہوتا ہے۔ اور اسکا فعل تقدیراً ہوتا ہے۔ لیکن جمہور علماء کہتے ہیں کہ یہ مفعول له ہیں۔یہ دو تقدیرات لکھیں ہیں۔ ادَّبتُهُ تادیبًا و جبنتُ جُبناً

صمتُ دهرًا۔ صمتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل دہرًا منصوب لفظاً مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

سافرتُ شھراً۔ سافرتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل شھرًا منصوب لفظاً مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

جلستُ خلفَکَ۔ جلستُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل خلفَ منصوب لفظاً مضاف کاف ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ ہوا جلستُ فعل کے لئے۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

جلستُ فی الدارِ۔ جلستُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل فی جارہ الدارِ مجرور لفظاً جار مجرور متعلق جلستُ فعل کے ۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا (جب فی آ جائے تو یہ جار مجرور ہوگا، مفعول فیہ نہیں ہوگا کیونکہ مفعول فیہ منصوب ہوتا ہے۔)

ضربتُهُ تادیباً۔ ضربتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل، ہا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ، تادیباً منصوب لفظاً مفعول لہُ، فعل اپنے فاعل،مفعول بہ اور مفعول لہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو۔

اگر ضربتُهُ لالتادیبِ ۔ ضربتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل، ہا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ، لام جارہ تادیبِ مجرور لفظاً، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے ضربتُ فعل کے ، فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قعدتُ عن الحرب جُبْنًا۔ قعدتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل، عن جارہ الحربِ مجرور لفظاً، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے قعدتُ فعل سے ، جبناً منصوب لفظاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول لہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ادَّبتُهُ تادیبًا ۔ ادَّبتُهُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل، ہا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ، تادیباً منصوب لفظاً مفعول مطلق، فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

جبنتُ جُبناً۔ جبنتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل، جبناً منصوب لفظاً مفعول مطلق، فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

فصل یہ فصل ہے المفعول معهُ کہ مفعول معہ جو ہے ھو وہ اسم ہے ما یذکر بعد الواو جس کو واو کے بعد ذکر کیا جائے(یعنی وہ واو) بعمنیٰ معَ جو مع کے معنیٰ میں ہو۔ (اور کس لئے ذکر کیا جاتا ہے) لِمُصاحَبة معمول الفعل معمول فعل کی مصاحبت کے لئے (مصاحبت : اکٹھا ہونے کے لئے) جئتُ میں یہ تا ضمیر فاعل کی ہے اور یہ معمول فعل ہے۔ اس میں فعل نے عمل کیا ہے۔ فعل اسکا عامل ہے۔ جئتُ انا و زیدًا میں انا اور زید دونوں یہ فعل اکٹھے ایک ہی وقت میں سر انجام دیں گے۔ (معمول فعل سے مراد وہ اسم ہے جس میں فاعل عمل کر رہا ہو۔ وہ فاعل، مفعول مطلق، مفعول لہ، مفعول معہ، مفعول فیہ سب مفعول فعل میں داخل ہے) نحو مثال کے طور جاء البَرْدُ و الجُبَاتِ آئی سردی جُبّوں کے ساتھ۔ جبات جبةٌ کی جمع ہیں۔ جمع مؤنث سالم کی طرح۔ ترکیب۔ جاء فعل البردُ مرفوع لفظاً فاعل و بمعنی مع کے الجُباتِ منصوب لفظاً

مفعول معہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول معہ کے ساتھ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ و جئتُ انا و زیدًا اور میں آیا زید کے ساتھ۔ (زید پر رفع اور نصب دونوں جائز ہے) اگر زید پر رفع پڑھے تو یہ عطف ہوگا اس تا ضمیر پر۔ اور تا ضمیر مرفوع محلاً تھا۔۔ کیونکہ معطوف اور معطوف علیہ کا اعراب ایک ہوتا ہے۔ اگر زیدًا پر نصب پڑھے تو واو بمعنیٰ مع ہوگا اور زیدًا مفعول معہ ہے۔ عطف کی صورت میں ۔ واو عطف یہ بتلا رہا ہے کہ آنے کا فعل میں نے اور زید دونوں نے کیا۔ اس واو نے مطلق جمع کا معنیٰ دیا۔ یعنی معطوف(زید) اور معطوف علیہ(انا) دونوں کے آنے کے فعل میں جمع کیا۔ البتہ واو عطف تفصیل نہیں بتاتا۔ یعنی میں اور زید دونوں آئیں۔ یہ تو بتاتا ہے لیکن آنے کی ترتیب نہیں بتاتا۔ یعنی دونوں اکٹھے آئیں، یا الگ الگ آئیں۔ یا میں پہلے آیا یا زید پہلے آیا۔ سب کے لئے جئتُ انا و زیدٌا سب صورتوں کے لئے جائز ہے۔ لفظوں میں متکلم پہلے ہے اور زید بعد میں۔ لیکن آنے میں جتنی بھی صورتیں ہیں سب کے لئے یہی جملہ ہے۔ فرض کریں میں آج آیا اور زید دس سال پہلے آیا تھا تب بھی جئتُ انا و زیدٌا کہنا جائز ہے۔ اگر ہمارا مطلب صرف یہ ہے کہ ہم دونوں اکٹھے آئیں تو اس صورت میں جئتُ انا و زیدًا ہوگا۔ نصب کی صورت میں واو معیت کا معنیٰ دیتا ہے۔ یعنی دونوں ایک ساتھ ایک زمانے میں اکٹھے آئیں۔ یعنی الگ الگ نہیں آئیں۔ جئتُ انا و زیدٌ کی ترکیب۔ جئتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً مؤکِد، انا ضمیر مرفوع محلاً اسکی تاکید، مؤکد اپنی تاکید سے ملکر معطوفٌ علیہ، واو حرف عطف، زیدٌ مرفوع لفظً معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ترجمہ۔ میں اور زید آئیں۔ (معطوف اور معطوف علیہ دونوں کا اعراب ایک ہوتا ہے)۔ جئتُ انا و زیدًا کی ترکیب۔ جئتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً مؤکَد، انا ضمیر مرفوع محلاً اسکی تاکید، مؤکد اپنی تاکید سے ملکر فاعل ہوا جئتُ کا، واو بمعنی مع کے زیدًا منصوب لفظً مفعول معہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول معہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ نوٹ۔ انا کیوں لایا۔ جئتُ میں یہ تا ضمیر کمزور ہے۔ یہ الگ رہ نہیں سکتا۔ اور زید یہ الگ رہ سکتا ہے۔ یہ قوی ہے۔ اور قوی کا عطف کمزور پر نہیں ہو سکتا۔ پھر اس کمزور ضمیر کی تاکید لاتے ہیں۔ تو تا ضمیر کے لئے مرفوع منفصل انا کی ضمیر لائی۔ اور یہ منفصل ہے۔ اور منفصل الگ رہ سکتی ہے۔ اگر انا کو ہٹائیں گے تو پھر زید کا عطف تا پر نہیں کر سکتے۔

ای یعنی مع الجبَات جبّوں کے ساتھ و مع زید اور زید کے ساتھ فان کان الفعلُ لفظا اگر فعل لفظوں کے اعتبار سے ہو و جاز العطف اور عطف بھی جائز ہو یجوز فیہ الوجہان تو اس میں دو وجہیں پڑھنا جائز ہے۔ النصب والرفع نصب بھی جائز اور رفع بھی جائز نحو مثال کے طور پر جئتُ انا و زیدًا و زیدٌ و ان لم یجُزِ العطفُ اور اگر عطف جائز نہ ہو تعیَّنَ النصب پھر نصب ہی متعین ہے۔ نحو مثال کے طور پر جئتُ و زیدًا ترکیب۔ جئتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل واو بمعنیٰ مع کے زیدًا منصوب لفظً مفعول معہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول معہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ و ان کان الفعلُ معنًی اور اگر فعل معنیٰ کے اعتبار سے ہو و جاز العطف اور عطف جائز ہے تعیَّنَ العطف تو عطف متعین ہے۔ یعنی پھر مفعول معہ نہیں بنائیں گے۔ نحو جیسے مالِزیدٍ و عمرٍو اصل میں ما یَصْنَعُ لزیدٍ و عمرٍو۔ یہاں فعل لفظوں میں نہیں تو عمرو کا عطف زید پر کریں گے۔ کیونکہ عمرو یہاں مفعول معہ نہیں بن سکتا کیونکہ فعل لفظوں میں ذکر نہیں اور

مفعول معہ میں عامل فعل ہوتا ہے۔ جب عامل لفظوں میں نہیں تو عمرو کو اسکا معمول بھی نہ بنائیں۔ اور معطوف کی صورت میں لام جارہ عامل لفظی ہے۔ اور نصب کی صورت میں عامل معنوی ماننا پڑیگا۔ عامل لفظی اگر موجود ہو تو عامل معنوی کی طرف جانا جائز نہیں۔ وان لم یَجُزِ العطف اور اگر عطف جائز نہ ہو۔ تعیّن النّصبُ تو پھر نصب متعین ہے۔ نحو جیسے ما لَکَ و زیدًا یہاں لام جارہ ہے۔ اور کاف مجرور متصل ضمیر ہے۔ چونکہ کاف ضمیر مجرور متصل ہے۔ یہ ضمیر مجرور متصل جُزِ کلمہ کی طرح ہے۔ جز کلمہ پر عطف سرے سے جائز نہیں۔عطف پورے کلمہ پر ہوتا ہے۔ کیونکہ یہاں ضعف دور کرنے کے لئے کوئی منفصل ضمیر نہیں۔ یہاں پر عامل معنوی ہے۔ و ما شانُکَ و عمرًا یعنی تمہارا اور عمرا کا کیا حال ہیں۔ (یہاں شان اسم ہے اور مضاف ہے، کاف ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ ہے۔ مجرور متصل ضمیر ہے۔ تو عمرو کا عطف نہیں کر سکتے ۔ کیونکہ کاف ضمیر جُزِ کلمہ کی طرح ہے۔ لان المعنٰی ما تصنَعُ اس لئے کہ اس کا معنی ہے آپ کیا کر رہے ہیں۔سوال۔ اگر عمرو کا عطف کاف ضمیر پر نہیں کر سکتے تو پھر شان پر کردو۔ جواب۔ اگر شان پر عطف کریں تو معنی میں خرابی پیدا ہونگی۔ اگر کاف پر عطف ہو تو جملہ اس طرح ہونگا۔ وما شانکَ و ماشانُ عمراٍ ۔ یعنی معطوف کو معطوف علیہ کی جگہ رکھ دینگے۔ ترجمہ صحیح بنتا ہے لیکن یہاں عطف جائز نہیں اس لئے مفعول معہ بنائیں گے۔ عمراٍ اس لئے مجرور لکھا کیونکہ اس کو معطوف بنانا تھا اور معطوف ، معطوف علیہ کا اعراب ایک ہوتا ہے۔ اور کاف ضمیر مجرور تھا۔ اب اگر عمر کا عطف شان پر کریں تو جملہ بنیں گا۔ وما شانک و ما عمرٌ۔ تو ترجمہ بنے گا۔ آپکی کیا حالت ہے اور عمرو کون ہے۔ تو معطوف اور معطوف علیہ میں کوئی مناسبت نہیں رہا۔

فصل یہ فصل ہے۔ منصوبات میں ایک قسم حال ہے۔ حال وہ لفظ ہے جو فاعل یا مفعول یا دونوں کی حالت بیان کریں۔ الحالُ لفظٌ حال ایسا لفظ ہے۔ (لفظ نکرہ ہے اور اس کے بعد فعل آیاہے) یَدُلُّ علی بیانِ ہیأۃ الفاعل جو فاعل کی حالت بیان کرنے پر دلالت کریں او المفعول بہ یا مفعول بہ کے حالت بیان کرنے پر دلالت کرتا ہے۔ او [41] کلیھما یا دونوں کی حالت کو بیان کرنے پر دلالت کریں۔ نحو جیسے جاءنی زیدٌ راکباً ترکیب۔ جاء فعل نون وقایہ کہ یا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ زیدٌ مرفوع لفظاً ذوالحال ہوا راکباً منصوب لفظاً صیغہ اسم فاعل اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً جو زید کو لوٹ رہی ہے۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر حال ہوا ذوالحال کے لئے۔ ذوالحال اپنے حال سے ملکر فاعل ہوا جاء فعل کے لئے، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ **ترجمہ**۔ آیا زید میرے پاس اس حال میں کہ وہ سوار تھا۔ (جاء راکباً کی صورت میں۔ جاء فعل اس کے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً ذوالحال، راکباً منصوب لفظاً صیغہ اسم فاعل اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً جو ذوالحال کو لوٹ رہی ہے۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر حال ذوالحال اپنے حال سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اشکال۔ رأیتُ زیدً راکباً میں زید اور راکباً موصوف صفت کیوں نہیں بناتے۔ آپ نے ذوالحال اور حال بنایا۔ اگر چہ یہاں دونوں کا اعراب بھی ایک ہے۔ جواب۔ موصوف صفت میں دونوں کا اعراب بھی ایک ہوتا ہے اور

معرفہ اور نکرہ میں بھی دونوں ایک جیسے ہوتے ہیں۔ یہاں زید معرفہ ہے اور راکباً نکرہ ہے۔ اس لئے اس کو موصوف صفت نہیں بنا سکتے اور حال ،ذوالحال بنائینگے۔ حال ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے۔ اگر کبھی معرفہ آئے بھی تو تاویل کرکے اسکو نکرہ بناتے ہیں۔ و ضربتُ زیدًا مشدودًا اور میں نے زید کی پٹھائی کی اس حال میں کہ وہ بندھا ہوا تھا۔ ترکیب۔ ضربتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً فاعل، زیدًا منصوب لفظً ذوالحال مشدودًا منصوب لفظً صیغہ اسم مفعول ، ہو ضمیر مرفوع محلاً اسکے اندر نائب الفاعل جو راجع ہے ذوالحال کو۔ اسم مفعول اپنے نائب الفاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر حال بنا ذوالحال کے لئے۔ ذوالحال اپنے حال سے ملکر مفعول بہ ہوا ضربتُ فعل کے لئے۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

و لقیتُ عمرًا راکبینِ میں نے ملاقات کی عمرو سے اس حال میں کہ ہم دونوں سوار تھے۔ ترکیب۔ لقیتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً فاعل ذوالحال، عمرًا منصوب لفظً ذوالحال راکبینِ منصوب لفظً صیغہ اسم فاعل ، ھما ضمیر مرفوع محلاً اسکے اندر فاعل جو راجع ہے دونوں ذوالحالوں کو۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر حال بنادونوں ذوالحال کے لئے۔ ذوالحال اپنے حال سے ملکر فاعل اور مفعول بنے۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔(یعنی ذوالحال کا فاعل یا مفعول بہ کا ہونا ضروری ہے)

و قد یکونُ الفاعلُ مَعنویًّا اور کبھی کبھار فاعل معنوی ہوتا ہے۔ یعنی لفظوں کے اعتبار سے فاعل نہیں ہوتا۔ نحو زیدٌ فی الدّارِ قائماً زیدٌ ہے مبتدا فی الدارِ ہے خبر اور قائماً حال ہے زید سے ۔ترجمہ۔ زید گھر میں ہے اس حال میں کہ کھڑا ہے۔ ترکیب۔ زیدٌ مرفوع لفظً مبتدأ فی جارہ الدّارِ مجرور لفظً جار مجرور ملکر متعلق ہوئے ثبتَ فعل سے۔ ثبتَ فعل اسکے اندر ہو ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل ہے ذوالحال، جو زید کو راجع ہے۔ قائماً منصوب لفظً اس کے اندر ہو ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل جو لوٹ رہی ہے ذوالحال کو ۔ صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر حال، ذوالحال اپنے حال سے ملکر فاعل ہوا ثبت فعل کے لئے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر۔ مبتدأ اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (ثبتَ کے اندر جو ہو ضمیر ہے وہ ثبت کے لئے فاعل ہے۔ اور یہ ضمیر زید کو لوٹ رہی ہے۔ یعنی زید لفظوں کے اعتبار سے مبتدأ ہے اور معنیٰ کے اعتبار سے فاعل ہے۔)(اگر فی الدار کو قائماً سے جوڑ لے تو یہ پورا جملہ حال بنیں گا۔ پھر مبتدأ کے لئے خبر نہیں ملتا۔ تو یہ جوڑنا صحیح نہیں) لانَّ معناهُ زیدُ نِ استقرَّ فی الدار قائماً اس لئے کہ اس کلام کا معنیٰ یہ ہے زیدُ نِ استقرَّ فی الدار قائماً (یعنی زید گھر میں کھڑا ہے) ۔ افعال عامہ میں ایک استقرَّ بھی ہے۔ استقرَّ اور ثبتَ دونوں کے معنیٰ ایک ہے۔ استقرَّ ثلاثی مزید سے ہے۔ اسکی ترکیب اور ثبتَ والی ترکیب ایک جیسی ہے اور وہ گزر گئی۔ و کذا المفعولُ بہٖ اور اسی طرح مفعول بہ بھی ہے۔ یعنی لفظوں کے اعتبار سے نہیں بلکہ معنیٰ کے اعتبار سے ۔ تلفظ: وَکَذٰلِمَفْعُوْلُ بِہٖ نحو ھٰذا زیدٌ قائما ترجمہ۔ یہ زید ہے اس حال میں کہ وہ کھڑا ہے۔ اشکال۔ یہاں زید نہ فاعل ہے اور نہ مفعول بہ ہے۔ پھر ذوالحال کیسے بنا۔ جواب۔ یہاں اشیرُ فعل مخذوف ہے۔ یعنی لفظوں میں خبر ہے اور معنیٰ کے اعتبار سے

مفعول بہ ہے۔ھٰذا زیدٌ قائماً بنا اُشیِرُ زیداً قائماً۔ ترکیب۔ اشیرُ فعل بفاعل اسکے اندر انا ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل، زیدٌ منصوب لفظاً ذوالحال ، قائماً منصوب لفظاً صیغہ اسم فاعل، اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل جو راجع ہے ذوالحال زید کو، اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر حال، ذوالحال اپنے حال سے ملکر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر۔ یہ علامہ ابن حاجب کے مذہب پر ترکیب ہوا۔

فان معناہ ں المشار الیہِ قائما ھو زیدٌ اس لئے کہ اس کا معنیٰ یہ ہے وہ کہ جس کی طرف اشارہ کیا گیا وہ جو کھڑا ہے وہ زید ہے۔ (یہ لمبا نون جو لکھا ہے۔ یہ نون عبارت ہے بعض نسخوں سے۔ اور بعض نسخوں میں یہ عبارت ہے ۔ اُشِیرُ وَ اُنَبِہُ زیدًا قائماً) و العامل فی الحال فعلٌ او معنیٰ فعل اور حال کے اندر عمل کرنے والا چیز فعل یا معنیٰ فعل ہوتا ہے۔ معنیٰ فعل سے مراد اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ، اسم تفضیل، مبالغہ کے صیغے وغیرہ ہیں۔ زیدُ فی الدار قائماً میں قائماً کو نصب ثبتَ فعل نے دیا۔ یہاں فی الدار ظرف مستقر ہے۔ جو عمل ثبتَ کر رہا تھا اب یہی عمل ظرف مستقر کریں گا۔ و الحالُ نکرۃٌ ابَدًا اور حال ہمیشہ نکرۃ ہوتا ہے۔ اور اگر حال کبھی کبھار معرفہ نظر آئے ۔ تو اسے تاویل کر کے نکرہ بنائیں گے۔ جیسے وحدہٗ کو منفرد بنائیں گے۔ و ذوالحالِ معرفۃ غالباً اور ذوالحال اکثر معرفۃ ہوتا ہے۔ کما رایتَ فی الامثلۃ المذکورۃ جیسا کہ آپ نے دیکھا مذکورہ مثالوں میں۔ فاِن کان ذوالحال نکرۃً یجب تقدیمُ الحال علیہ جب ذوالحال نکرۃ آئے تو حال کا مقدم کرنا واجب ہے۔ سوال۔ یہ شرط کیوں لگائی ہے۔ کہ جب ذوالحال نکرہ ہو تو حال کیوں مقدم کرتے ہیں۔ جواب۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حالت نصبی میں موصوف صفت کا شبہ پڑھتا ہے۔ جیسے رأیتُ رجلً راکباً،یہاں راکباً پر صفت کا شبہ ہے۔ اس شبہ کو ختم کرنے کے لئے حال کو مقدم کرتے ہیں۔ کیونکہ صفت کبھی بھی موصوف پر مقدم نہیں ہوتا۔ نحو جیسے جاءنی راکباً رجلٌ جاءنی راکباً رجلٌ ۔ لئلا تلتبس بالصفۃ فی حالۃ النصب تا کہ اشتباہ نہ آئے صفت کے ساتھ حالت نصب میں فی مثل قولک آپ کے اس جیسے قول کے مطابق رأیتُ رجلًا راکباً اگر راکباً کو مقدم نہیں کریں گے تو موصوف صفت کا اشباہ ہوگا۔ رأیتُ رجلًا راکباً کی ترکیب۔ رأیتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل، رجلاً منصوب لفظاً موصوف، راکباً منصوب لفظاً صیغہ اسم فاعل، اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل جو لوٹ رہی ہے رجل کی طرف۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو صفت، موصوف صفت ملکر مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

وَقَد تکونُ الحال جملۃ خبریۃً اور کبھی کبھار حال جملہ خبریہ ہوتا ہے۔ نحو جاءنی زیدٌ و غُلامُہٗ راکبٌ جاءنی زیدٌ یہ ایک جملہ ہے۔ اس کے اندر زید ذوالحال ہے۔ اور آگے غلامہٗ راکبٌ یہ پورا جملہ اس سے حال ہے۔ اور یہ جملہ اسمیہ ہے۔ غلامہٗ ہے مبتدأ اور راکبٌ ہے خبر۔ اور یہ پورا جملہ اسمیہ حال بن رہا ہے زیدٌ سے۔ اور جب جملہ اسمیہ حال ہے تو درمیان میں ربط دینے کے لئے واو لاتے ہیں۔ اس کو واو حالیہ کہتے ہیں۔ جب حال جملہ اسمیہ ہو تو واو کا لانا پسندیدہ ہے۔ ۔ جاءنی زیدٌ و غُلامُہٗ راکبٌ کی ترکیب۔ جاء فعل نون وقایہ

یا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ زیدٌ مرفوع لفظاً ذوالحال واو حالیہ غلامُ مرفوع لفظاً مضاف(مرفوع اس لئے کہ یہ مبتدا بن رہا ہے) ہا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ، جو لوٹ رہی ہے زید کی طرف ،مضاف مضافٌ الیہ سے ملکر مبتدأ ۔ راکبٌ مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل ، ہو ضمیر مرفوع محلاً اس کے اندر اس کا فاعل جو لوٹ رہی ہے غلامُہُ(یعنی غلام کو) کو۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، مبتدأ خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر حال، ذوالحال اپنے حال سے ملکر فاعل ہوا جاء فعل کے لئے۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ۔ آیا میرے پاس زید اس حال میں کہ اس کا غلام سوار تھا۔

اگر حال جملہ فعلیہ ہو۔ اور وہ فعل مضارع مثبت ہو یعنی نفی نہ ہو تو پھر واو حالیہ نہیں لائینگے۔ جیسے اس مثال میں او یرکب غلامہٗ اصلًا کلام یہ ہے۔ جاءنی زیدٌ یرکبُ غلامہُ ۔ یہاں یرکبُ غلامہُ حال ہے اور یہ جملہ فعلیہ ہے۔ اور یہاں واو نہیں لائینگے۔

جاءنی زیدٌ یرکبُ غلامہُ کی ترکیب۔ جاء فعل نون وقایہ یا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ زیدٌ مرفوع لفظاً ذوالحال، یرکبُ فعل غلامُ مرفوع لفظاً مضاف ہا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ، جو لوٹ رہی ہے زیدٌ کی طرف، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر فاعل ہوا یرکبُ کے لئے، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر حال، ذوالحال اپنے حال سے ملکر فاعل ہوا جاء فعل کے لئے، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ۔ آیا میرے پاس زید اس حال میں کہ سوار تھا اسکا غلام۔

اشکال۔ جاءنی زیدٌ و غُلامُہُ راکبٌ میں جب غلام حال بنتا ہے تو غُلامَہُ کیوں نہیں پڑھتے۔ جواب۔ یہاں پورا جملہ حال بنتا ہے۔ صرف غلامُہُ حال نہیں بنتا۔ اور جملہ مبنی ہوتا ہے۔ اور یہ پورا جملہ محلاً منصوب ہے۔ اور اسی طرح دوسرے مثال میں یرکبُ فعل یرکبَ نہیں پڑھنا کیونکہ صرف یرکبُ حال نہیں بلکہ پورا جملہ حال ہے۔

و مثال ما کان عاملہا معنی الفعل اور مثال اس "حال" کی جس کا عامل معنیٰ فعل ہو۔ نحوُ ھٰذا زیدٌ قائماً ھٰذا مبتدأ اور زید لفظوں کے اعتبار سے خبر ہے لیکن معنیٰ کے اعتبار سے مفعول ہے۔ معناہُ اس کا معنیٰ یہ ہے اُنَبِہُ میں متنبہ کر رہا ہوں۔ اُنَبِہُ زیدً قائماً۔ یہاں معنیٰ کے لحاظ سے زید مفعول بہ ہے۔ و اُشیرُ اور اشارہ کرتا ہوں۔ اُشیرُ زیدً قائماً۔ یہاں بھی زید معنیٰ کے اعتبار سے مفعول بہ ہے۔ یہاں اُنَبِہُ اور اُشیرُ دونوں میں انا ضمیر متکلم کی یہ فاعل ہے۔ و قد یُحذف[42] العاملُ لقیام قرینۃٍ اور کبھی کبھار حال کا جو عامل ہے اس کو خذف کیا جاتا ہے۔ قرینہ قائم ہونے کی وجہ سے۔ قرینہ کی تعریف۔القرینۃُ ھو امرٌ یشیرُ الی المطلوب۔ وہ چیز جو مطلوب کی طرف اشارہ کر لے۔ کما تقولُ للمسافِرِ جیسے آپ ایک مسافر سے کہتے ہیں سالمًا سلامتی اس حال میں کہ سلامتی کے ساتھ تم ہو۔ غانمًا۔ اس حال میں کہ تم غنیمت والے ہو۔غنیمت سے مراد فائدہ ہے۔ ای تُرجعُ سالماً غانمًا یعنی تم واپس لوٹ جاؤ اس حال میں کہ سلامتی کے ساتھ ہو اور اس حال میں کہ غنیمت کے ساتھ ہو۔ یہاں سالماً غانمًا **پر** نصب آ رہی ہے۔ اور یہ نصب ترجع فعل جو کہ مخذوف

ہے وہ دے رہا ہے۔ یہاں فعل ترجع اس لئے خذف کیا کیونکہ قرینہ موجود تھا۔ اور قرینہ سفر ہے۔ یعنی وہ سفر پر روانہ ہو رہا ہے۔ ترکیب۔ تُرجع فعل بفاعل اسکے اندر انتَ ضمیر مرفوع محلاً ذوالحال، سالماً منصوب لفظاً صیغہ اسم فاعل اسکے اندر انتَ ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل۔ یہی اسکا عائد(دوسری قسم والا) ہے۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر حال، سالماً منصوب لفظاً صیغہ اسم فاعل اسکے اندر انتَ ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل۔ یہی اسکا عائد(دوسری قسم والا) ہے۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر حال ثانی، ذوالحال اپنے دونوں حالوں سے ملکر فاعل تُرجعُ فعل کے لئے۔ فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا لفظاً اور انشائیہ ہوا معنیً۔ کیونکہ یہ دعا ہے۔ اور دعا انشاء ہے۔ نکتہ: یاد رکھو شبہ جملہ وغیرہ ہے تو اسکو آپ یا تو ضمیر سے جوڑیں گے یا اسم ظاہر سے جوڑیں گے۔ جیسے جاءنی زیدٌ راکبًا میں صفت کا صیغہ اسم ظاہر سے جوڑا۔ اور جاء راکباً میں صفت کا صیغہ ضمیر سے جوڑا۔ یاد رکھو صفت کے صیغے کو جس قسم کی ضمیر کے ساتھ جوڑیں گے تو صفت کے صیغے میں وہی ضمیر نکالیں گے۔ جیسے انا قائمٌ۔ مرفوع لفظاً مبتدا اور قائمٌ مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل اسکے اندر انا ضمیر مرفوع محلاً ۔اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر ۔ مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ۔ اور انتَ قائمٌ۔ انتَ مرفوع محلاً مبتدا قائمٌ مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل اسکے اندر انتَ ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر ۔ مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ۔ ھو قائمُ ۔ ھو مرفوع محلاً مبتدا قائمٌ مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل۔جو لوٹ رہی ہے مبتدأ کو۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر ۔ مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ۔

زیدٌ قائمٌ ۔ زیدٌ مرفوع محلاً مبتدا۔ قائمٌ مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل۔جو لوٹ رہی ہے زید کو۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر ۔ مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ۔

سوال۔ یہاں پہلے دو مثالوں میں شبہ جملہ کو ضمیر سے بغیر عائد کے جوڑ دیا گیا ہے۔ عائد کیوں ذکر نہیں کیا گیا؟ جواب۔ یہ عائد کی دوسری قسم ہے۔ کیونکہ مرجع صرف غائب کی ضمیر کا تلاش کرنا پڑتا ہے۔ متکلم اور مخاطب کی ضمیر کا مرجع تلاش نہیں کیا جاتا۔ کیونکہ متکلم اور مخاطب میں کوئی شبہ نہیں ہوتا۔ اور غائب کی ضمیر میں شبہ ہوتا ہے۔ تو متکلم اور مخاطب میں عائد کی ضرورت نہیں ہوتی۔ قرآن میں ہیں۔ الحاقةُ مالحاقةُ۔ الحاقةُ ہے مبتدا اور مالحاقةُ پورا جملہ اسکی خبر ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ مالحاقةُ آپ جوڑ رہے ہے الحاقةُ سے اور ربط نہیں بتایا۔ جواب۔ یہاں الحاقةُ پورا کا پورا مالحاقةُ کے اندر آیا۔ اس لئے ربط بتانے کی ضرورت نہیں۔ یعنی یہ دوسرے قسم کا عائد ہے۔ یعنی وہ خود ہی جملہ یا شبہ جملہ میں آ جائے۔ تو پھر عائد بتانے کی ضرورت نہیں۔

انتما قائمانِ کی ترکیب۔ ترجمہ ۔ تم دونوں کھڑے ہوں۔ انتما مرفوع محلاً مبتدأ، قائمان مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل، اسکے اندر انتما ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر ۔ مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ یہاں بھی عائد کی دوسری قسم ہے۔

نحنُ قائمونَ۔ نحن مرفوع محلاً مبتدأ، قائمون مرفوع لفظاً صیغه اسم فاعل، اسکے اندر نحن ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبه جمله ہو کر خبر۔ مبتدا خبر ملکر جمله اسمیه خبریه ہوا۔ یہاں بھی عائد کی دوسری قسم ہے۔

نحنُ ضربنا۔ نحن مرفوع محلاً مبتدأ، ضربنا فعل بفاعل۔ "نا" ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبه جمله ہو کر خبر۔ مبتدا خبر ملکر جمله اسمیه خبریه ہوا۔

ضربنا کا معنی ہے ہم نے پٹھائی کی۔ اور نحن ضربنا کا معنی ہے ہم نے ہی پٹھائی کی۔

ضربتُ کا معنیٰ ہے میں نے پٹھائی کی۔ اور انا ضربتُ کا معنیٰ ہے میں نے ہی پٹھائی کی۔

فصل ای ہٰذا الفصل التمیز ہو نکرۃ تُذکر بعد مقدارٍ تمیز ایسا نکرہ ہے جسکو مقدار کے بعد ذکر کیا جائے۔ مِن عددٍ یہاں "من" بیان کے لئے ہے۔ یعنی مقدار کے بیان کرنے کے لئے۔ یعنی که عدد او کیلٍ یا کیل(کسی برتن وغیرہ سے ناپنا جیسے لیٹر وغیرہ) او وزنٍ یا وزن او مساحۃٍ یا پیمائش او غیر ذٰلک مما فیه ابہامٌ یا اس کے علاوہ جس میں ابہام ہو۔ (مقداریں 5 ہیں۔پانچوی قسم اندازہ ہے۔) تَرفعُ ذٰلک الابہام تو یه تمیز اس ابہام کو دور کر دیتی ہے۔ نحو عندی عشرونَ دِرهماً مثال کے طور پر میرے پاس بیس درہم ہیں۔ ترکیب۔ یه عندی ظرف ہے۔ اور ہر ظرف کے لئے عامل چاہیے۔ عندَ منصوب تقدیرًا مضاف (یائے متکلم کی طرف جو مضاف ہوتا ہے اسکا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہوتا ہے) یا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیه، مضاف اپنے مضاف الیه سے ملکر مفعول فیه ہوا فعل مخذوف ثبت کے لئے۔ ثبت فعل اس کے اندر ہو ضمیر مرفوع محلاً جو راجع ہے مبتدا مؤخر کو جو عشرون ہے۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول فیه سے ملکر جمله فعلیه ہو کر خبر مقدم ۔ عشرونَ مرفوع لفظاً ممیز درهمًا منصوب لفظاً تمیز۔ ممیز اپنے تمیز سے ملکر مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جمله اسمیه خبریه ہوا۔ (ظرف کے لئے بھی عامل ہونا چاہیے اور وہ آٹھ چیزوں میں سے ہونا چاہیے اور یہاں کوئی نہیں تو مخذوف نکالنا ہوگا)

و قفیزانِ بُرًّا ای عندی قفیزان برّا۔ عندی کو بار بار ذکر نہیں کرتے۔ ترکیب۔ عند منصوب تقدیرًا مضاف یا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیه ، مضاف اپنے مضاف الیه سے ملکر مفعول فیه ہو فعل مخذوف ثبتا کے لئے۔ ثبتا فعل اس کے اندر "الف" ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل جو راجع ہے مبتدا مؤخر کو جو قفیزان ہے۔(یہاں اضمار قبل الذکر ہوا لیکن مبتدا مؤخر ہے اس لئے ٹھیک ہے)۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول فیه سے ملکر جمله فعلیه ہو کر خبر مقدم، قفیزانِ مرفوع لفظاً ممیز بُرًّا منصوب لفظاً تمیز، ممیز اپنے تمیز سے ملکر مبتدا مؤخر، مبتدا اپنے خبر سے ملکر جمله اسمیه خبریه ہوا۔ ترجمه۔ میرے پاس دو قفیز گندم ہے۔

و منوانِ سمنًا اور منوانِ سمنًا بھی۔ اسکا اعراب بھی اوپر مثال کی طرح ہے۔ ترجمه۔ میرے پاس دو من گھی ہے۔ و جریبانِ قُطنًا اور میرے پاس دو جریب کپاس ہے۔(ایک جریب 60 ذراع لمبائی اور 60 ذراع چوڑائی۔ اور ذراع شرعِ گز کا نام ہے اور یه ڈیڑھ فٹ کا ہوتا ہے۔ اور یہاں جو ذراع ہے یه ملک کسری کا ذراع ہے۔ شرعی ذراع لمبائی میں 24 انگلیوں کے برابر اور ملک کسری ذراع کی لمبائی 28 انگلیوں کے برابر ہے۔) و علی التمرۃ مثلُہا زَبَدًا یا زُبدًا اور کھجور پر اسی کی مثل مکھن ہے۔ ہا ضمیر التمرۃ کو راجع ہے۔ (عرب کے ہاں

جب کوئي معزز مہمان آتا تو وہ کھجور سے گٹھلی نکالتے اور اسی کے مطابق مکھن ڈالتے) ترکیب۔ علی جارہ التمرۃِ مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے ثبت فعل کے، ثبت فعل اسکے اندر ھو ضمیر جو راجع ہے مثلہا مبتدا موخر کو، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر مقدم ۔ مثل مرفوع لفظاً مضاف ہا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر ممیز، زُبدًا منصوب لفظاً تمیز، ممیز اپنے تمیز سے ملکر مبتدا، مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

و قد یکونُ عن غیر مقدارٍ اور کبھی کبھار تمیز غیر مقدار سے بھی آ جاتی ہے۔ نحو ھٰذا خاتمٌ حَدیدًا ترجمہ۔ یہ لوہے کی انگوٹھی ہے۔ خاتَم اور خاتِم دونوں جائز ہے۔ترکیب۔ ھٰذا مرفوع محلاً مبتدا خاتمٌ مرفوع لفظاً ممیز حدیدًا منصوب لفظ تمیز، ممیز تمیز ملکر خبر، مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ خاتم یہ مقدار کا نام نہیں لیکن پھر بھی اس میں ابہام تھا۔ کہ یہ انگوٹھی کس چیز کی ہے۔ ھٰذا خاتمُ حدیدًا بھی جائز ہے۔اب یہاں معنی کے اعتبار سے تمیز ہے لیکن لفظوں کے اعتبار سے تمیز نہی۔ اسی طرح نیچے والا مثال بھی ہے۔

و سوارٌ ذھَبًا سوار کنگھن کو کہتے ہے۔ اور ذھب کہتے ہیں سونے کو۔ ای ھٰذا سوارٌ ذھبًا۔ ترکیب۔ ھٰذا مرفوع محلاً مبتدا سوارٌ مرفوع لفظاً ممیز ذھبًا منصوب لفظ تمیز، ممیز تمیز ملکر خبر، مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ۔ یہ سونے کا کنگھن ہے۔

و فیہ الخَفضُ اکثر تو اس میں اکثر جر پڑھتے ہیں۔ وقد یَقعُ بعد الجملة اور کبھی کبھار تمیز جملے کے بعد واقع ہوتا ہے۔ لِرفع الابہام عن نسبتہا تاکہ ابہام کو دور کرے اس جملے کی نسبت سے ۔ یعنی قام زیدٌ میں قام کی نسبت زید کی طرف ہے۔ اس کو اسناد بھی کہتے ہیں۔ اسی طرح زیدٌ قائمٌ میں بھی اسناد ہے۔ کبھی کبھار اس نسبت میں ابہام ہوتا ہے۔ نحو طاب زیدٌ نفسًا ترجمہ۔ زید خوش ہوا اپنے نفس کے اعتبار سے۔ طاب فعل زیدٌ مرفوع لفظاً فاعل، نفسًا منصوب لفظاً تمیز ہے اس نسبت سے جو طاب اور زید کے درمیان ہے۔ فعل اپنے فاعل اور تمیز سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

او علمًا ای طاب زیدٌعلمًا ترکیب اوپر کی طرح ہے۔ او ابًا ای طاب زیدٌابًا ترکیب اوپر کی طرح ہے۔

درس64 **فصل** المستثنیٰ لفظٌ مستثنیٰ ایسا لفظ ہے یُذکر بعد الّا و اخواتہا جس کو الّا اور اسکے مشابہ کلمات کے بعد ذکر کیا جائے۔ جو الا و اخواتہا سے پہلے درج ہو اسے مستثنی منه کہتے ہیں۔ نیچے کی مثال میں القوم مستثنیٰ منه ہے۔ لِیُعلم تا کہ یہ جان لیا جائے انّہ لا یُنسبُ الیه کہ اس کی طرف نسبت نہیں ہو رہی ما اس چیز کی نُسب الیٰ ما قبلہا جس کی نسبت اس کے ماقبل کی طرف ہے۔ و ھو علی قسمین اور یہ مستثنیٰ دو قسم پر ہے متصلٌ ایک قسم متصل ہے و ھوما اُخرِج عن متعدّد بالّا و اخواتہا اور وہ ہے جسکو نکالا جائے متعدد میں سے الّا اور اس جیسے کلمات کی وجہ سے۔ نحو جاءنی القومُ[43] الا زیدًا آئیں میرے پاس وہ لوگ سوائے زید کے(القوم صرف مردوں کے جماعت کو کہتے ہیں۔ اس میں عورتیں شامل نہیں) ترکیب۔ جاء فعل ن وقایہ یا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ القومُ مرفوع لفظاً مستثنیٰ منه الا حرف استثنی زیدًا منصوب لفظاً

مستثنیٰ۔ مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے ملکر فاعل ہوا۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

و منقَطِعٌ اور مستثنیٰ منقطع وہ ہے و ھو المذکور بعد الا واخواتہا اور وہ ہے جس کو ذکر کیا گیا ہو الا اور اس جیسے مشابہ کلمات کے بعد۔ غیر مُخرج عن متعدد اس حال میں کہ اس کو متعدد میں سے نہ نکالا گیا ہو۔ لِعدم دُخولہ فی المستثنیٰ منہ اس لئے کہ یہ داخل نہیں مستثنیٰ منہ میں نحو جاءنی القومُ الا حِمارًا ترکیب۔ جاء فعل ن وقایہ یا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ القومُ مرفوع لفظاً مستثنیٰ منہ الا حرف استثنی حمارًا منصوب لفظاً مستثنیٰ۔ مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے ملکر فاعل ہوا۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

واعلم جان لے تو انّ اعراب المستثنیٰ علی اربعۃ اقسامٍ کہ مستثنیٰ کا اعراب چار قسم پر ہے۔ (یاد رکھیے استثنیٰ کے لئے 11 الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں، الا کے اندر تفصیل ہے۔ آگے آئیں گا۔ باقی 10 میں خلا ، عدا، ما خلا، ما عدا، لیس اور ما یکون ان 6 کے بعد اکثر علماء نحو کے نزدیک مستثنیٰ منصوب ہوگا۔اور باقی 4، غیر، سِوی، سَواء اور حاشا ان کے بعد مستثنیٰ اکثر علماء کے نزدیک مجرور ہوگا۔)

مستثنیٰ بِالّا کے اعراب کی تفصیل

فان کان متصلا اگر مستثنیٰ متصل ہو وقع بعد الا اور الّا کے بعد ہو فی کلامٍ موجبٍ کلام موجب میں او منقطعًا یا مستثنیٰ منقطع ہو۔ کما مرّ جیسے ان دونوں کی مثالیں گزر گئی۔ او مقدّمًا علی المستثنیٰ منہ اور یا

مستثنیٰ مقدم ہو مستثنیٰ منه پر۔ نحو مثال کے طور پر ما جاء نی الا زیدًا احدٌ اصل میں ما جاءنی احدٌ الا زیدًا۔ احدٌ جو مستثنیٰ منه تھا اس کو مؤخر کیا گیا اور زیدًا جو مستثنیٰ تھا اسکو مقدم کیا اب اس پر نصب پڑھنا واجب ہے۔ احدٌ فاعل ہے جاء کے لئے۔ او کان بعد خلا وعدا عند الاکثر اور یا خلا اور عدا کے بعد ہو اکثر علماء کے نزدیک او بعد ما خلا و ما عدا و لیس و لایکونُ اور یا ما خلا اور ما عدا اور لیس اور لایکونُ کے بعد آئیں۔ نحو جاءنی القومُ خلا زیدًا الخ کان منصوبًا تو ان تمام صورتوں میں مستثنی منصوب ہوگا۔ وان کان بعد الا اور اگر مستثنی الّا کے بعد ہو فی کلامٍ غیر موجَبٍ کلام غیر موجب میں و هو کل کلام یکون فیه نفیٌ و نہیٌ و استفہامٌ جس کے اندر نفی ، نہی یا استفہام ہو۔ والمستثنیٰ منه مذکورٌ اور مستثنیٰ منه مذکور ہو۔ یجوز فیه الوَجهان تو اس میں دو وجہیں پڑھنا جائز ہے۔ النّصبُ والبدلُ عمّا قبلها نصب بھی اور ماقبل سے بدل بھی۔ نحو ما جاءنی احدٌ الّا زیدًا والا زیدٌ یه مستثنیٰ متصل، غیر موجب مذکور کی قسم ہے۔ اور یہاں نصب پڑھنا بھی جائز ہے اور بدل بھی جائز ہے۔ترکیب۔ما جاء فعل ن وقایه یا ضمیر منصوب محلاً مفعول به احدٌ مرفوع لفظاً مستثنیٰ منه الّا حرف استثنیٰ زیدًا منصوب لفظاً مستثنیٰ مستثنیٰ منه اپنے مستثنیٰ سے ملکر فاعل ہوا۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول به سے ملکر جمله فعلیه خبریه ہوا۔ دوسری صورت بدل کا۔ ترکیب۔ ماجاء فعل ن وقایه یا ضمیر منصوب محلاً مفعول به احدٌ مرفوع لفظاً مبدل منه الا حرف استثنی زیدًا منصوب لفظاً بدل۔ مبدل منه اپنے بدل سے ملکر فاعل ہوا۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول به سے ملکر جمله فعلیه خبریه ہوا۔

وان کانَ مُفَرَّغًا[44] اور اگر مستثنیٰ مفرغ ہوا۔ مفرغ کا مطلب ہے که عامل کو فارغ کیا گیا ہے۔یعنی اب عامل مستثنیٰ میں کریں گا۔ اصل میں تو عمل مستثنیٰ منه میں کرنا تھا لیکن اسکو خذف کیا گیا۔ مستثنیٰ الا کے بعد ہو اورکلام غیر موجب ہے، مستثنیٰ منه مذکور نہیں تو اسکو کہتے ہیں مستثنیٰ مفرغ۔ بان یکون اس صورت میں بعد الا که مستثنیٰ الّا کے بعد ہو فی کلامٍ غیر موجب کلام غیر موجب میں والمستثنیٰ منهُ غیر مذکور اور مستثنیٰ منه مذکور نه ہو۔ کان اعرابُهُ بحسب العوامل تو مستثنیٰ کا اعراب عوامل کے مطابق ہوگا۔ تقول آپ کہتے ہیں ما جآءنی الازیدٌ اصل میں ما جاءنی احدٌ الا زیدًا تھا۔ ترکیب۔ ما جاء فعل ن وقایه یا ضمیر منصوب محلاً مفعول به الا حرف استثنی زیدٌا مرفوع لفظاً فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول به سے ملکر جمله فعلیه خبریه ہوا۔ و ما رأیتُ الا زیدًا اصل میں ما رأیتُ احدً الا زیدًا تھا۔ ترکیب۔ ما رأیتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً فاعل الا حرف استثنی زیدًا منصوب لفظاً مفعول به۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول به سے ملکر جمله فعلیه خبریه ہوا۔ و ما مررتُ الا بزیدٍ اصل میں باحدٍ تھا۔ ترکیب۔ ما مررتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً فاعل الا حرف استثنی با جاره زیدٍا مجرور لفظاً جار مجرور ملکر متعلق ہوئے مررتُ فعل کے ساتھ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول به سے ملکر جمله فعلیه خبریه ہوا۔

و انکان بعد غیر وسِوی وسَواء و حاشا اور اگر مستثنیٰ غیر اور سِوی اور سَواء اور حاشا کے بعد ہو۔ عند الاکثر اکثر نحویوں کے نزدیک کان مجرورً تو مستثنیٰ مجرور ہوگا۔ نحو مثال کے طور پر جاءنی القومُ غیرَ زیدٍ و سوی زیدٍ و حاشا زیدٍ

نوٹ۔(الّا استثنیٰ کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ اور کبھی کبھار صفت کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اور غیرُ یہ صفت کے لئے وضع کیا گیا ہے۔لیکن کبھی کبھار یہ استثنیٰ کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ یہ ما بعد کے ساتھ ملکر صفت بنتا ہے ما قبل کی۔ جیسے جاءنی رجلٌ غیرُ زیدٍ ۔ا گر صرف جاءنی رجلٌ کوئی کہے تو تشویش ہو سکتا ہے کہ ہو سکتا ہے ہے کہ زید آیا لیکن جب غیرُ زید لکھا تو وہ تشویش ختم ہوئی۔ رجلٌ ہے موصوف اور غیرُ زیدٍ صفت ہے اسکی۔ یہ غیرُ ہمیشہ مضاف ہوتا ہے اور یہ مضاف الیہ چاہتا ہے۔ غیرُ کا معنی ہے "اسکے علاوہ" ۔ مطلب کس کے علاوہ بات سمجھ نہیں آتا۔ اس لئے مضاف الیہ ذکر کیا جاتا ہے۔ اور یہ غیر نکرہ کی صفت بنتا ہے معرفہ کی نہیں۔ کیونکہ نکرہ کے اندر ابہام ہوتا ہے۔ جیسے غلام میں ابہام ہے۔ اور غلام زیدٍ یہ ایک مخصوص غلام کو کہتے ہیں۔ معرفہ متعین ذات پر دلالت کرتا ہے وہ ایک بھی ہو سکتا ہے جیسے الرجلُ، یا تثنیہ ہو جیسے الرجلان اور زیادہ پر بھی جیسے القومُ۔ جاءنی رجلٌ غیرُ زیدٍ کی ترکیب۔ جاء فعل نون وقایہ یا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ رجلٌ مرفوع لفظاً موصوف غیرُ مرفوع لفظاً مضاف(موصوف صفت کا اعراب ایک ہوتا ہے) زیدٍ مجرور لفظاً مضاف الیہ ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر صفت ہوئی رجل کے لئے،موصوف اپنی صفت سے ملکر فاعل ہوا جاء فعل کے لئے۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ ۔ آیا میرے پاس ایسا آدمی جو زید کے علاوہ ہے۔ سوال۔ کوئی چیز جب معرفہ کی طرف مضاف ہو تو وہ بھی معرفہ بن جاتا ہے۔ لیکن یہ غیرُ معرفہ کی طرف مضاف ہے لیکن پھر بھی نکرہ ہے۔ جواب۔ اس میں ابہام بہت ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر غلام زید میں ایک متعین غلام ہمارے ذہن میں آتا ہے۔ لیکن غیر زید میں کوئی متعین شخص ہمارے ذہن میں نہیں آتا۔ ہر شخص ہو سکتا ہے۔ اس لئے ابہام بہت زیادہ ہے۔غیر کو اگر صفت کے لئے استعمال کیا جائے تو اس کا اعراب موصوف کا اعراب ہونگا۔ اگر غیرُ کو استثنیٰ کے لئے استعمال کیا جائے تو اس کا اعراب وہ ہوگا جو الّا کے بعد والے مستثنیٰ کا تھا۔)

واعلم اور جان لے تو أنَّ اعرابَ غیرٍ غیرُ کا اعراب کَاِعراب المستثنیٰ با لّا الّا کے ساتھ جو مستثنیٰ ہوتا ہے اس جیسے اعراب کی طرح ہے۔ تقول آپ کہتے ہیں جاءنی القومُ غیرَزیدٍ غیر کا اعراب۔ یہاں غیر پر غور کرنا ہے کہ اس کا اعراب کیا ہونگا۔ اگر غیر کی جگہ ہم لفظ "الّا" لے آئے تو زید منصوب ہوگا کیونکہ یہ مستثنیٰ متصل موجب ہے۔ تو جملہ بن جائے گا۔ جاءنی القومُ الّا زیدً۔ اب الّا کی جگہ غیر آیا تو مستثنیٰ کا اعراب غیر پر آئے گا۔ اور غیر چونکہ مضاف ہے اس لئے اس پر تنوین نہیں آ سکتا۔ اور اس کے بعد زید مضاف الیہ بنے گااور مضاف الیہ مجرور ہوتا ہے اس لئے زید بھی مجرور ہوگا۔ اسکا تفصیل اوپر گزر گیا ہے۔) ترکیب۔ جاء فعل نون وقایہ یا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ القومُ مرفوع لفظاً مستثنیٰ منہ غیرَ منصوب لفظ مضاف زیدٍ مجرور لفظاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مستثنیٰ۔ مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

و غیرَ حمارٍ ای جاءنی القوم غیر حمارٍ۔ غیر کا اعراب۔ یہاں حمار مستثنیٰ منقطع ہے۔ اور مستثنیٰ منقطع منصوب ہوتا ہے۔ اور غیر چونکہ الّا کی جگہ آیا ہے تو اس کا اعراب مستثنیٰ کا اعراب ہونگا یعنی غیرَ پڑھینگے۔ یعنی جاءنی القومُ غیرَ حِمارٍ۔ ترکیب۔ جاء فعل نون وقایہ یا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ القومُ

مرفوع لفظاً مستثنیٰ منه غیرَ منصوب لفظ مضاف حمارٍ مجرور لفظاً مضاف الیه، مضاف اپنے مضاف الیه سے ملکر مستثنیٰ۔ مستثنیٰ منه اپنے مستثنیٰ سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول به سے ملکر جمله فعلیه خبریه ہوا۔

و ما جاءنی غیرُ زیدِنِ القومُ اصل میں "ما جاءنی القومُ غیرَ زیدٍ" تھا۔ ترجمه۔ میرے پاس وہ لوگ نہیں آئے سوا زید کے۔ یہاں مستثنیٰ متصل غیر موجب مقدم ہے۔ اور یه صورت منصوب ہوتا ہے۔ تفصیل اوپر گزر چکا ہے۔ چونکه یہاں غیر "الّا" کی جگه ہے اور مستثنیٰ منصوب ہے تو غیر بھی منصوب ہوگا۔ تو جمله بن جائے گا۔ "ما جاءنی غیرَ زیدِنِ القومُ" ۔ تو معلوم ہو متن میں جو غیر پر پیش ڈلی گئی ہے یه کتابت کی غلطی ہے۔ ترکیب۔ما جاء فعل نون وقایه یا ضمیر منصوب محلاً مفعول به غیرَ منصوب لفظاً مضاف ، زیدٍ مجرور لفظاً مضاف الیه، مضاف اپنے مضاف الیه سے ملکر مستثنیٰ القومُ مرفوع لفظاً مستثنیٰ منه، مستثنیٰ منه مؤخر اپنے مستثنیٰ مقدم سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول به سے ملکر جمله فعلیه خبریه ہوا۔

و ما جاءنی احدٌ غیرُ زیدٍ یہاں مستثنیٰ متصل، غیر موجب، غیر مقدم اور مذکور ہے۔ تو اس صورت میں مستثنیٰ کا اعراب منصوب بھی ہو سکتا ہے اور ماقبل سے بدل بھی ہو سکتا ہے۔ اگر غیر کی جگه "الّا" لگا لیں تو کلام یوں ہونگا۔ "ما جاءنی احدٌ الّا زیدً" یه بھی جائز اور "ما جاءنی احدٌ الّا زیدٌ" یه بھی جائز۔ پہلا صورت منصوب کا ہے اور دوسرا صورت بدل کا۔ چونکه غیر کا اعراب مستثنیٰ کا اعراب ہوتا ہے۔ اس لئے غیرُ پڑھنا بھی جائز اور غیرَ پڑھنا بھی جائز۔ نیچے غیرَ کی مثال دی گئی ہے۔ احدٌ مرفوع ہے اور غیر پر رفع بدل کی وجه سے پڑھا۔ کیونکه مبدل منه اور بدل کا اعراب ایک ہوتا ہے۔ ترکیب۔ما جاء فعل منفی نون وقایه یا ضمیر منصوب محلاً مفعول به احدٌ مرفوع لفظاً مُبدل منه غیرُ مرفوع لفظاً مضاف ، زیدٍ مجرور لفظاً مضاف الیه، مضاف اپنے مضاف الیه سے ملکر بدل، مبدل منه اپنے بدل سے ملکر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول به سے ملکر جمله فعلیه خبریه ہوا۔

و غیرَ زیدٍ ای " ما جاءنی احدٌ غیرَ زیدٍ" یه بھی پڑھ سکتے ہیں۔ غیرَ پر نصب مستثنیٰ کی وجه سے پڑھا۔ ترکیب۔ما جاء فعل منفی نون وقایه یا ضمیر منصوب محلاً مفعول به احدٌ مرفوع لفظاً مستثنیٰ منه غیرَ منصوب لفظاً مضاف ، زیدٍ مجرور لفظاً مضاف الیه، مضاف اپنے مضاف الیه سے ملکر مستثنیٰ، مستثنیٰمنه اپنے مستثنیٰسے ملکر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول به سے ملکر جمله فعلیه خبریه ہوا۔ و ما جاءنی غیرُ زیدٍ یہاں مستثنیٰ متصل، غیر مذکور ہے۔ اور اس صورت میں اعراب علیٰ حسب العوامل یعنی جیسے عامل ویسا اعراب۔ یہاں عامل رفع والا ہے۔اور فاعل چاہتا ہے۔ اگر غیر کی جگه الّا ہوتا تو "ما جاءنی الّا زیدٌ " بن جاتا۔ لیکن الّا کی جگه غیر ہے تو مستثنیٰ کی رفع غیر پر آ جا ئینگا۔ تو " ما جا ءنی غیرُ زیدٍ" بن جائے گا۔ ترکیب۔ما جاء فعل منفی نون وقایه یا ضمیر منصوب محلاً مفعول به غیرُ مرفوع لفظاً مضاف ، زیدٍ مجرور لفظاً مضاف الیه، مضاف اپنے مضاف الیه سے ملکر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول به سے ملکر جمله فعلیه خبریه ہوا۔

وما رأیتُ غیرَ زیدٍ یہاں عامل مفعول به چاہتا ہے اور مفعول به منصوب ہوتا ہے۔ تو اس لئے غیر پر نصب آیا۔ باقی تفصیل اوپر کی طرح ہے۔ ترکیب۔ما رأیتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً فاعل غیرَ منصوب لفظاً

مضاف ، زیدٍ مجرور لفظاً مضاف الیه، مضاف اپنے مضاف الیه سے ملکر مفعول به۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول به سے ملکر جمله فعلیه خبریه ہوا۔ و ما مررت بغیرِ زیدٍ اور یہاں عامل جر والا ہے اس لئے غیر مجرور بنا۔ ترکیب۔مامررتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً فاعل با جاره غیرِ مجرور لفظاً مضاف ، زیدٍ مجرور لفظاً مضاف الیه، مضاف اپنے مضاف الیه سے ملکر مجرور با جاره۔با جاره اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوئے مررتُ فعل کے ساتھ۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جمله فعلیه خبریه ہوا۔

واعلم اور جان لے تو انّ لفظةَ غیر موضوعة للصفةِ که غیر کا لفظ صفت کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ و قد تستعمل للاستثناء اور کبھی کبھار استثنیٰ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ کما ان لفظةَ الا موضوعة للاستثناء جیسے الّا کا لفظ استثناء کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ و قد تُستعمل للصفةِ اور کبھی کبھار صفت کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ کما فی قوله تعالی جیسے که الله تعالیٰ کی اس قول میں ہے۔ لو کان فیهما اٰلهةٌ الّا اللهُ لفسدتا [45] اگر ہوتے ان دونوں میں (یعنی زمین اور آسمان میں) اور معبود سوائے الله کے تو ان دونوں کا نظام فاسد ہوتا۔یہاں "الّا" استثناء کے لئے نہیں یه صفت کے لئے ہیں۔ یعنی غیرُ کے معنیٰ میں ہے۔ اور غیر ہمیشه مضاف الیه چاہتا ہے نیز غیر اگر معرفه کی طرف مضاف بھی ہو تو پھر بھی نکره ره جاتا ہے۔ اٰلهةٌ پہلے آیا ہےیه نکره ہے۔ الّاالله اصل میں غیر اللهِ ہے۔ اور غیر اللهِ بھی نکره۔ تو اٰلهةٌ اور غیرُ اللهِ موصوف صفت بن گئے۔ ترجمه۔ اگر ہوتے اس زمین اور آسمان میں اور معبودان علاوه الله کے تو اس زمین اور آسمان کا نظام خراب ہو جاتا۔ سوال۔ یه الّا کیوں صفت کے لئے ہے۔ جواب۔ وجه یه ہے که الّا آتا ہے استثناء کے لئے، اور اس کے بعد جو ہوگا وه مستثنیٰ ہوگا۔ اور مستثنیٰ کی دو ہی قسمیں ہے۔ یعنی منقطع اور متصل۔ اور یہاں پر یه لفظ الله کو نه مستثنیٰ متصل بنایا جا سکتا ہے اور نه مستثنیٰ منقطع۔ اور مستثنیٰ کی یه دو صورتیں ہیں۔ تو معلوم ہوا که یه استثناء کے لئے نہیں۔ اگر استثناء کے لئے ہوتا تو یا تو استثناء متصل ہوتا یا منقطع۔ سوال۔ یه مستثنیٰ متصل یا منقطع کیوں نہیں ہو سکتا۔ جواب۔ جب بھی الّا سے قبل جمع منکور(ایسا جمع جو نکره ہو۔ اٰلِهةٌ یه جمع ہے اِله کی۔ اور اس کا معنیٰ ہے کئی معبود) آجائے تو پھر وه الّا غیرُ کے معنیٰ میں ہوگا۔ صفت کے لئے ہوگا۔ استثناء کے لئے نہیں۔ جاءنی القوم الّا زیدً۔ یه مستثنیٰ متصل بھی ہو سکتا ہے اور منقطع۔ اگر القوم سے ایسی جماعت مراد ہے جس میں زید پہلے سے تھا اور پھر الّا کے ذریعے نکالا گیا تو یه مستثنیٰ متصل ہے۔ اور اگر زید پہلے سے اس جماعت میں شامل نہیں تو یه مستثنیٰ منقطع ہے۔ اگر ہمیں پہلے سے معلوم ہو که یه مستثنیٰ ، مستثنیٰ منه میں پہلے سے شامل تھا یا نہیں پھر ہم فیصله کر سکتے ہیں که یه مستثنیٰ متصل ہے یا مستثنیٰ منقطع۔ لیکن اگر الّا کے ماقبل جمع منکور ذکر ہو تو پھر ہمیں پته ہی نہیں چل سکتا که یه شامل ہے یا شامل نہیں۔ ای غیر اللهِ یعنی الّا کی معنی غیر کے ہے۔ و کذٰلک قولُکَ اور اسی طرح آپ کا یه قول لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ یہاں پر بھی الّا غیرُ کی معنیٰ میں ہے استثناء کے لئے نہیں۔ پہلے مثال میں مانع لفظی تھا اور اسی مثال میں مانع معنوی ہے۔ یعنی معنیٰ مانع ہے۔ اگر الّا کو استثناء کے لئے لیں تو پھر یه توحید کے خلاف ہے۔ اگر لفظ الّا استثناء کے لئے لیا جائے اور مستثنیٰ متصل مراد لی جائے۔ تو پھر یه ثابت ہوتا ہے که الله پہلے اور اله کے ساتھ شامل تھا اور پھر حرف استثناء کے ذریعے نکالا

گیا۔ لیکن یہ توحید کے خلاف ہے۔ اگر چہ ایک لمحے کے لئے ہم نے اللہ کو دوسرے معبودوں کے ساتھ شامل کیا لیکن پھر بھی یہ توحید کے خلاف ہے۔ اگر مستثنیٰ منقطع مراد لی جائے تو ہم نے حرف لَا کے ذریعے تمام باطل معبودوں کی نفی تو کی لیکن اس بات کا پتہ نہیں چلا کہ اللہ کے علاوہ اور بھی برحق معبود ہیں یا نہیں۔ اور اگر برحق معبود ہے تو اسکی نفی تو نہیں کی گئی۔ اس لئے یہ بھی توحید کے خلاف ہے۔توحید تو یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی اور معبود حق نہیں۔ تو دونوں صورتیں یعنی مستثنیٰ متصل اور مستثنیٰ منقطع توحید کے خلاف ہے اس مثال میں۔ تو اسی لئے لفظ الّا یہاں غیر کے معنی میں ہے۔ اور صفت کے لئے استعمال کیا ہے۔

فصل ای ھٰذا فصلٌ خبرُ کانَ و اخَواتِہا کان اور اس کے مشابہ کلمات کی خبر ھو المسندُ بعد دخولِہا وہ مسند ہوتی ہے کان کے داخل ہونے کے بعد۔ کان مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں۔جیسے کان زیدٌ قائمً۔ یہاں قائمً مسند بہ ہے اور خبر ہے۔ اور کان اپنی خبر کو نصب دیتا ہے۔ نحو مثال کے طور پر کان زیدٌ قائماً ترکیب۔ کان فعل از افعال ناقصہ زیدٌ مرفوع لفظاً کان کا اسم قائمً منصوب لفظاً صیغہ اسم فاعل اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً جو راجع ہے کان کے اسم کو ۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کان کا خبر بنا۔ کان اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ ۔ زید کھڑا تھا۔ و حکمُہٗ اور کانَ کی خبر کا حکم کحکم خبر المبتدا وہ مبتدا کی خبر کی حکم کی طرح ہے۔ اِلّا انَّہٗ یجوز تقدیمۃُ مگر یہ کہ جائز ہے مقدم کرنا کانَ کی خبر کا علٰی اَسْمَائِہا کانَ کی اسموں پر مَعَ کونہٖ مَعرفۃً باوجود اس کے معرفہ ہونے کے بخلاف خبر المبتدا بخلاف مبتدا کے خبر کے نحو مثال کے طور پر کان القائمَ زیدٌ (مبتدا میں اصل معرفہ ہے اور نکرہ میں اصل نکرہ ہے۔اگر دونوں اسم معرفہ ہو تو پھر جس کو چاہے مبتدا بنائیں لیکن مبتدا کو مقدم رکھیں گےاور خبر کو مؤخر۔ لیکن کان میں یہ شرط ضروری نہیں۔ اگر کان کی خبر معرفہ ہو تو اس کو کان کی اسم پر مقدم کرسکتے ہیں۔)

فصل ای ھٰذالفصلُ اسمُ انّ و اخواتِہا انَّ اور اس کے مشابہ کلمات کا اسم ھو المسند الیہ بعدَدُخولِہا وہ اسم مسند الیہ بنتا ہے انَّ اور اسے کے مشابہ کلمات کے داخل ہونے کے بعد نحو مثال کے طور پر انَّ زیدًا قائمٌ جب زیدٌ قائمٌ پر انَّ داخل ہوا تو انَّ زیدً قائمٌ ہوا۔ زیدٌ تو پہلے مسند الیہ تھا لیکن انَّ کے داخل ہونے کے بعد وہ پہلے والا اسناد چلا گیا اور اب یہ نیا اسناد ہے۔ انَّ زیدً قائمٌ کی ترکیب۔ انَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل زیدً منصوب لفظاً اِنّ کا اسم قائمٌ مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً فاعل جو راجع ہے زید کو۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر انَّ کی خبر، اِنَّ اپنے اسم اور خبر کے ساتھ ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ فصلٌ ای ھٰذالفصلُ المنصوبُ وہ جو منصوب ہوتا ہے ۔ بلا اس لا کی وجہ سے التی لنفی الجنس وہ لا جو نفی جنس کے لئے ہو ۔ یہ جنس کی صفت کی نفی کے لئے آتا ہے۔ ذات کی نفی کے لئے نہیں آتا۔ مثال کے طور پر لا رجلَ فی الدارِ ۔ یہاں رجل کی نفی مراد نہیں بلکہ ایک صفت کی نفی ہے کہ رجل گھر میں نہیں ہے۔ اگر ذات کی نفی مراد ہوتی تو پھر لا رجل کا معنیٰ ہوتا کہ دنیا میں کوئی بھی آدمی نہیں۔ یہاں مضاف مخذوف ہے ای لائے نفی صفت الجنس ۔نوٹ۔ لائے نفی جنس کی خبر مرفوعات میں

سے ہے۔ اور اس کا اسم منصوبات میں سے ہے۔ تو یہاں یہ کہنا چاہیے تھا ۔ اسمُ لا التی لِنفی الجنس کہنا چاہیے تھا۔ وجہ یہ ہے لائے نفی جنس کا اسم ہمیشہ منصوب نہیں ہوتا۔ وہ کبھی کبھار مرفوع بھی ہوتا ہے اور مبنی علی الفتح بھی ہو سکتا ہے۔ اس لئے اسمُ لا التی لنفی الجنس نہیں کہا۔ هو المسند اليه بعد دخولها اور وہ اسم مسند الیہ ہوتا ہے لائے نفی الجنس کے داخل ہونے کے بعد۔ یلیها اس حال میں کہ وہ اس کے ساتھ ملا ہوا ہو۔ یلی ملا ہوا ہو وہ اسم، ہا ضمیر راجع ہے لائے نفی جنس کی طرف۔ یعنی وہ اسم لائے نفی الجنس سے ملا ہوا ہو۔یعنی درمیان میں کوئی فاصلہ نہ ہو۔ وہ اسم ذکر ہو اور لائے نفی جنس ذکر ہو۔ جیسے لا غلامَ رجلٍ فی الدارِ میں لا غلامَ۔ وَلِیَ یَلِیْ کا معنیٰ ہوتا ہے ملا ہوا۔ نکرةً اور اس حال میں کہ نکرہ ہو مضافةً مضاف ہو۔ نحو مثال کے طور پر لا غُلامَ رجلٍ فی الدار شرط 1۔ لا کے بعد غلام ملا ہوا ہے۔ شرط2 ۔ نکرہ ہے اور شرط نمبر 3۔ رجل کی طرف مضاف بھی ہے۔ تینوں شرائط پورے ہیں اسی لئے غلام یہاں منصوب پڑھنا ہے۔ ترکیب۔لائے نفی جنس غلامَ منصوب لفظً مضاف رجلٍ مجرور لفظً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر لائے نفی جنس کا اسم، فی جارہ الدارِ مجرور لفظً مضاف الیہ، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے ثبت فعل کے۔ ثبت فعل ھو ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل جو راجع ہے غلام رجلٍ کی طرف، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر ہوئی لائے نفی الجنس کی۔ لائے نفی الجنس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ۔ کوئی مرد کا غلام نہیں ہے اس گھر میں۔ او مشابهاً لها اور یا اس مضاف کے مشابہ ہو نحو مثال کے طور پر لا عِشرینَ دِرهمًا فی الکیسِ کِیس۔ تھیلہ یا بٹوے کو کہتے ہیں۔ عشرین لا کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ نکرہ ہے اور مشابہ مضاف ہے۔ پس اسکو منصوب پڑھتے ہے۔ حالت رفعی میں عشرونَ پڑھتے ہیں اور نصبی جری میں عشرینَ۔ جیسے مسلمونَ حالت نصبی اور جری میں مسلمینَ پڑھتے ہیں۔ یہاں درهماً تمیز ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ کیونکہ عشرینَ عدد ہے اور عدد میں ابہام ہوتا ہے اور آگے آنے والا لفظ اس ابہام کو دور کرتا ہے۔ تو درهماً نے عشرینَ کا ابہام دور کیا تو درهماً تمیز بنا۔ اور تمیز منصوبات میں سے ہوتا ہے۔ ترکیب۔ لا لائے نفی جنس عشرینَ منصوب لفظً مُمَیَّزْ درهماً منصوب لفظً تمیز ، ممیز تمیز ملکر لائے نفی جنس کا اسم، فی جارہ الکیسِ مجرور لفظً مضاف الیہ، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے ثبتتْ فعل کے، ثبتتْ فعل اسکے اندر ھی ضمیر مرفوع محلاً جو لوٹ رہی ہے لائے نفی جنس کی اسم کی طرف، ثبت فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، لائے نفی الجنس اپنی اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ نوٹ۔ عشرین درهماً ایک جماعت کو ظاہر کرتا ہے۔ اور جمع بتاویل جماعةٌ اس کی طرف واحد مؤنث کی ضمیر لوٹتی ہے۔ اس لئے فعل ثبتت نکالا اور ضمیر ھی نکالی۔ اور ثبتت کی جگہ ثابتةٌ بھی نکال سکتے ہیں۔ فان کان بعد لا اور اگر لا کے بعد نکرة مفردة ایسا نکرہ ہو جو مفرد ہو۔ یہاں مفرد مضاف اور مشابہ مضاف کے مقابلے میں آیا ہے۔ یعنی مضاف یا مشابہ مضاف نہ ہو۔نوٹ۔ مفرد کبھی، جملہ، کبھی مرکب، کبھی مضاف یا مشابہ مضاف اور کبھی تثنیہ یا جمع کے مقابلے میں آتا ہے۔یعنی اگر تیسرا شرط نہ پایا جائے۔ جو مضاف وال شرط تھا۔ تو پھر وہ اسم مبنی علی الفتح ہوگا۔ تبنٰی علی الفتح تو وہ مبنی علی الفتحِ ہوگا۔ نحو مثال کے طور پر لا رجُلَ فی الدار یہاں رجل کا

لفظ لا کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ پہلا شرط پایا گیا۔ نکرہ بھی ہے۔ دوسرا شرط بھی پایا گیا۔ لیکن مضاف نہیں ہے۔ تیسرے شرط کی کمی ہے۔ تو یہ مبنی علی الفتح ہے۔ ترکیب۔ لا لائے نفی الجنس رجُلَ مبنی علی الفتح، لائے نفی الجنس کا اسم، فی جارہ الدار مجرور لفظاً، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے ثبت فعل کے ، ثبت فعل اسکے اندر ھو ضمیر جو لوٹ رہی ہے لائے نفی الجنس کی اسم کی طرف، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر۔ لائے نفی الجنس اپنی اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ترجمہ۔ کوئی مرد نہیں اس گھر میں۔ وان کان معرفةً اور اگر لائے نفی الجنس کا اسم معرفہ ہو۔ او نکرةً مفصولًا بینه و بین لا یا ایسا نکرہ ہو جو لا اور اس نکرہ کے درمیان فصل ہو۔ کان مرفوعًا تو پھر لائے نفی الجنس کا اسم مرفوع ہوگا و یجب تکریر لا اور پھر لا کا تکرار بھی واجب ہوگا۔ مع اسمٍ اٰخر تلفظ: مَعَسْمٍ اٰخر۔ایک اور اسم کے ساتھ۔ تقول لا زیدٌ[47] فی الدار و لا عمر آپ کہتے ہیں۔ لا زیدٌ فی الدار و لا عمر۔ترکیب۔ لا لائے نفی الجنس زیدٌ مرفوع لفظاً لائے نفی کا اسم ، فی جارہ الدار مجرور لفظاً ، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے ثبت فعل کے ، ثبت فعل اسکے اندر ھو ضمیرمرفوع محلاً جو لوٹ رہی لائے نفی الجنس کی اسم کی طرف، ثبت فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر۔ واو حرف عطف، لا پہلی لا کا تکرار، عمرٌ کا عطف ہے زید پر۔معطوف علیہ اپنی معطوف سے ملکر لائے نفی جنس کا اسم۔ لائے نفی جنس اپنی اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

و ولا فیہا رجُلٌ و لا اِمراَۃٌ تلفظ:لَمْرَأَۃٌ :یہاں اِمراۃٌ کا ہمزہ ، ہمزہ وصلی ہے۔ اور درمیان عبارت میں گھ جاتا ہے۔ فیہا میں ہا ضمیر کی جگہ الدار لائے تو جملہ بن جائینگا۔ ای۔ لا فی الدار رجلٌ و لا اِمْرأ ۃٌ ۔ نوٹ۔ جار مجرور خبر بن سکتے ہیں لیکن مبتدا نہیں بن سکتا۔ و یجوز اور جائز ہے فی مثل لاحَولَ و لا قوۃَ الا باللہِ لاحَولَ و لا قوۃَ الا باللہِ جیسی مثالوں میں ۔ یعنی وہ مثالیں جس میں لا مکرر ہو۔ اور لا کے بعد اس کا اسم نکرہ ہو اور ساتھ جڑا ہوا ہو۔ یعنی درمیان میں فاصلہ نہ ہو۔ لاحَولَ و لا قوۃَ الا باللہِ اصل میں لاحَولَ و لا قوۃَ موجودٌ الا باللہِ ۔ نہ تو پلٹنا موجود ہے اور نہ ہی طاقت موجود ہے مگر اللہ کے ساتھ یعنی اللہ کی مدد کے ساتھ۔اصل عبارت پورا یہ ہے۔ لا حولَ عنِ المعاصی و لا قوۃ علی الطاعۃ الا باللہ۔ گناہوں سے پلٹنا نہیں ہے اور نیکی کی طاقت موجود نہیں ہے۔ مگر اللہ کی مدد سے۔ ترکیب۔ لا لائے نفی الجنس حولَ اس کا اسم مبنی علی الفتح واو حرف عطف لا لائے نفی الجنس اس کا عطف ہے ما قبل والے لا پر قوۃَ اسکا اسم مبنی علی الفتح، اس کا عطف ما قبل میں حول پر، موجودانِ مرفوع لفظاً خبرِ مخذوف لائے نفی الجنس بروزن مفعولانِ، اس کے اندر ھما ضمیر مرفوع محلاً اس کا نائب الفاعل جو لوٹ رہی ہے حول اور قوۃ کو۔ الّا حرف استثنیٰ با جارہ لفظ اللہ مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے موجودانِ کے ساتھ۔ موجودان صیغہ اسم مفعول اسکے اندر ھما ضمیر مرفوع محلاً نائب الفاعل جو راجع ہے حول اور قوۃ کی طرف، اسم مفعول اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، لائے نفی جنس اپنی اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ خمسۃُ اوجُہٍ پانچ وجہیں پڑھنا جائز ہیں۔نوٹ: تین طرح کے نام ہیں۔ رفعٌ، نصبٌ اور جرٌ یہ معرب میں آتے ہیں۔ اور ضمٌ، فتحٌ، کسرٌ یہ خاص ہے مبنی کے ساتھ۔ اور ضمۃٌ، فتحۃٌ ، کسرۃٌ تو اب

یہ دونوں کے ساتھ بولا جاتا ہے۔ فتحُہُما دونوں پر فتح یعنی لاحَولَ و لا قوۃَ الا باللہِ ۔ یعنی دونوں اسم مبنی علی الفتحِ ہیں۔ یہاں تیسرا شرط نہیں پایا جاتا اس لئے مبنی علی الفتح بن گئے۔ و رفعُہما اور دونوں پر رفع یعنی۔ لاحَولٌ و لا قوۃٌ الا باللہِ و فتح الاول و نصب الثانی یعنی لاحَولَ و لا قوۃً الا باللہِ و فتح الاول و رفعُ الثانی یعنی لاحَولَ و لا قوۃٌ الا باللہِ و رفعُ الاول و فتح الثانی لاحَولٌ و لا قوۃَ الا باللہِ و قد یحذف اسم لا اور کبھی کبھی لائے نفی الجنس کی اسم کو خذف کر لیتے ہیں لقرینۃٍ کسی قرینۃ کی وجہ سے نحو لا علیک ترکیب۔ لا لائے نفی الجنس علی جارہ کاف ضمیر مجرور محلاً اب یہاں جار مجرور بن گئے لیکن جار مجرور مبتدا نہیں بن سکتے تو معلوم ہوا کہ یہ لا کی خبر ہے اور مبتدا مخذوف ہے۔ یہاں اسم کو اس لئے خذف کیا کہ قرینۃ موجود تھا۔ اور قرینۃ لا ہے۔ کیونکہ لا اسم پر داخل ہوتا ہے جار مجرور پر داخل نہیں ہوتا۔ تو جملہ بن جاتا ہے۔ لا باس علیک ای لا بأسَ علیکَ ترکیب۔ لا لائے نفی جنس، بأسَ مبنی علی الفتح لائے نفی جنس کا اسم، علی جارہ کاف ضمیر مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوئے ثبت فعل کے ۔ ثبت فعل اسکے اندر ہو ضمیر مرفوع محلاً جو لوٹ رہی ہے بأسَ کی طرف، ثبت فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوئی لائے نفی الجنس کی۔ لائے نفی الجنس اپنی اسم اور فعل سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

فصل ای ہٰذا فصلٌ خبر ما و لا المشبَّہتینِ بلیسَ خبر اس "ما" اور "لا" کی جو مشابہ ہے لیس کے ساتھ ۔جس طرح لیس مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں اس طرح یہ بھی مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں۔زید معنیٰ میں نفی پیدا کرتا ہے۔ جیسے آپ کہہ دیں۔ زیدٌ قائمٌ یعنی زید کھڑا ہے۔ اور لیس زیدٌ قائمً ۔ زید کھڑا نہیں۔اسی طرح یہ "ما" اور "لا" نفی کا فائدہ دیتے ہیں۔ ہو المسند بعد دخولہما وہ مسند ہوتا ہے ان دونوں کے داخل ہونے کے بعد نحو مثال کے طور پر ما زیدٌ قائماً زید کھڑا نہیں ہے۔ترکیب۔ ما مشابہ بلیس زیدٌ مرفوع لفظاً اس کا اسم،قائمًا منصوب لفظاً صیغہ اسم فاعل اس کے اندر ہو ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل جو لوٹ رہی ہے زید کی طرف۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر ما کی خبر۔ ما مشابہ بلیس اپنی اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ولا رجلٌ حاضرًا اور ایک آدمی حاضر نہیں ہے۔ لا مشابہ بلیس رجلٌ مرفوع لفظاً اس کا اسم،حاضرًا منصوب لفظاً صیغہ اسم فاعل اس کے اندر ہو ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل جو لوٹ رہی ہے رجل کی طرف۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر لا کی خبر۔ لا مشابہ بلیس اپنی اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

لائے نفی جنس اور لا مشابہ بلیس میں فرق۔ مثال: لا رجلَ فی الدار۔ یہاں لا لائے نفی جنس ہے۔ اور لا رجلٌ فی الدار۔ یہاں لا مشابہ بلیس ہے۔ پہلی مثال میں جنس رجل کی نفی ہے۔ یعنی گھر میں کوئی آدمی نہیں۔ اگر ایک بھی آدمی گھر میں ثابت ہوا تو یہ کلام ٹھیک نہیں۔ اور دوسری مثال کا معنیٰ ہے کہ گھر میں ایک مرد نہیں ہے۔ اگر دو یا تین آدمی گھر میں ثابت ہوئے تو کلام پھر بھی ٹھیک ہے۔ اگر کلام ایسا ہو۔ لا رجلانِ فی الدار۔ گھر میں دو آدمی نہیں ہے۔ ایک آدمی اور تین یا تین سے زیادہ آدمی پر یہ کلام صحیح ہے۔ اور لارجال فی الدار۔ گھر میں زیادہ آدمی نہیں۔ تین سے کم پر یہ کلام صحیح ہے۔ نیز "ما" معرفہ اور نکرہ دونوں پر داخل

ہو سکتا ہے لیکن "لا" صرف نکرہ پر داخل ہوتا ہے۔ یہ دونوں عامل ہیں لیکن ضعیف عامل ہے اگر خبر اپنی جگہ بدلیں تو پھر یہ دونوں عمل نہیں کر سکتا۔مثلاً خبر سے پہلے الّا آ جائے تو پھر یہ عمل نہیں کرینگا۔ اور وہ خبر مرفوع ہو جائینگا۔ جیسے ما زیدٌ الّا قائمٌ ۔ یا قائمٌ کو زیدٌ پر مقدم کریں۔ جیسے ما قائمٌ زیدٌ۔ اگر ما کے بعد ان آ جائے پھر بھی یہ عمل نہیں کریگا۔جیسے ما ان قائمٌ زیدٌ۔ یاد رکھیے حرف "ان" نفی کے لئے آتا ہے۔ ان قائمٌ زیدٌ ترجمہ۔ زید کھڑا نہیں ہے۔ وان وقع الخبر بعد الا اور اگر ان کی خبر واقع ہو الّا کے بعد نحو مثال کے طور پر ما زیدٌ الا قائمٌ ترکیب۔ ما مشابہ بلیس ملغہ عن العمل(یعنی عمل سے روک دیا گیا ہے) زیدٌ مرفوع لفظاً مبتدا الا حرف استثناء قائمٌ مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل اس کے اندر ھو ضمیر جو لوٹ رہی زیدٌ کی طرف۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر۔ مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ او تقدم الخبر علی الاسم اور یا وہ خبر مقدم ہو جائے ان کے اسم پر۔ نحو مثال کے طور پر ما قائمٌ زیدٌ ترکیب۔ ما مشابہ بلیس ملغہ عن العمل(یعنی عمل سے روک دیا گیا ہے) قائمٌ مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل اس کے اندر ھو ضمیر جو لوٹ رہی مبتدا مؤخر کی طرف۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبرمقدم۔ زیدٌ مرفوع لفظاً مبتدا مؤخر۔ مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ او زِیدَتْ انْ بعد ما اور یا حرف "ان" حرف "ما" کے بعد لگا دی جائیں۔ نحو مثال کے طور پر ما اِنْ زیدٌ قائمٌ ترکیب۔ ما مشابہ بلیس ملغِہ عن العمل(یعنی عمل سے روک دیا گیا ہے)ان حرف نفی زیدٌ مرفوع لفظاً مبتدا، قائمٌ مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل اس کے اندر ھو ضمیر جو لوٹ رہی زیدٌ کی طرف۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر۔ مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ بطل العَمَل باطل ہو جائینگا ان کا عمل۔ کما رأیت فی الاَمثلۃِ جیسے آپ نے دیکھا ان مثالوں میں۔ نوٹ۔ الّا نفی کو توڑ دیتا ہے۔ حرف "ما" نفی کے لئے آتا ہے ۔ اور الّا کے آنے سے نفی کا معنیٰ ختم ہو جاتا ہے۔ جیسے ما زیدٌ الّا قائمٌ۔ نہیں ہے زید مگر کھڑا ہے۔ یعنی زید کھڑا ہی ہے۔ یہاں "الّا" نے نفی کو توڑ دیا۔ اس وجہ سے "ما" اپنی خبر کو نصب نہیں دیتا۔

و ھٰذا لُغۃُ اھل الحجاز یہ اہل حجاز کی لغت ہے۔ امّا بنو تمیم فلا یُعمِلونَھُما اصلاً باقی بنو تمیم والے جو ہیں ان دونوں کو عامل نہیں بناتے قطعاً۔ بنو تمیم والے ما زیدٌ قائمٌ پڑھتے ہیں۔ ان کے نزدیک ما عمل نہیں کرتا۔ قال الشاعر عن لسانِ بنی تمیم ایک شاعر بنو تمیم قبیلے کی زبان میں کہتا ہے۔ یاد رکھیے کلام عرب میں جب بات ہوتی ہے تو قدیم شعراء کی شعریں پیش کرتے ہیں۔

شعر وَ مُھَفْھَفٍ کالغُصْنِ قُلْتُ له اِنتَسِب:: فاجابَتْ ما قتلُ المحِبِّ علی المُحَبِّ حَرَامٌ:: برفعِ حَرَامٍ

واو بمعنیٰ رُبَّ کے ہیں۔ اور یہ جر دیتا ہے۔اور اسکا معنیٰ ہوتے ہے کئی۔ مُھَفْھَفٍ کہتے ہے پتلی کمر والا اور یہ کنایہ ہے محبوب سے۔ غُصْن کہتے ہے شاخ کو۔ اِنتَسِب: نسبت بیان کرنا۔ یعنی تو کس قسم کا محبوب ہے۔ یعنی اپنے محب کو تکلیف دینے والا محبوب ہے یا تکلیف نہ دینے والا محبوب ہے۔ نیز تیرا تعلق کس قبیلے سے ہے۔ جواب میں محبوب نے کہا میں محب کو تکلیف دینا جائز سمجھتا ہوں اور علی المحب حرام میں حرام پر رفع پڑھا جس سے معلوم ہوا کہ یہ بنو تمیم قبیلے کا ہے۔ اگر حجاز والا ہوتی تو حرام پر نصب

پڑھتی۔ اجاب: جواب دینا، محب: محبت کرنے والا، اسم فاعل کا صیغہ ہے، مُحَبّ: اسم مفعول کا صیغہ ہے۔ جس سے محبت کی جاتی ہے۔

ترجمہ۔پہلا مصرعہ: کئی پتلی کمروالے جیسے کہ درخت کی شاخ ہوتی ہے۔قلتُ لهُ میں نے ان سے کہا۔ تو اپنی نسبت بیان کر۔ یعنی تو کون ہے۔ دوسرا مصرعہ: پس اس محبوب نے جواب دیا۔(ما: مشابه بلیس۔ قتلُ المحبِّ۔ یہ ما کا اسم ہے۔ اور مرفوع ہے۔ علی المُحَبِّ حرامٌ ۔ اور یہ ما کی خبر ہے اور مرفوع ہے ۔ اور کوئی مانع بھی موجود نہیں۔) ما قتلُ المحب۔ کہ نہیں ہے محب کا قتل یعنی محب کو تکلیف دینا ، علی المحب حرام۔ محبوب پر حرام۔ یعنی محب کا قتل محبوب پر حرام نہیں۔ یعنی میں ان محبوبوں میں ہو جو محب کو تکلیف دینا جائز سمجھتا ہوں۔

برفعِ حَرَامٍ ۔ اسکو برفعِ حرامُ پڑھنا بھی جائز ہے۔یعنی وہ اعراب جو شعر میں تھا۔ اسکو کہتے ہے اعراب حکایی۔ یعنی حکایت میں جس طرح تھا۔ حکایت والا اعراب۔ ترکیب۔ با جارہ رفعِ مجرور لفظاً مضاف حرامُ مرفوع لفظاً اور مجرور محلاً مضاف الیه، مضاف مضاف الیه سے ملکر مجرور،

المقصد الثالث فی المجرورات تیسرا مقصد مجرورات کے بارے میں۔ الاسماء المجرورة هی المضاف الیه فقط وہ اسماء جو مجرور ہوتے ہیں وہ مضاف الیه ہی ہے بس۔ اسماء جمع ہے اسمٌ کی اور اسکی صفت المجرورة واحد مؤنث اس وجہ سے لایا کیونکہ جمع بتاویل جماعةٌ کے واحد مؤنث کی حکم میں ہوتا ہے۔ و هو كلُّ اسمٍ اور وہ ہر ایسا اسم ہے نُسِبَ الیه شئٌ کہ نسبت کی جائے اسکی طرف کسی چیز کی بواسطةِ حرف الجر حرف جر کے واسطے سے ۔ لفظًا باعتبار لفظوں کے نحو مثال کے طور پر مررت بزید میں گزرا زید پر۔ یعنی میں زید کے پاس سے گزرا۔ یہاں زید ایک اسم ہے ۔ اسکی طرف نسبت کی گئی گزرنے کی با حرف جر کے واسطے سے۔ ترکیب۔ مررتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل با جارہ زیدٍ مجرور لفظاً، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے مررتُ فعل کے ، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

و یعبّر عَنْ هٰذا التركيب فی الاصطلاح اور تعبیر کیا جاتا ہے اس ترکیب کو اصطلاح میں۔ بانه جارٌّ و مجرورٌ جب حرف جر لفظوں میں موجود ہو تو اس ترکیب کو علم نحو کی اصطلاح میں کہتے ہیں جار مجرور۔ او تقدیرًا اور یا وہ حرف جر تقدیرًا ہو گا۔ نحو مثال کے طور پر غلامُ زیدٍ زید کا غلام۔ یہاں غلام مضاف ہے اور زید مضاف الیه ہے۔ تقدیرهٗ تقدیر اس کلام کی غلامٌ لِزيدٍ و يعبّر عنه فی الاصطلاح بانه مضافٌ و مضافٌ الیه اور اسکو تعبیر کیا جاتا ہے علم نحو کے اصطلاح میں کہ یہ مضاف اور مضاف الیه ہے۔ و یجَبُ تجرید المضافَ عن التنوینِ اور واجب ہے مضاف کو خالی کرنا تنوین سے۔ تنوین کا قائم مقام نون تثنیه اور نون جمع اسکو بھی مضاف سے ختم کرنا واجب ہے۔ غلامٌ لِزیدٍ میں غلام سے تنوین کو ختم کیا گیا تو غلامُ بن گیا۔ او ما یقُومُ مقامهٗ و هو نون التثنية و الجمع اور نون کے قائم مقام سے بھی مضاف کو خالی کرنا ہے۔ اور وہ نون تثنیه اور نون جمع ہے۔ نحو جاءنی غلامُ زید و غلاما زید و مسلمو مِصرٍ جاءنی غلامُ زید کی ترکیب۔ جاء فعل نون وقایہ یا ضمیر منصوب محلاً مفعول به غلامُ مرفوع لفظاً مضاف زیدٍ مجرور لفظاً مضاف الیه ، مضاف اپنے مضاف الیه سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول به سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ

ہوا۔ترجمہ۔ آیا میرے پاس زید کا ایک غلام۔ اسی طرح جاءنی غلاما زیدٍ ۔ ترجمہ۔ آئے میرے پاس زید کے دو غلام۔ ترکیب۔ جاء فعل نون وقایہ یا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ غلاما مرفوع لفظاً مضاف زیدٍ مجرور لفظاً مضاف الیہ ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ جاءنی مسلمو مصرٍ۔ جاء فعل نون وقایہ یا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ مسلمو مرفوع لفظاً مضاف مصرٍ مجرور لفظاً مضاف الیہ ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ۔ آئے میرے پاس شہر کے مسلم۔

واعلم اور جان لے تو ان الاضافة علی قسمَین معنویةٌ و لفظیّةٌ کہ اضافت جو ہے وہ دو قسموں پر ہے۔ ایک اضافت معنوی ہے اور دوسرا اضافت لفظی۔ معنویة و لفظیّة اسکو تین طرح سے پڑھ سکتے ہیں۔ معنویةٌ و لفظیّةٌ یا معنویةً و لفظیّةً اور معنویةٍ و لفظیّةٍ ۔ امّا المعنویّةُ پس اضافت معنوی جو ہے۔ فھی وہ یہ ہے [48] ان یکونَ المضاف کہ مضاف جو ہے غیرَ صفةٍ وہ صفت کے علاوہ صیغہ ہو۔اشکال۔ اگر ترجمہ اس طرح کریں تو پھر کریمُ البلدِ تو اضافت معنوی سے خارج ہوتا ہے۔ جواب۔صحیح ترجمہ اس طرح ہوگا۔ یہاں غیرَ صرف صفةٍ کے لئے نہیں بلکہ یہ " صفةٍ مضافةٍ الیٰ معمولھا" سب پر داخل ہے۔ تو پورا ترجمہ بنیگا۔پس اضافت معنوی ایسا اضافت ہے جو اس بات سے خالی ہو کہ صفت کا صیغہ اپنے معمول کی طرف مضاف ہو جائے۔ تو یہاں دو صورتیں رہتی ہے۔ 1۔ مضاف صفت کا صیغہ نہ ہو جیسے غلام رجلٍ 2۔ مضاف صفت کا صیغہ ہو لیکن اپنے معمول کی طرف مضاف نہ ہو جیسے کریمُ البلدِ۔ اگر کریم کی اضافت فاعل کی طرف کی جائے تو پھر یہ اضافت معنوی بن جاتا ہے تیسرے صورت والا اضافت۔ پس صحیح معنیٰ کے لئے غیر صفةٍ کو مضافةٍ الیٰ معمولھا کے ساتھ اکھٹا لکھیں اور ترجمہ یوں بنے گا۔ غیرَ صفةٍ مضافةٍ الیٰ مَعمُولھا علاوہ ہو ایس صفت کے جو مضاف ہو رہی ہو اپنی معمول کی طرف۔ و ھی اِمّا بمعنی اللام اور یہ اضافت کبھی لام کے معنیٰ کے ساتھ ہو۔

حرف جر لام، من اور فی یہ تینوں مقدم ہو سکتے ہیں۔ فی وہاں مقدر ہونگا جہاں مضاف الیہ ظرف ہو مضاف کے لئے۔ جیسے صلوٰة الیلِ۔ یہاں الیل ظرف ہے۔ تو یہاں فی مقدر ہے۔ یعنی صلوٰةٌ فی الیل۔

جب مضافٌ الیہ جنس ہو مضاف کے لئے۔ یعنی مضاف الیہ سے مضاف بنا ہو۔ تو وہاں من مقدر ہونگا۔ جیسے خاتمُ فِضةٍ۔ چاندی کی انگوٹھی۔ خاتم ہے مضاف اور فضة مضاف الیہ ۔ اصل میں خاتمٌ من فِضَّةٌ تھا۔ اور اسکے علاوہ ہر جگہ لام مقدر ہونگا۔ جیسے غلام زیدٍ اصل میں غلامٌ لِزیدٍ تصا۔ نحو غلامُ زیدٍ ای مثلُ غلامُ زیدٍ ۔اسکو ہم نحوُ غلامِ زیدٍ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ نحو مضاف بنا اور غلامِ مضاف الیہ۔ زیدٍ بھی مضاف الیہ۔

او بمعنی من اور یا وہ اضافت من کے معنیٰ میں ہونگی۔جیسے خاتمُ فضةٍ چاندی کی انگوٹھی او بمعنی فی اور یا فی کے معنیٰ کے ساتھ نحو مثال کے طور پر صلوة اللیل و فائدةُ ھٰذہ الاضافةِ اور اضافت معنوی کا فائدہ یہ ہے۔جب کسی لفظ کی اضافت معرفہ کی طرف کی جائے تو وہ لفظ معرفہ بن جاتا ہے اور اگر اس لفظ کی اضافت نکرہ کی طرف کی جائے تو اس میں تخصیص آ جاتی ہے۔ اضافت معنوی کے یہ دو بڑے

فائدے ہیں۔اس کے علاوہ لفظوں میں بھی تخفیف آ جاتی ہے۔ غلامٌ لِزیدٍ بن جاتا ہے غلامُ زیدٍ۔ اضافت کی وجہ سے نون ساکن گر گیا۔ اور نون تثنیہ اور نون جمع بھی گر جاتا ہے جیسے غلاما زیدٍ اور مسلمو مصرٍ وغیرہ۔ اضافت سے لفظ ہلکا ہو جاتا ہے جس کا تلفظ آسان ہو جاتا ہے۔ اضافت لفظی صرف لفظوں میں تخفیف کا معنیٰ دیتا ہے۔معنیٰ میں کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ یعنی اس سے مضاف معرفہ نہیں بنتا اور نہ ہی تخصیص پیدا ہوتا ہے کلام میں۔ تعریفُ المضافِ وہ مضاف کی تعریف ہے۔ یعنی مضاف کو معرفہ بنانا ہے۔ ان أُضیف الٰی معرفةٍ جب اس کی اضافت معرفہ کی طرف کی جائے۔ کما مرَّ جیسے کہ گزر گیا۔ او تخصیصُهٗ اور یا یہ اضافت تخصیص کا فائدہ دیتی ہے۔ إن أُضیف الٰی نکرةٍ جب اس کی اضافت نکرۃ کی طرف کی جائے۔ کغلام رجلٍ جیسے غلامُ رجلٍ و اما اللفظیّة باقی اضافت لفظیہ جو ہے فہی وہ یہ ہے۔ ان یکون المضاف صفةً وہ یہ کہ مضاف ایسی صفت ہو مضافةً الٰی معمولها جو مضاف ہو رہی ہو اپنی معمول کی طرف۔ یہاں صفت سے مراد اسم فاعل، اسم مفعول اور صفت مشبہ ہیں۔صفت مشبہ کی مشہور وزن فعِیلٌ ہے۔جیسے شریفٌ، کریمٌ وغیرہ، اسم فاعل فعل معروف سے بنتا ہے۔ اسم مفعول فعل مجہول سے بنتا ہے اور صفت مشبہ فعل لازم سے بنتی ہے۔ فعل لازم صرف فاعل کو چاہتا ہے مفعول کو نہیں چاہتا۔ جیسے شَرُفَ اس سے صفت مشبہ شریفٌ۔ عزت والا۔ زیدٌ ضاربٌ عمرًا۔ ضاربٌ عامل اورزیدٌ اور عمرًا معمول ہے۔ اگر ضارب کی اضافت عمرًا کی طرف ہو جائیں۔ تو زیدٌ ضاربُ عمرٍ۔ یہاں صفت کی صیغہ کی اضافت معمول کی طرف کی گئی۔ یہ اضافت لفظیہ کہلاتی ہے۔ اس کے علاوہ جتنی اضافتیں ہے وہ اضافت معنویہ ہیں۔ جیسے غلامُ زیدٍ۔ یہاں مضاف صفت کا صیغہ نہیں۔ اور جیسے کریم البلدِ۔ کریم صفت مشبہ ہے۔ البلد فاعل نہیں۔ یہاں صیغہ صفت کا ہے لیکن غیر معمول کی طرف مضاف ہے ۔اس لئے اضافت معنویہ ہے۔ و هی فی تقدیر الانفصال اور یہ انفصال کی تقدیر میں ہوتا ہے۔انفصال کا معنیٰ ہوتا جدا ہونا۔یعنی مضاف اب بھی مضاف الیہ سے جدا ہے۔ اضافت معنویہ میں اضافت کی وجہ سے یا تو نکرۃ معرفہ بنتا اور یا نکرۃ میں تخصیص پیدا ہوتا اس لئے مضاف اور مضاف الیہ میں فصل نہیں رہتا لیکن اضافت لفظیہ میں مضاف نہ معرفہ بنتا ہے اور نہ ہی اس میں تخصیص پیدا ہوتا ہے گویا اب بھی مضاف اور مضاف الیہ ایک دوسرے سے جدا ہے۔ اس لئے متن میں انفصال ذکر ہے۔ جیسے ضاربٌ زیدً ۔ اگر ضاربٌ کی اضافت کی جائے تو ضاربُ زیدٍ بن جاتا ہے لفظوں میں تخفیف تو آیا لیکن ضاربٌ نکرۃ کا نکرۃ رہ گیا۔ اور نہ ہی اس میں تخصیص پیدا ہوا۔ نحو مثال کے طور پر ضارِبُ زیدٍ یہاں ضاربٌ سے صرف تنوین گر گیا۔نہ اس نے تعریف اخذ کی مضاف الیہ سے اور نہ تخصیص۔ و حَسَنُ الوجهِ ترجمہ۔ اچھا چہرہ۔ الوجهُ اس کے لئے فاعل تھا۔ و فائدتها تخفیفٌ فی اللفظ فقط اور اس اضافت لفظیہ کا فائدہ صرف لفظوں میں تخفیف ہے۔قرآن مجید میں ہے۔ هذا عارضٌ ممطرُنا ۔ هٰذا مرفوع محلاً مبتدا عارضٌ مرفوع لفظاً موصوف(یہ اسم فاعل کا صیغہ نہیں ۔ کیونکہ بادل کا نام عارض ہے) ممطرُ مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل اسکے اندر ہو ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل جو راجع ہے عارض کو۔(صفت کو موصوف سے جڑتے ہیں)۔ نا مجرور محلاً مضاف الیہ۔اسم فاعل اپنے فاعل اور مضاف الیہ سے ملکر شبہ جملہ ہو کر صفت۔ موصوف اپنے صفت سے ملکر خبر، مبتدا

خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ۔ (ممطر کی اضافت ہے ناضمیر کی طرف۔یہاں ممطر اور نا کے درمیان اضافت لفظی ہے۔ اس لئے ممطرنا نکرۃ کا نکرۃ ہی رہ گیا۔ اور یہ عارضٌ جو نکرۃ ہے اس کا صفت بن جائیگا۔ ممطر اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ اور نا ضمیر اس کے لئے معمول ہے۔ یعنی ہم پر بارش برسانے والا۔تو یہ "نا" ضمیر مفعول ہوا۔اور صفت کی صیغہ کی اضافت اپنی معمول کی طرف اضافت لفظی کہلاتا ہے۔اور اضافت لفظی انفصال کی تقدیر میں ہوتا ہے۔ممطر نے نہ تعریف اخذ کیا اور نہ ہی تخضیص حاصل کیا۔)ترجمہ۔ یہ ایسا بادل ہے جو ہم پر بارش برسائے گا۔

واعلم اور جان لے تو اَنّکَ اِذا اَضَفْتَ جب آپ اضافت کریں الاسمَ الصحیح او الجارِیَ مجریَ الصحیح الٰی یاء المتکلم اسم صحیح اور جاری مجری صحیح کی یائے متکلم کی طرف کسرتَ اٰخِرہٗ تو اس اسم صحیح یا جاری مجری صحیح کے آخر کو کسرہ دے دیں۔ و اسکَنْتَ الیاءَ او فَتَحْتَہا اور یا کو ساکن کر دے آپ اور یا فتح دے دیں۔ کغُلامِیْ/ کغُلامِیَ و دَلوِیْ/دَلوِیَ و ظبیِی/ظبیِیَ و ان کان اٰخرُالاسمِ الفًا اور اگر اس اسم کے آخر میں الف ہو جس کی اضافت یائے متکلم کی طرف کرنا ہے۔ تثبتُ وہ الف ثابت رہے گا۔ کعصایَ جیسے عصایَ۔ عصا لاٹھی کو کہتے ہیں۔ و رَحایَ اور رَحایَ ۔ رَحا کہتے ہیں پن چکی کو۔ خلافا للھذیل بخلاف قبیلہ ھذیل کے۔ کَعصِیَّ و رَحیَّ جیسے کہ عصِیَّ اور رَحِیَّ ۔ عَصَا اصل میں عَصَوٌ تھا۔ جب واو متحرک ما قبل حرکت ہو تو الف سے بدلتے ہے۔ تو بن گیا عَصَانْ۔(عَصَوٌ= عَصَوُنْ اب واو کو الف سے بدلو تو عَصَانْ) الف بھی ساکن اور نون بھی ساکن تو اجتمائے ساکنین علٰی غیر حدّہ آیا۔اگر اس صورت میں اول حرف مدّہ ہو تو اسکو گرا دیتے ہیں۔تو عَصَنْ یا عَصاً پڑھیں گے۔ یہ الف مقصورۃ ہے۔ اور تقدیری موجود ہے۔قبیلہ ھذیل کے نزدیک اگر کسی اسم کا الف ، واو یا "یا" سے بدل کر آیا ہو تو اضافت کے وقت اس کو واپس لایا جاتے ہے۔ جیسے عصا کا الف اصل میں واو تھا۔ تو اضافت کے دوران عَصَوُیَ ہوگیا۔ اور صرف کے قانون کے مطابق واو کو یا میں مدغم کیا تو عَصَیَّ ہوا۔ اور یا اپنے ما قبل کسرہ چاہتا ہے ۔تو عَصِیَّ ہوا۔ اور رَحَا کا الف اصل میں یا تھا۔ تو رَحَا ، رَحَیَ ہو گیا۔ اور جب اضافت کی گئی تو رَحَیَ یَ ہوگیا۔ پھر یا کو یا میں مدغم کیا تو رَحَیَّ ہو گیا۔ اور یا اپنے ما قبل کسرہ چاہتا ہے تو رَحِیَّ ہو گیا۔ وانْ کان اٰخرُ الاسمِ[49] یاءً اور اگر اسم کے آخر میں ایسی یا ہو، مکسوراً ما قبلہا مکسور ہو اس یا کا ما قبل۔ جیسے قاضِی یعنی اسم منقوص اَدغمتَ الیاءَ فی الیاءِ تو آپ ادغام کر دیں گے یا کا یا میں و فتحتَ الیاء الثانیۃَ اور دوسری یا کو فتح دینگے۔تا کہ اجتماع ساکنین نہ آئے۔ لئلّا یلتقِیَ الساکنان تا کہ التقائے ساکنین نہ ہو۔ التقاء اجتماع کو کہتے ہیں۔ تقول فی قاضِی قاضِیَّ تو قاضی کے اندر جب اپ اضافت کریں گے تو قاضِیَّ کہہ دیں گے۔ وان کانَ اٰخرُہٗ واوا اور اگر اس کے آخر میں ایسا واو ہو۔ مضموماً ما قبلَہا جس کا ما قبل مضموم ہو۔ قلَّبْتَہا یاءً تو آپ پلٹ دیں گے واو کو یا میں ۔ قلَّبَ یُقَلِّبُ کا معنیٰ ہے پلٹنا۔ و عَمِلْتَ کما عَملتَ الاٰنَ اور ویسا ہی عمل آپ کر دیں گے جیسا ابھی آپ نے کیا۔ تقول جاءنی مسلمیَّ اصل میں مسلمونَ تھا۔ اس کی اضافت یائے متکلم کی طرف کی گئی۔ تو نون جمع اضافت کی وجہ سے گر گیا تو ہو گیا۔ مسلمُوْیَ اور واو کو یا بنایا اور یا کو یا میں مدغم کیا تو مسلمُیَّ ہو گیا اور یا اپنے ماقبل کسرہ چاہتا ہے تو مسلِمِیَّ ہوا۔ترجمہ۔ آپ کہیں گے آیا میرے پاس

میرے فرمانبردار۔ ترکیب۔ جاء فعل نون وقایہ یا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ مسلمونَ مرفوع تقدیرًا مضاف یا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر جاء کا فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔اسمائے ستة مکبرہ مخذوفة الاعجاز ہیں۔ اعجاز عَجُزٌ کی جمع ہے عجز کہتے ہیں پچھلے حصہ کو۔یعنی اس کا آخری حصہ خذف کیا گیا ہے۔ اخٌ اصل میں تھا اخوٌ تو واو گرا کر اخٌ بن گیا۔آخر سے واو کو خذف کیا۔ اس طرح ابٌ اصل میں ابوٌ تھا۔ اور اضافت کے دوران وہ واو واپس نہیں آتا۔ اخٌ کی جب یائے متکلم کی طرف اضافت کریں تو اخی بن جاتا ہے۔ و فی الاسماء الستة مضافةً الٰی یاءِ المتکلّم اور اسمائے ستة کے اندر اس حال میں کہ جب وہ مضاف ہو یائے متکلم کی طرف تقول آپ کہتے ہیں اخی و ابی و حمی و ہنی و فیَّ عندَ الاکثر اور اکثر عرب کے نزدیک فِیَّ پڑھتے ہیں۔ و فمی عند قومٍ اور بعض قوموں کے نزدیک فمی پڑھتے ہیں۔چھٹا ذو ہے اور ذو کبھی بھی ضمیر کی طرف مضاف نہیں ہوتا۔ ذو اسم جنس کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ جیسے ذو مالٍ یعنی مال والا۔ و ذُوْ لا یُضافُ الٰی مضمر اصلًا اور ذو ضمیر کی طرف مضاف نہیں ہوتا قطعی طور پر۔ یہاں ایک اعتراض ہو سکتا ہے کہ اس شعر میں شاعر نے ذو کی اضافت ضمیر کی طرف کی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شاذ ہے۔ اور شاذ پر ضابطے مرتب نہیں ہو سکتے۔ النادرُ کالمعدومِ۔ یعنی نادر چیز معدوم کی طرح ہے۔

و قول القائلِ شعر اور کسی کہنے والے کا یہ قول۔ شعر

انما یعرفُ ذا الفضلِ من الناس ذَوُوہُ::لوگوں میں سے مرتبے والا،مرتبے والا جانتا ہے۔ انّما حصر کے لئے ہے ۔ ذَوُو یہ ذُو کی جمع ہے۔ اصل میں ذَوونَ تھا۔ اور نون جمع اضافت کی وجہ سے گر گیا۔ ذَوو مرفوع لفظاً مضاف اور ہا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ، مضاف اور مضاف الیہ ملکر فاعل۔ ترکیب۔ انما : مرکب ہے انَّ اور "ما" سے۔ انَّ حرف از حروف مشبہ کالفعل اور ما ملغہ عن العمل ہے۔ یعرفُ فعل ذا منصوب لفظاً مضاف الفضلِ مجرور لفظاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول بہ من حرف جارہ الناسِ مجرور لفظاً جار مجرور ملکر متعلق ہوئے یعرفُ کے ساتھ۔ ذوو مرفوع لفظاً مضاف ہا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل ،مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ شاذّ یہ شاذ ہے۔ و اذا قطعتَ ہٰذہِ الاسماءَ عن الاضافةِ اور جب آپ کاٹ دے ان اسموں کو اضافت سے قُلتَ تو آپ یوں کہہ دیں گے ۔ اخٌ و ابٌ و حمٌ و منٌ و فمٌ و ذو لا یقطعُ عن الاضافةِ البتة اور ذو کو کبھی بھی اضافت سے نہیں کاٹا جا سکتا قطعی طور پر۔ ہٰذا کلّہٗ بتقدیر حرف الجرّ یہ سارا حرف جر کی تقدیر کے ساتھ ہے۔ امّا ما یذکر فیہ حرفُ الجرّ لفظًا باقی وہ قسم جس میں حرف جر لفظوں میں آتا ہے۔ فسیاتیک فی القسم الثالث انشاءَ اللّٰہُ تعالٰی[51] پس جلد ہی وہ آئیں گا تیسری قسم میں انشاء اللہ تعالیٰ۔ الخاتمة فی التوابع یہ خاتمہ ہے توابع کے بیان میں۔ توابع کچھ ایسی چیزیں ہے جن پر عامل براہ راست عمل نہیں کرتا۔بلکہ ان پروہی اعراب آتا ہے جو ما قبل میں ہوتا ہے۔جیسے صفت، جاءنی رجلٌ عالمٌ۔ جاء نے رجل میں براہ راست عمل کیا اور عالم رجل کا تابع ہے۔ اگر رجل منصوب ہوتا تو عالم بھی منصوب ہوتا اور اگر رجل مجرور ہوتا تو یہ عالم بھی مجرور ہوتا۔ تابع کا معنیٰ ہے پیچھے چلنے والا۔ توابع کل 5 ہے۔ اعلم تو

جان لے۔ اَنَّ التی مرّت من الاسماءِ المعربة وہ جو گزرے ہیں آسمائے معربہ۔ معربة یه واحد مؤنث اسماء کی صفت ہے۔ کیونکه جمع بتاویل جمعةٌ کے واحد مؤنث کے حکم میں ہوتا ہے۔ کان اعرابہا بالاصالةِ ان کا اعراب اصالةً تھا۔ یعنی اصل کے اعتبار سے اعراب تھا۔ بِاَنْ دَخَلتہا العوامل بایں صورت که اس پر عوامل براہ راست داخل ہوتے۔ من المرفوعات و المنصوبات و المجرورات یعنی مرفوعات، منصوبات اور مجرورات۔ فقد یکون اعرابُ الاسم بِتَبْعِيَّةِ ما قبلهٗ اور کبھی کبھار اسم کا اعراب، وہ اپنے سے ما قبل کے تابع ہونے کی وجه سے ہوتا ہے۔ و یُسمی التابع اور اس اسم کو تابع کہتے ہیں۔ لانه یتبع ما قبلهٗ فی الاعراب اس لئے که یه اپنے سے ما قبل کا تابع ہوتا ہے۔ و ہو کلُّ ثانٍ تابع ہر وہ دوسرے درجے والا ہے۔جیسے جاءنی رجلٌ عالمٌ میں رجل پہلے اور عالم دوسرے درجے پر ہے۔ اور یه دوسرا تابع ہے۔سوال۔ اسی طرح کبھی کبھی تین، تین، چار چار صفتیں آتی ہیں تو کیا سارے تابع ہونگے؟ الجواب۔ دوسرے سے مراد دوسرے درجے والا۔ تو جتنی صفتیں آتی ہیں سارے دوسرے درجے والے ہیں۔ سارے تابع ہونگے۔ جاءنی رجلٌ عالمٌ شجاعٌ ۔ معربٍ جس کو اعراب دیا گیا ہو۔ باعراب سابقهٖ اپنے سے ماقبل کا اعراب من جهةٍ وَاحدةٍ ایک ہی جہت سے ۔یعنی ایک ہی مقتضی ہو۔ جاءنی رجلٌ عالمٌ شجاعٌ۔ یہاں رجلٌ پر رفع فاعلیت کی وجه سے آیا۔ یہی فاعلیت تقاضا کرتی ہے که عالم پر بھی رفع آئیں۔ اور یعی فاعلیت شجاعٌ پر بھی رفع ہونے کا تقاضا کرتی ہے۔ نیز ایک بات یاد رکھے اس ایک جہت کی قید سے خبر نکل گیا۔ کیونکه خبر کا اعراب بھی مبتدا کی طرح ہوتا ہے۔ لیکن خبر تابع نہیں کیونکه خبر، خبر کی وجه سے مرفوع ہے اور مبتدا ، مبتدا کی وجه سے مرفوع ہے۔ اسی طرح مفعول ثانی بھی اس قید سے نکل گیا۔ جیسے سمیتُ الرجلَ زیدًا۔ الرجُلَ مفعول اول اور زیدًا مفعول ثانی۔ دوسرے مرتبه میں ہے ۔ الرجلَ میں نصب کا تقاضا مفعول اول ہونے نه کیا اور زیدًا میں نصب کا تقاضا مفعول ثانی نے کیا۔ پس مقتضی یعنی اعراب میں تقاضا کرنے والا الگ الگ ہے۔ و التوابعُ خمسةُ اقسامٍ اور توابع پانچ قسم پر ہیں۔ النعت والعطف بالحروف والتاکید والبدا و عطف البَیَان

فصلٌ ای هٰذا فصلٌ النعت تابع نعت یا صفت ایسا تابع ہے۔ کوفی والے نعت کہتے ہیں اور بصری صفت کہتے ہیں۔ایک ہی چیز کے دو نام ہے۔ یدُلُّ جو دلالت کرتا ہے ۔ علی معنی ایسے معنیٰ پر فی متبوعه جو اس کے متبوع میں پایا جائے۔ موصوف اور صفت میں موصوف متبوع ہے اور صفت تابع ہے۔ نوٹ۔ اگر نکرہ کے بعد جار مجرور آئے اور کسی سے نه جڑیں تو وہ اس نکرہ کے لئے صفت بنے گا۔ جس طرح عموماً فعل صفت بنتا ہے۔ یہاں معنیً نکرہ ہے اور اس کے بعد فی متبوعه جار مجرور آئے ۔ اور یه کسی سے جڑتے بھی نہیں۔ تو یه معنیً کے لئے صفت بنے گا۔ اسی طرح اگر جمله اسمیه نکرہ کے بعد آئے تو وہ بھی صفت بنتا ہے اس نکرہ کے لئے۔ اکر معرفه کے بعد فعل، جار مجرور یا جمله اسمیه آئیں تو یه سب اس کے لئے حال بنے گی۔ اور معرفه ذو الحال بنے گا۔ نحو مثال کے طور پر جاءنی رجلٌ عالمٌ او فی متعلق متبوعه اور یا یه دلالت کرتا ہے ایسے معنی پر جو اس متبوع کے متعلق میں پایا جائے۔ نحو مثال کے طور پر جاءنی رجل عالمٌ ابوهٗ ترکیب۔ جاء فعل نون وقایه یا ضمیر منصوب محلاً مفعول به رجلٌ مرفوع لفظاً موصوف عالمٌ مرفوع لفظاً صیغه اسم فاعل، ابو مرفوع لفظاً مضاف، ہا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیه، مضاف اور مضاف الیه ملکر عالمٌ کے لئے فاعل،یہاں

ہا ضمیر لوٹ رہی ہے رجل کی طرف۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر صفت، موصوف صفت ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ترجمہ۔ آیا میرے پاس ایسا آدمی کہ اس کا والد عالم ہے۔ پہلی مثال میں عالم لفظوں میں بھی رجل کی صفت تھا، اور معنیٰ میں بھی رجل کی صفت تھا۔یہاں صفت، موصوف میں پایا جاتا ہے۔ اس کو کہتے ہے صفت بحالہٖ ۔ اور دوسری مثال میں عالم لفظوں میں تو رجل کی صفت ہے۔ لیکن معنیٰ کے لحاظ سے رجل کی صفت نہیں بلکہ اس کے متعلق کی صفت ہے اور وہ ہے والد۔ کیونکہ عالم ہونے کا معنیٰ اس رجل میں نہیں بلکہ اس رجل کی متعلق میں ہے، جو اس کا والد ہے۔ اور اسکو کہتے ہے صفت بحال مُتَعلقہٖ ۔ و یُسمّٰی صفۃً ایضًا اور نعت کو صفت بھی کہتے ہیں۔ و القسم الاول اور پہلی قسم، یعنی صفت بحالہٖ یتبع متبوعَہٗ وہ تابع ہوتی ہے اپنی متبوع کی فی عشرۃِ اشیاءَ دس چیزوں میں فی الاعراب اعراب میں یعنی رفع، نصب اور جر۔ یعنی اگر متبوع، مرفوع، منصوب یا مجرور ہوگاتو صفت پر بھی وہی اعراب آئیں گا۔ و التعریف و التنکیر اور اگر متبوع معرفہ یا نکرہ ہو تو یہ تابع بھی معرفہ یا نکرہ ہوگا۔ یہ صفت بحالہٖ میں اس طرح ہوگا۔ والافراد والتثنیۃ والجمعِ اور اگر صفت بحالہٖ میں متبوع مفرد، تثنیہ یا جمع ہوگا تو تابع بھی مفرد، تثنیہ یا جمع ہوگی۔ والتذکیر والتانیث اور اگر صفت بحالہٖ میں متبوع مذکر یا مؤنث ہوگا تو تابع بھی مذکر یا مؤنث ہوگا۔ نحو مثال کے طور پر جاءنی رجلٌ عالمٌ یہ مفرد کی مثال ہے۔ و جاءنی رجُلانِ عالمانِ یہ تثنیہ کی مثال ہے۔ و جاءنی رجالٌ عالمونَ جمع کی مثال و جاءنی زیدُ نِ العالمُ معرفہ کی مثال و جاءتنی امرأۃٌ[51] عالمۃٌ یہ نکرۃ کی مثال ہے۔ والقسمُ الثانی اور دوسری قسم یعنی صفت بحالِ متعلقہٖ انما یتبعُ متبوعہ یہ تابع ہوتی ہے اپنی متبوع کی فی الخمسۃ الأوُلِ فقط پہلے پانچ چیزوں میں فقط ۔یہ اُوَلٌ بروزن ضُرَبٌ، اُولٰی بروزن ضُربیٰ کی جمع ہے۔ اسم تفضیل ہے۔ اعنی میرا مطلب ان پانچ چیزوں سے الاعراب والتعریف والتنکیر یعنی، رفع، نصب، جر اور معرفہ اور نکرۃ ہیں۔ کقولہٖ تعالیٰ جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے۔ منْ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ الظَّالِمِ اَھْلُہا القریۃ موصوف ہے ، الظالم صیغہ اسم فاعل اھلہا اس کا فاعل۔ پانچ چیزوں میں مطابقت ہیں۔ القریۃِ مجرور ہے اور الظالمِ بھی مجرور ہے۔ اسی طرح تعریف میں بھی مطابقت ہے ۔ القریۃِ معرفۃ ہے تو الظالمِ بھی معرفۃ ہے۔باقی پانچ میں مطابقت ضروری نہیں جیسے القریۃ مؤنث جبکہ الظالم مذکر۔۔ اھلُہا کی ہا ضمیر راجع ہے قَریۃ کو یعنی اھلُ القریۃ۔ ترجمہ۔ منْ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ اس بستی میں سے الظالم اھلہا۔ کہ ظالم ہے اس کے رہنے والے۔ یہاں ظالم لفظوں میں صفت ہے قریۃ کی لیکن معنی میں یہ اہل قریۃ کی صفت ہے۔ کیونکہ بستی ظالم نہیں ہوتی اس کے رہنے والے ظالم ہوتے ہیں۔ و فائدۃ النَّعْتِ اور صفت کا فائدہ یہ ہے تخصیصُ المنعُوتِ وہ موصوف کی تخصیص ہے۔ تخصیص کا مطلب ہے احتمالات کا کم ہونا۔ اِن کانا نکرتین اگر موصوف، صفت دونوں نکرۃ ہو۔ نحو جاءنی رجلٌ عالمٌ و توضیحُہٗ اور یہ صفت توضیح کا معنیٰ دیتا ہے۔ توضیح کا مطلب ہے غیر کے احتمال کو ختم کرنا۔ ان کانا معرفتین اگر موصوف، صفت دونوں معرفۃ ہو۔ نحو جاءنی زیدُ الفاضلِ یہاں زید کی صفت فاضل بیان ہوا۔ تو غیر فاضل کا احتمال ختم ہوا۔ و قد یکونُ لِمجرد الثناء والمدح اور کبھی کبھار صفت صرف تعریف کے لئے آتی ہے۔ ثناء اور مدح کا معنیٰ ایک ہے۔ نحو مثال کے طور

پر بِسْمِ اللہ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ لفظ اللہ موصوف ہے ، الرحمٰن صفت اول، الرحیم صفت ثانی۔لفظ اللہ علی الاطلاق اعرفُ المعارف ہے۔یہاں موصوف، صفت دونوں معرفہ ہے۔ لیکن یہاں صفت توضیح کا فائدہ نہیں دیتا۔ اللہ کی ذات میں غیر رحمان ہونے کا کوئی احتمال نہیں۔ یہ صرف مدح اور ثناء کے لئے لایا گیا ہے۔ اسی طرح الرحیم بھی ہے۔ یہ صرف مدح اور ثناء کے لئے لایا گیا ہے۔ کیونکہ اللہ کی ذات میں غیر رحیم ہونے کا کوئی احتمال نہیں۔ و قد یکون للذّمّ اور کبھی کبھار یہ مذمت کے لئے آتا ہے۔ نحو مثال کے طور پر اَعُوذُ باللہِ مِنَ الشیطٰن الرّجِیْمِ لفظ الشیطان موصوف الرجیم (مردود) صفت اور دونوں معرفۃ ہیں لیکن یہ توضیح کے لئے نہیں۔ کیونکہ شیطان مردود ہی مردود ہے۔ اس میں غیر مردود کا کچھ احتمال ہی نہیں۔ تو یہاں صفت مَذمت کے لئے ہے۔ ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ یہ معرفہ توضیح کے لئے ہے، یا مدح اور ذم کے لئے ہیں؟ جواب۔ اگر آپ کو صفت کا پہلے سے پتہ ہے اور پھر بھی صفت لائی گئی تو معلوم ہوا یہ صفت مدح یا مذمت کے لئے ہے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی کہہ دیں جاءنی زیدُنِ العالمُ ۔ اگر ہمیں پہلے سے پتہ ہے کہ زید عالم ہے تو پھر یہاں العالم کہنا یہ توضیح کے لئے نہیں بلکہ مدح یا ذم کے لئے ہے۔اچھی صفت مدح کے لئے اور بری صفت ذم کے لئے ہوتا ہے۔ اگر ہمیں پہلے سے پتہ نہیں تھا تو پھر العالم کہنا توضیح کے لئے ہے۔ و قد یکونُ للتاکید اور صفت کبھی کبھار تاکید کے لئے ہوتی ہے۔ تاکید کا معنیٰ ہے ایک معنیٰ کو پختہ کرنا، یا اسی میں زور پیدا کرنا۔ جیسے رجلٌ کا معنیٰ ہے ایک آدمی۔ اگر اس کی صفت واحدۃٌ لائی جائے تو پھر بھی معنیٰ ہے ایک آدمی لیکن اس واحدۃٌ نے معنیٰ میں تاکید پیدا کیا۔ نحو مثال کے طور نَفْخَۃٌ واحدۃٌ نفخۃ کا معنیٰ ہے ایک مرتبہ پھونکنا، واحدۃٌ صفت ایک کی معنیٰ کو پکا کرنے کے لئے لایا گیا۔ واعلم اور جان لے تو اَنَّ النکرۃ تُوصَفُ بالجملۃ الخبریۃ اور نکرۃ جو ہے اس کو موصوف کیا جاتا ہے جملہ خبریہ کے ساتھ۔جملہ خبریہ دو قسم پر ہے۔ یعنی جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ۔ نحو مثال کے طور پر مررت برجلٍ ابوہ عالمٌ یہاں رجل موصوف ہے، اور ابوہ عالمٌ جملہ اسمیہ اس کی خبر ہے۔ ترکیب۔ مررتُ فعل بفاعل، تا ضمیر مرفوع محلاً فاعل، با جارہ رجلٍ مجرور لفظاً موصوف،(یہ موصوف اس لئے ہے کہ یہ نکرۃ ہے اور آگے جملہ آتا ہے جو نکرۃ کے حکم میں ہوتا ہے۔اور نکرۃ کے نکرۃ عموماً موصوف، صفت ہوتے ہیں) ابو مرفوع لفظاً مضاف ہا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مبتدا، عالمٌ مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل جو لوٹ رہی ابوہ کی طرف، صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہوکر ابوہ کی خبر،ابوہ کی ہا ضمیر لوٹ رہی ہے رجل کی طرف۔ مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ خبریہ ہوکر صفت، موصوف اپنے صفت سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے مررتُ فعل سے، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ۔ میں گزرا ایسے آدمی پر کہ اس کا باپ عالم ہے۔سوال۔ رجلٍ مجرور ہے اسکی صفت ابوہُ کی بجائے ابیہ ہونا چاہیے۔جواب۔ صرف ابوہ اسکی صفت نہیں بنتا بلکہ یہ سارا جملہ اسکی صفت بنتا ہے۔ اور یہ پورا جملہ محلاً مجرور ہے۔ او قامَ ابوہ ای مررتُ برجلٍ قامَ ابوہُ : رجلٍ نکرۃ ، قامَ ابوہُ جملہ فعلیہ خبریہ۔اب نکرۃ کی صفت جملہ فعلیہ ہے۔ ترکیب۔ مررتُ فعل بفاعل، تا ضمیر مرفوع محلاً فاعل، با جارہ رجلٍ مجرور لفظاً موصوف ۔قامَ فعل ابو مرفوع لفظاً

مضاف ہا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکرجملہ فعلیہ خبریہ ہو کر رجلٍ کی صفت جبکہ ابوہ کی ہا ضمیر لوٹ رہی ہے رجل کی طرف۔ موصوف اپنے صفت سے ملکر مجرور،با جارہ کے لئے۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوئے مررتُ فعل سے، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ترجمہ۔ میں گزرا ایک ایسے آدمی پر جس کا باپ کھڑا تھا۔ والمضمرُ اور ضمیر جو ہے۔ لا یوصفُ وہ نہ تو موصوف بنتا ہے۔ ضمیر معرفہ ہے اور اس میں توضیح کی ضرورت نہیں۔ و لا یوصَفُ بہ اور نہ صفت بنتا ہے۔

فصلٌ ھٰذا فصلٌ العطف بالحروف عطف بالحروف سے مراد معطوف بالحروف ہے۔ مصدر بول کر اسم مفعول مراد ہے۔ جاء نی زیدٌ و عمرٌ۔ یہ عمرو معطوف ہے۔ اور زید پر اسکا عطف ہے تو زید معطوف علیہ ہے۔ یعنی جس پر عطف کیا گیا۔ اور جسکا عطف کیا گیا وہ معطوف ۔ تابعٌ ایسا تابع ہے۔ ینسبُ الیہ کہ جس کی طرف نسبت کی جائے ما اس چیز کی نسب الی متبوعہ جس کی نسبت اس کی متبوع کی طرف کی گئی ہے۔اوپر کی مثال میں عمرو کی طرف نسبت جاء کی ہے۔ اور اسی جاء کی نسبت زید کی طرف بھی ہے۔ و کلاھما[52] مقصودان بتلک النسبةِ اور یہ دونوں مقصود ہوتے ہیں اس نسبت کے ذریعے۔ یعن معطوف بھی مقصود ہوتا اور معطوفٌ علیہ بھی۔ جیسے ضربَ زیدٌ و عمرٌ۔ تو یہاں صرف زید مقصود نہیں بلکہ زید(معطوفٌ علیہ یا متبوع) اور عمرو(معطوف یا تابع) دونوں مقصود ہیں۔ و یسمیٰ عطف النَسَقِ اور اسکو عطف نسق بھی کہتے ہیں۔ نسق کے دو معنیٰ ہیں۔ ایک معنیٰ ہے برابر ہونا۔یعنی تابع کو متبوع کے برابر کر دیتا ہے۔ ضرب زیدٌ و عمرٌ۔ اس عطف نے زید اور عمرو دونوں کو پٹھائی کرنے میں برابر کیا۔ اور دوسرا ترتیب دینا۔ چونکہ یہ عطف بالحروف بعض جگہ میں ترتیب کا فائدہ دیتا ہے۔ مثلاً جاءنی زیدٌ فعمرٌ۔ یا جاءنی زیدٌ فعمرٌ ثمَّ بکرٌ۔ یہ فا اور ثمَّ ترتیب کا فائدہ دیتا ہے۔ یعنی جو فا سے پہلے ہے وہ پہلے آیا اور جو فا کے بعد ہے وہ بعد میں آیا اور جو ثمَّ کے بعد ہے وہ سب سے آخر میں آیا۔ و شرطُہٗ ان یکونَ بینہ و بین متبُوعہٖ احد حُرُوف العطف اور شرط اس عطف کی یہ ہے کہ وہ تابع اور اسکے متبوع کے درمیان حروف عطف میں سے کوئی ایک حرف ہونا چاہیے۔اوپر کی مثالوں میں واو حرف عطف ہے۔حروف عطف کل دس ہیں۔ ان دس میں سے کوئی ایک آئیں گا۔ و سیاتی ذکرھا فی القسم الثالث انْ شَآءَاللّٰہُ تعالیٰ اور عنقریب اس حروف کا ذکر آ جائیں گا۔ ہا ضمیر راجع ہے حروف کو۔ حروف جمع ہے اور جمع بتاویل جعمۃ کے واحد مؤنث کے حکم میں ہوتا ہے۔ اس لئے واحد مؤنث کی ضمیر کو لوٹایا گیا۔ نحو قام زیدٌ و عمرٌ جیسے قام زیدٌ و عمرٌ۔ ترکیب۔ قام فعل زیدٌ مرفوع لفظاً معطوف علیہ واو حرف عطف عمرٌ مرفوع لفظاً معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔اشکال۔ فاعل ہمیشہ ایک آتا ہے اور یہاں دو فاعل آئیں۔ جواب۔ حرف عطف نے دونوں کو برابر کیا۔ واذا عُطف علی الضمیر المرفوع المتصل اور جب عطف کیا جائے ضمیر مرفوع متصل پر یجب تاکیدہ تو اسکا تاکید لانا واجب ہے بالضمیر المنفصل ضمیر منفصل کے ساتھ۔یعنی ضمیر مرفوع منفصل۔ ضرب کے اندر ھو ضمیر مرفوع متصل ، اور ضربا میں الف ضمیر مرفوع متصل، الخ اگرآپ اس ضمیر یعنی ضمیر مرفوع متصل پر براہ راست عطف کرنا چاہے تویہ

عطف صحیح نہیں۔ جیسے ضربتُ و زیدٌ۔ یہاں زیدٌ کا عطف تا ضمیر پر صحیح نہیں۔ اگر زید کا عطف کرنا چاہتے ہو تو پھر یا تو اس ضمیر کی تاکید لے آؤ اور وہ ہے ضمیر مرفوع منفصل ۔ یعنی تا کے لئے انا ضمیر لے آؤ۔جیسے ضربتُ انا و زیدٌ۔ یہ تا ضمیر کمزور ہے ۔ یہ فعل سے الگ نہیں آ سکتا۔ اور اسم ظاہر قوی ہے اور قوی کا عطف کمزور پر نہیں کر سکتے۔ اسی طرح ضرب زیدٌ و عمرٌ۔ اگر زید کا ذکر کلام میں پہلے سے ہے تو پھر زید کا ذکر ٹھیک نہیں تو اب زید کی جگہ ضرب کی ضمیر متصل ھوَ لانا ٹھیک نہیں۔ اس کی جگہ اس کا تاکید ضمیر مرفوع منفصل لاؤ اور وہ بھی ھو ضمیر ہے۔ لیکن یہ ھوَ مرفوع منفصل ہے تو کلام ہوگا۔ ضربَ ھو و عمرٌ۔ اسی طرح ضربتَ انتَ و زیدٌ۔ترکیب۔ ضربتُ انا و زیدٌ ۔ ضربتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً مؤکد، انا ضمیر مرفوع محلاً تاکید،(مؤکد اور تاکید کا اعراب ایک ہوتا ہے) مؤکد اپنے تاکید سے ملکر معطوف علیہ، واو حرف عطف زیدٌ مرفوع لفظاً معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر فاعل ۔ فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ترجمہ۔ میں نے اور زید نے پٹھائی کی۔

ضربتَ انتَ و زیدٌ۔ترکیب۔ ضربتَ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً مؤکد، انتَ ضمیر مرفوع محلاً تاکید،(مؤکد اور تاکید کا اعراب ایک ہوتا ہے) مؤکد اپنے تاکید سے ملکر معطوف علیہ، واو حرف عطف زیدٌ مرفوع لفظاً معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر فاعل ۔ فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ترجمہ۔ تم نے اور زید نے پٹھائی کی۔

ضرب ھو و زیدٌ۔ ضرب فعل ھو ضمیر اس کے اندر مرفوع محلاً مؤکد، ھو ضمیر مرفوع محلاً تاکید، مؤکد اپنی تاکید سے ملکر معطوف علیہ، واو حرف عطف زیدٌ مرفوع لفظاً معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر فاعل ۔ فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ترجمہ۔ اس نے اور زید نے پٹھائی کی۔اور دوسری صورت جب ضمیر مرفوع متصل پر عطف کرنا ہو تو کوئی لفظ فصل کے لئے لاؤ۔ مثلاً ضربتُ و زیدٌ چونکہ زید کا عطف تا ضمیر پر صحیح نہیں۔ پہلی صورت میں ہم نے انا ضمیر کو لایا تھا۔ اب انا کی بجائے کوئی دوسرا لفظ لے آؤ جیسے ضربتُ الیوم و زیدٌ۔ جب درمیان میں فصل لے آئی تو پھر بغیر تاکید کے عطف جائز ہے۔ یہاں فصل نے ضعف کو ختم کیا۔ نحو ضربتُ انا و زیدٌ مثال کے طور پر ضربتُ انا و زیدٌ۔ تفسیر اوپر گزر گئی۔ الا اذا فُصِّل فَصّل، یُفَصِّلُ، تفصیلً کا معنی ہوتا ہے تفصیل بیان کرنا۔یا ٹکڑے ٹکڑے کرنا، یہ ثلاثی مزید فیہ باب تفعیل سے ہے۔ یہاں صاد مشدد نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ ہم تفصیل بیان نہیں کرتے بلکہ بات چل رہی ہے جدائی کی۔ تو پھر مجرد فُصِلَ صحیح ہے۔ الا اذا فُصِلَ ۔ مگر یہ کہ ان میں جدائی کی جائے۔ نحو ضربت الیومَ و زیدٌ ترکیب ۔ ضربتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً معطوف علیہ، الیومَ منصوب لفظاً مفعول فیہ، واو حرف عطف، زیدٌ مرفوع لفظاً معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر فاعل ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ترجمہ۔ میں نے اور زید نے آج پٹھائی کی۔

وَاذا عُطِفَ علی الضمیر المجرور اور جب عطف کیا جائے ضمیر مجرور پر یجب اعادۃُ حرف الجرّ تو حرف جر کا اعادہ واجب ہے۔ یہ مذہب ہے بصرۃ کے نحویوں کے نزدیک۔ جبکہ کوفیوں کے نزدیک بغیر اعادہ کے عطف جائز ہے۔ جیسے صلَّ اللّٰہُ علیہِ و آلہِ وسلم ۔ یہاں علیہ: علیٰ جارہ اور ہا ضمیر مجرور ہے۔اور اسی پر عطف

ہے وَ آلہٖ: یہاں آلِ مجرور ہے جبکہ علی اس پر دوبارہ داخل نہیں۔ نیز کوفیوں کے نزدیک صلّ اللّٰہ علیہ و علی آلہ وسلم بھی جائز ہے۔ نحو مثال کے طور پر مررتُ بکَ و بزیدٍ ترکیب۔ مررتُ فعل بفاعل، تا ضمیر مرفوع محلاً فاعل، با جارہ کاف ضمیر مجرور محلاً، جار مجرور ملکر معطوفٌ علیہ، واوحرف عطف، با جارہ زید مجرور لفظاً جار مجرور ملکر معطوف،معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر یہ متعلق ہوئے مررتُ فعل کے ساتھ، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ترجمہ : میں آپ پر اور زید پر گزرا۔سوال۔ جس طرح ضمیر مرفوع متصل میں عطف کرتے وقت ہم تاکید لاتے تھے۔ تو یہاں تاکید کیوں نہ لایا جائے؟ جواب۔ اس لئے کہ ضمیر مجرور صرف متصل ہوتی ہے۔ منفصل نہیں ہوتی۔ اگر منفصل ہوتی تو ہم تاکید لے آتے۔ واعلم انّ المعطوفَ فی حکم المعطوفِ علیہ اور جان لے تو معطوف، معطوف علیہ کی حکم میں ہوتا ہے۔ جیسے جاءنی زیدٌ و عمرٌ۔ یہاں زید(معطوفٌ علیہ) فاعل ہے تو عمرو(معطوف) بھی فاعل ہے۔ جہاں معطوفٌ علیہ کی جگہ معطوف رکھنا جائز ہے تو عطف بھی جائز ہوگا۔ اگر رکھنا صحیح نہیں تو عطف بھی جائز نہیں۔ اعنی میرا مراد یہ ہے اذا کان الاولُ صفةً لشئٍ او خبرًا لامرٍ او صلةً او حالًا اگر پہلا یعنی معطوفٌ علیہ کسی چیز کا صفت ہو، یا کسی چیز کی خبر ہے،یا کسی چیز کا صلہ ہے، یا کسی سے حال ہے۔ فالثانی کذٰلک ایضًا اور دوسرا یعنی معطوف بھی اس طرح ہوگا۔ والضابطةُ فیہ انہ اور ضابطہ اس میں یہ ہے۔ حیثُ یجوز جہاں یہ جائز ہو ان یقام المعطوف مقامَ المعطوف علیہ کہ قائم مقام کیا جائے معطوف کو معطوفٌ علیہ کے۔ جازالعطف تو عطف بھی جائز ہوگا و حیث لا فلا اور جہاں عطف کو قائم مقام معطوفٌ علیہ کا نہیں کرسکتے تو وہاں عطف بھی جائز نہیں۔حرف عطف عامل کا نائب ہوتا ہے۔ جاء زیدٌ و عمرٌ۔ زید کو رفع جاء نے دیا۔ اور عمرو کو رفع واو نے دیا۔ یہ واو نائب ہے اس جاء کا۔ اور ایک ہی حرف عطف کے ذریعے دو معمولوں کا عطف دو معمولوں پر کرسکتے ہیں۔ عطفُ علی معمولَیْ عاملٍ واحدٍ جیسے علمتُ زیدًفاضلً و بکرًعالماً۔ترکیب۔علمتُ فعل بفاعل، تا ضمیر مرفوع محلاً فاعل، زیدً منصوب لفظاً معطوفٌ علیہ ،فاضلً منصوب لفظاً معطوفٌ علیہ ، واو حرف عطف بکرً منصوب لفظاً اور اسکا عطف زیدً پر ہے۔ عالماً منصوب لفظاً اور اس کا عطف فاضلً پر ہے۔بکر اور زید ملکر مفعول اول، اور عالماً اور فاضلً ملکر مفعول ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ بکر کا عطف زید پر اور عالم کا عطف فاضل پر۔ اور حرف عطف ایک ہے۔اور یہ جائز ہے اگر عامل ایک ہی ہو۔ اور یہاں عامل ایک ہے۔جو علمتُ ہے۔یعنی "عطفُ علی معمولَیْ عاملٍ واحدٍ" جائز ہے۔ مثال: أتَحسَبُ کلَّ سوداءَ تمرةً و بیضاءَ شحمةً : یہاں بیضاءَ کا عطف ہے سوداءَ پر۔ اور سوداءَ مجرور ہے کیونکہ اس پر کلَّ داخل ہے اور کلَّ مضاف ہوتا ہے۔ کلَّ کا معنیٰ ہے سارا۔ تو صرف یہ کلَّ کی معنی واضح نہیں آگے مضاف الیہ آ کر ابہام کو دورکرتا ہے۔ یہ سوداءَ غیر منصرف ہے اسی لئے اس کا جر فتح کی صورت میں ہے۔ اس کے آخر میں الف تانیث آ رہا ہے اور الف تانیث دو سببوں کے قائم مقام ہیں۔ اور شحمةً کا عطف ہے تمرةً پر۔اور تمرةً ہے منصوب۔ اور شحمةً بھی منصوب ہے۔ اور تمرةً میں عامل تحسبُ ہے۔ یہ تحسبُ دو مفعول چاہتا ہے ایک ہے کلَّ سوداءَ، اور دوسرا مفعول ہے تمرةً۔اسی لئے کلَّ منصوب ہے کیونکہ یہ مفعول اول ہے۔ اور تمرةً

مفعول ثانی ۔ ادھر بیضاء کا عطف ، سوداء پر اور شحمةً کا عطف تمرةً پر۔ اور یہ عطف ہوا دو معمولوں پر، یعنی سوداء اور تمرة ایک ہی حرف عطف واو کے ذریعے۔ اور وہ دو معمول دو مختلف عاملوں کے ہیں۔ تو یہ عطف :" عطفُ علیٰ معمولَیْ عاملَین مختلفیْن" ہوا۔ اب سوال یہ ہے کیا یہ عطف جائز ہے یا نہیں۔ اور حرف عطف کمزور ہے یہ دو کا عامل نہیں بن سکتا۔ لیکن جب مجرور مقدم ہو تو اس صورت میں یہ عطف جائز ہوگا۔ باقی کسی صورت میں عطف نہیں کرتے۔یہاں پہلا معطوفٌ علیه مجرور ہے۔ تو لہٰذا یہ عطف صحیح ہے۔ یہ ضابطہ سماعی ہے۔

ترکیب۔ أتَحسَبُ کلَّ سوداءَ تمرةً و بیضاءَ شحمةً : الف ہمزہ استفہام تحسبُ فعل بفاعل ، انتَ ضمیر اس کے اندر مرفوع محلاً اس کا فاعل، کلَّ منصوب لفظاً مضاف سوداءَ مجرور لفظاً مضاف الیه،اور معطوف علیه بھی ہے۔ تمرةً منصوب لفظاً یہ بھی معطوف علیه ہے۔ واو حرف عطف ، بیضاءَ اس کا عطف سوداءَ پر، اور شحمةً اس کا عطف تمرةً پر، سوداءَ معطوف علیه اپنے معطوف سے ملکر مضاف الیه کلَّ کے لئے، مضاف اور مضاف الیه ملکر مفعول اوّل تحسبُ فعل کے لئے۔اور تمرةً معطوف علیه اپنے معطوف سے ملکر یہ مفعول ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ فعلیه انشائیه ہوا۔ کیونکہ ہمزہ استفہام ہے۔ (کلُّ اور بعضُ ہمیشہ مضاف ہوتا ہے اور مضاف الیه چاہتا ہے۔ کیونکہ مضاف الیه کے بغیر اس کے معنیٰ میں ابہام ہوتا ہے)

ترجمہ: کیا تو ہر کالی چیز کو کھجور سمجھتا ہے۔ : اور ہر سفید چیز کو چربی : سوداء مؤنث ہے اسود کی اور بیضاء مؤنث ہے ابیض کی: والعطفُ علیٰ معمولَیْ عاملَین[53] مختلفیْن اور عطف کرنا دو مختلف عاملوں کے دو معمولوں پر جائزٌ وہ جائز ہے اس صورت میں کر اکر ان کان المعطوف علیه مجرورًا مقدَّماً اگر معطوف علیه مجرور مقدم ہو۔اوپر کی مثال میں سوداء مجرور مقدم تھا۔ و المعطوف کذلک اور معطوف بھی اسی طرح ہو۔یعنی اس میں بھی مجرور مقدم ہو۔اوپر کی مثال میں بیضاء تھا۔ نحو مثال کے طور پر فی الدارِ زیدٌ والحجرةِ عمرٌو: فی الدارِ ہے خبر مقدم اور زیدٌ ہے مبتدا مؤخر: یہاں حجرة(کمرة) اس کا عطف ہوا الدار پر۔ اور اس میں عامل "فی" جارہ ہے۔ الدارِ بھی مجرور ہے اور الحجرةِ بھی مجرور۔ اور عمرٌو کا عطف زیدٌ پر ہے اور زیدٌ ہے مبتدا اور اس میں عامل "عامل معنوی" یعنی ابتدا ہے۔ یہ عطف ہوا دو معمولوں پر جن کے عامل مختلف ہیں۔ لیکن یہ عطف جائز ہے کیونکہ مجرور مقدم ہے۔ ترکیب۔ فی جارہ الدارِ مجرور لفظاً معطوف علیه، جارمجرور ملکر متعلق ہوئے ثبت فعل سے،اسکے اندر ہو ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل جو زید کو راجع ہے۔ زیدٌ مرفوع لفظاً مبتدا معطوف علیه،واو حرف عطف الحجرةِ مجرور لفظاً معطوف الدارِ پر، الدار معطوف علیه اپنے معطوف سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے ثبت فعل سے ، ثبت فعل اس کے اندر ہو ضمیر جو لوٹ رہی ہے زید کو،ثبت فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیه ہو کر خبر مقدم، عمرٌو، مرفوع لفظاً، اس کا عطف ہے زیدٌ پر اور وہ مبتدا ہے،معطوف علیه اپنے معطوف سے ملکر مبتدا مؤخر۔ مبتدا مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیه خبریه ہوا۔

وفی هٰذه المسئَلَةِ مذهبان أخران اور اس مسئلے میں دو مذہب اور بھی ہے۔ و هُما اور وہ یہ ہے۔ ان یجوز مطلقا عند الفرّاء اور امام فرّا کے نزدیک مطلقاً جائز ہے۔ و لا یجوز مُطلقًا عند سیبویه اور امام سیبویہ کے نزدیک مطلقاً ناجائز ہے۔ اوپر جو تفصیل درج ہے وہ جمہور علماء کا مسلک تھا۔ امام فرّا کے نزدیک ہر صورت میں جائز ہیں۔ امام فرّا کے نزدیک چاہے مجرور مقدم ہو یا نہ ہو دو مختلف عاملوں کا ایک حرف عطف کے ذریعے دو معمولوں میں عمل کرنا اور عطف کرنا جائز ہیں۔ جبکہ امام سیبویہ کے نزدیک ہر صورت میں ناجائز۔اس کے نزدیک مجرور مقدم کا صورت بھی جائز نہیں۔

فصلٌ هٰذا فصلٌ **لیکچر نمبر 73** **التاکید تابع** تاکید جو ہے ایسا تابع ہے۔ **یَدُلّ** جو دلالت کرتا ہے **علی تقریر المتبوع** متبوع کی تقریر پر۔ تقریر کا معنیٰ ہے پکا کرنا۔پختہ کرنا۔تاکید اپنی متبوع کو پختہ کرتا ہے۔ **فی ما نُسِبَ** اس چیز میں جس کی طرف اس کی نسبت کی جارہی ہے۔۔ تاکید آکر اس نسبت کو پکا کرتا ہے۔ماقبل والا متبوع کو مؤکد کہتا ہے۔ اور مؤکد،تاکید کا اعراب ایک ہوتا ہے۔ او علیٰ شُمولِ الحکمِ لکل فردٍ من افراد المتبوع یا تاکید فائدہ دیتی ہے، حکم کے شامل ہونے کا ہر فرد کو متبوع کے افراد میں سے۔ یعنی حکم شامل ہے تمام افراد کو۔ جیسے جاءنی طلبةُ درجة الثانیه ۔ میرے پاس درجہ ثانی کے طلباء آئے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ سارے طلباء آئے۔ لیکن مجازًا ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ 20 میں سے 15 آئے وغیرہ۔ یہاں کلام مجاز پر محمول ہونے لگا۔ مجاز کے ختم کرنے کے لئے ہم کلھم کا لفظ لے آتے ہیں۔ جاءنی طلبةُ درجة الثانیه کلھم۔ یہ کلھم تاکید ہے ماقبل کے لئے۔ یعنی آنے کا فعل اکثر کو شامل نہیں بلکہ سب طلباء کو شامل ہے۔ والتاکیدُ علٰی قِسمَیْنِ اور تاکید دو قسم پر ہے۔ لفظی ایک لفظی ہے۔ و ھو تکریر اللفظِ الاول اور وہ پہلے لفظ کا تکرار ہے۔ تکرار کہتے ہیں ایک کے بعد چیز کو دوبارہ لانا۔ نحو مثال کے طور پر جاءنی زیدٌ زیدٌ ترکیب۔ جاء فعل، نون وقایہ یا ضمیر منصوب محلاً مفعول به زیدٌ مرفوع لفظاً مؤکد زیدٌ منصوب لفظاً تاکید، مؤکد تاکید ملکر جاء کے لئے فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہٖ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ و جاء جاء زید ترکیب۔ جاء فعل اور یہ ہے مؤکد اور دوسرا جاء فعل اور تاکید اور یہ مؤکد تاکید ہوئےاور زیدٌ مرفوع لفظاً فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ و معنوی اور دوسرا تاکید معنوی ہے، و ھو بِاَلْفَاظ معدودة اور وہ کچھ گنے چنے لفظوں کے ساتھ ہوتی ہے۔ و ھی اور وہ لفظ یہ ہیں۔ ھی راجع ہے الفاظ معدودة کی طرف۔

النفسُ و العَیْنُ للواحد والْـمُثَنّٰی والمجموع یہ نفس اور عین کا لفظ تاکید کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔مفرد کی تاکید کے لئے بھی آتے ہیں، تثنیہ کی تاکید کے لئے بھی آتے ہیں۔اور جمع کی تاکید کے لئے بھی آتے ہیں۔ بِاِختلاف الصیغة و الضمیر صیغے اور ضمیر کے مختلف ہونے کے ساتھ۔ نحو مثال کے طور پر جاءنی زیدٌ نفسُهٗ ترکیب۔ جاء فعل نون وقایہ یا ضمیر منصوب محلًا مفعول به زیدٌ مرفوع لفظاً مؤکد نفسُ مرفوع لفظاً مضاف ہا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیه، ہا ضمیر راجع ہے زید کی طرف۔ مضاف اپنے مضاف الیه سے ملکر تاکید، مؤکد اپنے تاکید سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ۔ میرے پاس

زید خود آیا۔ والزیدانِ انفُسُهما ای جاءنی الزیدانِ انفسهما ۔ الزیدانِ حالت رفعی میں ہے ۔ اس لئے انفسُ پر بھی رفع آیا۔ عرب تثنیه کی اضافت تثنیه(ضمیر) کی طرف پسند نہیں کرتے۔نفسا هما کہنے میں ٹھیک ہے۔ لیکن زیادہ پسندیدہ نہیں۔ اس لئے ماقبل کے تثنیه والے مضاف کو جمع سے بدلو،یعنی انفسُهما۔ قرآن مجید میں ہے۔ السارِقُ والسارِقةُ فاقطعوا ایدهما۔ ایدی جمع ہے ید۔ ید کی تثنیه یدَینِ ہے، مفعول کی حالت میں۔ یدیهما ہونے چاہیے تھا۔ لیکن اس تثنیه کو جمع سے بدل دیا۔ تو بن گیا ایدهما۔ او نفسا هما ای جاءنی الزیدانِ نفسا هما۔ ترکیب۔ جاء فعل نون وقایه یا ضمیر منصوب محلاً مفعول به، الزیدانِ مرفوع لفظاً مؤکَّد، نفسا مرفوع لفظ مضاف اور هما مجرور محلاً مضاف الیه، مضاف اپنے مضاف الیه سے ملکر تاکید، مؤکد اپنے تاکید سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول به سے ملکر جمله فعلیه خبریه ہوا۔ تثنیه کی صورت میں نفس کا تثنیه نفسان ہے اور تثنیه کی ضمیر هما ہے۔ اب نفسان کی اضافت هما کی طرف کرو تو نفساهما بن جائیں گا۔ نون اضافت کی وجه سے گرے گا۔ والزیدونَ انفُسُہم ای جاءنی الزیدون انفسُہم ۔ ترکیب۔ جاء فعل نون وقایه یا ضمیر منصوب محلاً مفعول به، الزیدونَ مرفوع لفظاً مؤکَّد، انفسُ مرفوع لفظ مضاف اور هم ضمیر مجرور محلاً مضاف الیه، مضاف اپنے مضاف الیه سے ملکر تاکید، مؤکد اپنے تاکید سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول به سے ملکر جمله فعلیه خبریه ہوا۔ و کذٰلک عینهُٗ ای جاءنی زیدٌ عینُهُ واعیُنُہما ای جاءنی الزیدانِ اعیُنُہما۔ او عَینَاهُما ای جاءنی زیدانِ عیناهما واعیُنُهم ای جاء نی الزیدونَ اعیُنُهم۔ ترکیبیں اوپر مثالوں کی طرح کریں۔

جاءتنی هندٌ نفسُها[54] مؤنث کے لئے مؤنث۔ و جاءتنی الهندان انْفُسُهما او نفساهُما ای جاءتنی الهندان نفسا هما ۔ و جاءتنی الهنداتُ انفسهنَّ تمام ترکیبیں اوپر مثالوں کی طرح کریں۔ قدیم عربی میں هند نام عام طور پر عورت کے لئے رکھا جاتا۔و کلا اور کلا، یه تثنیه مذکر کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ و کلتا اور کلتا، یه تثنیه مؤنث کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ للمثنی خاصة یه تثنیه کے لئے خاص ہے۔نیز یه دونوں بطور مضاف استعمال ہوتے ہیں۔ نحو مثال کے طور پر قام الرجلان کلاهما کھڑے ہوئے وه دونوں آدمی۔ترکیب۔ قام فعل، الرجلانِ مرفوع لفظاً مؤکد، کلا مرفوع لفظً مضاف هما مجرور محلاً مضاف الیه، مضاف اپنے مضاف الیه سے ملکر تاکید، مؤکد تاکید ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جمله فعلیه خبریه ہوا۔ و قامتِ المرأتانِ کلتا هما ترجمه۔ وه دونوں عورتیں کھڑی ہوئیں۔ ترکیب۔قامت فعل، المرأتانِ مرفوع لفظاً مؤکد کلتا مرفوع لفظاً مضاف، هما مجرور محلاً مضاف الیه، مضاف اپنے مضاف الیه سے ملکر تاکید، مؤکد تاکید ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جمله فعلیه خبریه ہوا۔ و کُلٌّ واجمَعُ واَکتَعُ واَبتَعُ واَبصعُ اور کل، اجمعَ، اکتع، ابتعُ اور ابصعُ یه بھی تاکید معنوی کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ لغیر المثنیٰ تثنیه کے علاوه کے لئے ، یعنی مفرد اور جمع دونوں کے لئے استعمال ہو سکتے ہیں۔ باختلافِ الضمیر فی کُلٍّ اور ضمیر کے بدلنے کے ساتھ "کل" میں۔ کلٌّ کی لفظ کے لئے صرف ضمیر بدلے گی، یعنی مفرد کے لئے مفرد اور جمع کے لئے جمع کی ضمیر آئیں گی۔کلٌّ کا لفظ نہیں بدلے گا۔ نیز کلٌّ یه مضاف بنتا ہے اور اس کے لئے مضاف الیه ضروری ہے۔ مفرد کے لئے کلهُ، کلُّها،اور جمع کے لئے کلهم، کلهنَّ ۔ والصیغةِ فی البواقی اور باقیوں میں صیغه کے بدلنے کے ساتھ۔باقی میں

ضمیر نہیں آتی خود وہی صیغه بدل جاتا ہے۔مفرد مذکر کے لئے کہتے ہیں، " اجمعَ، اکتع، ابتعُ اور ابصعُ"۔ اور مفرد مؤنث کے لئے کہتے ہیں۔"جمعاءُ، کتعاءُ، بتعاءُ، بصعاءُ" جس طرح پیچھے گزر گیا ہے سوداٗء جمع تھی اسود کی۔ یہاں بھی اجمع، اسود کی وزن پر ہے، اور جمعاء، سوداٗءُ کی وزن پر ہے۔ اور اکتع کا وزن ابیض کی طرح اور کتعاءُ ، بیضاءُ کی وزن پر۔ جمع مذکر کے لئے ، اجمعون، اکتعون، ابتعون، اور ابصعونَ، اور جمع مؤنث کے لئے،جُمَعٌ، کُتَعٌ، بُتَعٌ اور بُصَعٌ۔ اَکتَعُ بروزنِ اَضرَبُ۔ صیغه اسم تفضیل۔ اسکا مفرد مؤنث ضُربیٰ، اور جمع مؤنث کا وزن ضُرَبٌ ہے۔ یه جمعٌ، کتعٌ، بتعٌ اور بصعٌ اسی ضربٌ کی وزن پر ہیں۔

تقول آپ کہتے ہیں۔ جاءنی القومُ کلُّھم اجمعون اکتعُون ابتَعُونَ اَبصعون ترکیب۔ جاء فعل، نون وقایه، یا ضمیر منصوب محلاً مفعول به، القومُ مرفوع لفظاً مؤکد، کلُّ مرفوع لفظاً مضاف،(اگر القوم منصوب ہوتا تو کلَّ یه بھی منصوب ہوتا اور القوم مجرور ہوتا تو کلِّ یه بھی مجرور ہوتا۔ کیونکه مؤکد تاکید کا اعراب ایک ہوتا ہے۔ کلُّ کا لفظ ہمیشه تاکید کے لئے نہیں آتا۔ اگر پہلے سے مؤکد موجود ہے تو یه تاکید بنے گا۔ جیسے جاءنی کلُّھم۔ اب یه کلُّ فاعل بنا۔کیونکه ماقبل میں مؤکد نہیں۔) ھم مجرور محلاً مضاف الیه، مضاف اپنے مضاف الیه سے ملکر تاکید، اجمعونَ، مرفوع لفظاً تاکید ،اکتعُون مرفوع لفظاً تاکید ابتَعُونَ مرفوع لفظاً تاکید اَبصعون مرفوع لفظاً تاکید۔ مؤکد اپنے سارے تاکیدوں سے ملکر فاعل، فاعل اپنے فاعل اور مفعول به سے ملکر جمله فعلیه خبریه ہوا۔ وقامتِ النساء کلھن جُمَعُ کُتَعُ بُتَعُ بُصَعُ اس کا ترکیب اوپر کی ترکیب کی طرح ہے۔ واذا اردتَّ تاکید الضمیر المرفوعِ المتصل بالنفسِ والعینِ اور جب آپ کا یه اراده ہو که آپ تاکید لائے ضمیر مرفوع متصل کی نفس اور عین کے لفظ کے ساتھ۔ یجب تاکیدہٗ بالضمیر المنفصل تو واجب ہے اس کی تاکید لانا ضمیر منفصل کے ساتھ نحو مثال کے طور پر ضربتَ انتَ نفسُکَ (کتاب میں غلطی سے نفسَکَ لکھا ہے۔ صحیح نفسُکَ ہے۔ کیونکه یه نفس تاکید ہے تا ضمیر کے لئے۔ اور تاضمیر مرفوع ہے ۔ اور مؤکد تاکید کا اعراب ایک ہوتا ہے۔ تو نفس یه بھی مرفوع ہوگی۔ تو نفسَ کی بجائے نفسُ صحیح ہے) ترکیب۔ ضربتَ فعل بفاعل، تا ضمیر مرفوع محلاً مؤکد، انتَ مرفوع محلاً تاکید لفظی، نفسُ مرفوع محلاً مضاف، کاف ضمیر مجرور محلاً مضاف الیه ، مضاف اپنے مضاف الیه سے ملکر تاکید معنوی، مؤکد اپنے دونوں تاکیدوں سے ملکر فاعل ہوا ضربتَ کے لئے۔ فعل اپنے فاعل سے ملکر جمله فعیله خبریه ہوا۔ ترجمه۔ تم نے خود پٹھائی کی۔

ولا یُؤکَّدُ بکلِّ واجمعَ که تاکید نہیں لائی جاتی کلُّ او اجمعُ کے ساتھ۔ یہاں کلِّ مجرور ہے کیونکه اس پر با جاره داخل ہے۔ اور اجمعَ اس کا عطف کلِّ پر ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے که اجمعَ کا عطف کلِّ پر ہے اور کلِّ مجرور ہے تو یه مجرور کیوں نہیں، کیونکه اس پر ہم زبر پڑھتے ہیں۔ جواب۔اجمعَ کا لفظ غیر منصرف ہے اور غیر منصرف کا جر فتح کی شکل میں آتا ہے۔اور یه مجرور لفظاً ہے۔ الّا مالَهٗ اجزاءٌ واَبعاضٌ مگر اس چیز کی که جس کے ایسے اجزاء ہو۔ اجزاء اور ابعاض کا معنیٰ ایک ہے یعنی ٹکڑے۔ یصح افتراقُھا که صحیح ہو انکا جُدا ہونا۔ حِسّاً حس کے اعتبار سے ۔ یعنی آنکھوں سے نظر آئیں۔ کالقومِ جیسے که قوم۔ قوم تین سے دس تک کے جماعت کو کہتے ہیں۔اور اس میں افراد ہیں۔ اور ہر فرد جدا جدا ہے۔ یعنی آنکھوں سے نظر آتا ہے۔ او حکماً اور یا اس کا جدا ہونا حکماً ہو۔ کما تقولُ جیسے آپ کہتے ہیں اشتریتُ العبدَ کلَّهٗ میں نے پورا

غلام خرید لیا۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ کبھی کبھار دو یا تین بندے اکھٹے ملکر کوئی غلام خرید لیتا۔اور وہ غلام وقت کے مطابق اپنے ہر مالک کے لئے کام کرتا۔ اسی صورت میں اگر مالک ایک ہو تو کہہ سکتا ہے کہ میں نے پورا غلام خرید لیا۔ یعنی میں اکیلا اس غلام کا مالک ہوں۔ترکیب۔ اشتریتُ فعل بفاعل، تا ضمیر مرفوع محلاً فاعل، العبدَ منصوب لفظاً مؤکد،کلَّ منصوب لفظً مضاف اور ہا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر تاکید، مؤکد اور تاکید ملکر مفعول، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ و لا تقولُ اور آپ یہ نہیں کہہ سکتے اکرمتُ العبدَ کُلَّہٗ میں نے اکرام کیا اس پورے غلام کا۔ کیونکہ اکرام کے اندر حصے نہیں ہو سکتے۔ واعلم اور جان لے تو۔(یاد رکھو یہ اکتع، ابتع اور ابصع یہ تابع ہے اجمعُ کے۔ تابع کا معنیٰ یہ کہ یہ استعمال اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ معنیٰ نہیں کہ یہ اسکا تاکید ہے۔ اور اجمع کے بغیر اسکا کوئی معنیٰ نہیں ۔ آگے آپ کی مرضی ہے چاہے ایک کو لائے اجمع کے ساتھ، چاہے دو کو لائے اجمعُ کے ساتھ چاہے تین کو لائے اجمعُ کے ساتھ۔ ہاں اجمعُ کو ان کے بغیر لا سکتے ہیں۔ جیسے قرآن میں اللہ فرماتا ہے۔فَسَجَدَ الملآئِکَۃُ کلُّھم اجمعون0 ترکیب۔سجد فعل، الملآئِکَۃُ مرفوع لفظاً فاعل مؤکد، کلُّ مرفوع لفظاً مضاف ھم مجرور محلاً مضاف الیہ ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر تاکید، اجمعون مرفوع لفظاً تاکید، مؤکد اپنے دونوں تاکیدوں سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ۔ تو سجدہ کیا سب فرشتوں نے اکھٹے ہی) اَنَّ اکتعَ وابتَعَ[55] و ابصَعَ اَتْبَاعٌ لِاَجْمَعْ کہ اکتع، ابتع، اور ابصع یہ تابع ہے اجمع کے۔ و لیس لہا معنیً ھٰہنا بدونہٖ اور یہاں ان کا کوئی معنیٰ نہیں بغیر اجمعُ کے۔ فلا یجوز تقدیمھا علی اجمعَ لہٰذا ان کو اجمعُ پر مقدم کرنا بھی جائز نہیں۔ و لا ذکرُھا بدونہٖ اور نہ ان کو ذکر کرنا بغیر اجمعُ کے جائز ہے۔ اور اجمعُ کو ان کے بغیر ذکر کر سکتے ہیں۔ لیکچر نمبر 74

فصل ھٰذا فصلٌ البدلُ تابعٌ بدل ایسا تابع ہے۔ یُنسَبُ الیہ کہ نسبت کی جاتی ہے اس کی طرف ما نُسِب الیٰ متبوعہٖ اس چیز کی جس کی نسبت کی گئی ہے اس کی متبوع کی طرف۔ و ھو المقصود بالنسبۃِ دونَ متبوعہٖ اور وہی مقصود ہوتا ہے نسبت سے نہ کہ اسکا متبوع۔ یہاں صرف بدل مقصود بالنسبت ہوتا ہے۔ جو پہلے آئے اسے مبدل منہ کہتے ہیں اور جو بعد میں آئے اسے بدل کہتے ہیں۔مبدل منہ اور بدل کا اعراب ایک ہوتا ہے۔ کیونکہ بدل تابع ہے۔ عطف نسق میں متبوع اور تابع دونوں مقصود ہوتے ہیں لیکن بدل میں صرف تابع یعنی بدل مقصود ہوتا ہے۔ اور مبدل منہ کو تمہید کے طور پر ذکر کیا جاتا ہے۔ اصل مقصود تو بدل ہوتا ہے۔ و اقسام البدل اربعۃٌ اور بدل کی چار قسمیں ہیں۔ بدل الکلِّ من الکُلِّ ایک تو "بدل الکلّ من الکل" ہے۔ و ھو ما مَدلولُہٗ وہ بدل ہے کہ اسکا مدلول مدلولُ المتبوعِ متبوع کا بھی مدلول ہو۔ مدلول(جس پر کوئی چیز دلالت کریں) جیسے لفظ زید نے ذات زید پر دلالت کیا۔ دلالت کرنے والے کو دالٌّ کہتے ہیں۔ اور جس چیز پر دلالت کریں اس کو مدلول کہتے ہیں۔ یعنی مبدل منہ اور بدل کا مدلول ایک ہی ذات ہو۔ جیسے جاءنی زیدٌ اخوکَ۔ زید جس ذات پر دلالت کرتا ہے اخوک بھی اسی ذات پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی کل نے کل پر دلالت کی۔ نحو مثال کے طور پر جاءنی زیدٌ اخوک آیا میرے پاس زید یعنی کہ آپ کا بھائی۔ ضروری نہیں کہ لفظ "یعنی" لایا جائے لیکن عموماً اسی طرح کرتے ہیں۔ ترکیب۔ جاء فعل نون وقایہ یا ضمیر منصوب محلاً مفعول

بہ زیدٌ مرفوع لفظاً مبدل منہ اخو مرفوع لفظاً مضاف کاف ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر بدل، مبدل منہ اپنے بدل سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ و بدل البعض من الکلِّ اور دوسری قسم "بدل البعض من الکل" ہے۔ یعنی کل سے بعض بدل آئے۔

و ہو ما مدلولہٗ جزءُ مدلول المتبوع وہ بدل ہے کہ جس کا مدلول متبوع کے مدلول کا جز ہو۔ یعنی مبدل منہ جس ذات پر دلالت کرتا ہے آگے آنے والا بدل اس پوری ذات پر دلالت نہیں کر رہا بلکہ اسکے جز پر دلالت کرتا ہے۔ نحو مثال کے طور پر ضربتُ زیدًا رأسَہٗ میں نے مارا زید کو یعنی اسکا سر۔ یہاں پہلے زید کا ذکر ہوا جو پورا ذات ہے۔ اور زید کا سر اس پوری ذات کا جز ہے۔ معلوم ہوا کہ مبدل منہ پورا ذات ہوگا۔ اور بدل اس ذات کا بعض حصہ ہوگا۔ یعنی جز ہوگا۔ ترکیب۔ ضربتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً فاعل زیدًا منصوب لفظاً مبدل منہ، راسَ منصوب لفظاً مضاف ہا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر بدل، مبدل منہ اپنے بدل سے ملکر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ و بدل الاشتمال اور تیسرا بدل الاشتمال ہے۔ و ہو ما مدلولُہ متعلِّقُ المتبوعِ اور وہ بدل ہے کہ جس کا مدلول متبوع کا متعلق ہو۔ یہاں بدل کے مدلول کا متبوع کے مدلول سے متعلق ہو۔ کسُلِبَ زیدٌ ثوبُہٗ جیسے زید کو چھینا گیا یعنی اس کے کپڑے کو۔ ماقبل میں زید کا ذکر ہے اور مابعد میں زید کے کپڑے، کپڑوں کا تعلق زید کے ذات ہے۔ نہ ہی زید کا کل ہے اور نہ ہی زید کا جز ہے۔ترکیب۔ سُلِبَ فعل مجہول زیدٌ مرفوع لفظاً مبدل منہ(نائب الفاعل) ثوبُ مرفوع لفظاً مضاف ہا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر بدل، مبدل منہ اپنے بدل سے ملکر نائب الفاعل(فعل مجہول نائب الفاعل کا تقاضا کرتا ہے) فعل اپنے نائب الفاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ مبدل منہ متبوع فعل کا محل نہیں ہوتا۔ اور وہ منتظر ہوتا ہے کہ کوئی اور لفظ آئے۔ تاکہ فعل کا محل بنے۔ جیسے اس مثال میں زید کا چھیننا، زید کو تو نہیں چھینا جا سکتا، ابھی کوئی اور لفظ آئیں گا جس سے فعل کا وقوع ثابت ہو جائے۔ تو ثوبُہٗ کے لفظ نے آ کر فعل کا وقوع ثابت کیا۔ تعریف۔ بدل الاشتمال وہ ہوتا ہے کہ جہاں مبدل منہ محل نہیں ہوتا وقوع فعل کا،اور ذہن منتظر رہتا ہے کہ کوئی اور لفظ آئیں جو فعل کو قبول کریں۔ مثال۔ اعجَبنی زیدٌ علمُہٗ ۔ مجھے تعجب میں ڈالا زید نے یعنی کہ اس کے علم نے۔ زیدٌ مبدل منہ، اور علم بدل الاشتمال ہے۔ جو زید کا متعلِق ہے۔ اور مبدل منہ وقوع فعل کو قبول نہیں کرتا۔ ذات زید حیران کرنے والا نہیں اس کا کوئی صفت انسان کو حیران کر سکتا ہے۔ اور اسی مثال میں زید کے علم نے تعجب میں ڈالا۔

و بدَلُ الغلَطِ اور چوتھی قسم بدل الغلط ہے۔غَلَط لام کے فتح کے ساتھ لکھنا ہے۔ اور لام کے سکون کے ساتھ لکھنا غلط ہے۔ و ہو ما یُذکرُ بعدَ الغلَطِ اور وہ بدل ہے جس کو غلطی کے بعد ذکر کیا جائے۔بدلالغلط کا مطلب یہ نہیں کو وہ غلط ہوتا ہے بلکہ غلطی کے بعد آتا ہے۔ نحو مثال کے طور پر جاءنی زیدٌ جعفرٌ ترکیب۔ جاء فعل نون وقایہ یا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ زیدٌ مرفوع لفظاً مبدل منہ، جعفرٌ مرفوع لفظاً بدل، مبدل منہ اپنے بدل سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ

خبریه ہوا۔ترجمہ۔ آیا میرے پاس زید یعنی کہ جعفر۔ ورأیتُ رجلًا حمارًا ترکیب۔ رأیتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً فاعل رجلًا منصوب لفظ مبدل منه، حمارًا منصوب لفظاً بدل، مبدل منه اپنے بدل سے ملکر مفعول به ، فعل اپنے فاعل اور مفعول به سے ملکر جمله فعلیه خبریه ہوا۔ ترجمہ۔ میں نے دیکھا آدمی یعنی کہ گدھا۔ یہاں ترکیب میں موصوف صفت نہیں بنانا۔جاءنی زیدٌ اخوهُ ۔ یہ بدل الغلط ہے۔مبدل منه اور بدل کی چار صورتیں بنتی ہے۔ مبدل منه نکرة اور بدل نکرة، مبدل منه نکرة اور بدل معرفة، مبدل منه معرفة اور بدل نکرة، اور مبدل منه معرفة اور بدل بھی معرفة۔بدل یعنی بعد میں آنے والا مقصود ہے۔ اور پہلے آنے والا یعنی مبدل منه وہ غیر مقصود ہوتا ہے۔ مقصود یعنی بدل کو غیر مقصود یعنی مبدل منه سے اعلی ہونا چاہیے اگر اعلی نہیں تو برابر ہونا چاہیے۔ اگر مبدل منه معرفة ہو تو بدل بھی معرفة ہونا چاہیے۔ اگر مبدل منه نکرة ہو تو بدل اعلیٰ یعنی معرفة ہونا چاہیے یا کم از کم برابر ہونا چاہیے یعنی نکرة ہونا چاہیے۔لیکن ایک صورت میں مسئلہ ہوتا جب مبدل منه یعنی غیر مقصود معرفة اور بدل نکرة۔ تو مبدل منه اعلی بنا اور بدل غیر اعلی ہوا۔ اسی صورت میں واجب ہے کہ بدل کی صفت لایا جائے۔ کیونکہ صفت سے موصوف میں تخصیص پیدا ہو جاتی ہے۔ جیسے غلامٌ تو اس سے مراد تمام غلام ہیں اور جب اسکی صفت لائی جائے جیسے غلامٌ مؤمنٌ تو اب اس میں تخصیص پیدا ہوا۔اور معرفة کے قریب ہوا۔ اور "قریب الی الشئ فی حکم الشئ" ہوتا ہے۔ والبدلُ ان کان نکرة من معرفةٍ اور بدل جو ہے وہ نکرة آ جائے معرفه سے یجبُ نعتُهٗ تو اسکی صفت لانا واجب ہے۔ کقولهٖ تعالیٰ جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔

بالنّاصِیَةِ ناصیَةٍ کاذِبَةٍ با جارہ النّاصِیَةِ مبدل منه معرفة ہے۔ اور ناصیةٍ یہ بدل ہے اور نکرة ہے۔ تو آگے اس کی صفت کاذبة لائی گئی۔ ترکیب۔ با جارہ النّاصِیَةِ مبدل منه، ناصیة موصوف کاذبة اسکی صفت ،اسکے اندر ھی ضمیر جو راجع ہے ناصیة کی طرف، موصوف صفت ملکر بدل، مبدل منه ، بدل سے ملکر با جارہ کے لئے مجرور ہے۔ ولا یَجبُ ذٰلِکَ فی عکسهٖ اور اسکے برعکس صورت میں ایسا واجب نہیں۔ یعنی مبدل منه نکرة اور بدل معرفة والی صورت۔ ولا فی المتجانسین اور دونوں ایک جنس والا ہو پھر بھی صفت لانا واجب نہیں۔ یعنی مبدل منه معرفة اور بدل معرفة والی صورت اور مبدل منه نکرة اور بدل بھی نکرة ان دونوں صورتوں میں صفت لانا واجب نہیں۔ اوپر کی مثال میں : ناصیة : یہ سر کے اگلے حصے کے بال جو پیشانی کے ساتھ ہے۔ یہ ناصیة کہلاتے ہے۔ یعنی پیشانی کے بال ۔ ترجمہ۔ قیامت کے دن مجرموں کو پیشانی کے بالوں سے پکڑا جائے گا۔ وہ ناصیة جو جھوٹ بولنے والے ہیں۔سوال پیدا ہوتا ہے کہ مجرموں کو پیشانی کے بالوں سے کیوں پکڑا جائے گا۔ سائنس کے تحقیق کے مطابق گناہ کے خیالات، برائی کے منصوبے یہ دماغ کے اگلے حصے میں پیدا ہوتے ہیں۔ یہ حصہ باطل خیالات ، جھوٹے خیالات پیدا کرتے ہیں۔

فصل[56] هٰذا فصلٌ عَطفُ البیان تابعٌ عطف بیان ایسا تابع ہے۔ غیرُ صفةٍ جو صفت کے علاوہ ہوتا ہے۔ یُوضِحُ متبوعَهٗ جو اپنے متبوع کی وضاحت کرتا ہے۔ و ھو اشھَرُ اسْمَیْ شیٔ اور وہ زیادہ مشہور نام ہوتا ہے دو ناموں میں سے: اسم تفضیل عام طور پر فاعل سے بنتا ہے۔ جیسے ضارب پٹھائی کرنے والا۔ اس میں مبالغہ کر کے اضربُ بنایا یعنی زیادہ پٹھائی کرنے والا۔ لیکن اشھرُ یہ اسم تفضیل اسم مفعول سے بنا ہے۔ اشھرُ

اسکا معنی ہے زیادہ مشہور۔ مشہور مفعول کے وزن پر ہے۔) اشمَیٌ اصل میں اسمَیْنِ تھا اضافت کی وجہ سے نون گر گیا۔اسمی شیءٍ : کسی چیز کے دو نام نحو مثال کے طور پر قامَ ابو حَفصٍ عُمَرُ کھڑے ہوئے ابو حفص یعنی عمرؓ ترکیب۔ قام فعل ابو مرفوع لفظاً مضاف حفصٍ مضاف الیہ مجرور، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر معطوف علیہ ، عمرُ مرفوع لفظاً عطف بیان، معطوف اپنے عطف بیان سے ملکر فاعل ہوا فعل کے لئے۔ فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ و قام عبدُ اللّٰہِ بنُ عمرَ ترکیب۔ قام فعل عبدُ مرفوع لفظاً مضاف لفظ اللہ مجرور لفظاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر معطوف علیہ، ابنُ مرفوع لفظاً مضاف عُمرَ مجرور لفظاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر عطف بیان، معطوف علیہ اپنے عطف بیان سے ملکر فاعل ہوا قام فعل کے لئے۔ فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ بعض علماء کے نزدیک عطف بیان کا زیادہ مشہور ہونا ضروری نہیں۔ اگر دونوں کے ملنے سے وضاحت حاصل ہوتی تو پھر جو چاہے عطف بیان بنائیں۔و لا یلتبس بالبدل لفظًا اور اس کا التباس نہیں ہوتا بدل کے ساتھ لفظوں کے اعتبار سے فی مثلِ قول الشاعر کسی شاعر کے اس قسم کے قول میں۔ شعر

انا ابْنُ التَّارِکِ البَکرِیِّ بِشرٍ:: عَلَیہِ الطَّیْرُ تَرْقُبُهٗ وُقُوْعًا

میں اس شخص کا بیٹا ہو جو چوڑنے (مار کر چوڑنے) والا ہے بکری بشر(آدمی کا نام) کو۔ البکری معطوف علیہ بنے گا۔ اور بشر عطف بیان بنے گا۔دونوں کا اعراب بھی ایک ہے۔ کہ اس پر پرندے موجود ہے جو اس کا انتظار کر رہے ہے(رَقَبَ یَرْقُبُ کا معنیٰ انتظار کرنا) اس حال میں کہ وہ اس کے پاس بیٹھے ہیں۔ یعنی روح نکلنے کا انتظار کر رہے ہیں۔ التارک مضاف ہے اور البکری مضاف الیہ، سوال یہ ہے کہ مضاف پر الف لام داخل نہیں ہوتا تو جواب یہ ہے کہ یہ اضافت لفظی ہے۔ (اضافت لفظی وہ ہے کہ جس میں مضاف صفت کا صیغہ ہو یعنی اسم فاعل، اسم مفعول یا صفت مشبہ ہو۔ اور مضاف ہو رہا ہو اپنی معمول کی طرف، یعنی جس میں وہ عمل کر رہا ہو۔ جیسے زیدٌ ضاربُ عمرٍ۔ یہاں ضارب صفت کا صیغہ ہے اور اسکا اضافت عمر کی طرف ہو رہا ہے۔ اور اضافت لفظی صرف لفظوں میں تخفیف کا معنی دیتی ہے۔ تفصیل گزر چکی ہے۔ ضاربٌ سے صرف تنوین گر گئی۔ اس کے برعکس اضافت معنوی یا تو تخصیص کا فائدہ دیتا ہے یا تعریف کا۔) التارک صفت کا صیغہ ہے اور مضاف ہے اپنے معمول کی طرف جو البکری ہے۔ یہ اضافت لفظی ہے ۔ اور اضافت لفظی میں مضاف پر بھی الف لام داخل کرنا جائز ہے جب مضاف الیہ پر بھی الف لام داخل ہو۔ اور یہاں بکری پر الف لام داخل ہے ۔اس لئے تارک پر بھی الف لام داخل ہوا۔

بدل تکرار عامل کے درجے میں ہوتا ہے۔ گویا اس پر عامل دوبارہ داخل ہو رہا ہے۔ یعنی وہاں پر عامل کو دوبارہ مقدر نکالا جاتا ہے۔ مثلاً جاءنی زیدٌ اخوک۔ زیدٌ مبدل منہ، اخوک بدل، مبدل منہ میں عامل جاء ہے۔

اور یہی جاءنی دوبارہ نکالیں گے اخوک کے لئے، جاءنی زیدٌ جاءنی اخوک۔ گویا یہ دوجملوں کے حکم میں ہو گیا۔ ایک جاءنی زیدٌ اور دوسرا جاءنی اخوک ۔ بدل اور مبدل منہ کا اعراب ایک ہوتا ہے۔ صاحب ہدایۃ النحو فرماتا ہے کہ اس قسم کے مثال(جو اوپر شعر میں بِشرٍ گزر گئی۔) میں بدل کے ساتھ التباس نہیں آتا۔ یہ بِشرٍ عطف بیان ہے اس کو بدل بنانا جائز نہیں۔ اگر اسکو بدل بنائیں تو بدل تکرار عامل کے درجے میں ہوتا ہے گویا جو مبدل منہ میں عامل ہے وہ اس کے لئے دوبارہ نکالنا پڑے گا۔ اور البکری کو جر التارک دیتا ہے مضاف جو ہے۔ تو وہی التارک دوبارہ بِشر کے لئے بھی نکالنا پڑے گا اگر بدل بنائیں گے۔ تو عبارت یوں بن جائیں گی۔

انا ابْنُ التَّارِكِ البَكرِيِّ التارِكِ بِشْرٍ : اور یہ اضافت لفظی ہے اور اضافت لفظی میں مضاف پر الف لام لانا تب جائز ہے جب مضاف الیہ پر بھی الف لام داخل ہو۔ اگر بدل بنائیں گے تو التارک بشر کہنا جائز نہیں۔ اس طرح کے مثالوں میں عطف بیان اور بدل میں فرق پڑ جاتا ہے۔ عام طور پر فرق نہیں ہوتا۔

ترکیب۔ انا مرفوع محلاً مبتدا اِبنُ مرفوع لفظاً مضاف، التارکِ (یہ ابن کے لئے مضاف الیہ ہے اور البکری کے لئے مضاف) مجرور لفظاً مضافٌ الیہ مضاف ،البکری مجرور لفظاً معطوف علیہ ،بِشرٍ مجرور لفظاً عطف بیان، معطوفُ علیہ اپنے عطف بیان سے ملکر مضاف الیہ ہوا التارک کے لئے، اور التارک مضاف یہ اپنے مضاف الیہ سے ملکر مضاف الیہ ہوا ابن کے لئے، ابن مضاف اپنے مضاف الیہ

سے ملکر خبر ہوئی مبتدا کے لئے، علیہِ الطَّیرُ (علیہ کا معنی ہے اس پر یعنی بکری بشر پر۔ یہ پورا جملہ ہے اور یہ حال بنے گا بکری بِشر سے۔ حال مفرد بھی ہوتا ہے اور کبھی کبھی جملہ بھی ہوتا ہے۔ تو جملہ بنانے کے لئے علیہِ خبر مقدم اور الطَّیرُ مبتدا مؤخر ہوگا۔ علیٰ جارہ ہا ضمیر مجرور محلاً جو لوٹ رہی بکری بشر(ذوالحال کو) کو، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے ثبتَتْ فعل کے ساتھ،(ثبتَتْ فعل اس لئے نکالا کیونکہ الطیر جمع ہے اور جمع بتاویل جمعۃٌ کے واحد مؤنث کے حکم میں ہوتا ہے۔ نیز ثبتَ فعل بھی نکال سکتے ہیں ۔ جمع کی طرف جمع کی ضمیر، واحد مؤنث کی ضمیر اور واحد مذکر یہ تینوں ضمائر لوٹا سکتے ہیں۔ جمعٌ کی تاویل میں ہو ضمیر بھی ٹھیک ہے۔) یا ثبتَ فعل کے ساتھ، ثبتَتْ فعل ھی ضمیر اسکے اندر اسکا فاعل جو راجع ہے الطیر مبتدا مؤخر کو۔) ثبتَتْ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر یہ خبر مقدم الطیر مبتدا مؤخر کے لئے، مبتدا اپنے خبر سے ملکر یہ جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر یہ حال بکری بشر سے۔ ترقُبُہٗ یہ پھر حال ہے ۔(الطیر کو ذوالحال بناؤ یا ثبتَتْ فعل کے اندر جو ھی ضمیر راجع تھی الطیر کی طرف اسکو ذوالحال بناؤ)۔ ترقب فعل اسکے اندر ھی ضمیر جو راجع ہے ذوالحال کو اور ہا ضمیر منصوب محلاً مفعول جو راجع ہے بکری بشر کو(جس طرح ضربتُہُ میں ہا ضمیر مفعول کی ہے)۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول سے

ملکر جملہ فعلیہ ہو کر یہ حال ہوئی ثبتَتْ کی ھی ضمیر سے۔ اور ذوالحال اپنے حال سے ملکر فاعل بنا ثبتتْ کے لئے۔ آگے وُقُوعًا(وقوع یہ جمع ہے واقع کی۔ اسکا معنٰی ہے واقع ہونا، اترنا، بیٹھے ہوئے) یہ بھی حال ہے الطیر سے یا ثبتت کے اندر ھی ضمیر سے یا ترقبہ کے اندر ھی ضمیر سے بناؤ۔ پوری ترکیب دوبارہ دیکھ لیجیئے۔

انا مرفوع محلاً مبتدا ابنُ مرفوع لفظاً مضاف التارکِ مجرور لفظاً مضاف الیہ مضاف، البکری مجرور لفظاً معطوف علیہ، بشرٍ مجرور لفظ عطف بیان، معطوف علیہ اپنے عطف بیان سے ملکر ذوالحال ، علی جارہ ہا ضمیر مجرور محلاً جو راجع ہے بکری بشر(ذوالحال) کو۔ جار مجرور ملکر متعلق ہے ثبتَتْ فعل کے، ثبتَتْ فعل اسکے اندر ھی ضمیر مرفوع محلاً (ذوالحال) ،الطیرُ مرفوع لفظاً مبتدا مؤخر، ترقب فعل اسکے اندر ھی ضمیر جو راجع ہے الطیر کو، ہا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ جو راجع ہے بکری بشر کو، ترقب فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر حال ثبتت کی ھی ضمیر کے لئے، وقوعًا (واقعٌ کی جمع) منصوب لفظاً صیغہ اسم فاعل، اسکے اندر ھم ضمیر جو راجع ہے ذوالحال(ثبتَت کی ھی ضمیر ۔ ھم اور ھی دونوں راجع ہے الطیر کو) کو، وقوعاً اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہوکر حال ۔ ثبتت کی ھی ضمیر یعنی ذوالحال اپنے دونوں حالوں سے ملکر فاعل، ثبتت کے لئے،ثبتت فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر مقدم ہوئی مبتدا مؤخر کے لئے، مبتدا اپنے خبر سے ملکر یہ حال ہوا بکری بشر ذوالحال سے، بکری بشر ذوالحال اپنے حال سے ملکر یہ مضافٌ الیہ ہوا التارکِ مضاف سے، التارک مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر یہ پھر مضاف الیہ ہوا ابن کے لئے۔ ابن مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر خبر ہوئی مبتدا کے لئے، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

دوسری صورت۔ اب ہم علیہ الطیر کو حال بنائیں گے بکری بشر سے، جس طرح پہلے تھا ، اور ترقبہ اور وقوعاً کو حال بنائیں گے الطیر سے۔ باقی ساری ترکیب اسی طرح ہے۔

انا مرفوع لفظاً مبتدا ابنُ مرفوع لفظاً مضاف التارک مجرور لفظاً مضاف الیہ مضاف، البکری مجرور لفظاً معطوف علیہ، بشرٍ مجرور لفظاً عطف بیان، معطوف علیہ اپنے عطف بیان سے ملکر ذوالحال، علٰی جارہ ہا ضمیر مجرور محلاً جو بکری بشر کو راجع ہے۔ جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوئے ثبتت فعل سے، ثبتت فعل اسکے اندر ھی ضمیر مرفوع محلاً جو راجع ہے الطیر کو، ثبتت فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر مقدم، الطیر مرفوع لفظاً ذوالحال، ترقب فعل اسکے اندر ھی ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل، جو راجع ہے الطیر کو، اور ہا ضمیر منصوب محلاً جو راجع بکری بشر کو، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ ہو

کر یہ پہلا حال ہوا۔وقوعاً منصوب لفظاً صیغہ اسم فاعل، اسکے اندر ھم ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل جو راجع ہے الطیر کو، اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر حال ثانی، ذوالحال اپنے دونوں حالوں سے ملکر مبتدا مؤخر، مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہو کر یہ حال ہوا ذوالحال بکری بشر سے، ذوالحال اپنے حال سے ملکر مضاف الیہ ہو التارک کے لئے، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر پھر مضاف الیہ ہوا ابن مضاف کے لئے، ابن مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر خبر ہوئی مبتدا کے لئے، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ صاحب کافیہ کے نزدیک ذوالحا ل کا فاعل یا مفعول ہونا ضروری ہے۔ تو اس صورت میں الطیر مبتدا جو ہے۔ کو حال نہیں بنا سکتے ۔ لیکن ابن مالک نحوی کے نزدیک حال کسی بھی چیز کی ہیئت بیان کرنے کرلئے ہوتا ہے۔ تو اس کے نزدیک الطیر کا ذوالحال بنانا ٹھیک ہے۔

ترجمہ۔ میں بیٹا ہوں اس شخص کا جس نے کر دیا ہے بکری بشر نامی آدمی کو اس حال میں کہ اس پر پرندے ہیں، انتظار کر رہے ہے اسکا یعنی اسکے روح کے نکلنے کا اس حال میں کہ اس کے پاس بیٹھے ہیں یا اترے ہیں ۔ بامحاورہ ترجمہ۔ میں بیٹا ہوں اس شخص کا جس نے بکری بشر نامی آدمی کو ایسا کر دیا ہے کہ اس پر پرندے اس کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں اس کے روح کے نکلنے کا انتظار کر رہے ہیں۔

لیکچر 76 الباب الثانی دوسرا باب فِی الاسمِ المبَنِیّ اسم مبنی کے بارے میں، مبنی پر اعراب ظاہر نہیں ہوتا۔ مبنی کا اعراب محلاً ہوتا ہے۔ محلاً کا مطلب یہ ہے کہ یہ جگہ اعراب کی ہے لیکن مبنی ہونے کی وجہ سے اعراب ظاہر نہیں ہوتا۔ اگر معرب ہوتا تو پھر اعراب ظاہر ہوتا۔ وہُوَاسمٌ اور وہ ایسا اسم ہے۔ وقع غیر مرکب مَعَ غیرہ جو مرکب نہ ہو اپنے غیر کے ساتھ، یعنی ترکیب میں واقع نہ ہو۔ یعنی نہ جوڑا گیا ہو۔غیر سے مراد اسکا عامل ہے۔یعنی عامل اسکے ساتھ ذکر نہ ہو۔ کیونکہ عامل کیوجہ سے رفع، نصب اور جر آتا ہے۔ مثلُ ا ب ت ث جیسے ا، ب، ت اور ث۔ سوال۔ بحث تو اسم کی چل رہی ہے اور مصنفؒ نے حروف کی مثالیں دی۔ جواب۔ ان حروف سے حروف مراد نہیں بلکہ ان حروف کے نام مراد ہیں۔اور نام تو اسم ہوتا ہے۔ و مثل واحد و اثنان و ثلٰثة اور جیسے کہ اعداد، واحد، اثنان اور ثلٰثة وغیرہ۔ و کلفظةِ زیدٍ وحدہٗ اور جیسا کہ اکیلا لفظ زید فانہ مبنیٌّ بالفعل علی السُّکون کیونکہ یہ مبنی علی السکون ہے بالفعل و معربٌ بالقُوّةِ اور معرب بالقوة ہے۔ یعنی معرب بننے کی صلاحیت موجود ہے اس میں او شابہَ مبنیَّ الاصل اور یا مبنی الاصل کے مشابہ ہو۔ تمام حروف، فعل ماضی اور امر حاضر معروف یہ مبنی الاصل ہیں۔

مشابہت سے مراد مناسبت ہے۔ اور وہ کچھ خاص منسبتیں ہیں۔ اگر وہ پائی جائی تو وہ اسم مبنی بن جاتا ہے۔ جیسا اسم اشارہ، یہ مشارٌ الیہ کا محتاج ہوتا ہے۔ جیسا کہ ھٰذا ۔ اسم اشارہ کی مناسبت حرف کے

ساتھ ہے۔ جیسا کہ حرف اپنے معنی میں غیر کا محتاج ہوتا ہے۔اسی طرح اسم اشارہ بھی غیر کا محتاج ہوتا ہے۔ بان یکونَ فی الدَّلالة علٰی معناهُ محتاجاً الٰی قرینةٍ بایں صورت کہ یہ اپنا معنی پر دلالت کرنے میں محتاج ہو کسی قرینة کا کالاشارةِ جیسا کہ اشارة نحو مثال کے طور پر هٰؤلاءِ یہ سب و نحوها اور اس جیسے اور اسمائے اشارات او[57] یکونُ علی اقل من ثلثة احرفٍ اور یا وہ تین حروف سے کم پر مشتمل ہو۔حروف مبنی الاصل ہیں اور حروف عام طور پر تین سے کم حروف پر مشتمل ہوتے ہیں۔تو جو اسم تین سے کم حروف پر مشتمل ہوا وہ حروف کے مشابہ ہو جاتا ہیں۔ او تضمَّنَ معنی الحرف اور یا متضمن ہو حرف کے معنی کو نحو مثال کے طور پر ذا و من و احد عشر جیسے "ذا" اسم اشارہ ہے۔ اور "مَن" شرطیہ اور استفہامیہ وغیرہ اور "احدَ عشر" گیارہ ، اصل میں احدٌ و عشرٌ۔ واو حرف عشر میں چھپ گیا، تو عشر مبنی بن گیا۔ احدَ کا دال بھی مبنی ہو گیا کیونکہ اعراب تو آخر میں آتا ہے۔ احدَ عشرَ یہ مبنی بن گیا۔ اور یہ حرف کے معنیٰ کو متضمن ہے۔ الی تسعة عشر سے لے کر "تسعة عشر" تک۔ و هٰذا القسم لا یصیر معربًا اصلا اور یہ اسم معرب نہیں بنتا قطعی طور پر، یعنی اگر ترکیب میں بھی واقع ہو جائیں، یا عامل بھی ساتھ آئیں پھر بھی معرب نہیں بنتا۔ و حکمهٗ اور مبنی کا حکم یہ ہے۔

ان لا یختلِفَ اٰخرهٗ باختلافِ العوامل کہ اسکا آخر تبدیل نہیں ہوتا عوامل کے تبدیل ہونے سے و حرکاتُهٗ تسمیّ ضمّا و فتحا و کسرًا و سُکونُهٗ وقفًا اور اسکے حرکات کو ضمً، فتحٌ اور کسرٌ کہتے ہیں۔ اور اسکے سکون کو وقف کہتے ہیں۔ و هو علی ثمانیة انواعٍ اور مبنی کی آٹھ قسمیں ہیں۔ المضمراتُ و اسماءُ الاشاراتِ والموصُولات واسماء الافعال والاصوات والمرکباتُ والکنایاتُ و بعض الظروفِ لیکچر 77 فصلٌ ای هٰذا فصلٌ المضمر ضمیر جو ہے اسم ایسا اسم ہے وضِعَ جس کو وضع کیا گیا ہے لِیدُلَّ علی متکلِّمٍ او مخاطَبٍ تا کہ وہ دلالت کرے متکلم پر یا مخاطب پر۔ متکلم جب بات کرتا ہے تو اپنا نام نہیں لیتا۔ اور اسی طرح مخاطب کا نام بھی نہیں لیا جاتا۔ او غائبٍ تقدم ذکرهٗ یا ایسے غائب کا جس کا ذکر مقدم ہو چکا ہو۔ معلوم ہوا غائب کا ذکر پہلے ہونا ضروری ہے۔ لیکن یہ پہلے ذکر ہونا، کبھی لفظوں کے اعتبار سے ہوگا، کبھی معنیٰ کے اعتبار سے اور کبھی حکم کے اعتبار سے۔لفظوں کی مثال: جیسے جاءنی زیدٌ فاکرمتهٗ : یہ ہا ضمیر زید کو راجع ہے ۔کیونکہ ابھی زید کا ذکر لفظوں میں ہوا تھا۔ یہ لفظوں کے اعتبار سے مقدم ہونا دو طرح سے ہیں۔

کبھی حقیقتًا اور کبھی تقدیراً۔ اس مثال میں زید کا ذکر لفظاً حقیقتًا مقدم ہو چکا ہے۔ بعض اوقات تقدیرًا مقدم ہوتا ہے۔ جیسے فی الدار زیدٌ۔ فی الدار یہ خبر مقدم ہے ، اور یہ متعلق ہے ثبت یا ثابتٌ سے، اور اس کے اندر ہو ضمیر جو راجع ہے زید کو، لیکن زید تو لفظوں کے اعتبار سے بعد میں ہیں لیکن تقدیرًا زید کا ذکر

پہلے ہو چکا ہے۔ کیونکہ رتبے کے لحاظ سے زید مقدم ہے۔ کیونکہ یہ مبتدا ہے اور مبتدا کا مقام پہلے ہوتا ہے۔ گویا تقدیرًا یہ ابھی بھی مقدم ہے۔ اور کبھی معنیٰ کے اعتبار سے مقدم ہوتا ہے۔ اور اس کی دو صورتیں ہیں1۔ کہ مرجع کسی اور لفظ کے ضِمن میں گزرا ہو۔جیسے اعدلوا هو اقرب لتقویٰ ۔یہاں ھو ضمیر راجع ہے عدل کو اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ ماقبل میں عدل کا کوئی لفظ تو ذکر نہیں۔یعنی ضمیر کا مرجع ماقبل میں نہیں۔ جواب۔ ضمیر کا مرجع لفظاً اگر چہ نہیں گزرا لیکن معنیً گزر چکا ہے۔ یہ اعدلوا کی ضمن میں عدل سمجھ میں آیا۔اعدلوا فعل ہے۔ کیونکہ ہر فعل کا مفہوم مرکب ہوتا ہے تین چیزوں سے ۔ 1۔ مصدر، 2۔ زمانہ، 3۔ نسبت الی الفاعل جیسے ضربَ ایک ضربٌ یعنی پٹھائی سمجھ میں آیا ، ایک ضربَ زمانہ، اور ایک فاعل بھی چاہتا ہے کیونکہ ضرب کے لئے فاعل ضروری ہے۔ پس یہاں اعدلو فعل کے ضمن میں عدل کا معنیٰ پایا جاتا ہے۔ ترجمہ۔ تم لوگ عدل کرو عدل جو ہے وہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔ اور دوسری صورت جب مرجع مقدم ہو معنیً جب وہ سیاق کلام سے مفہوم ہو رہا ہو۔ مثال کے طور پر جب ہم نحو کی کتاب پڑھتے ہیں اور اچانک کوئی ضمیر آتا ہے اور وہ علمائے نحو کی طرف لوٹتی ہے۔ تو یہاں تو ذکر نہیں علماء نحو کا لیکن یہ قاعدے ان کے مرتب کردہ ہے گویا اسکا ذکر مقدم ہو چکا ہے۔

یا دوسری مثال: وَلِاَبَوَیہِ لکلِّ واحد منهما السدس۔ اور میت کے جو والدین ہیں ان میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ ہے۔ یہ ہا ضمیر میت کو راجع ہے۔ اور سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ما قبل میں تو میت کا ذکر ہی نہیں گزرا تو یہ ہا ضمیر کیسی اس کو راجع ہے۔جواب۔ اگرچہ لفظوں کے اعتبار سے میت کا ذکر نہیں گزرا لیکن معنیً میت کا ذکر ہو چکا اس لئے کہ وراثت کی بحث چل رہی ہے اور وراثت وہاں جاری ہو سکتا ہے جہاں کوئی میت ہو۔یعنی معنیً مرجع مقدم ہو چکا ہوگا۔ لفظاً او معنیً او حکمًا یا باعتبار لفظوں کے یا معنیٰ کے اعتبار سے(مثالیں اور وضاحت اوپر گزر گئی) اور یا حکمً اس کا ذکر گزر چکا ہو۔ یعنی حکم لگا دیا گیا۔ یہ ضمیر قصہ اور ضمیر شان میں ہوگا۔ضمیر قصہ یا ضمیر شان اس کہتے ہیں کہ ایک ضمیر آتی ہے اور اس ضمیر کے بعد پورا جملہ ہوتا ہے۔اور وہ جملہ اس ضمیر کی تفسیر بیان کرتا ہے ۔ کہ اس ضمیر سے کیا مراد ہے۔ جیسے قل هو الله احد۔ یہاں ھو ضمیر کا ذکر ماقبل میں نہیں۔ آگے لفظ الله مبتدا احد اسکی خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہو کر یہ خبر ہوئی ھو کے لئے، اور یہ ضمیر شان ہے۔ اگر مذکر ہو تو ضمیر شان کہتے ہیں اور مؤنث ہو تو ضمیر قصہ کہتے ہیں۔ اس ضمیر کے لانے کا مقصد یہ ہے کہ بات دل میں اچھی طرح بیٹھ جائیں۔ اور بات میں ابہام پیدا ہو جائے۔ وهو علی قسمین اور یہ ضمیر دو قسم پر ہیں۔

متصل ایک تو متصل ہے۔

و هو ما لا يستعمل وحدَهٗ وہ ضمیر ہے جس کو اکیلے استعمال نہ کیا جاتا ہو، یعنی جب بھی آئے تو کسی لفظ کے ساتھ جڑا ہوا آئیں گا۔ متصل کی تین قسمیں ہیں مرفوع متصل ، منصوب متصل اور مجرور متصل ۔ اِمّا مرفوعٌ یا تو یہ مرفوع ہوگی نحو مثال کے طور پر ضَرُبِتُ الیٰ ضَرُبْنَ گردان کی طرف اشارہ ہے۔گردان صرفی ضرب سے شروع ہوتا ہے۔ اور نحو میں گردان متکلم کے صیغے سے شروع ہوتا ہے۔ صرفی حضرات فعل سے بحث کرتے ہیں اور سب سے پہلے وہ صیغہ لاتا ہے جس کے ساتھ کوئی ضمیر جڑی نہ ہو۔ جیسے ضربَ وغیرہ،نحوی حضرات تعریف و تنکیر سے بحث کرتے ہیں۔اور جس میں تعریف زیادہ ہو اس کو پہلے ذکر کرتا ہے۔نحوی متکلم کے گردان سب سے پہلے ذکر کرتے ہیں۔کیونکہ انسان سب سے زیادہ اپنے آپ کو جانتا ہے اور اسکے بعد مخاطب کو جانتا ہے اور اسکے بعد غائب۔ جیسے ضَرَبْتُ، ضربنا، ضربتَ، ضربتُما سے لے کر ضربتِ، ضربتا، ضربنَ تک۔ اور اسی طرح مجہول کا گردان۔ یہ ضمیریں مرفوع اس لئے ہیں کہ یا تو فاعل ہے اور یا نائب الفاعل۔ جیسے ضربتُ میں تا ضمیر فاعل کی ہے۔ اور ضُرِبْتُ میں تا ضمیر نائب الفاعل کی ہے۔ او منصوب اور یا منصوب ہوگی۔ نحو مثال کے طور پر ضَربَنی الیٰ ضربھُنَّ جیسے ضربنی، ضربنا، ضربکَ سے لے کر ضربہا ، ضربہما اور ضربہنَّ تک۔ یہ نون وقایہ کا ہے۔ اور یا ضمیر منصوب متصل ہے اور یہ مفعول بہ ہے۔

و اِنّنی الیٰ اِنّھنَّ [58] اور اسی طرح انَّنی سے لے کر انَّھُنَّ تک۔ انَّ یہ حرف ہے از حروف مشبہ بالفعل۔ اور یہ ایک اسم اور خبر چاہتا ہے۔ اپنے اسم کو نصب دیتا اور خبر کو رفع۔ جیسے انَّ زیدً قائمٌ۔ اگر زید کی جگہ متکلم کی ضمیر آئے تو اس طرح پڑھنا ہوگا انَّنی قائمٌ۔ بے شک میں کھڑا ہوں۔ یہاں بھی "نی" کا نون، نونِ وقایہ ہے۔ انَّ کے ساتھ جو یا ضمیر ہے یہ منصوب ہے۔ او مجرور اور یا یہ ضمیر متصل مجرور ہوگی۔ نحو مثال کے طور پر غلامی ولی الیٰ غلامِھنَّ وَ لھنَّ غلامی ، غلام مضاف اور یا ضمیر مضافٌ الیہ، اور مضاف الیہ مجرور ہوتا ہے۔ تو یا ضمیر مجرور متصل کی ہے۔ گردان: غلامی، غلامُنا، غلامُکَ، سے لے غلامہا، غلامُہما، غلامُہنَّ تک۔ اور لی، لنا سے لے کر لہا ، لہما، لہنَّ تک۔ ہم نے گردان میں غلامُہنَّ پڑھا اور متن میں غلامِھنَّ درج ہے۔ اس کا وجہ یہ ہے کہ متن میں حرف جر داخل ہے۔ اور ہا پر جو زیر ہے متن میں تو یہ اسکا اعراب نہیں اسکا حرکت ہے۔ و مُنفصِلٌ اور یا ضمیر منفصل ہوگی۔ و ھو ما یُستَعملُ وحدہٗ وہ ضمیر ہے جسکو اکیلا استعمال کیا جات ہو۔ امّا مرفوعٌ یا تو مرفوع منفصل ہوگی۔ نحو مثال کے طور پر انا الیٰ ھنَّ جیسے انا، نحنُ، انتَ، سے لے ھیَ ، ھما، ھنَّ تک۔

او منصوب اور یا منصوب متصل ہوگی۔ نحو مثال کے طور پر اِیَّایَ الی ایاھنَّ ایَّایَ ، ایَّانا، ایَّاکَ، سے لے ایَّا ہا، ایَّھما، ایَّاھنَّ تک۔ فذلک ستون ضمیرًا تو یہ ساٹھ ضمیر یں ہیں۔ سوال۔ یہ تو کل ستر ضمیریں بنتے ہیں۔

تو ادھر ساٹھ کیوں ذکر کیا؟ جواب۔ تثنیہ کی ضمیریں ایک جیسی ہیں تو مصنف نے اسے ایک ہی شمار کیا۔ اور ہر گردان میں تثنیہ کی چار ضمیریں ہیں اور مصنف نو دو حساب کی۔ تو اسی طرح ہر گردان سے دو صیغے کم کریں تو کل بارہ ضمیریں رہ گئیں۔تو پانچ گردانوں میں کل ساٹھ ضمیریں ہوئیں۔ مرفوع متصل صرف فعل سے جڑتی ہے۔ یہ اسم یا حرف سے کبھی بھی نہیں جڑتی۔ اور منصوب متصل، فعل سے بھی جڑتا ہے، اورحرف کے ساتھ بھی جڑی ہوئی آ سکتی لیکن اسم کے ساتھ جڑی ہوئی نہیں آ سکتی۔ اور ضمیر مجرور متصل اسم اور حرف کے ساتھ جڑسکتی ہے لیکن فعل کے ساتھ جڑی ہوئی نہیں آ سکتی۔ واعلم جان لے ان المرفوعَ المتصل خاصةً کہ ضمیر مرفوع متصل خاص طور پر یکون مستَتِرًا فی الماضی للغائب والغائبةِ کضَرَبَ ای ھو و ضَرَبَتْ ای ھی ماضی میں غائب اور غائبہ کی صیغوں میں جیسے ضربَ میں ھوَ اور ضربتْ میں ھی۔ و فی المضارعِ المتکلم مطلقًا نحو اضرِبُ ای انا و نضرِبُ ای نحن اور مضارع متکلم کے اندر متلقًا۔ یعنی چاہے واحد متکلم ہو یا جمع متکلم دونوں میں ضمیر مستتر ہیں۔ مثال کے طور پر اضربُ میں انا اور نضربُ میں نحنُ ہیں۔ و للمخاطَب کتضربُ ای انت اور مضارع کے مخاطَب کے صیغوں میں۔ جیسے کہ تضربُ میں انتَ ضمیر مستتر کی ہے۔ و للغائب و الغائبةِ کیضربُ ای ھو و تضربُ ای ھی اور مضارع کے غائب اور غائبہ کی صیغوں میں جیسے یضربُ میں ھو ضمیر اور تضربُ میں ھی ضمیر مستتر کی ضمائر ہیں۔ و فی الصفة اور صفت کے صیغوں میں، یعنی صفت کے صیغوں میں ضمیر ہمیشہ مستتر آئیں گی۔ جیسے ضاربٌ میں ھو اور ضاربانِ میں ھما وغیرہ۔ ضاربان کی الف تثنیہ کی علامت ہے یہ ضمیر نہیں۔ اور اس کا دلیل یہ ہے کہ ضاربانِ کو حالت جری اور نصبی میں لے جاؤ تو الف یا ما قبل فتح سے بدلیں گاجیسے ضارِبَیْنِ ۔اگر الف ضمیر ہوتا تو یہ تبدیل نہ ہوتا کیونکہ ضمائر تو مبنیات میں سے ہیں اور مبنی تبدیل نہیں ہوتا۔ پس معلوم ہوا کہ یہ الف تثنیہ کی علامت ہے ضمیر نہیں۔

اسی طرح ضاربون حالت نصبی میں ضاربین بن جاتا ہے۔ اعنِی میرا مراد اسم الفاعل و المفعُول و غیرھما اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ، صیغہ مبالغہ وغیرہ کے جتنے صیغے ہیں۔ مطلقا تمام صورتوں میں، چاہے مفرد ہو، تثنیہ ہے، یا جمع، تمام صورتوں میں ضمائر ان کے اندر چھپے ہوئے ہونگے۔ ولا یجوز استعمالُ المنفصل الا عند تعذّرِ المتصل اور جائز نہیں ہے ضمیر منفصل کو استعمال کرنا مگر جس وقت کہ ضمیر متصل متعذر ہو جائے۔یعنی ناممکن ہو جائے۔ یاد رکھیے کلام عرب کا حسن یہ ہے کہ الفاظ کم ہو اور مطلب پورا نکلیں۔ اور ضمیر متصل یہ صرف ایک حرف پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور ضمیر منفصل کبھی ایک ، کبھی دو اور کبھی تین حروف پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس لئے عرب والے متصل ضمیر کے استعمال کو پسند کرتے ہیں۔ اب مصنف ایسے مثالیں ذکر کررہے ہیں جس میں ضمیر منفصل استعمال کیا گیا ہے۔پہلا مثال

كاِيَّاكَ نَعْبُدُ اياک ضمیر منفصل ہے۔ اصل میں کلام یوں تھا، نعبُدُکَ، نعبدُ میں ضمیر نحنُ، ترجمه۔ہم عبادت کرتے ہیں۔ آگے کاف ضمیر آ گئی،نعبُدُکَ ترجمه: اے الله ہم آپ کی عبادت کرتے ہیں۔ لیکن اس کلام میں حصر نہیں ہے۔ یہاں تک تو ٹھیک ہے که الله کی عبادت کرتے ہیں۔ لیکن تخصیص نہیں که یا الله صرف آپکی عبادت کرتے ہیں۔ تو تخصیص کے لئے کاف ضمیر کو مقدم کیا۔ نعبدُک میں یه کاف ضمیر متصل تھی اور جب اسکو مقدم کیا تو کاف ضمیر اکیلا رہ گیا۔ اور ضمیر اکیلا نہیں رہتا کسی نه کسی لفظ کے بعد آتا ہے۔ اور جب کاف ضمیر کو مقدم کیا تو ضمیر مرفوع متصل کی کوئی صورت نه رہی تو مجبوراً منفصل کی ضمیر لانا پڑی۔ یه کاف ضمیر مفعول کی ضمیر تھی اور ضمیر منصوب ہوتا ہے اس لئے منفصل بھی منصوب لے کر آئیں۔ اگر مرفوع ہوتی تو انتَ لاتے ۔ انتَ سے مراد بھی مخاطَب ہے، کاف ضمیر بھی مخاطَب کے لئے، اور ایاکَ یه بھی مخاطب کے لئے، لیکن ہر ایک کو اپنے محل پر لانا ہے۔ مرفوع کی مقام پر مرفوع اور منصوب کی مقام پر منصوب۔ ترکیب۔ ایّاک منصوب محلاً مفعول به مقدَّم نعبدُ فعل بفاعل اسکے اندر نحن ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول به سے ملکر جمله فعلیه خبریه ہوا۔

و ما ضربک الا انا ای ما ضربک احدٌ الّا انا۔ میرے سوا کسی نے آپ کی پٹھائی نہیں کی۔ یعنی صرف میں نے آپ کی پٹھائی کی ہے۔ اصل میں احدٌ فاعل تھا الّا حرف استثنیٰ اور انا تھا مستثنیٰ، پھر احدٌ فاعل کو خذف کر لیا گیا اور فاعل کو تو خذف کر نہیں سکتے تو انا کو اس کا قائم مقام کر دیا گیا۔یعنی انا کو فاعل بنایا گیا۔ کیونکه حصر پیدا کرنا تھا۔ ورنه یوں بھی ٹھیک تھا۔ ضربتُک یعنی میں نے آپ کی پٹھائی کی۔ لیکن میں حصر پیدا کرنا چاہتا که صرف میں نے پٹھائی کی اور کسی نے نه کی۔ تو "ما" اور "الا" کو حصر کے لئے لایا۔ اور الّا کے بعد فاعل کو ذکر کرتے ہیں۔ اور فاعل ضمیر منفصل "انا" اس لئے لایا که درمیان میں حصر کے لئے "الّا" لایا اور اسکے بعد ضمیر، اور متصل کی ضمیر اکیلے نہیں آ سکتا اور منفصل کا اکیلا آ سکتا ہے۔ اس لئے ضمیر مرفوع منفصل لائی۔ اور چونکه فاعل کو خذف کیا تھا تو فاعل کی ضمیر لائی۔ ترکیب۔ ما ضرب فعل نفی، کاف ضمیر منصوب محلاً مفعول به الّا حرف استثنا انا مرفوع محلاً فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول به سے ملکر جمله فعلیه خبریه ہوا۔ سوال۔ ضرب فعل غائب کی ہو تو "انا" متکلم کی ضمیر اس کے لئے فاعل کس طرح بنا؟ جواب۔ اصل میں "احدٌ" فاعل تھا اسکو خذف کیا اور "انا" جو مستثنیٰ تھی اسکو فاعل کا قائم مقام کیا

۔اور تیسرا مقام یه ہے جس میں "انا" ضمیر منفصل ہے۔ و انا زیدٌ۔ انا مرفوع محلاً مبتدا زیدٌ مرفوع لفظاً خبر، مبتدا خبر ملکر جمله اسمیه خبریه ۔ یہاں انا ضمیر منفصل اس لئے لایا کیونکه یه مبتدا ہے اور مبتدا میں عامل ابتدا ہوتا ہے۔ یعنی عامل معنوی ہوتا ہے۔ لیکن لفظوں میں کوئی لفظ نہیں عمل کرنے کے لئے۔

یہ "انا" ضمیر مرفوع اس لئے لایا کیونکہ یہ مبتدا کا مقام ہے اور مبتدا مرفوع ہے اس لئے مرفوع ضمیر لایا۔ نیز متصل کی ضمیر اسلئے نہیں لایا کہ مبتدا میں عامل ابتدا یعنی معنوی عامل جو لفظوں سے خالی ہو وہ ہوتا ہے۔ اور متصل کی ضمیر تو کسی لفظ سے متصل ہوتی ہے۔ اور یہاں کوئی لفظ ہے نہیں تو متصل کی ضمیر اکیلا نہیں رہ سکتا اس لئے منفصل کی ضمیر لائی۔ و ماانت الا قائماً ما انت الا قائمٌ صحیح ہے۔ کیونکہ "ما" مشابہ بلیس اپنے اسم کو رفع دیتا ہے، اور خبر کو نصب، جیسے "ما انتَ قائماً" یہاں "ما" نے انتَ کو رفع دیا اور قائماً کو نصب۔ اگر "ما" مشابہ بلیس کے بعد "ان" آ جائے یا اس کی خبر پر "الّا" داخل ہو تو "ما مشابہ بلیس" یا ما مشابہ بلیس کی خبر اسم پر مقدم ہو جائے تو پھر "ما مشابہ بلیس" عمل نہیں کرتا۔ تو صحیح یہ ہوگا " ما انتَ الّا قائمٌ" اور یا ایسا کرے کہ "الّا" کو ختم کریں تو جملہ بن جائیگا "ما انتَ قائماً"۔ ترکیب۔ ما مشابہ بلیس انتَ مرفوع محلاً اسکا اسم، قائمًا منصوب لفظاً صیغہ اسم فاعل، اسکے اندر انتَ ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر ما مشابہ بلیس کی خبر، ما مشابہ بلیس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (صفت کے صیغے کو جب متکلم کی ضمیر سے جڑتے ہے تو متکلم کی ضمیر نکالوں، اگر مخاطب یا غائب کی ضمیر سے جڑتے ہو تو مخاطب یا غائب کی ضمیر نکالوں)، ۔اور تیسرا مقام یہ ہے جس میں "انا" ضمیر منفصل ہے۔ و انا زیدٌ۔ انا مرفوع محلاً مبتدا زیدٌ مرفوع لفظاً خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ۔ یہاں انا ضمیر منفصل اس لئے لایا کیونکہ یہ مبتدا ہے اور مبتدا میں عامل ابتدا ہوتا ہے۔ یعنی عامل معنوی ہوتا ہے۔ لیکن لفظوں میں کوئی لفظ نہیں عمل کرنے کے لئے۔ یہ "انا" ضمیر مرفوع اس لئے لایا کیونکہ یہ مبتدا کا مقام ہے اور مبتدا مرفوع ہے اس لئے مرفوع ضمیر لایا۔ نیز متصل کی ضمیر اسلئے نہیں لایا کہ مبتدا میں عامل ابتدا یعنی معنوی عامل جو لفظوں سے خالی ہو وہ ہوتا ہے۔ اور متصل کی ضمیر تو کسی لفظ سے متصل ہوتی ہے۔ اور یہاں کوئی لفظ ہے نہیں تو متصل کی ضمیر اکیلا نہیں رہ سکتا اس لئے منفصل کی ضمیر لائی۔ و ماانت الا قائماً ما انت الا قائمٌ صحیح ہے۔ کیونکہ "ما" مشابہ بلیس اپنے اسم کو رفع دیتا ہے، اور خبر کو نصب، جیسے "ما انتَ قائماً" یہاں "ما" نے انتَ کو رفع دیا اور قائماً کو نصب۔ اگر "ما" مشابہ بلیس کے بعد "ان" آ جائے یا اس کی خبر پر "الّا" داخل ہو تو "ما مشابہ بلیس" یا ما مشابہ بلیس کی خبر اسم پر مقدم ہو جائے تو پھر "ما مشابہ بلیس" عمل نہیں کرتا۔ تو صحیح یہ ہوگا " ما انتَ الّا قائمٌ" اور یا ایسا کرے کہ "الّا" کو ختم کریں تو جملہ بن جائیگا "ما انتَ قائماً"۔ ترکیب۔ ما مشابہ بلیس انتَ مرفوع محلاً اسکا اسم، قائمًا منصوب لفظاً صیغہ اسم فاعل، اسکے اندر انتَ ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر ما مشابہ بلیس کی خبر، ما مشابہ بلیس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (صفت کے صیغے کو جب

متکلم کی ضمیر سے جڑتے ہے تو متکلم کی ضمیر نکالوں، اگر مخاطب یا غائب کی ضمیر سے جڑتے ہو تو مخاطب یا غائب کی ضمیر نکالوں)،

سوال۔یہاں انت کو منفصل کیوں استعمال کیا؟ جواب۔ متصل کی ضمیر صرف فعل کے ساتھ جڑتی ہو اور یہاں "ما" حرف ہے وہ حرف کے ساتھ نہیں جڑتی اس لئے منفصل کی ضمیر لائی۔ تو کل چار جگہیں ذکر کیں جہاں منفصل کی ضمیر لائی گئی۔ پہلی جگہ ایاک نعبد یعنی جہاں ضمیر کو عامل پر مقدم کیا جائے، دوسری جگہ "وما ضربک الا انا" جہاں ضمیر اور عامل کے درمیان فصل آ جائے۔ تیسرا جگہ جہاں عامل معنوی ہو جیسے انا زیدٌ، جب عامل معنوی ہے تو اس کے ساتھ اتصال کی کوئی صورت نہیں۔ اور چوتھی جگہ جہاں عامل حرف ہے تو منفصل کی ضمیر لاتے ہیں۔ کیونکہ متصل حرف سے نہیں جڑتا۔ " و ما انت قائمًا"

واعلم اور جان لے تو ان لهم یہ هم ضمیر راجع ہے نحوی حضرات کو۔ یہاں سیاق کلام دلالت کرتا ہے کہ یہ ضمیر نحویوں کو راجع ہے کیونکہ نحو کی کتاب پڑھتے ہیں اور ان حضرات کے تیار کردہ ضابطے پڑھتے ہیں۔ ترجمہ۔ اور نحویوں کے نزدیک ضميرًا ایک ایسی ضمیر ہوتی ہے۔ يقع قبل جملَةً جوواقع ہوتی ہے ایسے جملہ سے پہلے تُفَسِّرهُ جو اس کی تفسیر بیان کرتا ہے۔ و يُسمّٰى ضمير الشان فى المذكر اور اسکو ضمیر شان کہتے ہیں مذکر میں۔ و ضمير القِصَّة 59 فى المؤنث اور ضمیر قصة کہتے ہیں مؤنث میں۔ اگر کلام کے اندر عمدہ(یعنی مبتدا، فاعل یا نائب الفاعل) مذکر تو ضمیرمذکر لاتے ہیں اور اسے ضمیر شان کہتا ہےا ور اگر عمدہ مؤنث ہو تو ضمیر قصہ۔ نحو مثال کے طور پر قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ یہاں ھو ضمیر شان ہے۔ یعنی شان/حال/بات یہ ہے کہ اللہ ایک ہے۔ ترکیب۔ قل فعل امر انت ضمیر اسکے اندر مرفوع محلاً اسکا فاعل، (قل کے بعد پورا جملہ ہوتا ہے اور یہ مقولہ کہلاتا ہے۔ ضمیر شان کے بعد پھر پورا جملہ آتا ہے اور اس میں مبتدا خبر ہوتے ہیں۔) ھو ضمیر شان مرفوع محلاً یہ مبتدا ہے۔ لفظ اللّٰهُ مرفوع لفظاً مبتدأ ثانی، احدٌ مرفوع لفظاً خبر، مبتدا ثانی اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر یہ خبر ہوئی مبتدا اول کے لئے، (سوال: پورے جملے کوھو کے لئے خبر بنایا اور عائد نہیں بتلایا۔ جواب۔یہ عائد کی تیسری صورت ہے۔ اور تیسری صورت یہ ہے کہ جس سے آپ جملے کو جوڑ رہے ہوں وہ جملہ خود اسی کی تفسیر ہے۔ یہاں اللہ احد "ھو" کی تفسیر ہے۔ جب جملہ خود اسی لفظ کی تفسیر ہو تو پھر عائد کی ضرورت نہیں ہوتا)

مبتدا اول اپنے خبر سے ملکر یہ مقولہ ہوا قل کے لئے، (مقولہ مفعول ہوتا ہے۔ اور یہ ھو اللہ احد پورا کلام منصوب محلاً ہوا۔) قل فعل امر، اپنے فاعل اور مقولہ(مفعول) سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ و انها زَيْنَبُ قائمة یہاں ہا ضمیر ، ضمیر قصہ ہے۔ ترجمہ۔ قصہ/بات یہ ہے کہ زینب کھڑی ہے۔ترکیب۔ انَّ حرف از

حروف مشبہ بالفعل یا ضمیر، ضمیر قصہ منصوب محلاً انَّ کا اسم(انَّ اپنے اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتا ہے۔ آگے ضمیر قصہ کے بعد پورا جملہ آتا ہے۔ جس میں مبتدا اور خبر ہے۔زینب غیر منصرف ہے۔ تانیث اور علمیت کی وجہ سے) زینبُ مرفوع لفظاً مبتدا قائمةٌ مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل اسکے اندر ھی ضمیر جو لوٹ رہی زینبُ کو، صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوئی مبتدا زینب کے لئے، مبتدا اپنے خبر سے ملکر یہ جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر یہ خبر ہوئی انَّ کی ۔ اور یہ پورا جملہ مرفوع محلاً۔ انَّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ یہاں سے فصل کے بارے بتاتا ہے۔یعنی مبتدا اور خبر میں کس طرح فصل ہوگی۔ زیدٌ ھو القائم: بصرہ کے نزدیک ھو فصل ہے اور کوفیین کے نزدیک عماد ہے۔ عرب مبتدا اور خبر کے درمیان مرفوع منفصل کا صیغہ لاتے ہیں۔(یہ مرفوع منفصل ضمیر نہیں بلکہ ایک حرف ہے) جب خبر معرفة ہو اس صورت میں۔ کیونکہ اس صورت میں موصوف، صفت کا شبہ پڑ جاتا ہے۔ جیسے زیدٌ القائمُ اب زید مبتدا اور القائم اس کی خبر لیکن معرفة ہے تو موصوف صفت کا شبہ پڑ سکتا ہے۔ اسی طرف جن اسم تفضیل پر من داخل ہو تب بھی عرب والے فصل لاتے ہیں۔جیسے زیدٌ ھو افضلُ من عمرٍو۔ تو یہ ھو فصل ہے۔سوال۔ اس مثال میں زید معرفة ہے اور افضل نکرة ہے۔ موصوف، صفت تو تعریف اور تنکیر میں ایک جیسے ہوتے ہیں۔ یہاں تو موصوف، صفت والا شبہ نہیں پڑ سکتا کیونکہ ایک معرفة ہے اور دوسرا نکرة۔ تو پھر فصل کیوں لایا؟ جواب۔یہ اسم تفضیل جو استعمال ہوتا ہے مِن کے ساتھ یہ محمول ہے اسی خبر پر جو معرفة تھی۔ محمول ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح خبر(وہ خبر جو معرفة تھی یعنی اس پر الف لام پہلے سے داخل تھا جیسے القائمُ اسی پر دوبارہ الف لام نہیں آسکتا) پر الف لام نہیں آ سکتا اسی طرح اسم تفضیل مِن والے پر بھی الف لام نہیں آ سکتا۔تو اُسی کا حکم دیا۔ یعنی وہاں فصل لایا تو ادھر بھی فصل لایا۔ اسم تفضیل کے استعمال کے تین طریقے ہیں۔ یا تو اس کے ساتھ مِن آتا ہے۔جیسے افضلُ مِن یا اس پر الف لام داخل ہو جاتا ہے،جیسے الافضلُ پھر مِن نہیں آئیگا۔ یا تیسرا طریقہ اضافت کا ہے، کہ آگے مضافٌ الیہ آئے گا۔ جیسے افضلُ القومِ ۔یعنی اسم تفضیل ایک وقت میں ایک ہی طریقے سے استعمال ہوگا۔ جب مِن آئے تو الف لام اور اضافت نہیں آئینگا، اسی طرح جب الف لام آئے تو من اور اضافت نہیں ہوگا اور جب اضافت ہوگی تو من اور الف لام نہیں ہوگا۔ ویُدخلُ ای یُدخلُ العربُ یہاں ھو ضمیر عرب کو راجع ہیں۔ بین المبتدأ والخبر مبتدا اور خبر کے درمیان صیغة مرفوعٍ منفصلٍ ایک ایسا صیغہ جو مرفوع اور منفصل ہوتا ہے۔ صورت ضمیر کی طرح ہوتا ہے۔ لیکن ضمیر نہیں ہوتا۔ مطابقٍ للمبتدأ مبتدا کے مطابق : یعنی جیسا مبتدا ہوگا اسی طرح کا فصل ہوگا۔ اگر مبتدا واحد مذکر غائب تو فصل بھی واحد مذکر غائب کا صیغہ وغیرہ۔ اذا کان الخبرُ معرفةً جب خبر معرفة ہو۔ فصل اس وقت لاتے ہیں جب خبر معرفة ہو۔ او اَفعَلَ مِن کذا اور یا اسم تفضیل مِن کے ساتھ ہو۔ یہ افعلَ اس لئے منصوب ہے کہ اسکا عطف معرفةً پر

ہے ۔معطوفٌ علیہ منصوب تو معطوف بھی منصوب ہوگا۔ اور معرفةً اس لئے منصوب ہے کیونکہ یہ کان کی خبر ہے۔ کیونکہ کانَ اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتا ہے۔ اور کذا سے مراد کوئی اسم وغیرہ جو من کے بعد ذکر ہوگا۔ اور افعَل سے مراد اسم تفضیل ہے۔ کیونکہ اسم تفضیل افْعَل کے وزن پر آتا ہے۔ و یُسمّٰی فصلًا اور اسی کو فصل کہتے ہیں لانہٗ یفصِلُ بین الخبرَ والصِّفَةِ کیونکہ یہ جدائی کرتی خبر اور صفت کے درمیان۔ نحو مثال کے طور پر زیدٌ ھوالقائم یہاں اگر ھو نہیں ہوتا تو یہ شبہ پڑ جاتا کہ یہ موصوف صفت ہے۔ لیکن ھو نے بتایا کہ القائم خبر ہے۔ ترکیب۔ زیدٌ مرفوع لفظاً مبتدا ھوَ لا محلَّ لہ من الاعراب فصل القائمُ مرفوع لفظاً خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ و کان زیدٌ ھُو افضل من عمروٍ: ترکیب۔ کانَ فعل از افعال ناقصہ زیدٌ مرفوع لفظاً کان کا اسم ھو لا محلَّ لہ من الاعراب فصل افضلَ منصوب لفظاً صیغہ اسم تفضیل(افْضَلَ بروزنِ اکرمَ غیر منصرف اس لئے ہےکہ ایک وزن فعل اور دوسرا وصفیت ہے) اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً جو راجع ہے کان کے اسم کو، من جارہ عمروٍ مجرور لفظاً جار مجرور متعلق ہوئے افضل اسم تفضیل سے۔ افضل اسم تفضیل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہو کر یہ خبر ہوئی کان کے لئے، کان اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ وقال اللّٰہُ تعالٰی اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ علیہم ترجمہ: آپ ان پر نگہبان ہیں۔ ترکیب۔ کنتَ فعل بفاعل از افعال ناقصہ تا ضمیر مرفوع محلاً کان کا اسم،(کنتَ میں کان کا اسم ہے اور الرقیبَ یہ کان کی خبر ہے اور درمیان میں انتَ فصل ہے۔ اور تا ضمیر کے مطابق ہے۔ نیز یہ تا ضمیر مبتدا ہے اور الرقیبَ یہ خبر ہے اور معرفة ہے۔ اس لئے موصوف صفت کی شبہ سے بچنے کے لئے مرفوع منفصل انتَ فصل لایا۔) اَنْتَ فصل لا محلَّ لہ من الاعراب الرَّقِیْبَ منصوب لفظاً صیغہ صفت مشبہ(بروزن فعیل) اسکے اندر انتَ ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل جو راجع ہے کان کے اسم کو۔ علیٰ جارہ ھُم ضمیر(ھِم نہ پڑھنا یہ اسکی حرکت ہے) مجرور محلاً، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے صفت مشبہ کے ساتھ، صفت مشبہ اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہو کر کان کی خبر ، کان اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (کوفہ والے فصل کو عماد (ستون) کہتے ہیں۔ یعنی یہ خبر کو صفت کی طرف گرنے نہیں دیتا۔ کیونکہ خبر تو کلام کا ایک بڑا جز ہے۔ اور صفت تو ایک چھوٹا جز ہے۔ کیونکہ صفت کے بغیر بات پورا ہوتا اور خبر کے بغیر بات پورا نہیں ہوتا۔ نیز یُدخِلُ میں ھو ضمیر جو عرب کی طرف راجع ہے۔ یہ معنیً مقدم ہے۔ اور یہ سیاق کلام والا ہے۔ اسی طرح انَّ لہم میں ھم ضمیر نحویوں کی طرف راجع کیا تھا۔ کیونکہ سیاق کلام اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ نحویوں کی کتاب ہے۔

فصلٌ ای هٰذ فصلُ اسماء الاشارة ما وہ اسم ہے وُضِعَ جسکو وضع کیا گیا ہے۔ لِیدُلَّ علٰی مُشارٍ الیه تا کہ وہ دلالت کرے مشارٌ الیه پر۔ مشارٌ الیه کا مطلب ہے جس چیز کی طرف اشارہ کی جائے۔ و ھی خمسة الفاظ لستَّة معانٍ اور یہ پانچ الفاظ قسم کے الفاظ ہیں چھ معانی کے لئے، یعنی مشارٌ الیه یا مفرد مذکرہوگا، یا تثنیه مذکر یا جمع مذکر ہوگا، اسی طرح یا مفرد مؤنث ہوگا، یا تثنیه مؤنث یا جمع مؤنث ہوگا۔ ان چھ میں سے جمع مذکر اور جمع مؤنث کے لئے ایک ہی اسم اشارہ استعمال ہوتا ہے۔ اسی لئے کہاں کہ معانی چھ ہیں اور پانچ قسم کے الفاظ ہیں۔ و ذٰلِکَ اور وہ یہ ہیں۔ ذا للمذکر "ذا" مفرد مذکر کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ کبھی اسکے ساتھ ہا کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ تو ھٰذا بن جاتا ہے۔ جیسے ھٰذا کتابٌ، یا ذا کتابٌ دونوں صحیح ہیں۔ ذان و ذَین لمثنّاہُ "ذان" اور "ذَینَ" تثنیه مذکر کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ہا ضمیر مذکر کی طرف راجع ہے۔حالت رفعی میں "ذان" اور حالت نصبی اور جری میں "ذینِ" استعمال کرتے ہیں۔ ذان اور ذینِ یہ دونوں وضع کی گئی ہے حالت رفعی اور حالت نصبی جری کے لئے، یہ عامل کی وجہ سے تبدیل نہیں ہوتا۔ ورنہ پھر معرب ہوتا۔ عرب نے مقام رفع کے لئے ذان کو وضع کیا ہے اور حالت نصبی اور جری کے لئے ذین کو وضع کیا گیاہے۔ ذان لفظ الگ ہے۔ ذینِ کا یا الف سے بدل کر نہیں آیا ہے۔ وتا و تی و ذی و تہ و ذِہ و تہِی و ذھی للمؤنث اور تا، تی، ذی، تِہ، ذِہ، تِہی اور ذِہی یہ سارے واحد مؤنث کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ و تانِ و تیْن لمثنّاہُ اور "تان" اور "تینِ" تثنیه مؤنث کے لئے ہیں۔ یہ ہا ضمیر مؤنث کی طرف راجع ہے۔یہاں تان کو حالت رفعی کے لئے وضع کیا گیا ہے اور تین حالت نصبی اور جری کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ تثنیه کے ساتھ اسکی مشابہت اتفاقی ہیں۔ اور عامل کی وجہ سے یہ تبدیلی نہیں آئی ہیں۔ و اُولاءِ بالمدوالقصر لجمعہا اور أُولاءِ (الف ممدودہ) اور اُولا (الف مقصورہ) جمع مذکر اور جمع مؤنث کے لئے وضع کیا گیا ہیں۔لجمعہما صحیح ہے۔ و قدیُلحَق بأوائِلہا ھَاءُ التنبیهِ اور کبھی کبھار ملا دیا جاتا ہے ان کے شروع کے ساتھ ھاء تنبیه۔ نحو مثال کے طور پر ھٰذا و ھٰذان و ھٰؤُلاءِ و یَتّصِلُ با واخِرِھا حرف الخطاب اور ان کے آخر کے ساتھ مل جاتا ہے حرف خطاب۔ و ھو ایضًا خمسةُ الفاظ الستَّةِ معانٍ اور وہ حرف خطاب بھی پانچ الفاظ ہیں چھ معانی کے لئے نحو مثال کے طور پر کَ کُما کُمْ کِ کُنَّ یہ حرف خطاب یہ بتلا رہا ہے کہ میرا مخاطب کیا ہے۔ جیسے ذاکَ زیدٌ یہاں کاف نے بتایا کہ میرا مخاطب ایک مرد ہے۔ذاکما زیدٌ یہاں کما نے بتایا کہ میرے مخاطب دو مرد ہیں جن کو میں اشارہ سے بتا رہا ہوں کہ وہ زید ہیں۔ اسی طرح ذاکم زیدٌ۔ کم نے بتایا کہ میرے مخاطب تین یا تین سے زیادہ مرد ہیں جن کو میں اشارہ سے بتا رہا ہوں کہ وہ زید ہیں۔ اور ذاکِ زیدٌ یہاں کاف نے بتایا کہ میرا مخاطب ایک مؤنث ہے۔ جنکو میں بتارہا ہو کہ وہ زید ہے۔ ذاکنَّ زیدٌ کنَّ نے بتایا کہ میرے مخاطب تین یا تین سے زیادہ عورتیں ہیں جن کو میں اشارہ سے بتا رہا ہوں کہ وہ زید ہیں۔ حرف اشارہ کے آخر میں جو

کاف آتا ہے اسی کاف کا ترجمہ نہیں ہوتا۔ معلوم ہوا کہ یہ حرف ہے۔ ضمیر نہیں۔اور اسے کاف حرفیہ خطابیہ کہتے ہیں۔ فَذٰلِکَ[60] خمسةٌ و عشرونَ پس یہ پچیس ہیں۔ الحاصلُ من ضرب خمسةٍ فی خمسةٍ جو حاصل ہوتے ہیں پانچ کو پانچ میں ضرب دینے سے۔اسم اشارہ کی پانچ قسمیں ہیں(مفرد مذکر، مفرد مؤنث، تثنیہ مذکر، مثنیہ مؤنث اور جمع مذکر و مؤنث) اور ہر قسم کے ساتھ یہ پانچ حرف خطاب جڑتے ہیں۔ تو کل پچیس ہوئے۔

و ھی اور وہ یہ ہیں۔ ذاک الیٰ ذاکنّ ذاکَ، ذاکما، ذاکم، ذاکِ ذاکنَّ ۔ ذا اسم اشارہ مفرد مذکر و ذانِک الیٰ ذانکُنَّ ذانکَ، ذانکما، ذانکم، ذانکِ، ذانکنَّ ۔ و کذالکَ البواقی اور اسی طرح باقی ہیں۔ واعلم ان ذا للقریب و ذالک للبعید و ذاک للمتوسط جان لے "ذا" نزدیک کے لئے، "ذالک" دور کے لئے، اور "ذاک" متوسط فاصلے کے لئے۔ اور ان تینوں کے حروف پر غور کریں جس کے حروف کم ہے تو وہ قریب کے لئے، جس کے حروف زیادہ ہیں وہ بعید کے لئے ہے، اور جس میں متوسط حروف ہیں وہ متوسط فاصلے کے لئے۔ فصل ای ھٰذا فصلٌ ۔ اسم موصول مبتدا، خبر، فاعل ، نائب الفاعل، مفعول اور صفت وغیرہ سب بن سکتا ہے لیکن جب تک اس کا صلہ ساتھ نہ تو یہ کچھ بھی نہیں بنے گا۔ یعنی بات پوری نہیں ہوگی۔ مثلاً جاء الذی ضربک ۔ یہ ضربک صلہ ہے اسم موصول الذی کا ۔ اسم موصول کا معنی "وہ جو کہ" کے ساتھ کرتے ہیں۔ اوپر کے جملے سے صلہ "ضربک" اگر ہٹا دی جائے پھر کلام سمجھ میں نہیں آئینگا۔ ترجمہ بنے گا۔ "آیا وہ جو کہ" تو کلام سمجھ میں نہیں آئینگا۔ اسم موصول جب بھی آتا ہے تو آگے اس کا صلہ ضرور آتا ہے۔ اور یہ صلہ جملہ ہوتا ہے۔ جملہ اسمیہ بھی ہو سکتا ہے اور جملہ فعلیہ بھی ہو سکتا ہے۔ صلہ کے اندر ایک ضمیر ہوتا جو اسم موصول کی طرف لوٹتا ہے۔ نیز راجع اور مرجع میں مطابقت ضروری ہے۔ اگر ضمیر مفرد مؤنث ہے تو اسم موصول بھی مفرد مؤنث ہوگا۔ اسم موصول کا اعراب ہوتا ہے۔ اور صلہ "لا محلَّ له من الاعراب" یعنی اسکا محل اعراب نہیں ہوتا۔ الموصولُ اسمٌ اسم موصول: اسمٌ میں ہمزہ وصلی ہے۔ لا یصلُح جو صلاحیت نہیں رکھتا ان یکون جزأً تامّاً کہ وہ جز تام ہو مِن جملةٍ جملہ میں سے الابصِلَةٍ بعدَهٗ مگر ایسے صلہ کے ساتھ جو بعد آ رہا ہو۔ (ایک اسم موصول کے کئی صلے آ سکتے ہیں) والصِلّة جملةٌ خبريَّةٌ اور صلة جملہ خبریہ ہوتا ہے۔ و لَا بُدّ من عائدٍ فیها یَعودَ الی الموصول اور ضروری ہے اس میں ایسے عائد کا ہونا جو اسم موصول کی طرف لوٹ رہی ہو۔ مثالُه اسم موصول کی مثال الذی ہے الذی ہے فی قولنا ہمارے اس قول میں جاءَ الذی ابوه قائمٌ ترکیب۔جاء فعل الذی مرفوع محلاً اسم موصول ابو مرفوع لفظاً مضاف ہا ضمیر مجرور محلاً جو لوٹ رہی ہے الذی کو، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مبتدا، قائمٌ مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل اسکے اندر ھو ضمیر جو لوٹ رہی مبتدا کو، قائمٌ صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل کے ساتھ ملکر شبہ جملہ ہو

کر خبر ہوئی مبتدا کے لئے، مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر یہ صلہ ہوئی اسم موصول سے، اسم موصول اپنے صلہ سے ملکر فاعل ہوا جاء فعل کے لئے، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ۔ آیا وہ جس کا باپ کھڑا ہے۔ او قام ابوہ ای جاءَ الذی قام ابوہ ۔ پہلی مثال میں صلہ جملہ اسمیہ ہے اور اس مثال میں صلہ جملہ فعلیہ ہے۔ ترکیب۔ جاء فعل الذی مرفوع محلاً اسم موصول ابو مرفوع لفظاً مضاف ہا ضمیر مجرور محلاً جو لوٹ رہی ہے الذی کو، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مبتدا، قام فعل ابو مرفوع لفظاً مضاف ہا ضمیر مجرور محلاً جو لوٹ رہی ہے الذی کو،مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر فاعل ہوا قام فعل کے لئے،۔ قام فعل اپنے فاعل کے ساتھ ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ ہوئی اسم موصول سے، اسم موصول اپنے صلہ سے ملکر فاعل ہوا جاء فعل کے لئے، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ۔ آیا وہ جس کا باپ کھڑا ہے۔(اسم موصول میں الذی کا ہمزہ وصلی ہے۔ لیکن جہاں لفظ مراد ہو تو پھر ہمزہ قطعی ہوتا ہے۔ جیسے اوپر جملہ میں مثالُهُ اَلَّذی میں اَلّذی کا لفظ مراد تھا۔ تو ہمزہ نہیں گرے گا۔ اور جاءَ اَلَّذِی میں الذی کا ہمزہ گرے گا۔ اور تلفظ جاءَلَّذی ہوگا۔ اور جہاں لفظ مراد ہوتا ہے وہ علم بن جاتا ہے ۔ اور نام میں کوئی تبدیلی نہیں کی جاتی۔ علامت اسکا یہ ہے کہ نام کا ترجمہ نہیں کرتے۔ جیسے مثالهُ الذی ۔ اسم موصول کی مثال الذی ہے۔ تو یہاں الذی کا ترجمہ نہیں کیا گیا تو یہ علم ہے۔ اور جاء الذی میں ہم الذی کا ترجمہ(وہ جو کہ) سے کرتے ہیں۔ تو یہ علم نہیں اور اسکا ہمزہ وصلی ہے۔) وَ اَلَّذی للمذکر اور اَلذی اسم موصول مذکر کے لئے آتا ہے۔ واَللذان واللذَیْن لمثناۃُ اور اللذان اور اللذَیْن یہ دونوں تثنیہ مذکر کے لئے، یہ ہا ضمیر تثنیہ مذکر کو راجع ہے۔ واَلَتی للمونّث اور الَّتی اسم موصول مفرد مؤنث کے لئے ہے۔ واللتانِ واللّتَینِ لمثناھا اور الّتان اور اللتَیْن تثنیہ مؤنث کے لئ ہیں۔ یہ ہا ضمیر مؤنث کو راجع ہے۔ والذِیْنَ والاُلٰی لجمع المذکر اور الذِیْن اور اُلیٰ یہ دونوں جمع مذکر کے لئے ہیں۔(الذین پر اگر حرکت نہ ہو تو پھر پتہ نہیں چلتا کہ الذَیْن پڑھے یا الذِیْنَ پڑھے تو علماء نے یہ فرق بتایا ہے کہ تثنیہ والے میں دو لام اکٹھے ہونگے جیسے اللذین اور جمع میں ایک لام مشدد جیسے الذین) اللذان اور اللذین اور اللتان اور اللتین یہ سب الگ الگ الفظ ہیں اس لئے الگ الگ ذکر کئے یہ معرب نہیں ہیں۔ ورنہ مصنفؒ پھر ذکر کرتے کہ جاتا رفعی میں یہ حالت ہے اور نصبی جری میں یہ حالت ہیں۔ تثنیہ کے ساتھ اسکا مشابہت اتفاق ہیں۔ واللاتی واللواتی واللاءِ واللائی لجمع المؤنث اور اللاتی اور اللواتی اور اللاءِ اور اللائِی یہ چاروں جمع مؤنث کے لئے ہیں۔ و ما و من اور "ما" اور "مَن" یہ بھی اسمائے موصولہ ہیں۔ "ما" غیر ذوی العقول کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اور "مَن" ذوی العقول کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یعنی انسان، جنّات اور فرشتے۔ البتہ ایک دوسرے کی جگہ بھی استعمال ہو جاتے ہیں۔ و ایٌّ و اَیَّةٌ اور ایٌّ اور اَیَّةٌ یہ بھی اسمائے موصولہ ہیں۔ و ذُو بمعن الذی فِی

لغۃ بنی طی اور وہ "ذو" جو الذی کے معنیٰ میں ہو وہ بھی اسم موصول ہے۔ قبیلہ بنی طے کے لغت میں۔ اصل میں ذو بمعنیٰ والا اور صاحب کے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے حالت رفعی میں ذو مالٍ یعنی مال والا۔ حالت نصبی میں ذا مالٍ اور حالت جری میں ذی مالٍ ۔ یہ والا "ذو" معرب ہے۔ اور بنی طے کی لغت والا "ذو" مبنی ہے۔ تینوں حالتوں میں تبدیل نہیں ہوتا۔ (خاتم طائی اس قبیلے سے ہے۔ اور عدی[رض] بن خاتم طائی مشہور صحابی ہے)

کقول الشاعر شعر [61] جیسے کسی شاعر کا قول۔ **شعر**

فانّ الماءَ مَاءُ اَبی و جدّی:: و بِیرِی ذو حَفَرْتُ و ذُو طَوَیْتُ

فانّ الماءَ پس بے شک پانی جو ہے **مَاءُ اَبی و جدّی** وہ میرے باپ اور دادا کا پانی ہیں۔ **و بِیرِی ذو حَفَرْتُ** (ای الذی حفَرْتُ) اور میرا کنواں وہ جسکو میں نے کھودا ہے **و ذُو طَوَیْتُ** اور وہ جسکو میں نے پتھروں سے گول بنایا ہے۔ طویٰ یطوی --- پتھر کے ذریعے گول بنانا۔

ای الذی حفرتُہٗ والذی طویتہٗ ہا ضمیر ذو کو راجع ہے۔یہ مفعول ہے۔ والالفُ واللام بمعنی الذی صلتُہٗ اسم الفاعل و اسمُ المفعُول اور وہ "الف اور لام" جو "الذی" کے معنیٰ میں ہو اس کا صلہ اسم فاعل اور اسم مفعول ہیں۔

نحو مثال کے طور پر جاءنی الضاربُ زیداً الضاربُ : الذی یضرب۔ الضارب میں الف لام اسم موصول ہے اور ضارب صلہ ہے۔ سوال۔ یہاں تو شبہ جملہ(مفرد) صلہ بن گیا۔ لیکن صلہ تو جملہ خبریہ ہوتا ہے۔ جواب۔یہاں اسم موصول الف لام کی شکل میں آیا اور الف لام مفرد پر داخل ہوتا ہے کبھی جملہ پر داخل نہیں ہوتا۔ جیسے الرجل۔ اس لئے اسکے صلہ کو مفرد والا صورت دیا گیا۔تاکہ اس پر الف لام داخل ہو سکے۔ الضارب اصل میں الذی یضرب تھا۔الذی کو الف لام والی صورت دی گئی تو بن گیا الیضرب اور الف لام تو فعل پر داخل نہیں ہو سکتا۔ تو مجبورًا یضرب کو ضاربٌ والی صورت دی۔ سوال۔ ضارب یہاں صلہ بن گیا۔ اور صلہ کا کوئی محل اعراب نہیں ہوتا۔ لیکن اس صلہ پر تو رفع، نصب اور جر تینوں آ سکتے ہیں۔ جیسے جاءنی الضاربُ، رأیتُ الضاربَ، مررتُ بالضاربِ۔ جواب۔اسم موصول الف لام کی صورت میں آیا۔ اور الف

لام حرف کی صورت ہیں۔ اور حرف پر کوئی اعراب نہیں ہوتا۔ لہٰذا اسکا اعراب ضارب کو دیا گیا۔ یہ الف لام اسمی ہے لیکن اسکی مشابہت الف لام حرفی کیساتھ ہو گیا۔اور الف لام حرفی پر اعراب نہیں ہوتا۔ترکیب۔جاء فعل نون وقایہ یا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ الف لام مرفوع محلاً اسم موصول ضاربُ مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل اسکے اندر ہو ضمیر مرفوع محلاً اسکا جو راجع ہے الف لام کو، زیدً منصوب لفظاً مفعول بہ ہوا ضارب کے لئے، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر شبہ جملہ ہو کر یہ صلہ ہوا الف لام اسم موصول کے لئے، موصول صلہ ملکر یہ فاعل ہوا جاء فعل کے لئے، جاء فعل اپنے فاعل اورمفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ۔ آیا میرے پاس وہ جو کہ پٹھائی کرتا ہے زید کی۔ ای اَلذی یَضْرِبُ زیدًا ای جاءنی الذی یضربُ زیدًا۔ ترکیب۔ جاء فعل نون وقایہ یا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ الذی مرفوع محلاً اسم موصول یضرب فعل اس کے اندر ہو ضمیر جو راجع ہے الذی کو، زیدً منصوب لفظاً مفعول بہ ہوا یضرب فعل کے لئے، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر یہ صلہ ہوا الذی اسم موصول کے لئے، موصول صلہ ملکر یہ فاعل ہوا جاء فعل کے لئے، جاء فعل اپنے فاعل اورمفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ او یا جاءنی المضروبُ غلامُہٗ المضروب: الذی یُضرِب۔ ترکیب۔ جاء فعل نون وقایہ یا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ الف لام مرفوع محلاً اسم موصول مضروبُ مرفوع لفظاً صیغہ اسم مفعول غلامُ مرفوع لفظاً مضاف ہا ضمیر مجرور محلاً جو لوٹ رہی الف لام کی طرف، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر نائب الفاعل ہوا مضروب کے لئے، اسم مفعول اپنے نائب الفاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر یہ صلہ ہوا موصول کا، موصول اپنے صلے سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ دوسری صورت میں المضروب کو الذی یُضرَبُ کریں۔ باقی ترکیب آسان ہے۔ ترجمہ۔ آیا میرے پاس وہ جو کہ مارا گیا اسکا غلام ۔

و یجوزحذفُ العائدِ منَ اللفظ اور جائز ہے عائد کا خذف کرنا لفظوں سے ان کان مفعولًا اگر وہ عائد مفعول ہو۔ جس طرح اوپر شعر والی مثال میں الذی حفرتُہٗ : حفرتہٗ کی یہ ہا ضمیر مفعول ہے۔ اور اسکو خذف کیا گیا تھا۔ فاعل کو خذف کرنا جائز نہیں۔ باقی خذف کر سکتے ہیں۔ اگر ترکیب کے دوران عائد نہ ملے تو ہو سکتا ہے کہ وہ مخذوف ہو۔ نحو مثال کے طور پر قام الذی ضربتُ ترکیب۔ قام فعل الذی مرفوع محلاً اسم موصول ضربتُ فعل بفاعل تاضمیر مرفوع محلاً(ابھی عائد مخذوف نکالنا پڑے گا۔ کیونکہ صلہ کا موصول سے ربط ضروری ہے) تو ہا ضمیر منصوب محلاً جو راجع ہے اسم موصول کو ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر یہ صلہ ہو الذی اسم موصول کے لئے۔ اسم موصول اپنے صلہ سے ملکر فاعل ہوا قام فعل کے لئے ، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ای الذی ضربتہ یعنی ہا

ضمیر خذف کیا گیا۔ واعلم اور جان لے تو اَنَّ ایاً وایَّةً معربةٌ بے شک ایًّا اور ایَّةً یہ دونوں معرب ہیں۔ الا اذا حُذِفَ صدرُ صِلَتِہا مگر اس وقت جب انکا صدر صلہ خذف کیا جائے۔ یہ ایٌّ اور ایَّةٌ اضافت کے ساتھ بھی استعمال ہو سکتے ہیں اور بغیر اضافت کے بھی استعمال ہو سکتے ہیں۔جیسے ایُّھم۔ اضافت والی شکل ہے۔اور کبھی اسکا صدر صلہ ذکر کیا جاتا ہے اور کبھی نہیں۔ جیسے ایُّھم ھو قائمٌ ۔ یہ ھو مبتدا ہے اور قائمٌ اس کی خبر ہے اور یہ ھو عائد ہے جو لوٹ رہی ہے ایٌّ اسم موصول کو،ھو قائمٌ یہ پورا جملہ صلہ ہے۔ اور صلہ کے شروع لفظ صدر صلہ کلھاتا ہے۔ تو اس صلہ میں ھو صدر صلہ ہے۔ اور اگر اس طرح ہو ایُّھم قائمٌ۔ تو اس کے استعمال کے چار طریقے ہوئے۔ یعنی یا تو اضافت کے ساتھ ہوگا یا بغیر اضافت کے۔ اگر اضافت کے ساتھ ہو تو یا صلہ ذکر ہوگا یا نہیں یہ دو صورتیں ہوئی۔ اور اگر بغیر اضافت کے ہو تو یا صلہ ذکر ہوگا یا نہیں۔ تو دو صورتیں یہ ہوئی۔ تو کل چار صورتیں بن گئی۔ان چار صورتوں میں سے جب یہ اضافت کے ساتھ استعمال ہو اور صدر صلہ مخذوف ہو۔ اس صورت میں یہ ایٌّ اور ایةٌ میں معرب اور مبنی دونوں صورتیں جائز ہے۔ باقی تین صورتوں میں معرب ہیں۔ کقولہ تعالیٰ جیسے اللہ تعالیٰ کا قول۔

ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ پھر ہم کھینچ نکالیں گے۔ننزعنَّ کے اندر نحنُ ضمیر ہے فاعل کی۔ مِنْ کُلِّ شِیْعَةٍ ہر گروہ میں سے اَیُّھُمْ ای اَیُّھُمْ ھوَ تو ھوَ صدر صلہ مخذوف ہیں۔ یہ مفعول ہے۔ اور مفعول منصوب ہوتا ہے لیکن یہاں ایُّھم ضمہ کے ساتھ آیا۔اَیَّھم ہونا چاہیے تھا۔ تو یہ ضمہ بتلا رہا ہے کہ یہ مبنی ہے۔ ترجمہ۔وہ جو کہ ان میں سے اَشَدُّ عَلَی الرَّحْمٰنِ عِتِیًّا جو زیادہ سخت ہے اللہ کے بارے میں باعتبار سرکشی کے۔ اَیُّھُمْ اَشَدُّ ۔ یہ اَشَدُّ صلہ بنتا ہے ایھم کے لئے اور اسکا صدر صلہ ھو مخذوف ہے۔

ترکیب۔ ثمَّ حرف عطف ، لننزعنَّ لام تاکید کے لئے ننزعنَّ (نون ثقیلہ) فعل مؤکد ہے نون ثقیلہ کے ساتھ اور لام تاکید کی داخل ہو رہی ہے۔ نحنُ ضمیر مرفوع محلًا فاعل، من جارہ ، کلِّ مجرور لفظاً مضاف، شیعةٍ مجرورلفظاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے لننزعنَّ فعل سے۔ایُّ منصوب محلاً مضاف ھم ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ، ھو مخذوف ضمیر مرفوع محلاً مبتدا جو راجع ہے ایُّ کو، اَشَدُّ مرفوع لفظاً صیغہ اسم تفضیل اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً مبہم ممّیز اسکا فاعل جو لوٹ رہی مبتدا کو، علیٰ جارہ الرحمٰنِ مجرور لفظاً ، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے اشدُّ سے۔ عِتیًا منصوب لفظاً تمیز۔مُمیز اپنے تمیز سے ملکر فاعل، اسم تفضیل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہو کر یہ خبرہوئی مبتدا کے لئے، مبتدا اپنے خبر سےملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر یہ صلہ ہوا موصول کے لئے،اسم موصول اپنے مضاف الیہ اور صلہ سے ملکر یہ مفعول بہ ہوا لننزعنَّ فعل کے لئے، فعل اپنے فاعل مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (عتیًّا یہ تمیز ہے اسکا ممیز اشدُّ ہے۔ کیونکہ اشدُّ کا معنیٰ ہے

زیادہ سخت تو اس میں ابہام ہے کہ کون زیادہ سخت ہے۔ اور کس چیز میں سخت ہے۔ تو آگے عتیاً نے وضاحت کی)

فصل ای ھٰذا فصلٌ اَسْماءُ الافعال چوتھا مبنی اسماءُ الافعال ہے۔ یہ امر اور فعل ماضی کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے۔اسم فعل اصل میں اسم ہوتا ہے اور معنیٰ فعل والا ادا کرتا ہے۔ ھو کلُّ اسمٍ وہ ہر وہ اسم ہے بمعنی الامر والماضی جو امر اور ماضی کے معنیٰ میں ہو۔ نحو مثال کے طور پر رُوَیْدَ زیدًا ای امہِلْہُ ای امہِلْ زیدًا یعنی زید کو مہلت دے دیں۔ یہ امر کے معنیٰ میں ہے۔ سوال۔ جب امہِل فعل موجود ہے تو روید لانے کی وجہ کیا ہے؟ یا اسم فعل کے استعمال کرنے کی وجہ کیا ہے؟ جواب۔اسم فعل کے استعمال کے دو فائدے ہیں۔ ایک تو یہ کہ کلام مختصر ہو جاتا ہے دوسرا یہ کہ کلام میں مبالغہ پیدا ہو جاتا ہے۔یعنی اسمیں زور پیدا ہوجاتا ہے۔ مختصر اس طرح کہ یہ مفرد ، تثنیہ ، جمع سب کے لئے اس طرح رہتے ہیں۔ مثلاً اَمہِل، امہِلا، امہِلوا۔ مفرد کے لئے الگ صیغہ تثنیہ اور جمع کے لئے الگ صیغہ لایا۔ لیکن اسم فعل ہر صورت میں ایک جیسا ہوتا ہے۔ جیسے روید زیدًا، روید زیدَان، روید زیدُونَ ۔ ترکیب۔ روید اسم فعل بمعنی امہِل ، اسکے اندر انتَ ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل، زیدًا منصوب لفظاً مفعول بہ، اسم فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ بعض علماء اسکو جملہ اسمیہ بناتے ہے۔ اس صورت میں ترکیب یہ ہونگی۔ روید اسم فعل بمعنی امہِل ، اسکے اندر انتَ ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل، جو قائم مقام ہے خبر کے۔ زیدًا منصوب لفظاً مفعول بہ،روید اسم فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر مبتدا ہوا۔ اور یہ مبتدا اپنے قائم مقام خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہنا چاہیے کہ یہ وہ مبتدا ہے جسکا کوئی خبر نہیں۔ یعنی یہ مبتدا ثانی کی قسم ہے۔(صفت کا صیغہ ہو، حرف نفی یا حرف استفہام کے بعد ہو، اور آگے کسی اسم ظاہر کو رفع دے رہا ہو۔ مبتدا کا قسم ثانی کلہلاتا ہے۔) امہِلہُ کی ترکیب۔ امہِل فعل امر اس کے اندر انتَ ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل، ہا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ و ھیہَاتَ /ھیہاتُ زیدٌ ای بعُدَ یعنی زید دور چلا گیا۔ترکیب۔ ھیہاتَ اسم فعل بمعنیٰ بعُدَ کے، زیدٌ مرفوع لفظاً اس کا فاعل، اسم فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ جملہ اسمیہ والی ترکیب۔ ھیہاتَ اسم فعل زیدٌ مرفوع لفظاً اسکا فاعل، جو قائم مقام ہے اسکے خبر کی، ھیہات اسم فعل اپنے فاعل سے ملکر مبتدا، اوریہ ایسا مبتدا جس کا کوئی خبر نہیں۔مبتدا اپنے قائم مقام خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ او کانَ علیٰ وزن فَعالِ بمعنی الامر اور یا یہ اسمائے افعال فَعالِ کے وزن پر ہوگا امر کے معنیٰ میں۔ و ھو من الثلاثِیُّ قیاسٌ اور یہ ثلاثی(مجرد) سے قیاس ہے۔ یعنی ثلاثی مجرد سے قیاس ہے۔ یعنی ثلاثی مجرد کے ابواب سے ہم خود بھی یہ صیغہ بنا سکتے ہیں۔مثلاً

ضرب سے اضرب۔ ضَرابِ بروزن فعالِ یہ اسم فعل ہوا۔ نصرَ سے نَصارِ، سمِع سے سَماعِ ، فتح سے فَتاحِ وغیرہ۔ کنزالِ بعمنی اُنزُلْ/اِنْزِلْ یعنی اُترآ و[62] و تَراکِ بمعنی اترک تو چھوڑ دیں۔فَعالِ وزن پر کچھ اور چیزیں بھی آ جاتے ہیں جو کہ اسم فعل نہیں ہوتا۔ اب آگے ان چیزوں کا ذکر کرتے ہیں۔ و یلحق بہٖ اور اس کے ساتھ ملا دیا جاتا ہے۔ فَعالِ مصدرًا معرفۃً فعالِ کو اس حال میں کہ وہ مصدر معرفۃ ہو۔ کفَجَارِ بمعنَے الفجور جیسے فجار بمعنی الفجور۔ یوں کہیں کہ فجار الفجور کا نام ہے۔ او صفَۃً للمؤنَّث یا فعالِ وزن اس حال میں کہ وہ مؤنث کا صفت ہوتا ہے۔ نحو مثال کے طور پر یا فساقِ بمعنیٰ فاسقَۃِ فاسقۃ بری صفت ہے۔ فساقِ بروزنِ فعالِ یہ مؤنث کے لئے بطور صفت بھی استعمال کرتے ہیں۔یعنی یلحق بہٖ فساقِ -- فساق کا عطف اس مصدرًا معرفۃً پر ہے۔ اور اسی طرح یلحق بہٖ لکاعِ -- ہے۔ و یا لکاعِ بمعنٰی لاکعۃِ لاکعۃٍ کمینی کو کہتی ہیں۔او علمًا للاَعیان المؤنثۃِ اور اس کے ساتھ ملا دیا جایا گا فعالِ اس حال میں کہ وہ نام ہو مؤنث ذات کا۔ اَعیان مؤنث ذاتیں۔ کقطام و غَلّاب و حَضَارِ جیسے کہ قطام یہ عورت کا نام ہے، اور غَلابِ یہ بھی عورت کا نام ہے۔ اور حضار یہ ستارے کا نام ہے۔ و ھٰذہ الثلاثۃُ لَیْسَتْ من اَسماء الافعالِ یہ تین اسمائے افعال میں سے نہیں و انما ذکرتْ ھٰھنا للمناسبۃ اور انکو صرف مناسبت کی وجہ سے ذکر کیا گیا۔ فصل ای ھٰذا فصلٌ الاصواتُ پانچواں مبنی اصوات ہیں۔یعنی آوازیں جو ہیں۔ کلُّ لفظً ہر ایسا لفظ ہے حُکِیَ بہٖ صوتٌ جس کے ذریعے نقل کیا جائے کسی آواز کو کغاقِ جیسے غاقِ لِصَوْتِ الغراب کوّے کے آواز کے لئے او صُوِّتَ بِہِ البَهائِمُ یا آواز دی جائیں اسکے ساتھ مویشیوں کو کَنَخِّ جیسے نَخِّ لِاِناخته البَعیرُ اونٹ کو بٹھانے کی آواز۔ تو یہ آوازیں دو قسم کی ہوئي۔ ایک وہ جس کے ذریعے کسی جانور وغیرہ کے آواز کو نقل کیا جائے ، دوسرا وہ جس کے ذریعے جانوروں کو آواز دی جائیں۔ فصل ای ھٰذا فصلٌ المرکباتُ رکّبَ یُرَکِّبُ ترکیب کا معنیٰ ہے جوڑنا۔ یعنی وہ کلمہ جسکو دوسرے کے ساتھ جوڑا جائے۔ کُلُّ اسمٍ ہر ایسا اسم ہے رُکّب من کلمتَیْن جس کو ترکیب دیا گیا ہو دو کلموں سے۔ لیسَتْ بینهما نسبۃٌ یعنی دو ایسے کلمات جن کے درمیان نسبت نہ ہو۔ کیونکہ اگر نسبت آئی تو پھر جملہ بن جایا گا۔ فان تضمَّن الثانی حرفًا اگر دوسرا اسم متضمن ہو حرف کو۔ یعنی کوئی حرف دوسرے اسم میں چھپ جائے۔ یجبُ بناؤھما علی الفتح تو واجب ہے ان دونوں کو مبنی بنانا فتح پر۔ کاحَدَ عشرَ الٰی تسعۃَ عشرَ جیسے احدَ عشر سے لے کر تسعۃَ عشر تک۔ احدَ عشرَ اصل میں احدٌ و عشرٌ تھا ۔ واو مبنی الاصل ہے اور عشرٌ میں چھپ گیا۔ جس نے عشرٌ کو بھی مبنی بنایا تو عشرَ ہو گیا۔ اور احدٌ کا دال چونکہ درمیان میں آیا اور درمیان میں اعراب نہیں آتا اس لئے احدَ بھی مبنی ہوا۔ الا اثنَیْ عشر سوائے اثنَیْ عَشر کے۔ تلفظ۔ اِلَّثنَیْ عشرَ فانّہا معربۃ کیونکہ وہ معرب ہے۔ یہاں عشرَ مبنی ہے کیونکہ اس میں واو چھپ

گیا۔ لیکن پہلا جز معرب ہے۔ حالت رفعی میں اثناعشرَ(نون اعرابی تینوں حالتوں میں گر جاتا ہے۔ نون اسم کے پورا ہونے کی علامت ہے۔ اب جب مضاف الیہ جوڑتے ہیں تو صرف مضاف پر بات پورا نہیں ہو سکتا۔

اب اگر نون کو باقی چھوڑتے ہیں تو اسکا مطلب ہے کہ آگے مضافٌ الیہ نے نہیں آنا۔ لیکن مضاف الیہ تو آ رہا ہے پس اس لئے نون کو گرایا۔اسی طرح نون تثنیہ بھی گرا دیتے ہیں۔اثنانِ اصطلاحی تثنیہ نہیں لیکن تثنیہ کی مشابہت ہے۔کیونکہ مفرد میں الف نون کے اضافے سے تثنیہ بن جاتا ہے جیسے رجل سے رجلان۔ اور اثنانِ الف نون کے بغیر استعمال نہیں ہوتا۔ یہ صرف تثنیہ کے مشابہ ہے۔ اسی مشابہت کی وجہ سے یہ معرب بن گیا۔) حالت نصبی اور جری میں اِثنَیْ عشرَ۔ کالمثنیٰ جیسے تثنیہ ہوتا ہے۔ یعنی جس طرح تثنیہ معرب ہوتا ہے اس طرح اثنی عشرَ کا پہلا جز معرب ہے۔ وان لم یتضمن ذلک اور اگر وہ دوسرا اسم کسی حرف کو متضمن نہ ہو۔ ففیہا لغاتٌ تو پھر اس مرکب میں کئی لغتیں ہیں۔ افصحہا بناء الاول علی الفتح تو ان میں سب سے فصیح لغت وہ ہے کہ پہلے کومبنی علی الفتح بنا دو و اعراب الثانی غیرُ منصرفٍ اور دوسرے اسم کو غیر منصرف بنا دو۔ کبَعْلَبَکَّ جیسے بَعلَبَکَّ ۔ یہ بعل اور بکَّ کا مرکب ہے۔ نحو مثال کے طور پر جاءنی بعلبکُّ[63] و رأیتَ بعلبکَّ و مررتُ ببعلَبکَّ۔فصلٌ ای ہٰذا فصلٌ الکنایات کنایات ھی اسماءٌ وہ اسماء ہیں تدلُّ جو دلالت کرتے ہیں علیٰ عدد مبھمٍ عدد مبہم پر و ھی کم و کذا اور وہ "کم" اور "کذا" ہیں۔ او حدیثٍ مبہمٍ ۔ اور یا وہ دلالت کرتے ہیں مبہم بات پر و ھو کیتَ/کیتِ/کیتُ و ذَیتَ/ذیتِ/ذیتُ اور وہ کیتَ اور ذیتَ ہیں۔ اس پر تینوں حرکتیں استعمال ہو سکتے ہیں۔ واعلم اور جان لے تو اَنَّ بے شک کم علی قسمین کم دو قسموں پر ہیں۔ استفہامیۃٌ کم استفہامیۃ کے ذریعے سوال کیا جاتا ہے۔ یہ کم استفہامیہ مبہم ہوتا ہے اور آگے تمیز آتی ہے ابہام دور کرنے کے لئے۔ اور استفہامیہ کے اندر وہ تمیز مفرد منصوب ہوگی۔ جیسے کم رجلاً لقیتہٗ۔ جبکہ کم خبریہ کے اندر جو تمیز ہوتی ہے وہ مفرد مجرور بھی آ سکتا ہے اور جمع مجرور بھی آ سکتا ہے۔وہاں کم کی اضافت ہو جاتی ہے اپنی تمیز کی طرف۔ جیسے کم رجلٍ ۔ کم مضاف اور رجلٍ مضاف الیہ، یا کم رجالٍ پھر بھی مضاف اور مضاف الیہ ہے۔ و ما بعدَ ھا اور اس کم کا مابعد منصوبٌ مفردٌ علی التمیز تمیز ہونے کی بنا پر وہ مفرد منصوب ہوتا ہے۔ وضاحت اوپر کی گئی۔ نحو مثال کے طور پر کَمْ رجلًا عندَکَ کتنے آدمی ہیں تمہارے پاس و خبریّۃٌ اور دوسرا قسم کم خبریۃ ہے۔ و ما بعدَ ھا مجرورٌ مفردٌ اور اسکا مابعد مجرور ہوگا مفرد ہوگا۔ نحو مثال کے طور پر کم مالٍ انفقتہٗ میں نے بہت سے مال خرچ کی۔ کم خبریۃ کثرت کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ او مجموعٌ اور یا کم خبریۃ کا مابعد مجرور جمع ہوگا۔ نحو مثال کے طور پر کم رجالٍ لقیتُھُم کتنے ہی آدمیوں سے میں نے ملاقاتیں کی۔ کتاب میں لقیتَھم ہے زیادہ مناسب لقیتُھم ہے۔ و معناہ التکثیرُ اور اس کم خبریہ کا معنیٰ کثرت کو بیان کرنا ہوتا ہے۔ و تدخلُ من فیھما اور ان دونوں کے درمیان من

داخل ہوتا ہے۔ یعنی "کم" اور آگے جو ان کی تمیز آتی ہے ان کے درمیان "مِن" داخل ہوتا ہے۔ تقول آپ کا کہنا کم من رجُلٍ لقیتَہٗ و کم من مالٍ انفقتُہٗ انفقتُ زیادہ مناسب ہے۔ انفقتَ کی نسبت۔ کم خبریہ میں متکلم کا صیغہ مناسب ہوتا ہے اور کم استفہامیہ میں مخاطب کا صیغہ مناسب ہوتا ہے۔ و قد یُحذَفُ التمییز لقیام قرینۃٍ اور کبھی کبھار تمیز کو خذف کیا جاتا ہے قرینۃ قائم ہونے کی وجہ سے نحو کم مالُک کم کے بعد یہ مالُ کا لفظ مرفوع آیا۔ کم کے بعد یا تو منصوب آتا ہے یا مجرور۔ یہ رفع بتاتا ہے کہ یہاں تمیز مخذوف ہے۔ ای کم دینارًا ما لُکَ کتنے دینار ہیں تمہارا مال وکم ضربتُ یہاں کم کے بعد فعل آیا حالانکہ کم کے بعد تمیز آتا ہے۔ تو فعل نے بتلایا کہ یہاں تمیز مخذوف ہے۔ ای کم ضربتٍ ضربْتُ یعنی کتنے ہی ضربیں میں نے لگائی۔ اس جملے میں ضربتُ یہ متکلم کا صیغہ ہے ۔ اور متکلم خود سے سوال نہیں کرتا بلکہ اپنے بارے میں خبر دیتا ہے اس لئے ضربتٍ آیا۔ یعنی کم خبریہ آیا۔ جس نے ضربتٍ کو مجرور کیا۔ضربتً بھی صحیح ہے لیکن ضربتٍ زیادہ مناسب ہے۔ واعلم اور جان لے تو

کم کی اعراب کی وضاحت۔ کم منصوب کب ہوگا۔ اگر کم کے بعد کوئی فعل آئے(کم کے بعد تمیز آتا ہے اور یہ فعل تمیز کے بعد آئیگا) اور وہ فعل "کم" کی ضمیر میں مشغول نہ ہو۔ تو پھر یہ "کم" منصوب ہوگا۔ کم کی تمیز سے ہمیں پتہ چلے گا کہ یہ "کم" مفعول فیہ ہے، یا مفعول مطلق ہے یا مفعول بہ ہے۔

کم ظرفیہ کی مثال: کم یومٍ صمتُ ۔ میں نے بہت سے دن روزے رکھے۔ صمت فعل ہے۔ کم کے بعد ظرف ہے۔ یہ کم ظرف ہے۔ ترکیب۔ کم منصوب محلاً مبہم ممیز مضاف یومٍ مجرور لفظاً مضاف الیہ تمیز، مضاف اور مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ، صمتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

کم مفعول مطلق کی مثال۔ (ضربتٍ مفعول مطلق ہے کیونکہ یہ ضربتُ فعل کے معنیٰ میں ہے۔) ترکیب۔ کم ضربتٍ ضربتُ۔ کم منصوب محلاً مبہم ممیز مضاف ضربتٍ مجرور لفظاً مضاف الیہ، مضاف اور مضاف الیہ سے ملکر مفعول مطلق، ضربتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ۔ میں نے بہت سی ضربیں لگائی۔ (کم استفہامیہ : کم ضربتً ضربتُ ۔ ترکیب۔ کم منصوب محلاً مبہم ممیز ضربتً منصوب لفظاً تمیز، ممیز اور تمیز ملکر مفعول مطلق، ضربتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ میں نے کتنی ضربیں لگائیں؟)

کم مفعول به کی مثال۔ کم رجلٍ ضربتُ۔ کم منصوب محلاً مبہم ممیز مضاف، رجلٍ مجرور لفظاً مضاف الیه، مضاف اپنے مضاف الیه سے ملکر مفعول به، ضربتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول به سے ملکر جمله فعلیه خبریه ہوا۔ ترجمه۔ میں نے کتنے ہی لوگوں کی پٹھائی کی۔ اگر کم رجلً ضربتُ ہوتا تو یه کم استفہامیه ہوتا۔ ترجمه۔ میں نے کتنے ہی لوگوں کی پٹھائی کی؟۔ انّ کم فی الوجهَیْنِ یَقَعُ منصوبًا اور کم دونوں صورتوں میں منصوب واقع ہونگا۔ یعنی کم خبریه اور کم استفہامیه دونوں صورتوں میں "کم" منصوب ہوگا۔ اذا کان بعدَهٗ فعلٌ غیر مشتغلٍ عَنْهُ بضمیرِهٖ جب که "کم" کے بعد ایسا فعل ہو جو اس سے اعراض نه کر رہا ہو اس کے ضمیر کی وجه سے۔ فعل کب اعراض کریگا۔ مثال دیکھو۔ کم رجلٍ ضربتهُ۔ یہاں کم رجلٍ کے بعد فعل آیا ہے لیکن وہ فعل اس کم رجلٍ سے اعراض کررہا ہے۔ کیونکه اس کے آگے کم رجلٍ کی ضمیر آ رہا ہے اور وہ اس کو نصب دیتا ہے۔ اور فعل نے ایک کو نصب دینا تھا اور وہ ہا ضمیر کو نصب ملا۔ (اشتغلَ کا معنی ہے مشغول ہونا اور جب اسکا صله عن آ جائے تو اسکا معنٰی ہوتا ہے اعراض کرنا یعنی منه موڑنا) نحو مثال کے طور کَمْ رجلًا ضربتُ و کَم غلامٍ ملكتُ[64] مفعولًا به اس حال میں که ان دونوں مثالوں میں "کم" مفعول به ہے۔ پہلا مثال ممیز تمیز ملکر مفعول به والا ہے۔ اور کم انشائیه کی مثال ہے۔ اور دوسرا مثال مضاف، مضاف الیه ملکر مفعول به والا ہے۔ یه کم خبریه والا ہے۔ترجمه۔ میں نے کتنے مردوں کی پٹھائی کی؟ اور میں بہت سے غلاموں کا مالک ہوں۔ و نحو کم ضربةً ضربتَ و کم ضربةٍ ضربتُ مصدرًا ان دونوں مثالوں میں کم مفعول مطلق ہیں۔ پہلا مثال کم انشائیه اور دوسرا مثال کم خبریة کی ہیں۔ ترجمه۔ تم نے کتنی پٹھائی کی؟ اور میں نے بہت سے ضربیں لگائی۔ و کم یومًا سرتَ و کم یومِا صُمتُ مفعولًا فیه اور اس حال میں که ان دونوں مثالوں میں "کم" مفعول فیه ہے۔ پہلا مثال کم انشائیه کی ہے اور دوسرا مثال کم خبریه کی ہے۔(یومًا کتابت کی غلطی ہے یومٍا ہونا چاہیے کیونکه یه خبریه کی مثال ہے۔ اور کم خبریه کا تمیز مجرور ہوتا ہے) سارَ یسیرُ کے معنی ہوتا چلنا۔ ترجمه۔ تم کتنے دن چلا؟ اور میں نے بہت سے دن روزے رکھیں۔ سب کی ترکیبیں اوپر گزری ہیں۔ و مجرورًا اور کم مجرور واقع ہوگا۔ اذا کانَ قبلهٗ حرفُ جرٍّ او مضافٌ جبکه کم سے پہلے حرف جر ہو یا اس سے پہلے مضاف ہو نحو مثال کے طور پر بکم رجلًا مررتَ تو کتنے آدمیوں پر گزرا۔ ترکیب۔ با جاره کم مجرور محلاً مبہم ممیز رجلًا منصوب لفظاً تمیز، ممیز اپنی تمیز سےملکر مجرور با جاره کے لئے،جار مجرور ملکر متعلق ہوئے مررتَ فعل کے لئے، مررتَ فعل تا ضمیر مرفوع محلًا اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جمله فعلیه انشائیه ہوا۔(رجلاً کا نصب بتاتا ہے که یه انشائیه ہو۔ اور مخاطب کا ضمیر انشاء میں مناسب ہوتا ہے۔) و علیٰ کم رجلٍ حکمتُ اور بہت سے لوگوں پر میں نے فیصله کیا۔ترکیب۔۔ علیٰ جاره کم مجرور محلاً مبہم ممیز مضاف،

رجلٍ مجرور لفظاً مضاف الیه، مضاف اپنی مضاف الیه سےملکر مجرور علیٰ جاره کے لئے،جار مجرور ملکر متعلق ہوئے حکمتُ فعل سے، حکمتُ فعل تا ضمیر مرفوع محلًا اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جمله فعلیه خبریه ہوا۔(رجلٍ کی جر بتاتا ہے که یه خبریه ہو۔ اور متکلم کا ضمیر خبریه میں مناسب ہوتا ہے۔) و غلامَ کم رجلًا ضربتَ ترکیب۔ غلامَ منصوب لفظاً مضاف کم مجرور محلاً مبہم ممیز رجلًا منصوب لفظاً تمیز، ممیز اپنے تمیز سے ملکر مضاف الیه ہوا غلام مضاف کے لئے، مضاف اپنے مضاف الیه سے ملکر مفعول به ہوا ضربتَ فعل کے لئے، ضربتَ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول به سے ملکر جمله فعلیه انشائیه ہوا۔(رجلاً کا نصب بتاتا ہے که یه انشائیه ہے) ترجمه۔ تو نے کتنے لوگوں کی غلاموں کی پٹھائی کی؟ و مالَ کم رجلٍ سلبتُ ترکیب۔ مالَ منصوب لفظاً مضاف کم مجرور محلاً مضاف الیه مضاف، رجلٍ مجرور لفظاً مضاف الیه، مضاف اپنے مضاف الیه سے ملکر یه مضافٌ الیه ہوا مال مضاف کے لئے، مضاف اپنے مضافٌ الیه سے ملکر یه مفعول به ہوا سلبتُ فعل کے لئے، سلبتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول به سے ملکر جمله فعلیه خبریه ہوا۔(رجلٍ کی جر بتاتا ہے که یه خبریه ہے) ترجمه۔ میں نے بہت سے لوگوں کا مال سلب کیا۔ و مرفوعاً اور کم مرفوع ہوگا۔ اذا لم یکن شیأً من الامرینِ جب ان دونوں چیزوں میں سے کچھ بھی نه ہو۔

مبتدأ مبتدا کی وجه سے۔ یعنی کم مرفوع مبتدا ہونے کی وجه سے ہوگا۔ ان لم یکن ظرفًا اگر وہ ظرف نه ہو۔ نحو مثال کے طور پر کم رجُلاً اخوک کم کے بعد فعل نہیں آیا۔ ترکیب۔ کم مرفوع محلاً مبہم ممیز، رجلًا منصوب لفظاً تمیز، مبہم ممیز اپنے تمیز سے ملکر مبتدا، اخو مرفوع لفظاً مضاف کاف ضمیر مجرور محلاً مضاف الیه، مضاف اپنے مضاف الیه سے ملکر یه خبر ہوئی، مبتدا خبر ملکر جمله اسمیه انشائیه ہوا۔(رجلاً کا نصب یه بتاتا ہے که یه استفہامیه ہے) ترجمه۔ کتنے آدمی تیرے بھائی ہیں؟ و کم رجلٍ ضربتُهٗ یہاں کم کے بعد فعل تو آیا ہے لیکن وہ اس "کم" میں عمل نہیں کرتا کیونکه آگے اسکے ساتھ ضمیر ہے۔ ترکیب۔ کم مرفوع محلاً مبہم ممیز مضاف رجلٍ مجرور لفظاً مضاف الیه ،مضاف اپنے مضاف الیه سے ملکر یه مبتدا ہوا، ضربتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل، ہا ضمیر منصوب محلاً مفعول به جو لوٹ رہی ہے مبتدا کو، فعل اپنے فاعل اور مفعول به سے ملکر جمله فعلیه خبریه ہوکر یه خبر ہوئی مبتدا کے لئے، مبتدا اپنے خبر سے ملکر جمله اسمیه خبریه ہوا۔(رجلٍ کا جر بتاتا ہے که یه خبریه ہے) ترجمه۔ میں نے بہت سے آدمیوں کی پٹھائی کی۔ و خَبَرًا اور مرفوع ہوگا خبر ہونے کی بنا پر ان کان ظرفا "کم" مرفوع ہوگا اگر ظرف ہو۔ نحو مثال کے طور پر کم یَومًا سَفَرُکَ فعل نہیں آیا۔ ترکیب۔ کم مرفوع محلًا مبہم ممیز یوماً منصوب لفظاً تمیز، مبہم ممیز اپنے تمیز سے ملکر یه خبر مقدم، سفرُ مرفوع لفظاً مضاف، کاف ضمیر مجرور محلاً مضاف الیه،

مضاف اپنے مضاف الیه سے ملکر یه مبتدا مؤخر، مبتدا اپنے خبر مقدم سے ملکر جمله اسمیه انشائیه ہوا۔ ترجمه۔ تمہارا سفر کتنے دن کا ہے۔ وکم شهرٍ صَومی ترکیب۔کم مرفوع محلاً مضاف شهرٍ مجرور لفظاً مضاف الیه، مضاف اپنے مضاف الیه سے ملکر خبر مقدم، صومِ مرفوع تقدیرًا مضاف یا ضمیر مجرور محلًا مضاف الیه، مضاف اپنے مضاف الیه سے ملکر مبتدا مؤخر، مبتدا اپنے خبر سے ملکر جمله اسمیه خبریه ہوا۔ (شهرٍ کی جر خبر کا پته دیتا ہے۔) ترجمه۔ میں نے بہت سے مہینے روزه رکھا۔ فصل ای هٰذا فصلٌ الظروف المبنیّة آٹھواں مبنی ظروف ہے۔ تمام ظروف مبنی نہیں ہوتے جیسے الیومَ ۔ کچھ ظروف مبنی ہیں۔ اس لئے مصنف[ؒ] نے بھی الظروف المبنیةُ لکھا۔ یعنی وه ظروف جو مبنی ہے۔ علی اقسامٍ وه کئی قسم پر ہیں۔ منها ما قُطِعَ عن الاضافة ان میں سے ایک قسم وه ہے جسکو کاٹا گیا ہو اضافت سے بان حذِف المضافُ الیه بایں صورت که خذف کیا گیا ہو مضاف الیه کو، یہاں با تصویریه ہے۔ قبلُ، بعدُ، فوقُ، اور تحتُ، یه سب مضافٌ الیه چاہتے ہیں۔ اور اس کے استعمال کے تین طریقے ہیں۔ پہلی صورت یه ہیں که ان کا مضاف الیه اسکے ساتھ ذکر کیا جائے۔ جیسے جاءنی زیدٌ قبلَ عمروٍ۔ دوسری صورت یه ہے که میں مضاف الیه کو لفظوں سے خذف کرتا ہوں اور جب مضاف الیه خذف ہوا ،تو اس کو مبنی علی الضم کر دیا،اگر عمرو کو لفظوں سے خذف کریں تو جمله بن جائیگا، جاءنی زیدٌ قبلُ ۔ یه قبلُ منصوب محلاً ہے۔ کیونکه یه مفعول فیه(ظرف) ہے۔ یہاں عمرو لفظوں سے خذف ہے لیکن اراده اور نیت میں اب بھی ہے۔ اس کو کہتے ہیں منویٌّ (مفعول به کا صیغه ہے ناقص سے)۔ تیسری صورت یه ہے که عمرو کو میں نیت سے بھی ختم کیا اور لفظوں سے بھی ختم کیا۔ یعن میں یه کہنا چاہتا ہوں که زید پہلے آیا۔ جیسے جاءنی زیدٌ قبلً ۔ اب یه معرب ہے۔ یہاں یه دوسرا صورت مبنی ہے۔ اور یہاں یه دوسرا صورت ذکر کرتا ہے۔ کقبْلُ و بعدُ و فوقُ و تحتُ قال الله تعالی لله الامر من قبلُ و من بعدُ الله کے لئے امر ہے پہلے بھی اور بعد میں بھی۔ ای من قبلِ کلِّ شئ و من بعدِ کلِّ شئٍ هٰذا اذا کان یه مبنی ہونا اس وقت ہے المحذوف مَنویًّا للمتکلّم جس کو خذف کیا گیا ہو وه متکلم کی نیت میں ہو والا اور اگر ایسا نه ہو لکانَتْ معربة[65] تو وه معرب ہوگی و علیٰ هٰذا اور اسی بنا پر قُرِئَ پڑھا گیا ہے للّٰهِ الامرُ من قبلٍ و من بعدٍ اور بعض قرأتوں میں قبلٍ اور بعدٍ ذکر ہیں۔ یعنی مضاف الیه لفظوں سے بھی خذف اور نیت سے بھی خذف۔ و تسمَّی الغایاتِ اور ان کو غایات کہتے ہیں۔ غایةکہتے ہیں انتہا کو۔یعنی ان کلام کی انتہا ان ظروف پر ہوتی ہے۔ مثلاً میں کہتا ہو غلامُ زیدٍ اب میرے بولنے کی انتہا مضافٌ الیه پر ہوتی ہے اور اگر مضافٌ الیه کو میں ختم کردوں تو میرے بولنے کی انتہا غلامُ یعنی مضاف پر ہوگی۔ اسی طرح ان ظروف کے بعد جو مضافٌ الیه تھا اس کو خذف کیا گیا تو بولنے کی انتہا ان ظروف پر ہوئی تو ان ظروف کو اب غایات کہتے ہیں۔ ترکیب۔ تُسمیَّ فعل اسکے اندر ھی ضمیر مرفوع محلاً نائب الفاعل جو لوٹ

رہی اس ظروف کو جن کو اضافت سے کاٹ دیا گیا، الغایاتِ(جمع مؤنث سالم) منصوب لفظاً مفعول به،
(سمیَّ فعل دو مفعول چاہتا ہے۔ جیسے سمیتُ الرجُلَ زیدً ۔ الرجُلَ پر بات پوری نہیں ہوا تو زیدًا پر بات پوری ہوئي ۔ ترجمه۔ میں نے اس آدمی کا نام زید رکھا۔ ابھی اگر فعل مجہول لایا جائے، تو فاعل خذف اور الرجُلُ نائب الفاعل بن جایا گا۔ اور زیدً اسی طرح ہوگا۔ تو جمله بنے گا۔ سمیَّ الرجُلُ زیدًا) و منہا حیثُ اور ان ظروف مبنیه میں سے ایک حیثُ ہے۔ بُنِیَتْ اسکو مبنی کیا گیا ہے تشبیهاً لها بالغیاتِ غایات کے ساتھ اس کے مشابہت کی وجه سے لِمُلَازَمَتِها الاضافةَ الی الجملة اس لئے کی اس کی ملازمت ہے(لازم رہنے والا ہے) جمله کے طرف اضافت کے ساتھ ۔ یعنی اس کے ساتھ اضافت الی الجملة لازم ہے۔ یعنی اکثر یه جمله کی طرف مضاف ہوتا ہے۔گویا اس کا مضاف الیه جمله ہوتا ہے۔ اور مضاف الیه تو مفرد ہوتا ہے جمله نہیں ہوتا۔ تو جمله کی طرف اضافت گویا لا اضافت ہے۔ یوں سمجھو مضافٌ الیه آیا ہی نہیں۔چاہیے تھا اور آیا نہیں۔ لفظوں میں جمله موجود ہے لیکن جمله کی طرف اضافت گویا که نہیں۔ یعنی مضاف الیه کو کاٹا گیا تو یه بھی غایات کی طرح ہو گیا اور غایات چونکه مبنی ہے تو یه بھی مبنی بنا۔ فی الاکثر اکثر استعمالات میں۔ یعنی اکثر اس طرح استعمال ہوتا ہے۔ قال الله تعالی الله تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں سنستدرجِہم که ہم ان کفار کو آہسته آہسته ہلاکت کی طرف لے جائینگے من حیثُ ایسی جگه سے(حیثُ جگه کے معنیٰ میں ہے۔ یہاں حیثُ مضاف ہے لایعلمون کی طرف اور لا یعلمون فعل اپنے فاعل کے ساتھ ملکر جمله، تو یه مضاف ہوا جمله کی طرف،اور جمله کی طرف اضافت گویا لا اضافت ہے۔ اس لئے دیکھیے حیثُ مبنی ہے۔حالانکه حیثُ پر من داخل ہوا ہے جر آنا چاہیے تھا لیکن جر نہیں آیا۔معلوم ہوا که یه مبنی ہے۔) لا یعلمون که ان کو پته بھی نہیں چلے گا۔ (استدراج کا معنیٰ ہوتا ہے آہسته آہسته ہلاکت کی طرف لے جانا)۔ و قد یضاف الی المفرد اور کبھی کبھار یه حیثُ مفرد کی طرف مضاف ہو جاتا ہے۔ کقول الشاعر جیسے کسی شاعر کا قول ع
اما تری حیثُ سُهیلٍ طالعًا :: کیا تو نہیں دیکھ رہا سهیل ستاره کی جگه پر طلوع ہونے والا (تری فعل اس کے اندر انتَ ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل، حیثُ یہاں مکان کے معنیٰ میں ہے اور مفعول فیه ہے۔ اور مفعول فیه کو منصوب ہونا چاہیے لیکن یه مبنی علی الضم ہے۔ جیسے اما تری مکان سُهیلٍ ، سهیل ایک ستاره کا نام ہے۔ جو آسمان پر سال کے دوران کچھ مہینے دکھائی دیتا ہے۔ عرب اسکو جانتے ہے۔ کہتے ہے که اونٹ اسکی طرف بالکل نہیں دیکھتا اگر اونٹ کی نظر اس سهیل ستارے پر پڑ جائے تو شدید بیمار ہو جاتا ہے یا مر جاتا ہے۔ سوال۔ یه حیثُ جب جمله کی طرف مضاف ہو تو یه مبنی علی الضم ہوتا ہے ۔ یہاں تو مفرد کی طرف مضاف ہے تو مبنی کیوں ہے؟ جواب۔ یه بھی اسی پر محمول کیا گیا ہے۔ چونکه اکثر جمله کی طرف مضاف ہوتا ہے اور بہت کم ہی مفرد کی طرف مضاف ہوتا ہے تو اس میں بھی مبنی کر دیا گیا ہے۔) ای

مکانَ سھیلٍ فحیثُ ھذا بمعنیٰ مکان پس یہ حیثُ مکان کے معنیٰ میں ہے۔ و شرطُهٗ ان یضاف الی الجملة اور شرط اسکی یہ ہے کہ مضاف ہوگا جملہ کی طرف نحو مثال کی طرف اجلسْ تو بیٹھ جا حیث یَجْلسُ زیدٌ جس جگہ زید بیٹھا ہوا ہے۔ ترکیب۔ اجلس فعل امر انتَ ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل، حیثُ منصوب محلاً مضاف یجلسُ فعل زیدٌ مرفوع لفظاً اسکا فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مضافٌ الیہ ہوا حیثُ کے لئے۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر یہ مفعول فیہ ہوا اجلس فعل امر کے لئے۔اجلس فعل امر اپنے فاعل اور مفعول فیہ سےملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ و منھا اذا اور انہی ظروف مبنیة میں سے "اذا" بھی ہے۔ و ھی للمستقبل اور یہ مستقبل کے لئے آتا ہے۔ و اذا دخلت علی الماضی صار مستقبلًا اور جب یہ فعل ماضی پر داخل ہو جاتا ہے تو وہ فعل ماضی بھی مستقبل بن جاتا ہے۔ نحو مثال کے طور پر اذَا جاءَ نَصْر اللّٰہِ جب اللہ کی مدد آئیگی۔ جاءَ ماضی کا صیغہ ہے۔ لیکن اس پر اذا داخل ہے تو ماضی کا معنیٰ نہیں بلکہ مستقبل کا معنی ہوگا۔ و فیھا معنی الشرط اور اس کے اندر شرط والا معنیٰ ہوتا ہے۔ اذا کے اندر اکثر شرط والا معنیٰ ہوتا ہے۔جب شرط والا معنیٰ ہے تو پھر جزا بھی چاہتا ہے۔ اصل میں یہ مفعول فیہ ہے۔ یعنی ظرف ہے۔ اور کبھی کبھار یہ صرف ظرفیت کے لئے آتا ہے۔ اور شرط کا معنی نہیں ہوتا۔ و یجوزُ ان تَقعَ بعدَ ھَا الجملةُ الاسمیةُ اور جائز ہے کہ ان کے بعد جملہ اسمیہ واقعہ ہو۔حروف شرط "ان" اور "لو" وغیرہ ہمیشہ فعل پر داخل ہوتے ہیں۔ ان کے لئے شرط اور جزا ہوتی ہے۔ اور شرط ہمیشہ فعل ہوتا ہے۔ جیسے کہ ان تضرب اضرب۔ تو یہ تضرب فعل ہے۔اور اذا چونکہ متضمن ہوتا ہے معنیٰ شرط کو، تو کیا اس کے لئے بھی فعل کا ہونا ضروری ہے۔ کیا یہ صرف جملہ فعلیہ پر داخل ہوگا۔ جواب یہ ہے کہ ایسا نہیں یہ شرط کے لئے وضع نہیں ہے۔ یہ ظرف ہے لیکن اس کے اندر شرط کا معنیٰ آیا۔ لہٰذا ضروری نہیں کہ جملہ فعلیہ آئیں جملہ اسمیہ بھی آ سکتا ہے۔ البتہ پسندیدہ یہ ہے کہ جملہ فعلیہ آ جائے۔ نحو مثال کےبعد اٰتیک اذا الشمسُ طالعة اتی یأتی اتیانً کا معنیٰ ہوتا ہے آنا۔ اتیک فعل انا ضمیر مرفوع محلاً اسکے اندر اسکا فاعل، کاف ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ،اذا شرطیہ ظرفیہ منصوب محلاً مضاف الشمسُ مرفوع لفظاً مبتدا طالعةٌ مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل اسکے اندر ھی ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل جو لوٹ رہی الشمسُ مبتدا کو، اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر یہ خبر ہوئی مبتدا کے لئے، مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر مضافٌ الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سےملکر مفعول فیہ ہوا اٰتیک فعل کے لئے، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔(چونکہ اذا شرط کے معنیٰ کو متضمن ہے ۔ اور شرط کے ساتھ جملہ میں جزا بھی ہوتا ہے ۔ لیکن یہاں جزا کو خذف کیا گیا ہے۔یہاں "اذا الشمسُ طالعةٌ" یہ شرط ہے اور جزا شرط کے بعد آتی ہے جو "اٰتیکَ" ہے۔ اور جزا کو خذف کیا گیا کیونکہ شرط

سے پہلے ایک اور ایسا جملہ آ رہا تھا جو جزا پر دلالت کر رہا تھا۔ یہ اٰتیکَ جو ماقبل میں آیا یہ اسی اٰتیک پر دلالت کرتا ہے یہ جزا نہیں بلکہ دال بالجزا ہے۔ اگر اس طرح ہو " اذا الشمسُ طالعةٌ اٰتیکَ" تو اس صورت میں بھی یہ اذا مفعول فیہ بنے گا اٰتیکَ جزا کے لئے۔ترجمہ۔ میں تیرے پاس آؤگا جب سورج طلوع ہوگا۔ و المختار الفعلیة اور پسندیدہ جو ہے وہ جملہ فعلیہ ہے۔ نحو مثال کے طور پر اٰتیک اذا طلعتِ الشمسُ اٰتی فعل بفاعل اسکے اندر انا ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل، کاف ضمیر منصوب محلاً مفعول فیہ، اذا شرطیہ ظرفیہ منصوف محلاً مضاف ، طلعت فعل الشمسُ مرفوع لفظاً اسکا فاعل،فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر مضاف الیہ ہوا اذا مضاف کے لئے، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ہوا اٰتیک فعل کے لئے، فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔(دوسری ترکیب۔ اذا طلعت الشمس یہ شرط اور اٰ تیک دال بالجزا، شرط اپنے دال بالجزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا) و [66] قد تکونُ للمفاجاةِ 32:45اور کبھی کبھار یہ "اذا" مفاجاۃ کے لئے ہوتا ہے۔ مفاجاۃ کے معنیٰ ہے اچانک ہونا کسی کام کا۔ خرجتُ من البیتِ فاذالسَبُعُ۔ میں گھر سے نکلا تو اچانک درندہ کھڑا تھا۔ فاذالسبُعُ موجودٌ ۔ خبر کو خذف کرتے ہیں۔ فیُختارُ بعدُها المبتدأُ تو اس صورت میں پسندیدہ اس کے بعد مبتدا ہے۔ نحو مثال کے طور خرجت فاذا السبُعُ واقِفٌ انہوں نے واقفٌ لفظوں میں ذکر کیا لیکن عام طور پر خذف کرتے ہیں۔ ترکیب۔ خرجتُ فعل بفاعل فا عاطفہ اذا مفاجاتیہ منصوب محلاً مضاف السبُعُ مرفوع لفظاً مبتدا، واقفٌ مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل جو لوٹ رہی سبُع کو، اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہوکر یہ خبر ہوئی مبتدا کے لئے، مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر یہ مضاف الیہ ہوا "اذا" مضاف کے لئے،مضاف ، مضافٌ الیہ ملکر یہ مفعول فیہ ہوا فاجئتُ فعل کے لئے۔ فاجئتُ فعل تا ضمیر مرفوع محلاً اسکے اندر اسکا فاعل ، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر (ظرف ۔ اور ظرف کے لئے عامل ہوتاہے۔ تو یہاں فعل مخذوف نکالتے ہیں۔ فاجئتُ اچانک میں نے پایا۔ اذا زمانے کا نام ہے۔ فاجئتُ زمانَ وقوفِ السبعِ۔یعنی درندے کے کھڑے ہونے کا زمانہ۔ مثلاً زیدٌ قائمٌ اور کوئی پوچھے کہ اس جملہ میں کیا بیان ہو رہا ہے تو جواب کا طریقہ یہ ہوگا کہ قائمٌ (خبر) کا مصدر نکالے جو قیامٌ ہے اور اس کی اضافت مبتدا کی طرف کریں جو قیامُ زیدٍ ہے۔ تو زیدٌ قائمٌ میں قیام زید بیان ہو رہا ہے۔) و منہا اذ اور ظروف مبنیة میں سے "اذ" بھی ہے و ھی للماضی اور یہ ماضی کے لئے آتا ہے۔ و تقعُ بعدَ ما الجُملتانِ الاسمیّةُ والفعلیةُ اور اسکے بعد دونوں جملے واقع ہوتے ہیں جملہ اسمیہ بھی اور جملہ فعلیہ بھی نحو جئتک اذ طلعت الشمسُ میں آپ کے پاس آیا تھا اس وقت سورج طلوع ہوا تھا۔ و اذالشمسُ طالعةٌ ای جئتک اذالشمسُ طالعةٌ۔ میں آپ کے پاس آیا تھا جس وقت سورج طلوع تھا۔

و منہا این و انّی اور ان ظروف مبنیة میں سے این اور انّی بھی ہیں۔ للمکان یہ جگہ کے لئے آتا ہے۔ بمعنی الاستفہام یہ استفہام کے لئے آتا ہے۔ نحو این تمشی آپ کہاں جا رہے ہیں۔ ترکیب۔ اینَ منصوب محلاً مفعول فیه تمشی فعل انت ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیه مقدم سے ملکر جملہ فعلیه انشائیه ہوا۔ وانّی تقعدُ اور آپ کہاں بیٹھیں گے۔ ترکیب اوپر جملے کی طرح ہے۔ (یہ استفہام کے لئے آتے ہیں اور یہ صدارت کلام چاہتا ہے یعنی جملہ کے شروع میں آئیں گے۔) و بمعنی الشرط اور شرط کے معنی میں بھی آتے ہیں۔ (پھر دو جملیں چاہتے ہیں ایک شرط اود دوسرا جزا۔ اور جب یہ شرط کے معنی میں ہو تو جزم بھی دیں گے جیس اینَ تجلسْ اجلسْ) نحو این تجلسْ اجلسْ اینَ منصوب محلاً متضمن معنی شرط مفعول فیه، تجلس فعل بفاعل انت ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیه مقدم سے ملکر جملہ فعلیه خبریه ہو کر یہ شرط، اجلس فعل بفاعل انا ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیه ہو کر جزا، شرط جزا ملکر جملہ شرطیه ہو۔ وانّی تقمْ اقمْ ترکیب اوپر مثال کی طرح۔ و منہا متی اور ان حروف ظرفیه میں سے ایک متی ہے۔ للزمان زمانے کے لئے شرطًا او استفہام یا استفہام ہونے کے اعتبار سے نحو متی تصُمْ اصُمْ ترکیب۔ متی منصوب محلاً مفعول فیه متضمن معنی شرط، تصم فعل بفاعل انت ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیه مقدم سے ملکر جملہ فعلیه خبریه ہو کر یہ شرط، اصم فعل بفاعل انا ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیه ہو کر جزا، شرط جزا ملکر جملہ شرطیه ہو۔ (شرط ، جزا میں اصل جزا ہے اور شرط اس کے لئے قید ہے۔) و متی تُسافرُآپ کب سفر کریں گے۔ترکیب۔ متی منصوب محلاً مفعول فیه متضمن معنی استفہام، تسافر فعل بفاعل انت ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیه مقدم سے ملکر جملہ فعلیه انشائیه ہوا۔

و منہا کیفَ للاستفہام حالًا اور ان ظروف مبنیة میں سے "کیف" بھی ہے حال کی استفہام کے لئے۔ حالًا یہ مفعول به ہے۔ نحو کیف انت ای فی ایّ حالٍ انت آپ کس حال میں ہے۔ ترکیب۔ کیفَ منصوب محلاً مفعول فیه متعلق ہوئے ثابتٌ سے۔۔(مفعول فیه کے لئے عامل چاہیے جو فعل یا شبہ فعل ہوگا۔ تو یہاں مخذوف ثبت نکالیں گے) ۔ ثابتٌ مرفوع محلاً صیغه اسم فاعل اس کے اندر انت ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل اوریہی عائدہے۔ ثابتٌ صیغه اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیه سے ملکر شبه جملہ ہو کر خبر مقدم، انتَ مرفوع محلاً مبتدا مؤخر، مبتدا اپنے خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیه انشائیه ہوا۔ و منہا ایّان اور ظروف مبنیة میں سے ایّان ہے للزمان یہ زمانے کے لئے

آتا ہے۔ استفہامًا بطور استفہام کے نحو ایّان یومُ الدّینِ کب ہوگا بدلے کا دن (متیٰ عام ہے اور ایّان خاص ہے مستقبل کے ساتھ نیز وہ عظیم چیز ہو)۔ترکیب۔ ایّان منصوب محلاً مفعول فیہ،(مفعول فیہ ضرور متعلق ہوتا ہے۔ آگے یوم الدین خبر ہے تو ثبت فعل مخذوف نکالیں گے) ثبتَ فعل اس کے اندر ہو ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل،جو راجع ہے مبتدا مؤخر کو، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر یہ خبر مقدم، یومُ مرفوع لفظاً مضاف، الدینِ مجرور لفظاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مبتدا مؤخر، مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ و منہا مذ و منذُ اور ان ظروف مبنیۃ میں سے "مُذْ" اور "مُنذُ" بھی ہے۔ بمعنی اوَّلِ المدۃ اول مدۃ کے معنی میں ہونگے۔ ان صَلُحَ اگر یہ صلاحیت رکھتے ہو جوابًا لمتیٰ متیٰ کے لئے جواب بننے کی نحو ما رأیتُہٗ میں نے نہیں دیکھا اسے مذ او منذُ یومُ الجمُعَۃِ جمعۃ کے دن سے: ما رأیتُہٗ مذ او منذُ یوم الجمُعَۃِ ترکیب۔ مارأیتُہٗ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل، ہا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ مذْ مرفوع محلاً مبتدا یومُ مرفوع لفظاً مضاف الجمعۃِ مجرور لفظاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ یا منذُ نکالو۔ ترکیب مذ کی طرح ہے۔ (یہ دونوں حروف بطور حروف جارہ کے بھی آتے ہیں۔ لیکن ہمیشہ بطور جر نہیں آتا۔ اور یہاں مذ یومُ پڑھا۔ یوم پر رفع پڑھا اگر یومِ ہوتا تو پھر یہ جارہ ہوتا ابھی یہ جارہ نہیں۔ اور اس صورت میں یہ مبتدا بنتے ہیں اور اسکے بعد خبر آتا ہے۔ نیز یہ دونوں مذْ اور منذُ کلام میں مبتدا بنتے ہیں اور ظروف کلام میں مبتدا نہیں بنتے۔ اس کی وجہ یہ ہیں کہ اس کی مشابہت ہے زمانے کے ساتھ۔اور یہ مبنیات میں سے ہیں۔) فی جواب من قال اس شخص کے جواب میں جس نے یہ کہا تھا متی ما رأیتَ زیدًا تو نے کب سے زید کو نہیں دیکھا۔ ترکیب۔ متیٰ منصوب محلاً مفعول فیہ، ما رأیتَ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلًا اسکا فاعل ، زیدًا منصوب لفظاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ،مفعول بہ اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔(یہاں متیٰ کے لئے ثبت نکالنے کی ضرورت اس لئے نہیں کیونکہ آگے فعل موجود ہیں۔ فاعل، فعل پر مقدم نہیں ہوسکتا باقی مفعول فیہ وغیرہ مقدم ہو سکتے ہیں) ای اولُ مدۃِ یعنی پہلی مدت انقطاع[67] رؤیتی میرے نہ دیکھنے کی ایاہ اسکو یوم الجمعۃ جمعۃ سے۔ ای اولُ مدۃِ انقطاع رؤیتی ایاہ یوم الجمعۃ

کی ترکیب۔اولُ مرفوع لفظاً مضاف، مدةِ مجرور لفظاً مضافٌ اليه مضاف، انقطاعِ مجرور لفظاً مضاف اليه مضاف،رؤيتی مجرور لفظاً مصدر مضاف اليه مضاف يا ضمير مجرور محلاً مضافٌ اليه(فاعل معنًى)،اياهُ منصوب محلّا مفعول به رؤيت مصدر کے لئے، رؤيت مصدر اپنے مفعول به اور مضاف اليه سے ملکر يه مضافٌ اليه ہوا انقطاع کے لئے، انقطاع مضاف اپنے مضاف اليه سے ملکر يه مضاف ہوا مدۃکے لئے، مدۃ مضاف اپنے مضاف اليه سے ملکر يه مضاف ہوا اولُ کے لئے، اولُ مضاف اپنے مضافٌ اليه سے ملکر مبتدا، يومُ مرفوع لفظاً مضاف، الجمعةِ مجرور لفظاً مضاف اليه، مضاف اپنے مضاف اليه سےملکر خبر، مبتدا خبر ملکے جمله اسميه خبريه ہو۔ترجمه۔ ميرا زيد کو نه ديکھنے کی اول مدت جو ہے وہ جمعة ہے۔(ظرف مبتدا اور خبر بھی بن سکتے ہيں۔ ليکن زمانے کے لئے زمانه ہی خبر بنے گا جيسے اول مدة يه بھی زمانه ہے اور يوم الجمعة يه بھی زمانه تو اس ميں ايک مبتدا بنا اور ايک خبر۔ اگر ان ميں سے ايک بھی زمانه نه ہو تو پھر يه مبتدا خبر بن ہی نہيں سکتے۔ کيونکه مبتدا خبر ميں خبر کا حکم لگايا جاتا ہے مبتدا پر۔ اگر مبتدا زمانه نه ہو تو زمانه کا حکم کيسے اس پر لگ سکتا ہے؟ اسی طرح منذُ بھی زمانه تھا اور اس پر حکم يومُ الجمعة کا لگايا جو زمانه ہے۔) و بمعنٰى جميع المدة اور کبھی کبھار يه مذ اور منذُ پوری مدت کے معنی ميں بھی آئينگے۔ ان صَلُحَ جوابًا لکَمْ اگر يه صلاحيت رکھتے ہوں کَمْ کا جواب ہونے کی۔ نحو ما رأيتُهٗ مذ او منذُ يومان ميں نے اس کو نہيں ديکھا دو دن سے۔ترکيب۔ما رأيتُ فعل بفاعل تا ضمير مرفوع محلاً اسکا فاعل، ہا ضمير منصوب محلاً اسکا مفعول به جو راجع ہے زيد کو، فعل اپنے فاعل اور مفعول به سے ملکر جمله فعليه خبريه ہوا،مُذْ مرفوع محلاً مبتدا يومانِ مرفوع لفظاً خبر، مبتدا خبر ملکر جمله اسميه خبريه ہوا۔ (مذ بھی ٹھيک ہے اور منذ بھی ٹھيک ہے۔) فی جواب من قال اس شخص کے جواب ميں جس نے يه کہا تھا کم مُدَّةً ما رأيتَ زيدًا کتنی مدت سے تو نے زيد کو نہيں ديکھا۔ترکيب۔کم استفهاميه منصوب محلاً مميز مُدَّةً منصوب لفظاً تميز، مميز اپنے تميز سے ملکر مفعول فيه، ما رأيتَ فعل بفاعل تا ضمير مرفوع محلاً اسکا فاعل زيدًا منصوب لفظاً مفعول به، فعل اپنے فاعل اور مفعول به اور مفعول فيه سے ملکر جمله فعليه انشائيه ہوا۔ (اگر تميز منصوب ہو تو کم استفهام کے لئے اور اگر تميز مفرد يا جمع مجرور ہو تو پھر کم خبر دينے کے لئے ہوتا ہے۔کم مفعول فيه بھی بنتا ہے اگر اسکے بعد زمانے والا تميز آ جائے۔اور اس مثال ميں کم کے بعد مُدَّةً زمانه آيا ہے۔۔اگر اس کے بعد مصدر آ جائے تو يه کم مفعول مطلق بنتا ہے۔اگر اسکے بعد نه زمانه ہو اور نه مصدر ہو تو يه کم پھر مفعول به بنتا ہے۔کم کے بعد آنے والا فعل اگر کم کی ضمير ميں مشغول نه ہو تو پھر اس کم ميں عمل کرے گا۔يہاں رأيتَ فعل سے

کم کونصب دیا۔) اى جميع مدة ما رايتهٗ يومان وہ ساری مدت جس میں، میں نے نہیں دیکھا وہ دو دن ہیں۔ ترکیب۔ جمیعُ مرفوع لفظاً مضاف مُدَّةٍ مجرور لفظاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر موصوف، ما رأیتُهٗ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً فاعل، ہا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ جو لوٹ رہی ہے زید کو، (یہاں عائد محذوف ہے اور وہ فیہا ہے۔ ہا ضمیر راجع ہے جمیع مدة کو۔) فی جارہ ہا ضمیر مجرور محلاً جو لوٹ رہی جمیع مدة کو، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے ما رأیتُهٗ فعل کے ساتھ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صفت، موصوف صفت ملکر مبتدا، یومانِ مرفوع لفظاً خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ و منها لدٰى ولَدُنْ ظروف مبنية میں سے لدٰی اورلدن ہے۔ بمعنٰی عندَ جوعند کے معنٰی میں ہے۔ عندَ میں مال کا اسی وقت آپکے پاس ہونا ضروری نہیں۔ نحو المالُ لدَيکَ ای المالُ عندکَ یعنی مال تمہارے پاس ہے۔ ترکیب۔ المالُ مرفوع لفظاً مبتدا لدیٰ منصوب محلاً مضاف کاف ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضافٌ الیہ سے ملکر مفعول فیہ ہوا ثبتَ فعل کا، ثبت فعل اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل جو لوٹ رہی ہے مبتدا کو، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوا مبتدا کا، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ والفرق بينهما البتہ ایک فرق ہے۔ اَنَّ عندلا يشترطُ فيه الحضورِ عند جو ہے اس کے اندر اس چیز کی موجودگی ضروری نہیں ہے۔ و يشترط ذٰلک فى لدٰى و لدُنْ اور لدٰی اور لَدُنْ میں یہ شرط ہے کہ وہ چیز پاس موجود ہو۔ وجاءَ فيه لغاتٌ اُخَرُ اور اس میں اور لغتیں بھی آئیں ہیں۔ جیسے کہ لَدْنِ و لُدْنِ(لُدْنَ) وَ لَدَنْ و لَدْ ولُدْ ولُدُ و منها قَطُّ اور ظروف مبنیۃ میں سے قطُّ بھی ہے۔ قُطُّ اور قَطْ یہ لغات بھی آئیں ہیں۔ للماضى منفى یہ قَطُّ ماضی منفی کے لئے ہے نحو ما رأيتُهُ قطُّ مثال کے طور پر: میں نے اسے کبھی بھی نہیں دیکھا۔ ترکیب۔ ما رأیتُهُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل، ہا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ، قط منصوب محلاً مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل مفعول بہ اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ و منها عُوَض اور انہی میں سے عوضُ بھی ہے۔ (ضاد پر تینوں حرکتیں پڑھنا جائز ہے) للمستقبل المنفى یہ مستقبل کی نفی کے لئے ہے۔

نحو لا اَضرِبُهٗ عَوْضُ میں کبھی بھی اسکو نہیں ماروں گا۔ ترکیب۔ لا اَضرِبُهٗ فعل بفاعل اسکے اندر انا ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل، ہا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ، عوض منصوب محلاً مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل مفعول بہ اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ واعلم اور جان لے تو اَنَّهٗ اِذا اُضيفَ الظروفُ الى الجملة او الى اذ جب ظروف کی اضافت کی جائے جملة کی طرف یا اذ کی طرف جاز بِناؤُها على الفتح تو اسکو مبنی على الفتح پڑھنا جائز ہے كقوله تعالىٰ هٰذا يَوْمَ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ یوم کی اضافت جملہ کی طرف ہو رہی ہے تو اس پر اپنا اعراب پڑھنا بھی جائز اور مبنی علی الفتح پڑھنا بھی جائز۔ لیکن یوم یہ ھٰذا کے لئے خبر ہے تو اسکا اپنا اعراب یَوْمُ ہے۔ تو یومُ پڑھنا بھی جائز اور یومَ بھی جائز۔ ترکیب۔ ھٰذا مرفوع محلاً مبتدا یَوْمَ مرفوع محلاً (مبنی علی الفتح) مضاف، ینفع فعل

الصّدِقِيْنَ(الَّذِينَ يَصْدُقُوْنَ۔ صدق يَصْدُقُ سے یصدقون)الف لام منصوب محلاً اسم موصول صادیقین منصوب لفظاً صیغہ اسم فاعل اسکے اندرھم ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل جوراجع ہے الف لام یا الذین کی طرف،اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر یہ صلہ ہوا، موصول صلہ ملکر یہ مفعول بہ ہواینفع کے لئے،صدق مرفوع لفظاً مضاف،ھم ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ،مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر فاعل ہوا فعل کے لئے، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر یہ مضاف الیہ ہوایومَ مضاف کے لئے،مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر یہ خبر ہوئی مبتدا کی،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ۔یہ وہ دن ہے کہ جس میں نفع دیگا سچ بولنے والوں کو ان کا سچ۔ و كيومِئِذٍ و حينئِذٍ اِذْ کے بعد جملہ آتا ہے ہمیشہ۔اور اس کی اضافت جملہ کی طرف کی جاتی ہے۔ کبھی کبھار جملہ کو خذف کر لیتے ہے تو پھر اِذْ کو تنوین دے دیتے ہے۔ اِذٍ پر جو تنوین ہے وہ اس جملہ کا عوض ہے۔اور آسان تعبیر کَيَوْمِئِذْ كان كذا۔تواس جملہ کی تعبیر كانَ كذَا سے کرتے ہیں۔یہاں یومَ کی اضافت اِذْ کی طرف ہے تو یومَ مبنی علی الفتح پڑھنا بھی ٹھیک ہے اور کاف جارہ کی وجہ سے یومِ معرب پڑھنا بھی ٹھیک ہے۔ اسی طرح حينَ مبنی علی الفتح پڑھنا بھی ٹھیک ہے اور کاف جارہ کی وجہ سے حينِ معرب پڑھنا بھی ٹھیک ہے۔ و كذٰلک مثل و غيرُ مَعَ ما واَنْ و اَنّ اور اسی طرح مِثلُ اور غيرُ ہے ما ، اَنْ اور اَنَّ کے ساتھ۔(مثلُ اور غیرُ ظروف میں سے نہیں۔لیکن ان کا حکم بھی ظروف کی طرح ہے۔جب مثلُ اور غیرُ کی اضافت "ما، اَنْ اوراَنَّ" کی طرف کی جائے تواسکو پھر مبنی علی الفتح پڑھنا بھی جائز اور معرب پڑھنا بھی جائز۔یہاں یہ "مااور اَنْ" مصدریہ ہے یہ فعل پر داخل ہونگے اور اسکو مصدر کی تاویل میں کر دیگا۔اور یہ اَنَّ بھی مصدریہ ہے لیکن یہ مبتدا خبر پر داخل ہو کر اسکو مصدر کی معنٰی میں کر دیتے ہیں۔) تقول ضربتُهُ مثلَ ما ضَرَب زيدٌ یہاں مثلَ کی اضافت ما ضربَ زيدٌ کی طرف ہو رہی ہے تو پھر اسکو مبنی علی الفتح پڑھنا بھی جائز ہے اور معرب بھی۔ معرب کی صورت میں پھر بھی یہ منصوب ہی پڑھینگے۔کیونکہ یہ مفعول مطلق بنے گا کیونکہ اسکا موصوف ضربًا محذوف ہے۔ یعنی ضربتُهُ ضربًا مثلَ ما ضربَ زيدٌ۔(ضرب زيدٌ زید نے پٹھائی کی۔یہ پورا جملہ ہے۔لیکن جب اس پر "ما" مصدریہ داخل ہو جائے تو مصدر کے معنٰی میں ہو جاتا ہے۔(زيدٌ في الدار ۔ سوال۔ اس جملہ کا مضمون کیا ہے اور اس کا طریقہ کیا ہے؟ جواب۔ مضمون بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ مسند سے مصدر بناؤ اور پھر اس کی اضافت مسند الیہ کی طرف کرو۔ جیسے زيدٌ في الدار اصل میں زيدٌ ثبتَ في الدار ہے۔یہاں ثبتَ سے مصدر ثبوت ہے اور اس ثبوت کی اضافت مسند الیہ یعنی زید کی طرف کرو تو جملہ بنے گا ثبوتُ زيدٍ في الدار۔اور جملہ فعلیہ میں یعنی ضرب زيدٌ میں ضرب مسند اور زيدٌ مسند اليه اور ضَرَبَ کی مصدر ضَرْبُ ہے۔تو ضربُ کی اضافت مسند الیہ کی طرف کی گئی تو ضَرْبُ زيدٍ یعنی زید کی مار بیان کی جاتی ہے۔یہاں ضَرَبَ زيدٌ پر جب "ما" داخل ہوا تو اسکو مصدر کے معنٰی یعنی "ضَرْبُ زيدٍ" کے معنٰی میں کر دیا۔تو کلام یوں بنے گا۔ "ضَرَبْتُهُ ضَرْبًا مِثْلَ ضَرْبِ زيدٍ"۔ یہاں ضرب پر کسرۃ اس لئے ہے کیونکہ یہ مثلُ کے لئے مضاف الیہ ہے۔ ترجمہ۔میں نے اس کی پٹھائی کی،ایسی پٹھائی جو کہ زید کی پٹھائی کرنے کی طرح تھی۔ترکیب۔ ضربته فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل، ہا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ، ضربًا منصوب لفظاً موصوف، مثلَ منصوب محلاً مضاف، ما مصدریہ ضرب فعل زيدٌ مرفوع لفظاً

فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر "ما" مصدریہ کی وجہ سے بتاویل مفرد (ضَرْبُ زيدٍ) ہوکر یہ مضاف الیہ ہوا مثلَ کے لئے، مثل مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر یہ صفت ہوا موصوف محذوف ضربًا کے لئے، موصوف اپنے صفت سے ملکر مفعول مطلق، فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور مفعول مطلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

و غيرَ اَنْ ضَرَبَ زَيْدٌ[69] ای ضربتُهُ ضربًا غيرَ اَنْ ضربَ زيدٌ۔ اور جب اَنْ مصدریہ کی وجہ سے ضَرَبَ زيدٌ مفرد کی تاْویل میں ہوا تو جملہ " ضربتُهُ ضربًا غيرَ ضَرْبِ زيدٌ" بنے گا۔ اور ضَرْبِ مضافٌ الیہ کو وجہ سے مکسور ہے۔ یہاں غیرَ کی اضافت ان ضربَ زیدٌ کی طرف ہورہی ہے تو پھر اسکو مبنی على الفتح پڑھنا بھی جائز ہے اور معرب بھی۔ ترکیب۔ ضربتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً فاعل، ہا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ، ضربًا منصوب لفظاً موصوف محذوف غیرَ منصوب محلاً مضاف، ان مصدریہ ضرب فعل زیدٌ مرفوع لفظاً فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ان مضاف کی وجہ سے بتاویل مفرد یہ مضاف الیہ ہوا غیرَ مضاف کے لئے۔ غیرَ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر یہ صفت ہوا موصوف کے لئے، موصوف اپنے صفت سے ملکر مفعول مطلق ہوا ضربتُ فعل کے لئے، فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور مفعول مطلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ۔ میں نے اسکی پٹھائی کی، ایسی پٹھائی کرنا جو زید کے پٹھائی کے علاوہ تھی یعنی اس سے مختلف تھی۔ و منها امس بالكسرِ اور حروف مبنیۃ میں سے امسِ بھی ہے کسرۃ کے ساتھ۔ یعنی مبنی على الكسر ہے۔ امس کا معنی ہے گزشتہ کل۔ اور آنے والے کل کے لئے غدًا کا لفظ ہے۔ عند اهل الحجاز اہل حجاز کے نزدیک۔ و الخاتمةُ فى سائر احكام الاسم اور خاتمة اسم کے باقی احکام کے بیان میں و لواحِقِه اور ان سے متعلق جو چیزیں ہیں غير الاعراب والبناء علاوہ معرب اور مبنی ہونے کے و فيها فصولٌ اور اسمیں کئی فصلیں ہیں۔

فصل پہلی فصل اعلم اَنَّ الاسم علىٰ قسمين معرفةٌ و نكرةٌ اور جان لے تو اسم دو قسم پر ہیں۔

المعرفة اسم وُضِعَ لشيْءٍ معيّن و هى ستّة اقسام معرفۃ ایسا اسم ہے جس کو مقرر کیا گیا ہو کسی معیّن چیز کے لئے۔ اور یہ چھ قسم پر ہیں۔ المضمراتُ ضمیریں ہیں والاعلامُ نام ہے چیزوں کے والمبهماتُ اور مبہمات ہیں۔ اعنى اسماء الاشاراتِ والموصولات یعنی کہ اسمائے اشارات اور اسمائے موصولات ہیں۔ اسم اشارہ مشارٌ الیه کا محتاج ہوتا ہے اور اسم موصول صلہ کے محتاج ہوتا ہے اس لئے اسے مبہمات کہا۔ والمعرَّف باللام اور معرف باللام ہے۔ (الف لام دو قسم پر ہیں۔ ایک کو الف لام اسمی (وہ الف لام جو حدوث کے معنٰی میں ہو۔ حدوث کا مطلب ہے پہلے وہ صفت نہیں تھا، پھر پیدا ہوا اور پھر ختم بھی ہوا۔ جیسے ضارب اس میں پہلے ضرب کا صفت نہیں تھا۔ پھر یہ صفت پیدا ہوا یعنی کسی کو مارا۔ اور پھر یہ صفت ختم بھی ہوا۔ یعنی مارنا ختم کیا۔ یعنی یہ صفت بار بار پیدا ہوتا ہے اور ختم بھی ہوتا ہے۔ اور مثالیں سامع، شارب یعنی پینا وغیرہ) کہتے ہیں جو اسم فاعل اور اسم مفعول کے صیغوں پر داخل ہو۔ اور یہ اسم موصول ہوتا ہے بمعنیٰ الذى کے۔ جیسے ضارب سے الضارب ۔ اس میں الف لام اسم موصول اور ضارب اسکا صلہ ہے۔ اور یہ الضارب بمعنیٰ الذى يضرب کے ہے۔ اور المضروب میں الف لام اسمی اور مضروب اسکا صلہ،

اور یہ الذی یُضْرَبُ کے معنٰی میں ہے۔تو الف لام اسمی خود معرفۃ ہے۔اور دوسرا الف لام حرفی ہے۔جو کسی نکرۃ پر داخل ہوتا ہے اور اسکو معرفۃ بناتا ہے۔الف لام حرفی خود حرف ہے لیکن وہ جس پر داخل ہوتا ہے اسے معرفۃ بناتا ہے۔جیسے رجلٌ سے الرجلُ ۔ **الف لام حرفی**(وہ الف لام جو ثبوت کے معنٰی میں ہو۔یعنی ایک صفت جب ایک مرتبہ پیدا ہو جائے تو پھر ختم نہیں ہوتا۔جیسے مؤمن کی صفت جب ایک بار آجائے تو یہ جڑی رہتی ہے۔تو اس شخص کو ہر وقت مؤمن کہ دینگے۔ایسا نہیں کہ ایک وقت یہ مؤمن ہے اور دوسرے وقت مؤمن نہیں۔دوسرا مثال عالم وغیرہ۔المؤمن یہاں الف لام الذی کے معنٰی میں نہیں۔اسی طرح العالم میں الف لام الذی کے معنٰی میں نہیں۔)وہ ہے جس کے ذریعے کسی چیز کی طرف اشارہ کیا جائے۔اور یہ چار قسم پر ہیں۔1۔اشارہ جنس اور ماہیت کی طرف بھی ہو سکتا ہے۔تو اسکو **الف لام** جنسی کہتے ہے۔ جیسے الرجلُ خیرمن المرأۃِ یعنی جنس رجل جنس اِمرۃ سے افضل ہے۔2۔تمام افراد کی طرف بھی ہو سکتا ہے۔اگر تمام افراد کی طرف اشارہ ہو تو اسکو **الف لام** استغراقی کہتے ہیں ۔جیسے انَّ الانسانَ لفی خسر۔ الانسان بمعنیٰ تمام انسان۔3۔بعض معین افراد کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے۔یعنی وہ افراد خارج میں متعین ہے۔تو اسکو **الف لام** عہد خارجی کہتے ہے۔جیسے جاءنی رجلٌ اَمْسِ فَاَکْرَمْتُ الرَجُلَ ۔ پہلے رجلٌ کا لفظ نکرۃ لایا۔بعد میں الرجل میں رجل پر الف لام داخل کیا اور یہ الف لام حرفی ہے جس کے ذریعے ہم کسی چیز کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔یعنی وہ شخص۔اگر الرجل کی جگہ صرف رجل ذکر کرتا تو پھر پتہ نہیں کہ رجل سے کون مراد ہے۔اور جب الف لام داخل کیا تو پتہ چلا کہ اس رجل سے وہ رجل مراد ہے جو جاءنی رجل میں ذکر کیا تھا۔معرفۃ کا مطلب یہ نہیں کہ آپ اس کے بارے میں سب کچھ جانتا ہو۔بلکہ معرفۃ وہ ہے جو متکلم اور مخاطب کی سمجھ میں آئیں۔یعنی ایک مرتبہ ذکر کرنے سے وہ چیز متعین ہو جاتا ہے۔قرآن سے مثال:۔ ارسلنا الی فرعون رسولًا ۔ یہاں رسولًا نکرۃ ہے۔ترجمۃ۔ہم نے بھیجا فرعون کی طرف ایک پیغمبر۔اب چونکہ ایک مرتبہ رسول کا ذکر آیا۔اب متعین ہو گیا۔آگے اللہ فرماتے ہیں۔ فَعَصٰیٰ فرعونُ الرَّسولَ ۔تو فرعون نے اس رسول کی نافرمانی کی۔الرسول میں الف لام حرفی ہے۔جسکو الف لام عہد خارجی کہتے ہیں۔جسکے کے ذریعے اشارہ کیا جاتا ہے۔بعض متعین ایک بھی ہو سکتا ہے دو بھی اور زیادہ بھی ہو سکتا ہے۔ 4۔بعض غیر معین افراد کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے۔یعنی وہ افراد خارج میں متعین نہیں بلکہ ذہن میں متعین ہے تو اسکو **الف لام** عہد ذہنی کہتے ہیں۔ جیسے جب یعقوبؑ نے یوسف علیه السلام کے بھائیوں سے کہا تھا اَخافُ اَنْ یأکُلُهُ الذئبُ ۔ مجھے ڈر ہے کہ انکو کھالے گا کوئی بھیڑیا۔یہ الف لام عہد ذہنی ہے۔تو اس بھیڑیئے سے مراد خارج میں کوئی غیر متعین بھیڑیا تھا۔کیونکہ کسی خاص بھیڑیئے کی طرف یعقوب علیہ السلام نے اشارہ نہیں کیا تھا۔اور نہ ہی تمام بھیڑیوں کی طرف اشارہ کیا تھا۔ یاد رکھے الف لام عہد ذہنی لفظوں کے اعتبار سے تو معرفۃ بناتا ہے لیکن معنٰی کے اعتبار سے وہ نکرۃ ہی رہتا ہے۔ الذئب کا معنی ہے کوئی ایک بھیڑیا۔اور ذئبٌ کا معنٰی بھی ہے کوئی ایک بھیڑیا۔والمضاف الی احدھا اور اسمیں سے کسی ایک کی طرف مضاف ہو۔ اضافۃً معنویۃً اضافت معنوی کے ساتھ۔(اسم فاعل،اسم مفعول اور صفت مشبہ اور مضاف ہو اپنے معمول کی طرف تو یہ صرف لفظوں میں تخفیف کا فائدہ دیتے ہیں معنٰی میں تخفیف یا تعریف کا فائدہ نہیں دیتے۔یہ اضافت لفظی کہلاتے ہیں۔) والمعرف بالنداء اور معرف بہ نداء ہے۔حرف ندا الف لام کے ساتھ جمع نہیں ہوتا سوائے لفظ یا اللہ کے۔(نوٹ۔بعض الفاظ ایسے کہ اگر وہ معرفۃ کی طرف بھی مضاف ہو جائے تو پھر بھی نکرۃ رہتے ہیں۔ان میں سے غیرٌ، نحوٌ،مثلُ، شِبْہٌ، احدٌ ہیں۔جیسے غیرُ زیدٍ تو یہ پھر بھی کسی متعین شخص کے لئے نہیں ہے تو پھر بھی نکرۃ ہی رہا۔اور نحوُ زیدٍ یعنی زید جیسا۔جب احد کی اضافت ھما ضمیر کی طرف کرلے جیسے احدُھما یعنی دو میں سے ایک تو یہ پھر بھی متعین نہیں ہوا اور نکرۃ ہی رہا۔ یا احدُھم وغیرہ۔)

والعَلَمُ ما وُضِعَ عَلَم وہ اسم ہے جسکو وضع کیا جائے لشيءٍ مُعَيَّنٍ کسی معین چیز کے لئے لا يتناوَلُ وہ شامل نہ ہو غيرَهُ اس کے علاوہ کو بوضعٍ واحدٍ ایک ہی وضع سے واعرفُ المعارفِ المضمرُ المتكلمِ نحو انا و نحنُ اور جس میں سب سے زیادہ معرفتہ ہے وہ متکلم کی ضمیر ہے۔مثال کے طور پر "انا" اور "نحن" ثم المخاطبُ نحو انت پھر مخاطب کی ضمیر ہے مثال کے طور پر "انت" ثم الغائب نحو هوَ پھر غائب کی ضمیر ہے جیسے "هو" ثم العَلَمُ پھر علم کا درجہ ہے۔ ثم المبهات پھر مبہمات یعنی اسمائے اشارات اور اسمائے موصولات کا درجہ ہے۔ ثم المعرف باللام پھر معرف باللام کا درجہ ہے۔ثم المعرف بالنداء[70] پھر معرف بالنداء کا درجہ ہے۔ والمضاف فى قوة المضاف اليه اور مضاف، مضاف الیہ کے درجہ میں ہوتا ہے۔یعنی اگر مضاف الیہ پہلے درجہ کا ہو تو یہ معرفتہ بھی پہلے درجہ کا ہوگا۔جیسا کہ غلامی یہاں چونکہ یا متکلم کی ضمیر اول درجہ کا معرفتہ ہے تو غلامی بھی اول درجہ کا معرفتہ ہے۔اور غلامُ زيدً یہ دوسرے درجہ کا معرفتہ ہے کیونکہ علم دوسرے درجہ پر آتا ہے۔غلامُ هذا اور غلام الذى ضربك یہ تیسرے درجے کے معرفتہ میں سے ہیں۔اور غلام الرجلِ چوتھے درجے کا معرفتہ ہے۔ و النكرة ما وُضِعَ لِشيءٍ غير مُعَيَّنٍ اور نکرہ وہ ہے جس کو وضع کیا گیا ہو کسی غیر معین چیز کے لئے كرجل و فرس جیسے رجلٍ اور فرسٍ ۔رجل ہر شخص پر صادق آتا ہے اسی طرح فرس ہر گھوڑے پر صادق آتا ہے۔نوٹ۔ على الاطلاق اعرف المعارف لفظ الله ہے۔امام سیبویہ ؒ کو وفات کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ الله نے کیا معاملہ کیا۔تو اس نے فرمایا کہ الله نے میری مغفرت کی۔کیونکہ میں اس بات کا سب سے زیادہ قائل تھا کہ على الاطلاق اعرف المعارف لفظ الله ہے۔اور على الاطلاق انكرُ نكرات لفظ شئٌ ہے۔

نوٹ:۔عرب کے بعض قبیلے تعریف کے لئے الف میم استعمال کرتے تھے۔اور اسکو معرف بالميم کہتے ہیں۔مصنف ؒ نے اسکو ذکر نہیں کیا کیونکہ وہ انتہائی قلیل ہے چند ایک قبیلے اسے استعمال کرتے ہیں۔ایک حدیث میں ہے ليسَ مِنَ امبِرِّ امصيامُ فى امسفر ۔اصل عبارت "ليسَ منَ البرِّ الصيامُ فى السفر " ہے۔سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔

فصلٌ ثانی اسماءُ العددِ ما وُضِعَ اسمائے عدد وہ اسم ہے جسکو وضع کیا جائے ليدلَّ على كميةِ اٰحادِ الاشياء تاکہ وہ دلالت کرے چیزوں کی افراد کے مقدار پر و اصولُ العدد اثنتا عَشَرَةَ كلمةً اور بنیادی عدد بارہ کلمے ہیں۔ واحدةٌ الیٰ عشرة و مائةٌ و الفٌ ایک سے لے کر دس تک،اور سو اور ہزار و استعمالُهُ من واحدٍ الیٰ اثنين على القياس ان عددوں کا استعمال ایک سے لے کر دو تک قیاس کے طریقے پر ہیں۔ اعنى للمذكر بدون التاء و للمؤنث بالتاء یعنی مذکر کے لئے بغیر "تا" کے اور مؤنث کے لئے "تا" کے ساتھ۔ تقول فى رجلٌ واحدٌ و فى رجلينِ اثنان و فى امرأةٍ واحدة و فى امرأتينِ اثنتانِ و ثِنتانِ آپ کہتے ہیں ایک مرد کے لئے واحدٌ اور دو مردوں کے لئے اثنانِ اور ایک عورت کے لئے واحدةٌ اور دو عورتوں کے لئے اثنتانِ اور ثِنتانِ دونوں کہہ سکتے ہیں۔ و من ثلثةٍ الیٰ عشرة على خلافِ القياسِ اور تین سے دس تک خلاف القیاس ہیں۔ اعنى للمذكر بالتاءِ یعنی مذکر کے لئے "تا" کے ساتھ تقول ثلثةُ رجالٍ الیٰ عشرةِ رجالٍ ثلثة رجالٍ میں یہ "رجالٍ "معدود ہے اور اسے تمیز بھی کہتے ہیں۔کیونکہ یہ عدد سے ابہام دور کرتا ہے۔(اور تین سے لے کر دس تک اعداد کے لئے معدود جمع لائینگے اور مجرور کرینگے) و للمؤنث بدونها تقول ثلثُ نسوة الیٰ عشرِ نسوة اور مؤنث کے لئے بغیر "تا" کے یعنی ثلثُ نسوةِ اور عشرُ نسوةِ و بعدَ العَشَرةِ تقولُ اَحدَ عشرَ رَجُلًا و اثنا عشر رجلًا و ثلثَةَ عشر رجلًا الیٰ تسعةَ عشر رجلًا نوٹ:۔گیارہ سے لے کر ننانوے تک تمیز مفرد منصوب آتی ہے۔نیز گیارہ اور بارہ تمیز کے مطابق یعنی مذکر کے لئے عدد کے

دونوں جز مذکر ہونگے۔ جیسے اَحدَ عَشَرَ رَجُلًا (احدَ کا مؤنث احدیٰ اور عشر کا مؤنث عشرۃ ہے۔ اهل حجاز کے نزدیک گیارہ سے انیس تک اگر عشر کے ساتھ "تا" مل جائے تو پھر شین کو ساکن پڑھنا۔ کیونکہ شین کی فتح کی صورت میں چار فتح اکھٹے ہو جائیں گے اور یہ زبان پر ثقیل ہوتے ہیں۔)اور اثنا عشر رجلاً ۔ اور تیرہ سے لے کر انیس تک پہلا جز معدود کے مخالف ہوگا جبکہ دوسرا جز معدود کے مطابق ہوگا۔ جیساکہ ثلثة عشر رجلاً ۔ و احدیٰ عشرۃَ اِمرأۃً و اثنتا عشرۃ امرأۃً و [71] ثلٰث عشرۃ امرأۃً الی تسعَ عشرۃ امرأۃ جس طرح تفصیل اوپر تھی وہ تفصیل یہاں بھی ہے۔ و بعد ذالک تقول اور اسکے بعد آپ یوں کہینگے۔ عشرونَ رجلًا و عشرونَ امرأۃً بلا فرقٍ بین المذکر والمؤنثِ الیٰ تسعین رجلاً و امرأۃً دہائیوں میں مذکر اور مؤنث کا فرق نہیں ہوگا۔ و اَحدٌ و عشرونَ رجلًا و احدیٰ و عشرونَ امرأۃً و اثنان و عشرون رجلاً و اثنتانِ و عشرونَ امرأۃ اکیس اور بائیس میں گیارہ اور بارہ کا قاعدہ ہے۔ تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔ و ثلٰثة و عشرون رجلًا و ثلٰث و عشرونَ امرأۃ الی تسعة و تسعین رجلاً و تسع و تسعین امرأۃً تیئس سے لے کر ننانوے تک وہی قاعدہ لگے گا جو تیرہ سے لے انیس تک تھا۔ ثم تقول پھر آپ یوں کہ دینگے۔

مائةُ رجلٍ و مائةُ امرأۃٍ و الفُ رجلٍ و الفُ اِمرأۃ (مائة اور الف کی تمیز مفرد مجرور آئینگی) و مائتا رجلٍ و ما ئتا امرأۃٍ والفا رجُلٍ و الفا اِمرأۃٍ بلا فرقٍ بین المذکر و المؤنثِ مائتان اور الفانِ کا نون اضافت کی وجہ سے گر گیا۔ فاذا زاد علی المائة والالفِ جب عدد بڑھ جائے مائة اور الف سے یُستَعمل علی قیاس ما عرفتَ تو اسی طریقے سے استعمال کرو جو آپ نے جان لیا و یُقَدِّم الالفُ علی المائةِ والمائة علی الاحادِ والاحادُ علی العَشَرات اور پھر مقدم کیا جائے گا الف کو مائة پر، اور مائة کو اکائیوں پر، اور اکائیوں کو دہائیوں پر۔ مثلاً چار ہزار پانچ سو اکیس مرد: تو سب سے پہلے ہزار کا لاؤ نیز تین سے لے کر نو تک معدود کے مخالف آئے گا۔ تو چار کے لئے اربعةُ لاؤ۔ عدد بنے گا اربعةُ اٰلافٍ و خمسُ مائةٍ وَ احدٌ و عشرونَ رجلًا۔ تقولُ آپ کہتے ہیں عندی میرے پاس الفٌ و مائةٌ واحدٌ و عشرونَ رجلاً و الفان و مائتان و اثنان [72] و عشرونَ رجلًا و اربعةُ اٰلافٍ و تسعُمائةٍ و خمسٌ وَّ اَرْبَعُوْنَ امرأۃً (رسم الخط کا ضابطہ: مائة سے پہلے جو عدد آتا ہے تو اسے مائة کے ساتھ اکٹھا لکھیں گے جیساکہ تسعُمائةٍ ہے۔ اسی طرح اربعُمائة وغیرہ) و علیکَ با لقیاس اور آپ پر قیاس لازم ہیں۔

واعلم اور جان لے تو ان الواحدَ و الاثنین لا ممیّز لهما واحد اور اثنین کے لئے کوئی تمیز نہیں (ممیز خود ہی عدد پر دلالت کرتا ہے۔ وہاں اور تمیز یا عدد کی کوئی ضرورت نہیں۔ یعنی ایک آدمی کے لئے واحد رُجل نہیں کہے گے بلکہ رجلٌ کہہ دیں۔ اور اثنا رجلَینِ نہیں کہے گے بلکہ رجلانِ یا رجلینِ کہے گے) لانّ لفظَ الممیّزِ اس لئے کہ لفظ ممیز یُغنی بے پرواہ کرتا ہے، اغنی یغنی بے نیاز کرنا عن ذکر العدد فیهما اس بات سے کہ عدد کو ذکر کیا جائے ان دونوں میں تقول عندی رجلٌ و رجلان ای عندی رجلٌ و عندی رجلان ۔ آپ کہتے ہیں میرے پاس ایک آدمی ہے اور میرے پاس دو آدمی ہیں۔ و اما سائرُ الاعداد اور جو باقی کے اعداد ہیں فلا بدَّ لها من مُمیّزٍ تو اس کے لئے ممیز کا ہونا ضروری ہے۔ فتقول پس آپ کہتے ہیں ممیز الثلٰثة الیٰ العشرۃ مخفوض مجموعٌ ثلٰثة سے لے کر عشرۃ تک تمیز جمع مجرور ہوتی ہے۔ خفض جر کو کہتے ہیں۔ تقول ثلٰثةُ رجالٍ و ثلٰثُ نِسْوَۃٍ الّا اذا کان الممیز لفظ المائةِ مگر اس وقت کہ ممیز مائة کا لفظ ہو فحینئذٍ یکون مخفوضًا مفردًا پس اس وقت وہ مفرد مجرور ہونگی تقولُ ثلٰثُ مائةٍ و تسعُ مائةٍ (رسم الخط کے ضابطے کے مطابق

ثلٰثُمائةٍ و تسعمائةٍ اکٹھے لکھنا چاہیے تھا) و القیاسُ اور قیاس تو یہ تھا ثلٰث ماةٍ او مِئِينَ و مُمیِّزُ احد عشر الٰی تسعةٌ و تِسعِين منصوبٌ مفردٌ اور گیارہ سے لے کر ننانوے تک تمیز مفرد منصوب ہوتی ہے۔ تقول احد عشر رجلًا و احدیٰ عشرة امرأةً و تسعةٌ و تسعون رجلا و تسع و تسعون امرأة و ممیزُ مائةٍ و الفٍ و تثنیتہما و جمعِ الالف مخفوضٌ مفردٌ مائة اورمائة اورالف مفرد ہو یا تثنیہ ہو تو اسکی تمیز مفرد مجرور ہوتی ہیں اور جمع الف کی تمیز بھی مفرد مجرور ہوتی ہے۔ جبکہ مائة کی جمع عدد کے ساتھ استعمال نہیں ہوتا۔ (مائةٌ ، ماتان اور الفٌ، الفانِ اور الافٌ اور مائة عدد کے ساتھ جمع استعمال نہیں ہوتا اس لئے نہیں لکھا۔) تقول مائةُ[73] رجلٍ و مائةُ امرأةٍ و الفُ رجلٍ و الفُ امرأةٍ و مائتَا رجُلٍ و مائتَا امرأةٍ و الفا رجلٍ و الفا امرأةٍ و ثلٰثةُ الافِ رجلٍ و ثلٰثُ الافِ امرأةٍ و قِس علی هٰذا اگر صرف تین ہزار بولتے تو ثلثة الافٍ لکھتے لیکن آگے تمیز آرہی ہے تو مذکر کے لئے پھر مؤنث عدد لانا ہوگا جیسے ثلثة الافِ رجلٍ اور مؤنث کے لئے مذکر عدد جیسے ثلث الافِ امرأةٍ ۔وغیرہ وغیرہ۔ مائتا ن اور الفان میں اضافت کی وجہ سے نون گر گیا۔

فصلٌ الاسم اما مذکر و اِما مؤنث اسم جو ہوتا ہے وہ یا مذکر ہوتا ہے یا مؤنث۔ فالمؤنث ما فیه علامة التانیث تو مؤنث اسم وہ ہے جس میں تانیث کی علامت پائی جائے لفظًا او تقدیرًا چاہے لفظًا ہو یا تقدیرًا۔ والمذکر ما بخلافه اور مذکر اسم وہ ہے جو اسکے خلاف ہو و علامة التانیث ثلثةٌ اور تانیث کی علامتیں تین ہیں۔ التاء ایک "تا" ہے۔ جو وقف کی صورت میں "ہا" بن جاتی ہے۔ جیسے ضاربةٌ پر وقف کریں تو ضاربه پڑھینگے۔ کطلحةَ جیسے طلحة۔ طلحة یہ غیر منصرف ہے۔ ایک اسمیں تانیث اور دوسرا علمیت۔ والالف المقصورةُ ایک الف مقصورة ہے۔ جو عام الف ہے اسے الف مقصورة کہتے ہیں۔ کحبلٰی جیسے حبلیٰ والف الممدودة اور ایک الف ممدودة ہے کحمراءَ جیسے کہ حمراء ۔یہ حمراءَ غیر منصرف ہے کیونکہ الف تانیث قائم مقام دو سببوں کے ہیں۔ یہ "احمر" کی مؤنث ہے۔ الف ممدودة وہ ہے جس کے بعد ہمزہ آئے۔ اور اسکو خوب لمبا کیا جاتا ہے۔ الف ممدودة اصل میں دو الف ہوتے ہیں۔ یہ حمراء میں پہلا الف زائد ہے اور دوسرا تانیث والا ہے۔ اور ضابطہ ہے کہ الف زائد کے بعد کوئی حرف علت آجائے تو اسے ہمزہ سے بدل دیتے ہیں۔ تو حمراء کے آخر میں دو الف تھے اور دوسرے الف کو ہمزہ سے تبدیل کیا۔ مثال: قال یقول قولًا فهوَ قائلٌ میں یہ قائلٌ اصل میں قاولٌ تھا۔ والمُقَدرةُ انما هو التاء فقط اور وہ جو تانیث کی علامت مقدر ہوتی ہے وہ صرف "تا" ہوتی ہے۔ کارضٍ و دارٍ جیسے کہ ارض اور دار۔ یہ عربی میں مؤنث استعمال ہوتے ہیں۔ اور اس کے مؤنث کا پتہ لگانے کے لئے اسکا تصغیر نکالتے ہیں۔ جیسے ارض کی تصغیر اریضة ہے اور اسکے آخر میں تائے تانیث ہے۔ اور دار کی تصغیر دویرة ہے اور اس میں بھی آخر میں تائے تانیث موجود ہے۔ مشہور ضابطہ ہے۔ "التصغیر یَردُّ الاشیاءَ الی اصولها"۔ نیز دار میں الف آرہا ہے اور پتہ نہیں چلتا کہ یہ "واو" ہے یا "یا"۔ جب تصغیر نکالی تو "واو" آیا۔ تو پتہ چلا کہ یہ "واو" سے بدل کر "الف" ہوا ہے۔ اور اسی طرح "التکسیر یردُّ الاشیاء الی اصولها" ہے۔ جمع تکسیر وہ جس میں مفرد کا وزن ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر یہ ضابطے اکٹھے یاد کرنا ہو تو "التصغیرُ و التکسیرُ یَرُدّان اشیاء الی اصولها"۔ بدلیل اُرَیضَةٍ و دُوَیْرَةٍ جسکا دلیل اریضة اور دویرة ہیں۔ ثم المؤنث علی قسمین پھر مؤنث دو قسم پر ہیں۔ حقیقی ایک مؤنث حقیق ہے۔ و هو ما بازائه ذکرٌ من الحیوان کامرأةٍ و ناقةٍ وہ مؤنث ہے جس کے مقابلے میں مذکر حیوان ہو جیسے "امرأةٌ" اور ناقةٌ"۔ و لفظیٌ اور ایک مؤنث لفظی ہے و هو ما بخلافه اور ایک مؤنث وہ ہے جو مؤنث حقیقی کے برخلاف ہو۔ کظلمةٍ جیسے ظلمة اسکے آخر میں تا موجود

ہے لیکن مذکر حیوان موجود نہیں۔ ظلمة تاریکی کو کہتے ہیں۔ و عینٍ اورعین کا لفظ۔دلیل یہ ہے کہ اسکا تصغیر نکالو اور وہ "عُـیَـیْـنَـةٌ" ہے۔معلوم ہوا یہاں "تا" مقدر ہے۔عین چشمے کو بھی کہتے ہے،سورج،جاسوس،گھٹنے اور سونے کو بھی کہتے ہیں۔ وقد عرفتَ احکامَ الفعلِ اور تحقیق آپ جان چکے ہے فعل کے احکام کو اذا اُسْنِدَ الٰی المؤنث جب اسکا اسناد کیا جائے مؤنث کی طرف فلا نُعیدُ ها تو پھر ہم انکو نہیں دھرائینگے۔مرفوعات میں مصنف ؒ نے مؤنث کی تفصیل بیان کی ہے۔ فصل المثنّٰی اسمٌ اُلحِقَ بِاٰخِرِہٖ تثنیہ ایسا اسم ہے کہ ملادیا جائے اس کے آخر کے ساتھ ای باٰخرِ مفردہ یعنی اس کے مفرد کے آخر میں ملادی جائے الفٌ او یاءٌ مفتوحٌ ما قبلھا[74] ایسا "الف" یا ایسی "یا" جس کا ما قبل مفتوح ہو۔یہاں یہ مفتوحٌ "صفت بحالِ متعلقه" ہے۔اور صفت بحالِ متعلقه وہ ہے جو لفظوں میں صفت ہو ما قبل کی اور معنیً صفت ہو اس کے متعلق کی۔یہاں یہ مفتوحٌ لفظوں میں الفٌ اور یاءٌ کی صفت ہے یعنی الف اور یا مرفوع ہے تو یہ مفتوح بھی مرفوع ہے۔ لیکن معنٰی کے لحاظ سے اس "الف" اور "یا" کی صفت نہیں۔کیونکہ الف اور یا مفتوح نہیں بلکہ اس کا ما قبل مفتوح ہوتا ہے۔اور "ما قبلھا" یہ نائب الفاعل ہے۔ و نونٌ مکسورۃ اور نون مکسورۃ جوڑ دی جائے لِیدل تاکہ یہ دلالت کریں علی اس بات پر اَنَّ معه کہ اس کے ساتھ اٰخر ایک اور بھی ہے مثله اس جیسا یعنی ایک جنس کا۔نوع ایک ضروری نہیں نحو رجلان و رجلین(تثنیه ایسے اسم کو کہتے ہیں جس کے مفرد کے اخر میں "الف" اور "نون" حالت رفعی میں اور "یا" اور "نون" حالت نصبی، جری میں ملا دیا جائے۔ اور یہ اس لئے کہ اس جیسا ایک اور بھی ہے۔مثلاً کتابٌ سے کتابان اور قلمٌ سے قلمانِ وغیرہ) هٰذا فی الصحیح یہ صحیح کے اندر ہے۔

اما المقصور اور باقی اسم مقصور جو ہے فان کانت الفُه منقلبَةُ عن واوٍ اگر اس کا "الف" بدلا ہے "واو" سے۔ یعنی پہلے "واو" تھا پھر قاعدے کے مطابق "الف" ہوا۔ و کان ثلاثیا اور وہ اسم ثلاثی ہو۔ ثلاثی کا معنیٰ ادھر یہ نہیں کہ حروف اصلی تین ہو بلکه یہاں صرف تین حروف ہونا چاہیے۔ رُدَّ الٰی اصله تو پھر اُس "الف" کو اپنی اصل یعنی "واو" کی طرف لوٹا دینگے۔ کعَصَوانَ فی عصا عصا لاٹھی کو۔ عصا اسم مقصور ہے اور ثلاثی ہے اور الف واو کے بدلے آیا ہے۔اصل میں عصوَ تھا۔(جب "واو" الف سے بدل جائے تو پھر الف کی صورت میں لکھتے ہے جیسے عصا یہ واو سے بدل کر آیا ہے۔اور "یا" جب الف سے بدل جائے تو پھر "یا" کی صورت میں لکھتے ہیں جیسے رحیٰ۔ رحیٰ کہتے ہیں پن چکی کو۔اور جو "یا" الف سے نہیں بدلتا تو پھر عرب والے اس کے نیچے دو نقطے ڈالتے ہیں۔جیسے فِي اور جو "یا" الف سے بدلتے ہے عرب اس کے نیچے دو نقطے نہیں ڈالتے۔جیسے علیٰ وغیرہ۔ و ان کانت عن یاءٍ اور وَاوٍ اور وہ "الف" "یا" سے یا "واو" سے بدل کر آیا ہے۔ و هو اکثر من الثلاثیِّ اس حال میں کہ وہ ثلاثی سے زیادہ ہو۔ او لیست منقلبةً عن شیءٍ یا وہ "الف" کسی سے بھی نہ بدلا ہو تُقْلَبُ یاءً تو یہ "الف" یا سے بدلے گا۔ کرحیانِ فی رحیٰ و مُلهیانِ فی مُلهیٰ اَلهیٰ یُلهِی کا معنیٰ ہوتا ہے چکی میں گندم ڈالنا و حُباریان فی حباریٰ سرخاب پرندے کو کہتے ہیں و حُبلیانِ فی حُبلیٰ اور حُبلیٰ میں حبلیانِ کہینگے۔ و اما المدودُ فان کانت همزاتهُ اصلیةً تثبتُ اور اسم ممدود میں اگر اس کی ہمزہ اصل ہو تو اس کو ثابت رکھیں گے۔ مثال کقَرّاٰنِ فی قرّاءٍ وان کانت التانیث تُقْلَبُ واوًا اور اگر وہ ہمزہ تانیث کے لئے تھی تو پھر "واو" سے بدل دینگے۔مثال کحمراوانِ فی حمراءَ وان کانت بدلًا من اصلٍ واوًا او یاءً اور اگر وہ ہمزہ بدل کر آئی ہو کسی اصل سے چاہے وہ واو ہو یا "یا" ہو۔ جاز فیه الوجهان تو اس میں دو وجہیں جائز ہیں۔ مثال کَکِساوان و

کِساآن جوڑا یا چادر و یجب حذف نونِهِ عند الاضافة اور واجب ہے نون تثنیہ کا خذف کرنا اضافت کے وقت تقولُ جاءنی غلاما زیدٍ و مسلما مصرٍ آپ کہتے ہیں۔ آئے میرے پاس زید کے دو غلام اور آئے میرے پاس شہر کے دو مسلمان۔ واو عطف کے لئے ہے۔یہ نون تثنیہ اور نون جمع انقطاع کی علامت ہے اور اضافت اتصال کی علامت ہے۔ پس جہاں اتصال ہوگا وہاں انقطاع نہیں ہوگا اور جہاں انقطاع ہوگا وہاں اتصال نہیں ہوگا۔ و کذالک تُحذف تاءُ التانیث فی تثنیة الخُصیةِ والَالیةِ[75] اور اسی طرح تائے تانیث کو خذف کیا جاتا ہے تانیث خصیة اور آلیة میں۔ خاصة خاص طور پر تقول آپ کہتے ہیں خُصیان وآلیان لانهما متلازمان اس لئے کہ یہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ لازم ہیں۔ فکانہما شئٌ واحدٌ تو گویا کہ یہ ایک ہی چیز ہے۔ اَلیةٌ سرین کو کہتے ہیں۔ اور تثنیہ الیتانِ ہے۔ یہ تا تانیث کی علامت ہے اور علامت تانیث درمیان کلمہ میں کبھی بھی نہیں آتی۔ تو الیتانِ سے الیان ہوا۔ واعلم اور جان لے تو انّه اذا اُریداضافة مثنیً الے المثنیّ کہ جب ارادہ کیا جائے تثنیہ کی اضافت کا تثنیہ کی طرف يُعَبّر عن الاول بلفظ الجمع تعبیر کیا جاتا ہے پہلے ثّنیہ کو جمع کے لفظ کےساتھ کقولہ تعالیٰ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا پس تحقیق مائل ہو گئے ہیں تم دونوں کے دل(کما تثنیہ کی ضمیر ہے تو قلوب بھی تثنیہ ہونا چاہیے تھا یعنی قلبا کما ہونا چاہیے تھا۔قلبٌ کی تثنیہ قلبانِ اور جب قلبان کی اضافت کما کی طرف کی جائے تو نون گر جائے گا۔ عربی میں تثنیہ کی اضافت تثنیہ کی طرف پسندیدہ نہیں تو اس موقع پر پہلا تثنیہ یعنی مضاف کو جمع کر دیتے ہیں۔ تو قلبان سے قلوبٌ جمع ہوا اور اس جمع کی اضافت کما کی طرف کی گئی۔ تو قلوبُکما بن گیا۔نیز قلوبُ یہ فاعل ہے اور جب اسم ظاہر چاہے مفردہو، تثنیہ یا جمع ہو ہر حال میں فعل مفرد آئے گا۔اور پھر مذکر کے لئے مذکر اور مؤنث کے لئے مؤنث رکھتے ہیں۔) و فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا پس کاٹ لو تم ان دونوں کے ہاتھ۔ ہاتھ کو ید کہتے ہے اور تثنیہ یدانِ بنے گا۔ یہاں حالت نصبی میں یدینِ بنے گا۔اور یدینِ کی اضافت هما ضمیر کی طرف کرے تو فاقطعو یدیهما بن جائے گا۔لیکن عربی میں تثنیہ کی اضافت تثنیہ کی طرف پسندیدہ نہیں پس اس لئے پہلے تثنیہ کو ایدی سے بدل دیا۔ و ذٰلک لکراهةِ اجتماع تثنیتین اور یہ اس وجہ سے کہ دو تثنیوں کا جمع ہونا نا پسندیدہ ہے۔ فیما ان چیزوں میں تَاَکّد الاتصالُ بینهما جن میں اتصال بڑا پکا ہو۔ لفظًا و معنیً باعتبار لفظوں کے بھی اور باعتبار معنیٰ کے بھی۔

فصل المجموعُ اسمٌ دلَّ جمع ایسا اسم ہے جو دلالت کرتا ہے علی احادٍ ایسے افراد پر۔ احاد جمع ہے اور جمع بتاویل جمعۃ واحد مؤنث کے حکم میں ہوتی ہے اس لئے مقصودةٍ واحد مؤنث کا صیغہ لایا۔ مقصودةٍ کہ جن کا قصد(ارادہ)کیا جائے بحروف مفردہ اسی کے مفرد حروف کے ساتھ بتغیُّرٍ ما کچھ تبدیلی کے ساتھ اِمّا لفظیٌّ پھر یہ جو تبدیلی ہے یا تو لفظی ہو گی۔ کرجالٍ فی رجُلٍ جیسے رجال کا لفظ ہے رجل کی جمع میں او تقدیریٌّ اور کبھی کبھار یہ تبدیلی تقدیری ہو گی یعنی فرض کی گئی ہو۔ کفُلْکٍ علیٰ وزنِ اُسدٍ جیسا کہ فلک جمع جو ہے یہ اُسدٌ وزن پر ہے۔ (فُعْلٌ یہ وزن مفرد اور جمع دونوں کے لئے آتا ہے) اَسَدٌ کہتے ہے شیر کو اسکی جمع آتی ہے اُسْدٌ بروزن فُعْلٌ۔ اور قُفْلٌ بروزنِ فُعْلٌ یہ مفرد کے لئے آتا ہے۔لہٰذا جب فُلْکٌ سے مراد مفرد ہو تو ایسا نہیں کہیں گے کہ یہ مفرد والا فُعلٌ کے وزن پر ہے جبکہ کہیں گے کہ یہ قُفْلٌ کی وزن پر ہے۔اور اسی طرح جب فُلْکٌ سے مراد جمع ہو تو یہ نہیں کہینگا کہ یہ جمع والی فُعْلٌ کی وزن پر ہے بلکہ یہ کہینگے کہ یہ اُسْدٌ کے وزن

پر ہے۔فانَّ مفرده ایضاً فلکٌ اس لئے کہ اس فلکٌ کا مفرد بھی فلکٌ ہے۔ لکنه علیٰ وزن قُفْلٍ لیکن وہ قُفْلٌ وزن پر ہے۔

فقومٌ و رَهطٌ و نحوُه قومٌ اورهطٌ جیسے الفاظ(قوم اورهط مردوں کے جماعت کو کہتے ہیں تین سے لے کر دس تک۔ان جیسے الفاظ کو اسم جمع کہتے ہیں۔) وان دلَّ علیٰ اٰحادٍ اگرچہ یہ کئی افراد پر دلالت کرتے ہیں لکنه لیس بجمعٍ لیکن یہ جمع نہیں ہیں اذ لا مفردَ له اس لئے کہ انکا مفرد نہیں۔ ثم الجمعُ علی قسمینِ پھر جمع دو قسم پر ہیں۔ مُصَحَّحٌ ایک مصحح ہے۔یعنی جمع مذکر سالم اور جمع مؤنث سالم و هو ما لم یتغیر بناءُ واحدِه وہ جمع ہے کہ بدلی نہ ہو اسکی مفرد کا وزن و مکسّرٌ اور ایک جمع مکسر ہے۔ و هو ما یتغیر فیه بناء واحدِه وہ جمع ہے جس میں بدل جائے مفرد کا وزن والمصحح علی قسمین اور جمع مصحح دو قسم پر ہیں مذکرٌ[76] ایک مذکر ہے۔ و هو ما اُلحِقَ باٰخرہ اور وہ جمع ہے کہ ملا دیا جائے اس کے آخر میں واوٌ ایسا واو مضمومٌ ما قبلها کہ جس کا ما قبل مضموم ہو۔یہ مضمومٌ واوٌ کی صفت ہے۔اور یہ صفت بحالِ متعلقه ہے۔یعنی مسلِمُوْنَ میں واو کا ما قبل مضموم ہے۔ما قبلها میں "ما" موصولہ ہے۔ و نونٌ مفتوحةٌ اور نون مفتوحہ ہو کمسلمونَ جیسا کہ مسلمونَ ہے۔س۔کاف جارہ کے بعد تو مسلمونَ نہیں آتا بلکہ مسلمونَ کی حالت جری مسلمینَ آتی ہے۔تو یہاں مسلمونَ کیسے آیا؟جواب۔یہاں مسلمونَ سے مسلمونَ کا اسم مراد ہے۔اس وقت یہ علم کے درجے میں ہے۔ای کھٰذالفظِ مسلمونَ۔ جب لفظ مراد ہو تو اسکا اعراب تقدیرًا بتاتے ہیں۔اور اسکا اعراب مجرور تقدیرًا ہوگا۔ او یاءٌ مکسورٌ ما قبلها اور یا ایسے "یا" ہو کہ جسکا ما قبل مکسور ہو۔ مکسور صفت بحال متعلقه ہے۔ ما موصوله نائب الفاعل ہے مکسور کا۔ و نونٌ کذلک اور ایسا ہی نون ہو لیدُلّ تاکہ یہ دلالت کرے علیٰ انّ اس بات پر معه کہ اس کے ساتھ اکثر منه اور زیادہ ہے اس سے۔یعنی اس جنس کے اور افراد بھی ہیں۔یعنی یہ "واو" اور "نون" اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس مفرد کے ساتھ اس جیسے جنس والے کم از کم دو اور بھی ہے۔اور دو سے زیادہ بھی ہو سکتا ہے۔اکثرَ یہ انَّ کا اسم ہے۔انَّ مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہے اور یہ معه جار مجرور ہے اور جار مجرور کبھی مبتدا نہیں ہوتے۔اگر شروع میں آ بھی جائے تو یہ خبر مقدم بن جاتا ہے۔اور اکثر اسم مؤخر ہے۔ نحو مسلمینَ و هٰذا فی الصحیح جیسے مسلمین اور یہ تو صحیح کے اندر تھا۔ صحیح سے مراد نحوی صحیح ہے۔

امّا المنقوصُ اور اسم منقوص جو ہے۔(اسم منقوص ایسے اسم کو کہتے ہیں کہ جس کے آخر میں ایسی "یا" ہو جسکا ما قبل مکسور ہو جیسے قاضِی) فَتُحْذَفُ یاؤُہُ تو اسکی "یا" کو حذف کیا جائیگا مثلُ قاضُونَ و داعُونَ قاضون یہ قاضی سے بنا ہے۔ قاضی کے آخر میں "واو" اور "نون" جوڑ دیا تو یہ قاضِیُونَ بنا۔چونکہ "یا" پر ضمة ثقیل تھا تو ضمة کو گرا دیا تو قاضِیْوْنَ بنا۔ اب "یا" اور "واو" کے درمیان اجتماع ساکنین آیا تو پہلے ساکن یعنی "یا" کو حذف کیا تو قاضِوْن بنا۔چونکہ "واو" اپنے ما قبل ضمہ چاہتا ہے تو قاضُونَ بنا۔اور اسی طرح داعون بھی داعی سے بنا۔حالت نصبی اور جری میں قاضینَ اور داعینَ بنے گا۔ و المقصور یُحذفُ اَلِفُهُ اور اسم مقصور جو ہے اس کے "الف" کو حذف کیا جائے گا۔ و یُبقیٰ ما قبلها مفتوحًا اور باقی رکھا جائے گا اس کے ما قبل کو مفتوح ہی لیدُلَّ علیٰ الف محذوفة تاکہ وہ فتح دلالت کرے "الف" محذوفہ پر مثل مصطَفَوْن مصطفَوْنَ یہ مصطفیٰ کے آخر میں "واو" اور "نون" کا اضافہ کیا تو مصطفاوْنَ ہوا۔ پھر "الف" اور "واو" کے درمیان اجتماع ساکنین آیا تو پہلے ساکن "الف" جو مدہ ہے اسے گرایا۔تو مصطفَوْنَ ہوا۔یہاں "واو" سے ما قبل فتح ہے چونکہ ما قبل میں فتح "واو" پر ثقیل نہیں تو اسکو برقرار رکھینگے۔نیز یہ فتح اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہاں سے "الف" کو گرایا

گیاہے۔ و یختص با ولی العلم اور یہ جمع مذکر سالم خاص ہے علم والو کے ساتھ۔یعنی ذو عقل کے ساتھ۔اور یہ تین مخلوقات ہیں یعنی انسان،جنات اور فرشتے۔

جمع مذکر سالم بنانے کے شرائط:۔ علماء فرماتے ہیں کہ جب آپ جمع مذکر سالم بناتے ہے تو دیکھیے کہ وہ اسم ہے یا صفت۔ اگر اسم ہے تو ان میں تین شرائط ہونا چاہیے۔پہلی شرط۔وہ علم ہونا چاہیے۔دوسری شرط۔وہ ذوالعقول کے لئے ہونا چاہیے۔تیسری شرط۔مذکر کے لئے ہونا چاہیے۔ طلحة سے جمع مذکر سالم نہیں بنا سکتے کیونکہ تیسری شرط پوری نہیں۔ زیدٌ سے جمع مذکر سالم زیدونَ ہے۔کیونکہ اس میں تینوں شرائط پوری ہے۔اور وہ لفظ جس سے آپ جمع مذکر سالم بنانا چاہتے ہے اور وہ صفت کا صیغہ ہو۔تو پھر اس کے لئے چھ شرطیں ہیں۔ایک وجوبی شرط ہے اور پانچ عدمی شرطیں ہیں۔وجوبی شرط کا مطلب یہ ہے کہ اس چیز کا ہونا ضروری ہے اور عدمی شرط کا مطلب یہ کہ ان چیزوں کا نہ ہونا ضروری ہے۔وجوبی شرط یہ ہے کہ وہ صفت مذکر ذوالعقول کی ہو۔مؤنث کی نہ ہو۔اور پانچ عدمی شرطوں میں پہلی شرط یہ ہے کہ اس کے ساتھ تائے تانیث جڑی ہوئی نہ ہو۔اور باقی چار عدمی شرطیں کتاب کے اندر مذکور ہیں۔

و امّا قولُهم اور باقی عربوں کا قول۔یہاں هم ضمیر راجع ہے عرب کو۔ سِنون و ارضون و ثُبون و قُلُونَ فشاذٌ یہ سب شاذ مثالیں ہیں۔ سِنون یہ سَنةٌ کی جمع ہے، اَرضونَ یہ ارضٌ کی جمع ہے، ثبونَ یہ ثُبَةٌ کی جمع ہے جَماعت کو کہتے ہے اور قلون یہ قُلَةٌ کی جمع ہے گلی ڈنڈی کو کہتے ہیں۔

ویجب ان لا یکونَ اَفعَل دوسرا عدمی شرط کہ وہ صفت ایسا اَفعَلُ نہ ہو۔یعنی افعلُ صفتی نہ ہو۔یہ اَفعَلُ وزن اسم تفضیل بھی آتی ہے اور صفت مشبہ بھی آتی ہے۔جیسے اَضربُ زیادہ پٹھائی کرنے والا یہ اسم تفضیل ہے۔اور ایک اَفعَلُ صفتی آتا ہے جیسے اَحمَر۔احمر کا معنٰی سرخ ہے کیونکہ یہ صفت مشبہ ہے اگر اسم تفضیل ہوتا تو زیادہ سرخ معنٰی ہوتا۔اسی طرح ابیض بھی افعل صفتی ہے۔اور افعلُ صفتی کی مؤنث فَعلاءُ کی وزن پر آتا ہے۔نیز اَفعَلُ غیر منصرف ہے کیونکہ ایک صفت ہے اور دوسرا وزن فعل ہے۔یہ اَفعلَ کان کی خبر ہے اور کان کی خبر منصوب ہوتا ہے۔اس پر تنوین آنا چاہیے تھا لیکن غیر منصرف ہونے کی وجہ سے اس پر تنوین نہیں آیا۔یہ افعلَ نکرۃ ہے اور جب نکرۃ کے بعد جملہ آجائے تو عموماً موصوف صفت بنتے ہیں۔یہ جملہ عام طور پر جملہ فعلیہ ہوتا ہے لیکن کبھی کبھار جملہ اسمیہ بھی ہوتا ہے۔اور پھر اس جملہ اسمیہ میں ایک مبتدا اور دوسرا خبر ہوتا ہے۔جیسے افعلَ کے بعد مؤنثُه فَعلاءُ آیا۔تو یہ مؤنث مبتداہے اس لئے مرفوع پڑھا اور یہ فعلاء اسکی خبر ہے اس لئے مرفوع پڑھا۔ترکیب۔ ان ناصبه لا یکونَ فعل از افعال ناقصه، اسکے اندر هو ضمیر مرفوع محلاً اس کا اسم جو لوٹ رہی ہے اس اسم کی طرف جس کا ہم جمع مذکر سالم بنانا چاہتے ہیں۔ افعلَ منصوب لفظاً موصوف، مؤنَّثُ مرفوع لفظاً مضاف ہا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ جو لوٹ رہی ہے افعلَ موصوف کو، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مبتدا، فعلاءُ مرفوع لفظاً خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صفت، موصوف صفت ملکر یہ خبر ہوا کان کی، مؤنَّثُه فَعْلَاءُ جسکا مؤنث فَعْلَاء آتی ہو۔ کاحمرَ و حمراءَ جیسے احمر اور اسکی مؤنث حمراء۔ افعل اسم تفضیل والے لفظ کا جمع "واو، نون" کے ساتھ آتا ہے۔لیکن افعل صفتی کا جمع "واو، نون" کے ساتھ اس لئے نہیں آتا کہ پھر سننے والے کو یہ پتہ نہیں چلتا یہ اسم تفضیل ہے یا افعل صفتی ہے۔تیسرا عدمی شرط و لا فعلانَ اور نہ ایسا فعلانَ ہو مؤنثه فَعلیٰ جسکی مؤنث فعلیٰ آتی ہو کسکرانَ و سَکرٰی جیسے سکرانَ کی مؤنث سَکریٰ ہے۔جس فعلانَ کی مؤنث فعلانةٌ کی وزن پر ہو اس سے جمع مذکر سالم آتی ہے۔ اور جس فعلانَ کی

مؤنث فعلیٰ کی وزن پر ہو اس سے نہیں آتی۔ ورنہ سننے والے کو پتہ نہیں چلے گا کہ یہ فعلانَ، فعلانۃٌ والا ہے یا فعلیٰ والا ہے۔ چوتھا عدمی شرط و لا فَعِیلاً اور ایسا فعیل بھی نہ ہو بمعنیٰ مفعولٍ جو مفعول کے معنیٰ میں ہو۔ یہ فعیل جو مفعول کے معنٰی میں ہے یہ مذکر کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور مؤنث کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے الرجلُ جریحٌ اور الامرأۃُ جریحٌ۔ دونوں کے لئے جریح آتا ہے۔ جریح کا معنیٰ زخمی۔ کجریح بمعنیٰ مجروحٍ جیسا کہ جریح مجروح کے معنٰی میں ہے۔

پانچواں عدمی شرط۔ و لا فُعولا بمعنیٰ فاعِلٍ اور ایسا فعول بھی نہ ہو جو فاعل کے معنٰی میں ہو۔ اور یہ فعول جو فاعل کے معنٰی میں ہو یہ بھی مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے الرجلُ صبورٌ اور الامرأۃُ صبورٌ۔ دونوں کے لئے صبورٌ آیا۔ کصَبُورٍ بمعنیٰ صابر جیسا کہ صوبرٍ جو صابر کے معنٰی میں ہے۔ ویجب حذف نونِهٖ بالاضافۃ اور واجب ہے اس جمع مذکر سالم کی نون کو حذف کرنا اضافت سے نحو مسلمو مصرٍ مصر سے مراد شہر ہے۔ ملک مراد نہیں اگر ملک مراد ہو تو پھر وہ غیر منصرف ہوگا۔ کیونکہ ایک علمیت آئی اور ایک تانیث۔ جتنی جگہوں اور ملکوں کے نام ہیں یہ مؤنث شمار ہوتے ہیں۔ اور اگر مصر ملک مراد ہوتا تو کلام "مسلمو مصرَ" ہوتا۔

و مؤنَّثٌ و هو [77] ما الحقَ بآخرہ الفٌ و تاءٌ جمع مؤنث سالم وہ اسم ہے کہ جس کے آخر میں "الف" اور "تا" کو جوڑ دیا جائے۔ نحو مسلماتٌ جیسے مسلماتٌ ۔ سوال۔ جمع سالم میں تو مفرد کا وزن برقرار رہتا ہے۔ لیکن یہاں مسلمۃٌ کا وزن ٹوٹا۔ یہ مسلمتاتٌ ہونا چاہیے تھا۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ جواب۔ مفرد کا وزن اور حروف سلامت رہتے ہیں اس کا معنٰی یہ ہے کہ حروف اصلیہ سلامت رہتے ہیں۔ اور یہ "تا" تو تانیث کی علامت ہے اور زائد ہے۔ اور باقی حروف تو سارے اسی طرح ہیں۔ نیز یہ "تا" تانیث کی علامت ہے اور یہ "الف اورتا" یہ بھی تانیث کی علامت ہے تو ایک لفظ میں تانیث کی دو علامتیں جمع ہو گئی تو مجبوراً پہلے کو ختم کرنا پڑھا۔

جمع مؤنث سالم کی شرائط:۔ وہ لفظ جسکو آپ جمع مؤنث سالم بنانا چاہتے ہیں اگر اسم ہو تو کوئی شرط نہیں۔ اس کے آخر میں "الف اورتا" لگانے سے جمع مؤنث سالم بن سکتا ہے۔ اور اگر وہ لفظ جس کی آپ جمع مؤنث سالم بنانا چاہتے ہے صفت ہو تو پھر دیکھیے کہ اس کے مقابل کوئی مذکر ہے تو شرط یہ ہے کہ اس مذکر کی جمع "واو اورنون" کے ساتھ آنا چاہیے۔ یہ "الف اورتا" والی جمع بڑی اعلیٰ درجہ کی جمع ہے۔ اگر مقابلے میں مذکر میں "واو اورنون" والا جمع نہ ہو تو یہ مؤنث والی جمع مذکر سے اعلیٰ بن جائے گا۔ لیکن دراصل مذکر والی جمع اعلیٰ ہے مؤنث سے۔ اور اگر وہ صفت کا صیغہ ایسا ہے کہ جس کے مقابلے میں کوئی مذکر نہ ہو تو آپ اسکا جمع مؤنث سالم بنا سکتے ہے لیکن شرط یہ ہے کہ کم از اس صفت کے آخر میں تائے تانیث جڑی ہوئی ہو۔ و شرطه اور شرط اس اسم کی جس کی آپ جمع مؤنث سالم بنانا چاہتے ہیں ان کان صفۃً اگر وہ صفت ہو و له مذکرٌ اور اس کے لئے کوئی مذکر بھی ہو ان یکون مُذِکَرُہٗ قد جُمِعَ بالواوِ والنون اور اسکا مذکر جو ہے تحقیق اسکی جمع آتی ہو "واو اورنون" کے ساتھ نحو مسلمونَ جیسے مسلمونَ۔ اگر آپ مسلمۃٌ کی جمع مؤنث سالم چاہتے ہو تو یہ مسلمۃٌ صفت کا صیغہ ہے اس کے مقابلے میں مذکر مسلمٌ موجود ہے نیز اس مسلمٌ کی جمع "واو اورنون" کے ساتھ آتا ہے یعنی مسلمونَ۔ تو شرائط پوری ہوئی تو مسلمۃٌ کی جمع "الف اورتا" کے ساتھ آئے گا جیسے مسلماتٌ۔ وان لم یکن له مذکرٌ اور اگر وہ مؤنث صفت جو ہے اس کے لئے مذکر نہیں ہے فشرطه ان لا یکون مؤنَّثًا تو پھر اس کی شرط یہ ہے کہ وہ ایسا مؤنث نہ ہو مجردًا عن التاء جو "تا" سے خالی ہو۔ کالحائض والحامل جیسے حائض اور حامل۔ سوال۔ اس کے ساتھ تو "تا" جڑی ہوئی نہیں؟ جواب۔ "تا" اس لئے جوڑی جاتی ہے تاکہ مذکر اور مؤنث میں فرق ہو جائے۔ جیسے قائمٌ اور قائمۃٌ ۔ لیکن یہاں حائض اور حامل یہ

صرف مؤنث کی صفت ہے مذکر میں یہ نہیں پائی جاتی تو پھر "تا" جڑنے کی ضرورت نہیں۔چونکہ حائض اور حامل کے مقابلے میں کوئی مذکر بھی نہیں اور اسکے ساتھ تائے تانیث بھی جڑی ہوئی نہیں ہے تو لہٰذا اس کی جمع "الف اور تا" کے ساتھ نہیں بنا سکتے۔ہاں کبھی کبھار حائضۃ بھی آسکتا ہے تو اس حائضۃ کی جمع "الف اور تا" کے ساتھ بنا سکتے ہیں۔جیسے حائضات اور حاملات۔مثال: الامرأۃُ حائضٌ ۔ الامرأۃُ مرفوع لفظاً مبتدا حائضٌ مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل اسکے اندر ھی ضمیر جو لوٹ رہی ہے مبتدا کو اسکا فاعل، صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر۔مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔حاملٌ کا ایک معنٰی ہے حاملہ اور دوسرا معنٰی ہے بوجھ اٹھانے والا۔ حَمَلَ یَحْمِلُ سے۔تو اس صورت میں مذکر کے لئے حاملٌ اور مؤنث کے لئے حاملۃٌ استعمال ہوتا ہے۔ و ان کان اسمًا غیر صفۃٍ اور اگر وہ مؤنث جسکی آپ "الف تا" کے ساتھ جمع بنانا چاہتے ہیں۔وہ ایسا اسم ہو جو صفت نہ ہو۔ جُمِعَ بالالف و التاءِ بلا شرطٍ تو پھر اسکی جمع لائی جائیگی "الف اور تا" کے ساتھ بغیر کسی شرط کے۔ کھنداتٍ ھند قدیم عربی میں عورتوں کے لئے عام نام تھا۔یہ ھندٌ اسم ہے اور اسم کے لئے کوئی شرط نہیں تو لہٰذا اسکی جمع "الف تا " کے ساتھ آئے گا۔ و الْمُکَسَّرُ صِیْغَتُہٗ فی الثلاثی کثیرۃٌ اور جمع مکسر کے اوزان ثلاثی مجرد میں بہت زیادہ ہیں۔ تُعْرَفُ بالسماعِ اسکو پہچانا جائے گا سماع سے یعنی کوئی ضابطہ اور قانون نہیں۔ کرِجالٍ و اَفراسٍ و فُلوسٍ و فی غیر الثلاثیِ علی وزن فَعَالِلْ و فعالیل قیاسًا اور ثلاثی مجرد کے علاوہ میں عام طور پر فعالل اور فعالیل وزن قیاسًا آئے گا۔جیسے دِرھم کی جمع دراھم بروزن فعالل اور دینار کی جمع دنانیر بروزن فعالیل ۔جب کسی لفظ کا اصل معلوم کرنا ہو تو اسکی جمع تکسیر بناؤ۔دینار کی جمع تکسیر دنانیر جس میں حروف اصل دال، نون، نون اور را ہیں۔اور یہ الف اور "یا" زائد ہیں۔لیکن دینار میں ایک نون ہے تو یہ دوسرا نون کہاں گیا۔تو علماء لکھتے ہیں کہ یہ دینار اصل میں دنّار تھا۔عربی زبان میں کبھی کبھار جب دو حروف ایک جنس کے جمع ہو جاتے ہیں تو پھر پہلے حرف کو حروف علت سے بدل دیتے ہیں۔تو دنّار سے دینار ہوا۔ کما عَرَفْتَ فی التصریف جیسے کہ آپ علم الصرف میں جان چکے ہیں۔علم الصرف مقدم ہے علم النحو پر۔ ثم الجمعُ ایضًا علی قسمین پھر جمع جو ہے وہ دو قسم پر ہیں۔ جمعُ قِلَّۃٍ ایک جمع قلت ہے۔یہ تقسیم جمع کے افراد کے لحاظ سے ہیں۔ و ھو ما یُطلقُ علی العشرۃ فما دونھا اور جمع قلت وہ جمع ہے کہ جس کا اطلاق ہوتا ہو دس پر اور جو اس سے کم ہیں۔ و اَبْنِیَتُہٗ اور اس کے اوزان یہ ہیں۔ افعُلْ جیسے اَفْلُسْ جمع ہے فَلسٌ کی پیسوں کو کہتے ہیں۔ و اَفعالٌ جیسے قلم کی جمع اقلام واَفْعِلۃٌ جیسے مثال کی جمع اَمْثِلۃ و فِعلَۃٌ جیسے غلام کی جمع غِلْمَۃٌ ہے۔یہ چار اوزان ہوئے۔ و جَمْعًا الصّحیح اور صحیح کے دو جمع۔یعنی وہ جمع مذکر سالم اور جمع مؤنث سالم جس پر الف لام نہ۔ جیسے زیدونَ اور مسلماتٌ۔ جب جمع سلامت پر الف لام داخل کیا جائے تو وہ عمومًا استغراق کا معنٰی دیتا ہے۔جیسے المسلمون معلوم ہوا اس سے تمام مسلمان مراد ہیں۔اور جب جمع مکسر پر الف لام داخل ہو تو وہ اسم جنس کے معنٰی میں ہوتا ہے۔یعنی قلیل اور کثیر سب پر صادق آتا ہے۔ جمعا اصل میں جمعان تھا نون گر گیا۔ بدون اللام بغیر لام کے کزیدُون و مسلماتٍ و جمعُ کثرۃٍ اور دوسری جمع کثرت ہے۔ و ھو ما یطلقُ علیٰ ما فوق[78] العَشَرَۃِ وہ جمع ہے کہ جس کا اطلاق ہوتا ہے دس سے زیادہ پر۔یعنی گیارہ سے لے کر ما لا نہایۃ تک۔ بعض علماء لکھتے ہیں جمع قلت کا اطلاق تین سے لے کر دس تک ہیں اور جمع کثرت کا اطلاق تین سے لے کر ما لا نہایۃ تک ہے۔اور یہ ایک دوسری کی جگہ بھی استعمال ہوتا ہے۔یعنی مقام جمع قلت کا ہو اور جمع کثرت استعمال ہوگا اور کبھی کبھار مقام جمع کثرت کا ہو اور استعمال ہوگا جمع قلت۔ و ابنیتُہ اور اسکے اوزان ما عدا ھٰذہ الابنیۃ اسکے علاوہ۔یعنی ان چھ اوزان کے علاوہ جتنے بھی اوزان ہیں وہ جمع کثرت کے ہیں۔

فصل المصدر اسمٌ يدلُّ على الحَدَثِ فقط کہ مصدر وہ ایسا اسم ہے جو صرف حَدَث پر دلالت کرتا ہے۔حدث کا مطلب یہ ہے کہ وہ کسی غیر کا صفت ہو یعنی اسکا الگ کوئی وجود نہ ہو۔یعنی اس معنٰی پر دلالت کرتا ہے جو غیر کے ساتھ قائم ہے۔مصدر میں زمانہ اور نسبت الی الفاعل نہیں ہوتا۔ اس تعریف کے ذریعے فعل کو نکال دیا۔فعل لفظوں کے اعتبار سے اگرچہ مفرد ہے لیکن معنٰی کے لحاظ سے مرکب ہے۔کیونکہ فعل کا معنٰی اور فعل کا مفہوم وہ مرکب ہوتا ہے تین چیزوں سے۔ایک اس میں حدث یعنی مصدری معنٰی پایا جائے گا،دوسرا زمانہ اور تیسرا نسبت الی الفاعل۔جیسے ضَرَبَ ایک اس میں ضَرْبٌ والا معنٰی ہے۔اور زمانہ بھی پایا جاتا ہے یعنی یہ پٹھائی زمانہ ماضی میں ہوا ہے۔اور نسبت الی الفاعل بھی ہے یعنی کوئی اس فعل کو سرانجام دینے والا ہے۔اسی طرح اسم فاعل بھی اس تعریف سے نکل گیا مثلاً ضاربٌ اس میں ضَرب کی معنٰی بھی پایا جاتا ہے اور پٹھائی کرنے والا ذات بھی پایا جاتا ہے جبکہ مصدر صرف حدث پر دلالت کرتا ہے۔اور اسی طرح اسم مفعول بھی نکل گیا۔ و يشتقُّ منه الافعالُ اور اس سے افعال کا اشتقاق ہوتا ہے۔ اشتقاق کہتے ہیں کہ ایک کلمہ سے دوسرا کلمہ بنانا۔مصدر اصل ہے اور اس سے باقی تمام صیغے بنتے ہیں۔مصدر سے سب سے پہلے ماضی بنتا ہے۔پھر ماضی سے فعل مضارع بنتا ہے،پھر فعل مضارع سے اسم فاعل اور اسم مفعول وغیرہ بنتے ہیں۔ كالضربِ و النصرِ مثلاً جیسا کہ ضَرْب اور نَصْر وابنيتُهُ اس مصدر کے اوزان من الثلاثيِّ المُجَرَّدِ ثلاثی مجرد سے غيرُ مضبوطَةٍ وہ ضبط نہیں کئے گئے ہیں۔یعنی اس کے لئے کوئی ضابطہ نہیں تُعرفُ بالسماعِ اور اس کو سماع سے پہچانا جائے گا و من غيره قياسيةٌ اور ثلاثی مجرد کے علاوہ سے جو مصدر ہے وہ قیاسی ہے كالاِفعالِ و الاِنفعالِ والاِستفعالِ والفَعْلَلَةِ والتَفَعْلُلِ مثلاً یعنی ثلاثی مجرد کے علاوہ جتنے بھی ابواب ہیں اگر ہمیں ماضی یا مضارع کا پتہ چلا تو پھر اس کا مصدر ہم قیاس کے ذریعے خود نکال سکتے ہیں۔جیسا کہ باب افعال سے اَکرم ماضی کا صیغہ ہے اور اس کا مصدر اِکرام ہے۔باب انفعال سے ماضی اِنصرف سے مصدر انصراف ہے۔فا لمصدر ان لم يكن مفعولا مطلقًا پس مصدر جو ہے اگر وہ مفعول مطلق نہ ہو يُعْمَلُ وہ عمل کرے گا عملَ فعِلِه اپنے فعل والا عمل اغنی يرفعُ الفاعلَ ان كان لازماً یعنی وہ مصدر فاعل کو رفع دے گا اگر وہ فعل لازم ہو نحو اعجبنی قيامٌ زيدٌ ترکیب۔اعجب فعل نون وقایہ یا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ قیامٌ مرفوع لفظاً مصدر زیدٌ مرفوع لفظاً اسکا فاعل (زیدٌ کو رفع قیامٌ نے دیا ہے)قیامٌ مصدر اپنے فاعل سے ملکر یہ فاعل ہوا اعجب فعل کے لئے،اعجبنی فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ۔تعجب میں ڈالا مجھے زید کے قیام نے۔یا پسند آیا مجھے زید کا قیام۔نوٹ:عام طور پر مصدر کی اضافت کی جاتی ہے فاعل کی طرف تو کلام یوں ہوگا۔ اعجبنی قيامُ زيدٍ ۔اعجب فعل نون وقایہ یا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ قیامُ مرفوع لفظاً مصدر مضاف زیدٍ مجرور لفظاً مضاف الیہ لیکن معنیً مرفوع،مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر فاعل،فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔و ينصبُ مفعولًا ايضًا اور مفعول کو نصب بھی دے گا ان كان متعديا اگر فعل متعدی ہو نحو اعجبنی ضربٌ زيدٌ عمرواً اعجب فعل نون وقایہ یا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ ضربٌ مرفوع لفظاً مصدر زیدٌ مرفوع لفظاً ضربٌ کا فاعل عمروً منصوب لفظاً مفعول بہ ضربٌ کے لئے، ضربٌ مصدر اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر فاعل ہوا اعجبنی کے لئے،اعجبنی فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ترجمہ۔ مجھے تعجب میں ڈالا پٹھائی کرنا زید کا عمرو کو یعنی زید کے عمرو کی پٹھائی کرنے نے مجھے تعجب میں ڈالا۔اضافت کی صورت میں کلام یوں ہوگا۔اعجبنی ضربُ زيدٍ عمرواً۔یہ عمرواً کا نصب بتا رہا ہے کہ زیدٍ معنیً فاعل ہے۔اور کبھی کبھار مفعول بہ کی طرف اضافت کی جاتی ہے تو کلام یوں ہوگا۔اعجبنی ضربُ عمرٍ زيدٌ۔یہ زیدٌ کا رفع بتلا رہا ہے کہ عمرٍ معنیً مفعول بہ ہے۔او لا يجوز تقديمُ معمولِ المصدرِ عليه اور جائز نہیں کہ معمول

مصدر کو مصدر پر مقدم کیا جائے۔ کیونکہ عمل میں فعل اصل ہے۔ فعل قوی عامل ہے اور مصدر ضعیف عامل ہے۔ فعل اپنے سے ماقبل میں بھی عمل کر سکتا ہے اور اپنے سے مابعد میں بھی عمل کر سکتا ہے۔ فعل کا فاعل یا نائب فاعل فعل پر مقدم نہیں کر سکتے لیکن مفعول بہ وغیرہ فعل پر مقدم کر سکتے ہیں اور پھر بھی فعل اس میں عمل کرے گا۔ یعنی نصب وغیرہ دے گا۔ لیکن مصدر عامل ضعیف ہے یہ اپنے سے مابعد میں عمل کر سکتا ہے لیکن ماقبل میں عمل نہیں کر سکتا۔ الّا کہ اگر مصدر کا معمول ظرف ہو تو پھر گنجائش ہے کہ وہ مصدر پر مقدم کیا جائے اور مصدر اس میں عمل کرے۔ وجہ یہ کہ ظروف کا تعلق حدث سے بہت گہرا ہے یعنی جب بھی حدث پایا جائے وہاں ظرف ضرور ہو گا۔ (کھانا، پینا وغیرہ اسکا تعلق کسی نہ کسی زمانے اور جگہ سے ہو گا۔ اور زمانے اور مکان کو ظرف کہتے ہیں۔) فلا یُقَال پس یوں نہیں کہا جائے گا اعجبنی زیدٌ ضربٌ عمرٗاً ترکیب۔ اسکی ترکیب نہیں کر سکتے کیونکہ یہ کلام عرب کے خلاف ہے۔ و لا عمرٗاً ضَربٌ زیدٌ اور اسی طرح یہ "اعجبنی عمرٗاً ضَربٌ زیدٌ" بھی نہیں کہا جائے گا۔ علماء محققین فرماتے ہیں کہ وہ مصدر جو عمل کرتا ہے وہ "ان مع الفعل" کی تاویل میں ہوتا ہے۔ مثلاً قیامٌ زیدٌ میں قیامٌ مصدر عامل ہے۔ تو قیامٌ ان قامَ کے معنٰی میں ہوا۔ اسی طرح ضربٌ زیدٌ میں ضربٌ ان ضرب یا ان یضرب کے معنٰی میں ہوا۔ یہ ان حرف مصدر ہے اور یہ ہمیشہ فعل پر داخل ہوتا ہے۔ اور اس حرف مصدر کو حرف موصول کہتے ہیں۔ اور جس فعل پر یہ داخل ہوتے ہے اس فعل کو اس کا صلہ کہتے ہیں۔ جس طرح صلہ اسم موصول پر مقدم نہیں ہو سکتا اسی طرح حرف موصول پر بھی فعل (صلہ) مقدم نہیں ہو سکتا۔ پس یہ ضربٌ زیدٌ ان یضربَ زیدٌ کی معنٰی میں ہوا۔ اور جب یضربَ فعل "ان" پر مقدم نہیں ہو سکتا تو اسکا معمول بطریق اولی ان پر مقدم نہیں ہو سکتا۔ و یجوز اضافتُهُ الی الفاعل اور جائز ہے مصدر کی اضافت فاعل کی طرف نحو کَرِھتُ ضربَ زیدٍ عمرٗاً ترجمہ۔ میں نے ناپسند کیا اس پٹھائی کو جو زید نے عمرو کی کی۔ ترکیب۔ کرھتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً فاعل ضربَ منصوب لفظاً مصدر مضاف زیدٍ مجرور لفظاً مضافٌ الیه اور مرفوع معنیً فاعل (چونکہ ضرب کے لئے ایک مفعول اور ایک فاعل چاہیے۔ اور آگے مفعول آرہا ہے تو یہ زید فاعل ہوا) عمرٗاً منصوب لفظاً مفعول بہ ضرب کے لئے، ضرب مصدر اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر یہ مفعول بہ ہوا کرھت فعل کے لئے۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ و الی المفعولِ به واو حرف عطف ہے۔ مصدر کی اضافت مفعول بہ طرف بھی جائز ہے۔ نحو کرھتُ ضَرْبَ عمروٍ زیدٌ ترکیب۔ کرھتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً فاعل ضرب منصوب لفظاً مصدر مضاف عمروٍ مجرور لفظاً مضاف الیہ اور منصوب معنیً مفعول زیدٌ مرفوع لفظاً ضرب کے لئے فاعل، ضرب مصدر اپنے مضاف الیہ اور فاعل سے ملکر مفعول بہ ہوا کرھت فعل کے لئے۔ کرھتُ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ۔ میں نے ناپسند کیا زید کی عمرو کی پٹھائی کرنے کو۔ و امّا ان کان مفعولًا مطلقًا [79] اور اگر مصدر مفعول مطلق ہوا فالعمل للفعل الذی قبلهُ تو عمل اس فاعل کا ہو گا جو اس مصدر سے پہلے آیا ہے۔ نحو ضربتُ ضربًا عمرٗاً اب یہ عمرٗاً مفعول بہ ہے ضربًا اس میں عمل نہیں کرتا اور اس میں ضربتُ عمل کرتا ہے۔ ترکیب۔ ضربتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل ضربًا منصوب لفظاً مفعول مطلق عمرٗاً منصوب لفظاً مفعول بہ ضربتُ کے لئے۔ ضربتُ فعل اپنے فاعل مفعول مطلق اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ فعمرٌو منصوبٌ بِضربتُ پس عمرو منصوب ہے ضربتُ کی وجہ سے۔ سوال۔ آپ نے پڑھا ہے کہ حروف جارہ صرف اسم پر داخل ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ اسم کا خاصہ ہے۔ یہاں با جارہ ضربتُ فعل پر کیسے داخل ہوا ہے؟ جواب۔ یہاں ضربتُ سے مراد فعل نہیں بلکہ اسم ہے۔ یہ ھٰذ اللفظ کی تاویل میں ہے۔ اس لئے ضربتُ کا ہم نے ترجمہ بھی نہیں کیا۔ اب یہ علم ہے۔ یا فعمرٌو منصوبٌ بِھٰذ اللفظِ۔ تو یہاں لفظ سے مراد ضربتُ ہے۔ یاد رکھیے مصدر کا خارج میں وجود نہیں ہوتا یعنی خارج

میں ہمیں دکھائی نہیں دیتا۔ضربؓ پٹھائی کرنا کبھی خارج میں دکھائی نہیں دیتا۔اور وہ جو خارج میں ہمیں پٹھائی نظر آتی ہے وہ مصدر نہیں بلکہ حاصل بالمصدر ہے۔مصدر کو کیااور جو صورت بنی وہ صورت ہمیں نظر آتا ہے۔

درس نمبر 90۔ فصل اسم الفاعل اسمٌ اسم فاعل ایسا اسم ہے مشتقٌ من فعلٍ جسکا اشتقاق ہوتا ہے فعل سے لیدُلَّ تاکہ یہ دلالت کرے علیٰ من اُس ذات پر قام به الفعلُ جس کے ساتھ فعل قائم ہے۔اس تعریف کے ذریعے مفعول کو نکالا کیونکہ مفعول بھی فعل سے مشتق ہوتا ہے لیکن وہ دلالت کرتا ہے ایسی ذات پر جس پر فعل واقع ہوتا ہے۔ بمعنی الحدوث اور حدوث کے معنیٰ میں ہوتا ہے۔حدوث کے قید کے ذریعے صفت مشبہ کو نکالا۔اس لئے کیونکہ صفت مشبہ حدوث کے معنیٰ میں نہیں ہوتا بلکہ ثبوت کے معنیٰ میں ہوتا ہے۔سامعٌ صیغہ اسم فاعل ہے جو حدوث پر دلالت کرتا ہے اور سمیعٌ صفت مشبہ ہے اور یہ ثبوت پر دلالت کرتا ہے۔ و صیغتُه من الثلاثی المجرد علی وزنِ فاعلٍ اور اسم فاعل کا صیغہ ثلاثی مجرد سے فاعلٌ کے وزن پر آتا ہے۔ کضاربٍ و ناصرٍ و من غیرہ ثلاثی مجرد کے علاوہ میں علیٰ صیغةِ المضارعِ فعل مضارع کے صیغے کے وزن پر آئینگا من ذلک الفعل اسی فعل سے۔ بمیمٍ مضموم مکان حرفِ المضارَعةِ میم مضموم ہوگا حرف مضارع کی جگہ پر و کسرِ ما قبل الأخرِ اور آخر سے ماقبل پر کسرۃ کے ساتھ کمُدخِل و مُستخرِ ج جیساکہ مُدخلٌ اور مُستخرِجٌ ہیں۔ و هو یعملُ عمل فعله المعروف اور اسم فاعل جو ہے وہ عمل کرتا ہے اپنے فعل معروف والا عمل

اسم فاعل کے عمل کرنے کے شرائط: پہلی شرط:۔ ان کان بمعنی الحالِ او الاستقبال اگر وہ اسم فاعل حال یا استقبال والا معنیٰ میں ہو۔یہ اسم فاعل اس لئے عمل کرتا ہے کیونکہ اس کی مشابہت فعل مضارع کے ساتھ ہے کیونکہ یہ فعل مضارع سے بنا ہے۔اور جب اسم فاعل ماضی کے معنیٰ میں ہو تو پھر فعل مضارع کے ساتھ اسکی مشابہت ختم ہوا تو پھر یہ عمل نہیں کرے گا۔دوسری شرط:اس شرط کے مطابق اسم فاعل چھ چیزوں میں سے کسی ایک پر اعتماد کرے۔یعنی ان چھ چیزوں میں سے کوئی پہلے گزرے اور اسکے بعد اسم فاعل آئے۔اُن چھ چیزوں میں پہلا: و مُعتمدًا علی المبتدأِ کہ یہ اعتماد کرنے والا ہو مبتدا پر۔ نحو زیدٌ قائمٌ ابوہ ترکیب۔زیدٌ مرفوع لفظاً مبتدا قائمٌ مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل ابو مرفوع لفظاً مضاف ہا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ جو لوٹ رہی ہے مبتدا کو،مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر یہ فاعل ہوا قائمٌ کے لئے،صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔ترجمہ۔زید کہ کھڑا ہے اسکا والد۔یعنی زید کا والد کھڑا ہے۔یہ قائمٌ صفت بحال متعلقہ ہے۔یعنی قائمٌ لفظوں میں خبر ہے زید کی لیکن قیام زید کی صفت نہیں بلکہ زید کے والد کی صفت ہے۔یہاں قائمٌ نے فاعل کو رفع دیا۔کیونکہ یہ فعل مضارع کے معنیٰ میں ہے تو پہلا شرط پورا ہوا اور اس سے پہلے مبتدا ہے تو دوسرا شرط پورا ہوا۔ او ذی الحالِ یا اس کا اعتماد ذوالحال پر ہو نحو جاءنی زیدٌ ضاربًا ابوہ عمروًا مثال کے طور پر: آیا میرے پاس زید اس حال میں کہ پٹھائی کر رہا ہے اسکا باپ عمرو کی۔یہاں ضاربًا عمل کر رہا ہے ابوہ کو رفع اور عمروًا کو نصب دے رہا ہے اور اسکا اعتماد زیدٌ پر ہے جو کہ ذوالحال ہے۔ترکیب۔ جاء فعل نون وقایه یا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ زیدٌ مرفوع لفظاً ذوالحال ضاربًا منصوب لفظاً صیغہ اسم فاعل ابو مرفوع لفظاً مضاف ہا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ جو ذوالحال کی طرف لوٹ رہی ہے،مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر فاعل ہوا ضاربًا کے لئے عمروًا منصوب لفظاً مفعول بہ ضاربًا کے لئے، ضاربًا صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر شبہ جملہ ہو کر یہ حال ہو زیدٌ ذوالحال کے لئے،ذوالحال اپنے حال سے ملکر فاعل ہوا جاء کے لئے، جاء فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ او موصولٍ یا اسم فاعل اعتماد کرے گا موصول پر۔اور یہ اسم موصول الف لام والا اسم موصول ہے۔نیز حدوث والا

اسم فاعل اور اسم مفعول پر داخلا ہوگا۔ نحو مررتُ بالضاربِ ابوہُ عمروًا یہاں ضارب نے ابوہُ کو رفع دیا اور عمروًا کو نصب دیا اور اس کا اعتماد الف لام اسم موصول پر ہے جو الضارب میں ہے۔ ترکیب۔ مررتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً فاعل با جارہ الف لام اسم موصول مجرور محلاً ضاربِ مجرور لفظاً صیغہ اسم فاعل (الف لام اسم موصول با جارہ کی وجہ سے مجرور تھا لیکن الف لام پر اعراب ظاہر نہیں ہوتا اسلئے اسکا اعراب ضارب پر ظاہر ہوا۔ اصل میں صلہ کا کوئی محلِ اعراب نہیں ہوتا "لا محل له الاعراب" لیکن جب صلہ اسم فاعل یا اسم مفعول کی صورت میں ہو تو الف لام کا اعراب اس پر ظاہر ہوگا۔) ابو مرفوع لفظاً مضاف ہا ضمیر مجرور محلاً مضافٌ الیہ جو لوٹ رہی اسم موصول کو، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر یہ فاعل ہوا ضارب کے لئے، عمروًا منصوب لفظاً مفعول بہ، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر یہ صلہ ہوا موصول کے لئے، موصول اپنے صلہ سے ملکر مجرور ہوا با جارہ کے لئے، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے مررتُ فعل کے ساتھ۔ مررتُ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ۔ میں گزرا اس آدمی پر جو کہ پٹھائی کر رہا تھا اسکا والد عمرو کی۔ الضارب کی جگہ الذی یضربُ لگانے سے بھی جملہ درست ہوتا ہے۔ او موصوفٍ یا اس اسم فاعل کا اعتماد موصوف پر ہو۔ نحو عندی رجلٌ ضاربٌ ابوہُ عمروًا ترکیب۔ عندَ (ظرف ہے) منصوب تقدیرًا مضاف یا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ہوا ثبتَ کے لئے، ثبت فعل اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل جو لوٹ رہی مبتدا کو، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر مقدم، رجلٌ مرفوع لفظاً موصوف، ضاربٌ مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل ابوہُ مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل، اسکی ہا ضمیر رجل کی طرف لوٹ رہی ہے۔ عمروًا مفعول بہ، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر شبہ جملہ ہو کر صفت ہوا رجلٌ موصوف کے لئے، موصوف اپنے صفت سے ملکر مبتدا موخر، مبتدا موخر اپنے خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ۔ میرے پاس ایسا آدمی ہے کہ اسکا باپ عمرو کی پٹھائی کر رہا ہے۔ یہاں ضاربٌ نے رجلٌ موصوف پر اعتماد کیا۔ او ھمزۃ الاستفھامِ یا اس اسم فاعل کا اعتماد ہوگا اس ہمزہ استفہام پر نحو اَقائمٌ زیدٌ کیا زید کھڑا ہے۔ یہ مبتدا کی قسم ثانی ہے۔ جس میں مبتدا مسند بہ ہوتا ہے۔ اور اسکے تین شرائط ہیں۔ یعنی وہ صفت کا صیغہ ہو، ہمزہ استفہام یا حرف نفی کے بعد ہو اور اسم ظاہر کو رفع دے۔ ترکیب۔ اَ ہمزہ استفہام قائمٌ مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل (مبتدا) زیدٌ مرفوع لفظاً اسکا فاعل اور قائم مقام خبر ہے۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر مبتدا۔ اور پھر یہ مبتدا اپنے قائم مقام خبر سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ یہ ایسا مبتدا ہے جسکا کوئی خبر ہیں۔ یہاں قائمٌ صیغہ اسم فاعل نے ہمزہ استفہام پر اعتماد کیا۔ او حرفِ النفی یا اسکا اعتماد ہو حرف نفی پر نحو ما قائمٌ زیدٌ زید کھڑا نہیں ہے۔ ترکیب۔ ما حرف نفی قائمٌ مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل زیدٌ مرفوع لفظاً فاعل اور قائم مقام خبر، اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر یہ ہوا مبتدا اور پھر مبتدا اپنے قائم مقام خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ فان کان بمعنی الماضی اگر اسم فاعل ماضی کے معنی میں ہو و جبتِ الاضافۃُ [80] معنیً تو پھر اسکی اضافت واجب ہے اور وہ اضافت معنوی ہے۔ (اضافت لفظی۔ جب صفت کا صیغہ اپنے معمول کی طرف مضاف ہو تو اسے اضافت لفظی کہتے ہیں)۔ نحو زیدٌ ضاربُ عمرٍو اَمسِ زید نے پٹھائی کی تھی عمرو کی گذشتہ کل۔ یہاں چونکہ ضارب ماضی کے معنی میں ہے لہٰذا عمرٍو اسکا معمول نہیں ہے۔ نیز آگے امسِ آرہا ہے جو کہ ظرف ہے اور منصوب ہوتا ہے۔ تو پھر امسِ کو نصب کون دیگا۔ تو علماء فرماتے ہیں کہ یہاں فعل مقدر نکالنا پڑے گا۔ ترکیب۔ زیدٌ مرفوع لفظاً مبتدا ضاربُ مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل مضاف اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً فاعل جو کہ زید کی طرف راجع ہے، عمرٍو مجرور لفظاً مضاف الیہ، اسم فاعل اپنے فاعل اور مضاف الیہ سے ملکر شبہ جملہ ہو کر یہ زیدٌ کے لئے خبر، ضربَہُ امسِ ضربَ کے اندر ھو ضمیر زید کو

راجع ہے،اور ہا ضمیر مفعول بہ راجع ہے عمرو کو، امسِ منصوب محلاً مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ چونکہ اس صورت میں ضارب عامل نہیں اور آگے اگر اور معمول آئے تو پھر اسکے لئے اسی صفت جیسا فعل نکالنا پڑے گا۔ سوال۔ جب ضارب ماضی کے معنٰی میں ہے تو یہ عمل نہیں کرتا۔ لیکن یہاں اس کے اندر جو ھو ضمیر ہے اور اسمیں عمل بھی کیا۔ اسکی وجہ کیا ہے؟ جواب۔ یہ ھو ضمیر اسکے اندر چھپی ہوئی ہے۔ پھر بھی ظاہر میں عمل نہیں کیا۔ اور یہ چھپی ہوئی ضمیر میں جو عمل کیا یہ بھی گویا لا عمل ہے۔ کیونکہ ظاہر میں کسی لفظ پر کوئی اثر نہیں پڑا۔

هٰذا اذا كان مُنكّرًا یہ سب اس وقت ہے جب اسم فاعل نکرہ ہو۔ اما اذا كان معرَّفا باللام اور جس وقت اسم فاعل معرف باللام ہو یعنی اس پر الف لام داخل ہو۔ يستوى فيه جميعُ الازمنةِ یعنی اس میں پھر سارے زمانے برابر ہیں۔ یعنی جب اس پر الف لام آئے گا تو پھر وہ ہر حال میں عمل کرے گا۔ کیونکہ الف لام اسم موصول ہے۔ نحو زيدُنِ الضاربُ ابوهُ عمرواِنِ الاٰن او غدا او امسِ یہ تین مثالیں ہیں۔ پہلے مثال کے لئے الاٰنِ کو مفعول فیہ بنائے، تو مثال یوں بنے گا۔ زيدُنِ الضاربُ ابوهُ عمرواِنِ الاٰنَ۔ ترکیب۔ زیدٌ مبتدا الف لام مرفوع (مرفوع اس لئے کہ یہ زیدٌ کے لئے خبر ہے) محلاً اسم موصول ضاربُ مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل، ابوہُ مضاف، مضاف الیہ ملکر ضارب کے لئے فاعل اور ہا ضمیر لوٹ رہی ہے اسم موصول کو، عمرواً منصوب لفظاً مفعول بہ ضارب کے لئے الاٰنَ منصوب لفظاً مفعول فیہ ہوا ضارب کے لئے، ضارب صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور مفعول فیہ سے ملکر شبہ جملہ ہو کر صلہ، موصول صلہ ملکر خبر مبتدا کے لئے، مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ۔ زید کہ پٹھائی کر رہا ہے اسکا باپ عمرو کی اس وقت۔ حال سے مثال دیا۔ دوسرے کے لئے غداً کو مفعول فیہ بنائے، تو مثال یوں بنے گا۔ زيدُنِ الضاربُ ابوهُ عمرواً غدًا۔ ترکیب اوپر کی طرح ہے۔ ترجمہ۔ زید کہ پٹھائی کرے گا اسکا باپ عمرو کی کل۔ اور تیسرے کے لئے امسِ کو مفعول فیہ بنائے، تو مثال یوں بنے گا: زيدُنِ الضاربُ ابوهُ عمرواً امسِ۔ یہ امسِ مبنی ہے تو ترکیب میں منصوب محلاً مفعول فیہ کہینگے۔ ترجمہ۔ زید کہ پٹھائی کی اس کے والد نے عمرو کی گذشتہ کل۔

فصل اسم المفعول اسمٌ اسم مفعول ایسا اسم ہوتا ہے مشتقٌ من فعلٍ متعدٍّ جو مشتق ہوتا ہے فعل متعدی سے۔ ليدلَّ تاکہ وہ دلالت کرے على من وقعَ عليه الفعلُ اس ذات پر جس پر فاعل کا فعل واقع ہو و صيغتهُ من مجرّد الثلاثى علىٰ وزن مفعولٍ اور اسکا صیغہ ثلاثی مجرد سے مفعول کے وزن پر آتا ہے۔ لفظًا باعتبار لفظوں کے كمضروب جیساکہ مضروب او تقديرًا یا تقدیرًا۔ یعنی لفظاً تو مفعول وزن نہیں لیکن تقدیرًا وہ مفعول وزن ہوگا۔ كمقُولٌ جیسے مقولٌ ۔ یہ لفظاً مفعولٌ کے وزن پر نہیں۔ اصل میں یہ مَقْوُولٌ تھا۔ واو پر ضمہ ثقیل تھا تو ما قبل میں قاف کو دیا۔ پھر دو واو کے درمیان اجتماع ساکنین علىٰ غير حده آیا تو اول واو جو حرف مدۃ تھا اسکو گرایا تو مَقُولٌ ہوا۔ بعض علماء کے نزدیک پہلا واو جو حرف مدۃ تھا وہ گر گیا۔ چونکہ وہ عین کلمۃ تھا تو یہ مَقُولٌ اس کے نزدیک مَفُولٌ کے وزن پر ہے۔ اور بعض علماء کے نزدیک پہلا واو عین کلمۃ کے مقابلے میں ہے اور وہ تو حرف اصلی ہے اور دوسرا واو زائد ہے تو زائد کو گرایا ان کے نزدیک مَقُولٌ بروزنِ مَفُعْلٌ ہے۔ و مرمِيٌّ اور یا مرمیٌّ۔ مرمیٌّ اصل میں مَرْمُوىٌ تھا۔ واو اور "یا" جمع ہوئے اول ساکن تھا تو اسکو "یا" کر کے "یا" میں ادغام کیا تو مَرْمُيٌّ ہوا۔ تو پھر "یا" اپنے سے ما قبل کسرۃ چاہتا ہے تو مَرْمِيٌّ ہوا۔ و من غيره كاسمِ الفاعل بفتح ما قبل الاٰخر اور ثلاثی مجرد کے علاوہ سے یہ بھی اسم فاعل کی طرح ہے آخر سے ما قبل فتح کے ساتھ۔ كمُدخَلٍ و مستخرَجٍ و يعملُ عملَ فعلِهِ المجهُول اور یہ بھی فعل مجہول والا عمل کرتا ہے بالشرائط المذكورة فى اسم الفاعل انہی شرائط کے ساتھ جو ذکر کی گئی اسم فاعل میں نحو زيدٌ مضروبٌ غلامُهُ الاٰن

او غدًا او امسِ یہ اصل میں تین مثالیں ہیں۔جیسا کہ زیدٌ مضروبٌ غلامهُ الاٰنَ، ترکیب۔ زیدٌ مرفوع لفظاً مبتدا مضروبٌ مرفوع لفظاً صیغہ اسم مفعول غلامُ مرفوع لفظاً مضاف ہا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر یہ نائب فاعل ہوا اسم مفعول کے لئے اور ہا ضمیر لوٹ رہی مبتدا کو، الاٰنَ منصوب لفظاً مفعول فیہ ہوا مضروبٌ کے لئے، صیغہ اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر شبہ جملہ ہو کر یہ خبر ہوئی مبتدا کے لئے، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔یہاں مضروبٌ کی اعتماد مبتدا پر ہے۔اور یہ حال کے معنٰی میں ہے۔ترجمہ۔ زید کہ پٹھائی کی جارہی ہے اسکے غلام کی اس وقت۔دوسری مثال: زیدٌ مضروبٌ غلامهُ غدًا۔ ترکیب۔اس کا ترکیب بھی اوپر مثال کی طرح ہے۔اور یہاں اسم مفعول نے مبتدا پر اعتماد کیا ہے نیز استقبال کے معنٰی میں ہے۔اور تیسری مثال: زیدٌ مضروبٌ غلامهُ امسِ۔ اگر امسِ لگائے تو پھر ترکیب درست نہیں رہتی کیونکہ پہلا شرط یعنی مبتدا پر اعتماد تو پایا جاتا ہے لیکن فعل مضارع کے معنٰی میں نہیں۔یہاں اسم مفعول فعل ماضی کے معنٰی میں ہے۔ہاں اگر اسم مفعول پر الف لام کو داخل کیا جائے تو پھر اسمیں سارے زمانے برابر ہو جائیں گے تو پھر یہ عمل کرے گا۔تو مثال یوں بنے گا۔زیدٌ المضروبُ غلامهُ امسِ۔

فصل الصفة المشبهة اسمٌ مشتقٌّ من فعلٍ لازمٍ صفت مشبہ ایسا اسم ہے جو مشتق ہے فعل لازم سے لیدُلَّ تا کہ دلالت کریں علٰی من اُس ذات پر قامَ به الفعلُ جس کے ساتھ فعل قائم ہو بمعنی الثبوتِ ثبوت کے معنٰی میں۔اس کے ذریعے اسم فاعل کو نکالا کیونکہ وہ حدوث کے معنٰی میں تھا۔ و صیغتُہا[81] علی خلاف صیغة اسم الفاعل و المفعولِ اور صفت مشبہ کے صیغے اسم فاعل اور اسم مفعول کے صیغوں کے خلاف ہیں۔یعنی ان کے اپنے اوزان ہیں۔ و انما تعرف بالسماعِ اور اس کو پہچانا جائے گا سماع سے۔یعنی ان کے صیغوں کے اوزان کا کوئی ضابطہ نہیں۔ کَحَسَنٍ و صَعْبٍ و ظریفٍ جیسا کہ حسن(اچھا)، صَعْب(سخت) اور ظریف(خوش طبع، ہنسی مذاق کرنے والا) بروزن فعیل۔ یہ فعیل وزن سب سے زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ و هی تَعمل عَمَلَ فِعلِہا مطلقاً اور یہ مطلقاً اپنے فعل والا عمل کرے گی۔یعنی اس میں زمانے کا کوئی تعلق نہیں۔جب زمانے سے تعلق نہیں تو اس میں حال اور استقبال کی شرط بھی نہیں۔اور اسم فاعل اور اسم مفعول میں زمانے کی شرائط تھی۔ بشرط الاعتمادِ المذکور بشرطِ مذکورہ اعتماد کے۔یعنی اُن چھ چیزوں میں سے اسم موصول کے علاوہ کسی ایک پر اعتماد کرے گی جن پر اسم فاعل اور اسم مفعول اعتماد کرتا تھا۔جبکہ اسم موصول پر اسکا اعتماد نہیں ہوگا۔ و مسائلُہا ثمانیةَ عشَر اور ان کے مسائل اٹھارہ ہیں۔

ان تمام مسائل کو سمجھنے کے لئے سب سے پہلے اس چارٹ کو غور سے دیکھیے۔پھر تمام کلام سمجھ میں آئینگا۔ان شاء اللّٰہ۔

مسائلُ الصفت المشبہہ یعنی صفت مشبہ کے مسائل

الصفتُ المشبہةُ باللام مثلُ اَلْحَسَنُ			الصفتُ المشبہةُ بدون اللام مثلُ حَسَنٌ		
معمولُہا بالاضافةِ مثلُ وجْہِہٖ	معمولُہا باللامِ مثلُ الوجہِ	معمولُہا مجرَّدًا عنہُما مثلُ وجہٍ	معمولُہا بالاضافةِ مثلُ وجْہِہٖ	معمولُہا باللامِ مثلُ الوجہِ	معمولُہا مُجَرَّدًا عنہُما مثلُ وجہٍ
الحَسَنُ وَجْہُہٗ احسن صورت	الحَسَنُ الْوَجْہُ قبیح صورت	الحَسَنُ وَجْہٌ قبیح صورت	حسنٌ وجْہُہٗ احسن صورت	حَسَنٌ اَلْوجْہُ تلفظ(حَسَنُلْوَجْہُ) قبیح صورت	حسنٌ وَجْہٌ تلفظ(حَسَنُوَّجْہٌ) قبیح صورت

الحَسَنُ وَجْهَهُ	الحَسَنُ الْوَجْهَ	الحَسَنُ وَجْهًا	حسنٌ وجْهَهُ	حسنٌ الْوجْهَ	حسنٌ وَجهًا
حسن صورت	احسن صورت	احسن صورت	حسن صورت	احسن صورت	احسن صورت
الحَسَنُ وَجْهِهٖ[1]	الحَسَنُ الْوَجْهِ	الحَسَنُ وَجْهٍ[2]	حسنُ وجْهِهٖ[3] (اضافت سے تنوین گرا)	حسنُ الْوجْهِ	حسنُ وَجهٍ
جائز نہیں	احسن صورت	جائز نہیں	مختلف فیه	احسن صورت	احسن صورت

1:۔ (یہ صورت بھی جائز نہیں کیونکہ اس میں اضافت لفظی ہے یعنی معمول مجرور ہے اضافت کی وجہ سے۔ یہ اس لئے جائز نہیں کہ الحسن صیغہ ہے صفت کا اور مضاف ہو رہا ہے اپنے معمول کی طرف اور صفت کا صیغہ مضاف ہو اپنے معمول کی طرف تو یہ اضافت لفظی ہے۔صفت کے صیغے سے مراد اسم فاعل، اسم مفعول اور صفت مشبہ ہیں۔ اور اضافت لفظی صرف لفظوں میں تخفیف کا فائدہ دیتی ہے۔ اور فائدہ یہ کہ مضاف سے تنوین کو گرا دیتی ہے یا قائم مقام تنوین یعنی نون تثنیہ اور نون جمع گرا دیتی ہیں۔ نیز اگر مضافٌ الیہ کے ساتھ ضمیر جڑی ہوئی ہو تو ضمیر کو گرادیتی ہے۔ اور اس ضمیر کے عوض اُس مضاف الیہ پر الف لام لے آتے ہیں۔ تو یہاں وَجْہِہٖ سے یہ ہا ضمیر گرنا چاہیے تھا اور وَجْہِ پر الف لام آنا چاہیے تھا۔ یعنی الحَسَنُ الْوَجْہِ ہونا چاہیے تھا۔ یہاں الحسنُ سے تنوین اضافت نے نہیں گرائی بلکہ الف لام کی وجہ سے گر گئی۔ خلاصہ یہ کہ اضافت جو لفظوں میں تخفیف کا فائدہ دیتی ہے یہاں وہ فائدہ نہیں دیا۔ اس لئے یہ اضافت بالکل بے کار ہے۔

2: (یہ صورت ممتنع ہے یعنی جائز نہیں۔ کیونکہ الحسن مضاف یہ معرفة ہے اور وجہٍ مضافٌ الیہ یہ نکرة ہے حالانکہ مضاف نکرة ہونا چاہیے اور مضافٌ الیہ معرفة ہونا چاہیے۔ اس لئے یہ جائز نہیں)

3: اس میں علماء کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک یہ جائزہے اور بعض کے نزدیک جائز نہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہ اضافت ہو رہی ہے۔اور یہ اضافت لفظی ہے۔اور اضافت لفظی مضاف سے تنوین اور قائم مقام تنوین ختم کر دیتی ہیں۔ حسنٌ سے تنوین اضافت کی وجہ سے گر گئی۔ اور نیز اضافت لفظی مضافٌ الیہ سے جڑی ہوئی ضمیر گرا دیتی ہیں اور اسکی جگہ الف لام آتا ہے۔ لیکن یہاں ضمیر نہیں گری اور اس کی جگہ الف لام نہیں آیا ۔ خلاصہ یہ کہ مضاف میں تخفیف آئی لیکن مضاف الیہ میں کوئی تخفیف نہیں آئی۔ تخفیف کا ادنیٰ درجہ تو حاصل ہوا لیکن اعلیٰ درجہ ممکن تھا لیکن حاصل نہیں ہوا۔ اس لئے یہ صورت جائز نہیں۔ جبکہ دیگر علماء فرماتے ہیں کہ یہ جائز ہے۔ بے شک اعلیٰ درجہ کی تخفیف حاصل نہیں ہوئی لیکن ادنیٰ تخفیف تو حاصل ہوئی۔ خلاصہ یہ کہ یہ صورت مختلف فیه ہے۔

نوٹ: باقی پندرہ میں کچھ صورتیں احسن(بہترین) ہیں، کچھ صورتیں حسن(ٹھیک) ہیں اور کچھ صورتیں قبیح (بری)ہیں۔یہ صفت مشبہ جب اپنے معمول سے ملے گا تو شبہ جملہ بنے گا۔ اور شبہ جملہ کو جب بھی کسی چیز سے جڑتے ہے تو اس میں عائد کا ہونا ضروری ہے۔ اب وہ صورت جس میں صرف ایک ضمیر ہو تو وہ احسن صورتیں ہیں۔ وہ صورتیں جن میں دو ضمیریں ہوں وہ حسن ہیں۔کیونکہ ضرورت ایک ضمیر کی تھی اور آئی دو ضمیریں تو یہ ناپسندیدہ ہے۔ لہٰذا وہ صورت حسن ہے۔ اور اگر مجموعہ میں کوئی بھی ضمیر نہ ہوئی تو پھر یہ قبیح ہے۔یعنی نا پسندیدہ ہے۔ صفت مشبہ ہمیشہ فاعل چاہتا ہے، اور فاعل اسکے اندر ضمیر بھی ہو سکتی ہے اور آگے اسم ظاہر بھی آ سکتا ہے۔اگر آگے اسم فاعل مرفوع ہے تو معلوم ہوا وہ فاعل ہے لہٰذا اب اسکے اندر ضمیر نہ ہوگی۔ اور آگے اسم ظاہر مرفوع نہیں تو پھر صفت مشبہ کے اندرضمیر اسکا فاعل بنے گا۔

احسن صورت سے ایک مثال: الحسنُ وجہُهُ ۔ الحسنُ میں کوئی ضمیر نہیں کیونکہ آگے اسم ظاہر وجہُ فاعل بنتا ہے۔ اور وجہُهُ میں ایک ضمیر ہے۔ تو کل ایک ضمیر پایا گیا۔ لہٰذا یہ احسن صورت ہے۔

حسن صورت سے ایک مثال: الحسن وجہَهُ ۔ الحسنُ میں ضمیر ہے کیونکہ آگے اسم ظاہر منصوب ہے۔ اور ایک ضمیر وجہَهُ میں ہے۔ تو کل دو ضمیریں ہوئی۔ لہٰذا یہ صورت حسن ہے۔

قبیح صورت سے ایک مثال: الحسن الوجہُ ۔ الحسنُ میں کوئی ضمیر نہیں کیونکہ آگے اسم ظاہر الوجہُ مرفوع ہے اور اسکا فاعل ہے ۔ اور الوجہُ میں بھی کوئی ضمیر نہیں۔ تو اس صورت میں ایک بھی ضمیر نہیں لہٰذا یہ صورت قبیح ہے۔

لانَّ الصِفَةَ اِمّا باللامِ او مجردةٌ عنہا یہ کہ صفت مشبہ یا تو معرف باللام ہوگی (جیسے الحسن) اور یا اس لام سے خالی ہوگی (جیسے حسنٌ)۔ **و معمولُ کلِّ واحدٍ منہما** اور ان میں سے ہر ایک کا معمول **اِمّا مضافٌ** یا تو مضاف ہوگا (جیسے وَجہُہُ) **او باللام** اور یا معمول لام کے ساتھ ہوگا (یعنی الوجہُ) **او مجردٌ عنہما** اور یا ان دونوں سے خالی ہوگا (جیسے وجہٌ) **فهٰذه ستةٌ** تو یہ چھ ہوگئے۔ یعنی جب

مضاف ہو، یا باللام ہو اوریا مجرد ہو جب ان کو الحسن سے جوڑیں گے تو تین صورتیں بنے گی۔ اور جب یہی مضاف، باللام اور مجرد حسن سے جوڑلینگے تو تین اور صورتیں آئیں تو کل چھ صورتیں ہوئیں۔ و معمول کُلِّ مِّنہا امّا مرفوعٌ او منصوبٌ او مجرورٌ ان میں سے ہر ایک کا معمول یا تو مرفوع ہوگا یا منصوب ہوگا یا مجرور ہوگا۔ فذٰلک ثمانیۃَ عَشَرَ تو یہ اٹھارہ ہوگئے۔ و تفصیلہا اور اسکی تفصیل جو ہے۔ نحو مثال کے طور پر جاءنی زیدنِ الحسنُ و جہُہٗ ثلٰثۃ اوجہٍ یہ تین صورتیں ہوئی۔(پہلا: جاءنی زیدنِ الحسنُ و جہُہٗ، دوسرا: جاءنی زیدنِ الحسنُ و جہَہٗ تیسرا: جاءنی زیدنِ الحسنُ و جہِہٖ) و کذالکَ اور اسی طرح الحسن الوجہ یہ بھی تین ہوئی (الحسنُ الوجہُ، الحسنُ الوجہَ اور الحسنُ الوجہِ) والحسن وجہ یہ بھی تین صورتیں ہیں(الحسنُ وجہٌ، الحسنُ وجہً اور الحسنُ وجہٍ) اب تک یہ نو ہوئی جس میں صفت الف لام کے ساتھ تھیں۔ اب باقی نو میں صفت بغیر الف لام کے آئیں گا۔ و حَسَنٌ وجہہ یہ بھی تین صورتیں ہیں۔ کتاب میں حَسُنَ لکھا۔ جبکہ حَسُنَ فعل ہے اور یہاں صفت کی بحث چل رہی ہے۔ (حسنٌ وجہُہٗ، حسنٌ وجہَہٗ اور حسنُ وجہِہٖ ۔ یہ تیسرا اضافت والا صورت ہے اس لئے نون تنوین گرگیا۔) و حسَنٌ الْوجہ یہ بھی تیں ہیں۔(حسنٌ الوجہُ، حسنٌ الوجْہَ اور حسنُ الوجہِ۔ تیسری مثال میں نون تنوین اضافت کیوجہ سے گرا۔ نیز حسنٌ الْوجہُ کی تلفظ حسنُ نِلْوَجْہُ ہے) و حسنٌ وجہ یہ بھی تین ہیں۔ (حسنٌ وجہٌ، حسنٌ وجہً اور حسنُ وجہٍ: نون اضافت سے گرا، نیز حسنٌ وجہٌ کی تلفظ حسنُ وَّجہٌ) تو یہ کل اٹھارہ مسائل ہوئیں۔ و ھی علیٰ خمسۃِ اقسامٍ اور یہ جو اٹھارہ مسائل ہیں یہ پانچ قسم پر ہیں۔ پہلا: ممتنع صورتیں دوسرا: مختلف فیہ تیسرا: احسن صورتیں چوتھا: حسن صورتیں اور پانچواں: قبیح صورتیں۔ منہا مُمْتنِعٌ۔ ان میں سے بعض قسمیں وہ ممتنع ہیں۔ الحسنُ وجہٍ یہ صورت جائز نہیں (کیونکہ مضاف معرفۃ ہے اور مضاف الیہ نکرۃ ہے جبکہ مضاف نکرۃ ہوتا ہے اور مضاف الیہ معرفۃ ہوتا ہے)[82] والحسنُ وجہِہٖ یہ صورت بھی جائز نہیں۔(کیونکہ یہ اضافت لفظی ہے۔) و مختلفٌ فیہ اور ایک صورت مختلف فیہ ہے یعنی اس میں اختلاف ہے۔ حسنُ وجہِہٖ اور وہ صورت حسنُ وجہِہٖ ہے۔ والبواقی احسنُ ان کان فیہ ضمیرٌ واحدٌ اور باقی صورتیں احسن ہے اگر ان میں ایک ہی ضمیر ہو۔ و حسنٌ ان کان فیہ ضمیران اور باقی صورتیں حسن ہے اگر ان میں دو ضمیریں ہو و قبیحٌ ان لم یکن فیہ ضمیرٌ اور باقی صورتیں قبیح ہے اگر ان میں ضمیر نہ ہو۔ و الضابطۃُ اور ضابطہ یہ ہیں اَنَّکَ متیٰ رفَعْتَ جب آپ رفع دے دیں بِہا صفت مشبہ کے ذریعے معمولَہا اسکے معمول کو فلا ضمیر فی الصفۃِ تو پھر صفت میں ضمیر نہیں۔ اس لئے کہ جس کو رفع ملا وہ فاعل ہے۔ و متی نَصبْتَ او جَررتَ اور جب آپ نصب دے یا جر دے ففیہا ضمیرُ الموصوفِ تو پھر اسمیں موصوف کی ضمیر ہوگی۔ نحو مثال کے طور پر زیدٌ حسنُ وجہِہٖ حسنُ مضاف ہے اور آگے وجہِ مضافُ الیہ مجرور ہے۔ اور جب معمول منصوب یا مجرور ہو تو پھر صفت میں موصوف کے مطابق ضمیر ہوگا۔ اور یہاں موصوف زیدٌ ہے تو صفت میں ھو ضمیر فاعل ہوگا۔

نوٹ:۔ صفت مشبہ کے بعد اگر انکا معمول مرفوع ہو تو یہ مرفوع اس لئے ہوگا کہ وہ صفت مشبہ کے لئے فاعل بنتا ہے۔ اگر ان کا معمول مجرور ہو تو وہ مضافٌ الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہوگا۔ اگر اسکا معمول منصوب ہو تو اسکی وجہ یہ ہے کہ صفت مشبہ فعل لازم سے بنی ہے اور صفت بھی اپنے فعل والا عمل کرتا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ فعل لازم تو نصب نہیں دیتا تو یہاں صفت مشبہ نے نصب کیوں دیا۔ جواب۔ یاد رکھے صفت مشبہ کا عمل اپنے فعل سے زیادہ ہے۔ فعل مفعول کو نصب نہیں دیتا لیکن یہ صفت مشبہ نصب دیتی ہے۔ تو پھر وہ کیا بنے گا۔ تو اس کے معمول کو دیکھیے۔ کہ وہ معرفۃ ہے یا نکرۃ ہے۔ اگر وہ معرفۃ ہے تو

اسے کہیں گے کہ وہ منصوب ہے شبیہ مفعول ہونے کی بناپر۔مفعول نہیں کہینگے کیونکہ فعل لازم کے لئے مفعول نہیں آتا بلکہ یہ مفعول کی مشابہ ہوگا۔اور اگر اسکا معمول جس کو یہ نصب دیتاہے نکرۃ ہوتو پھر اسکو تمیز بنادینگے۔تمیز ہمیشہ نکرۃ ہوتاہے۔توحسنٌ وجهً میں یہ وجهً تمیز ہے۔اور حسنُ الوجهَ میں یہ الوجهَ شبیہ مفعول ہے۔

فصل اسم التفضيل اسم اسم تفضیل ایسا اسم ہے مشتق من فعلٍ جسکا اشتقاق فعل سے ہوتاہے لِيدُلَّ على الموصوفِ تاکہ یہ دلالت کرے موصوف پر بزيادةٍ على غيره غیر پر زیادتی کے ساتھ۔یعنی اس میں غیر کے ساتھ مقابلہ اور زیادتی بیان کی جائیگی۔مثلاً زید بھی پٹھائی ؤکہ زید زیادہ پٹھائی کرنے والا ہے تو اس کے لئے اسم تفضیل استعمال کرینگے۔اور "زیدٌ کرنے والا ہے اور عمرو بھی پٹھائی کرنے والا ہے۔اور میں آپ کو یہ بتا اضربُ من عمروٍ" کہہ دینگے۔نوٹ: یہ علیٰ غیره کی قید اس لئے لگایا تاکہ مبالغے کے صیغے نکل جائے۔کیونکہ مبالغے کے صیغوں میں بھی زیادتی بیان کی جاتی ہے۔ضارب سے ضرّاب (زیادہ پٹھائی کرنے والا) کیونکہ بزيادةٍ کے ساتھ یہ بھی تعریف میں داخل ہورہا تھا۔کیونکہ اس میں بھی زیادتی بیان کی جاتی ہے۔لیکن جب علیٰ غیره کی قید جب لگائی تو یہ مبالغہ کا صیغہ نکل گیا۔کیونکہ مبالغے کے صیغے میں کسی کے مقابلے میں زیادتی بیان نہیں ہوتی۔بلکہ مطلقًا زیادتی بیان ہوتی ہے۔مثلاً زید زیادہ پٹھائی کرنے والا ہے تو زیدٌ ضرّابٌ کہینگے۔اسم تفضیل میں مطلقاً زیادتی نہیں ہوتی بلکہ کسی چیز کے مقابلے میں زیادتی بیان کی جاتی ہے۔ وَ صيغتُهُ افعلُ اور اسم تفضیل کا جو صیغہ ہے وہ افعَلُ ہے۔ فلا يُبنىٰ الا مِن الثلاثي المجردِ الذّى ليس بِلَوْنٍ و لاعيبٍ لہٰذا یہ نہیں بنایا جاتا مگر ثلاثی مجرد سے ہی وہ ثلاثی مجرد جو کہ لون اور عیب سے نہ ہو۔اسم تفضیل صرف ثلاثی مجرد سے بنے گا باقی سے نہیں بنے گا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ صیغہ ایک ہی ہے اور ہے اَفْعَلُ ۔تو افعل میں ایک ہمزہ ہے اور باقی "فا، عین اور لام" ہیں۔ اور مزید میں کبھی "تا" زائد ہوتی ہے کبھی "سین" زائد ہوتی ہے۔جیسے باب افتعال میں "تا" زائد ہے اور باب استفعال میں "تا" اور "سین" زائدہ ہیں۔ کبھی کوئی حرف مشدد ہوگا جیسے صرَّفَ ، كرَّمَ وغیرہ۔لہٰذا جب ان ابواب کو افعلُ وزن پر لانا ہو تو باب افتعال سے "تا" خذف کرنا ہوگا،باب استفعال سے "تا اور سین" خذف کرنا ہوگا،باب تفعيل سے مشدد حرف ختم کرنا ہوگا۔جب ان علامت کو ختم کیا جائے تو پھر کسی کو کیا پتہ چلے گا کہ یہ افعلُ وزن ثلاثی مجرد سے ہے یا ثلاثی مزيد فيه وغیرہ سے ہے۔لہٰذا اسکو صرف ثلاثی مجرد سے ہی بنانا ہوگا۔اسی طرح رباعی مجرد اور رباعی مزید فیہ سے بھی نہیں بنا سکتے کیونکہ ان میں دو لام ہوتے ہیں اور افعل میں ایک لام ہے۔تو جب رباعی مجرد اور رباعی مزید سے بنائیں گے تو ایک لام کو ختم کرنا ہوگا تو پھر پتہ نہیں چلے گا کہ یہ کس باب سے بنا ہے۔نیز لون(رنگ) اور عیب(ظاہری عیب) سے اسم تفضیل نہیں آتا۔یہ جو لون ہے اور جو ظاہری عیب ہے اُن سے بھی ایک افعل آتا ہے لیکن وہ افعل صفتی ہوتا ہے۔وہ صفت مشبہ ہوتا ہے۔جیسے ابيضُ بروزن افعلُ ۔ ابيض کا یہ معنیٰ نہیں ہے کہ زیادہ سفید بلکہ یہ صفت مشبہ ہے اسکا معنیٰ ہے سفید۔اسی طرح احمرُ بروزن افعلُ یہ بھی صفت مشبہ ہے۔احمر کا معنیٰ زیادہ سرخ نہیں بلکہ سرخ ہے۔اسی طرح عیب میں "اَعرَجُ بروزن افعل" اس کا معنیٰ زیادہ لنگڑا نہیں بلکہ لنگڑا ہے۔اور اسی طرح "اَعمیٰ بروزن افعل" کا معنیٰ زیادہ اندھا نہیں بلکہ اندھا ہے۔لہٰذا لون اور عیب سے جب افعل صفتی آتا ہیں تو افعل اسم تفضیل بنانا جائز نہیں۔ورنہ تو کسی کو یہ پتہ ہی نہیں چلے گا کہ یہ کونسا افعل ہے۔البتہ عیب باطنی سے اسم تفضیل آتا ہے۔جیسے "اجهل بروزن افعل" کا معنیٰ ہے زیادہ جاہل۔اسی طرح "أبلد بروزن افعل" زیادہ کند ذہن۔اور اسی طرح "احمق بروزن افعل" زیادہ بے وقوف۔جیسے اگر کوئی بہت زیادہ بے وقوف ہو تو عرب کہتے ہیں۔ "فلانٌ احمقُ من حَبَنَّقَه" فلاں آدمی تو جبنقہ سے بھی زیادہ بے وقوف ہے۔یہ عرب میں ایک

بہت ہی بے وقوف انسان گزرا ہے۔ نحو زیدٌ افضلُ النّاسِ ترجمہ۔زید لوگوں میں سب سے افضل ہے۔ ترکیب: زیدٌ مبتدا افضلُ مرفوع لفظاً مضاف صیغہ اسم تفضیل اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل جو لوٹ رہی زیدٌ مبتدا کو، الناسِ مجرور لفظاً مضافٌ الیه، اسم تفضیل اپنے فاعل اور مضافٌ الیه سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ فان کان زائدًا علی الثلاثی اگر وہ فعل جس کی ہم زیادتی بیان کرنا چاہتے ہیں اور وہ ثلاثی مجرد پر زیادہ ہو۔ او کان لونًا او عیبًا اور یا لون اور عیب سے ہو۔ یجب ان یُبْنیٰ افعل من ثلاثیّ مجرد تو واجب ہے کہ بنایا جائے افعل کو ثلاثی مجرد سے لیدُلَّ علیٰ مبالغةٍ و شدةٍ و کثرةٍ تاکہ وہ دلالت کرے مبالغہ پر اور شدت پر اور کثرت پر۔ ثُمَّ یُذکر بعدهُ پھر اسکے بعد ذکر کیا جائے مصدر ذٰلک الفعلِ مصدر اسی فعل کا منصوبًا علی التمیز[83] جو منصوب ہوگا تمیز ہونے کی وجہ سے کما تقول جیسے آپ کہتے ہیں هو اَشَدُّ اِستخراجًا وہ زیادہ شدید ہے باعتبار استخراج کے۔ استخراج کا ہمزہ وصلی ہے۔ و اقوٰی حُمرَةً ای فلانٌ اقویٰ حُمرةً یعنی فلان زیادہ قوی ہے باعتبار سرخ ہونے کے و اقبحُ عَرَجًا ای فلانٌ اقبحُ عرجًا یعنی فلان بہت ہی برا ہے باعتبار لنگڑا ہونے کے۔ یہ اقبح قبیح سے اسم تفضیل ہے۔ و قیاسُهُ اور قیاس اسم تفضیل کا یہ ہے ان یکونَ للفاعل کہ یہ فاعل کے لئے ہونا چاہیے۔ کما مرَّ جیساکہ گزر گیا۔اسم تفضیل عام طور پر فاعل میں زیادتی کو بیان کرتا ہے لیکن کبھی کبھار اسم مفعول میں بھی زیادتی کو بیان کرتا ہے۔ جیسے فلانٌ اشهرُ من عمروٍ فلاں عمرو سے زیادتی مشہور ہے۔تو یہ اشهرٌ اسم تفضیل ہے اور یہ مبالغہ ہے مشہورٌ بروزن مفعولٌ میں۔ و قد جاء للمفعول قلیلًا اور تحقیق یہ اسم مفعول سے بھی آیا ہے تھوڑا نحو مثال کے طور پر اعذَرَ و اشغَلَ و اشهَرَ جیسے اعذر (معذور سے یعنی زیادہ معذور) اور اشغل (زیادہ مشغول) اور اشهر (زیادہ مشہور)۔ مصنف ؒ نے تعریف میں موصوف کا لفظ کہا تھا فاعل کا لفظ نہیں کہا تھا۔ تاکہ فاعل اور مفعول دونوں کو شامل ہو۔ و استعمالُه عَلیٰ ثلٰثةِ اوجهٍ اور اسم تفضیل کا استعمال تین طریقوں پر ہوتا ہے۔ یہ ایک وقت میں صرف ایک ہی طریقے سے استعمال ہوتا ہے۔ایک ہی وقت میں دو یا تین طریقوں سے استعمال نہیں ہوتا۔ اِمّا مضاف یا تو مضاف ہوگا۔ کزیدٌ افضلُ القومِ زید ان لوگوں میں سب سے افضل ہے۔ اضافت کی وجہ سے افضل سے تنوین گرا۔ قوم سے مراد مردوں کی جماعت تین سے لے دس تک ہوتی ہے۔اور القوم سے مراد کوئی خاص جماعت۔اس لئے ترجمہ میں "اُن" یعنی اشارہ استعمال کیا۔ او معرّف باللام اسم تفضیل کے استعمال کا دوسرا طریقہ معرف باللام ہے۔ نحو زیدنِ الافضلُ یہ الف لام عوض ہوتا ہے مضافٌ الیه کا۔ معلوم ہوا کسی خاص پر فضیلت بیان کی گئی۔ او بمن یا اسم تفضیل کا استعمال "مِن" کے ساتھ ہوگا۔اور یہ تیسرا طریقہ ہے۔ نحو زیدٌ افضَلُ من عمروٍ کہ زید عمرو کے مقابلے میں زیادہ افضل ہے۔ و یجوز فی الاول اور پہلے طریقے میں یعنی جب اسم تفضیل مضاف ہوتا ہے۔ الإفراد اسمیں اسم تفضیل مفرد مذکر لانا جائز ہے و مطابقةُ اسم التفضیل للموصوف اور اسم تفضیل کی مطابقت موصوف کے ساتھ یہ بھی جائز ہے۔ یعنی اگر موصوف مفرد مذکر ہو تو اسم تفضیل مفرد مذکر لاؤ، اگر تثنیہ یا جمع مذکر ہو تو اسم تفضیل تثنیہ یا جمع مذکر لاؤ اور اسی طرح مفرد مؤنث کے لئے مفرد مؤنث، تثنیہ مؤنث کے لئے تثنیہ مؤنث اور جمع مؤنث کے لئے جمع مؤنث لاؤ۔ نحو زیدٌ افضلُ القومِ مفرد مذکر اسم تفضیل اور موصوف کے ساتھ مطابقت ہو اس میں یہی ایک صورت بنتا ہے۔ و الزیدان افضلُ القومِ و افضلَا القومِ اس میں دو صورتیں بنتے ہیں۔ پہلا: الزیدانِ افضلُ القومِ (مفرد مذکر اسم تفضیل) دوسرا: الزیدانِ افضلَا القومِ (مطابقت والی صورت) ۔

افضلانِ تثنیہ ہے اور نون اضافت کی وجہ سے گر گیا۔ والزیدون افضلُ القوم و افضلُوا القومِ اس میں بھی دو صورتیں بنتے ہیں۔ پہلا: الزیدونَ افضل القومِ (مفرد مذکر اسم تفضیل) اور دوسرا: الزیدونَ افضلُواالقومِ (مطابقت والا صورت) دونوں جائز ہیں۔ افضلُوا سے واو گر جائے گا تو تلفظ اَفْضَلُ لْقَوْمِ کرینگے۔ و فی الثانی اور دوسرے طریقے میں یعنی جب اسم تفضیل پر الف لام داخل ہو۔ یجب المطابقة تو اسی میں اسم تفضیل کا موصوف کے ساتھ مطابقت واجب ہے۔ نحو مثال کے طور پر زیدُنِ الافضلُ مفرد کی مثال والزیدان الافضلان تثنیہ کی مثال والزیدون الافضلُون یہ جمع کی مثال ہیں۔ مؤنث موصوف کی صورت میں هندُنِ الفُضْلیٰ ، الهندانِ الفضليانِ ، اور جمع کی صورت میں الهنداتُ الفضلياتُ۔ و فی الثالث اور تیسرا طریقہ جب اسم تفضیل کا استعمال "من" کے ساتھ ہوتا ہے۔ یجب کونُهُ مفردًا مذکرًا ابدًا واجب ہے اسم تفضیل کا مفرد مذکر ہونا ہمیشہ نحو زیدٌ و هندو الزيدان والهندان و الزيدون و الهنداتُ افضلُ من عمرو ساری مثالیں اکٹھی لکھی ہے۔ جیسے زیدٌ افضلُ من عمروٍ ، الزیدانِ افضلُ من عمروٍ ، الزیدونَ افضلُ من عمروٍ، هندٌ افضلُ من عمروٍ ، الهندانِ افضلُ من عمروٍ ، اور الهنداتُ افضلُ من عمروٍ: ان تینوں طریقوں میں سے اصل طریقہ "من" کے ساتھ ہے۔ وعلى الاوْجُهِ الثلٰثةِ اور تینوں صورتوں پر يضمرُ فيه الفاعلُ فاعل اُن میں مقدر ہوگا وهو يَعمل فى ذٰلک المضمر اور وہ اسم تفضیل کو ضمیر میں عمل کرے گا: یعنی اس کو رفع دے گا۔ اشکال: جیسا کہ اسم تفضیل کے استعمال کے تین طریقے ہیں ایک اضافت کے ساتھ، دوسرا الف لام کے ساتھ اور تیسرا "من" کے ساتھ۔ لیکن اللّٰهُ اکبر۔ یہ اکبر بھی اسم تفعیل ہے لیکن یہ تو ان تین طریقوں میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی استعمال نہیں ہوا ہے وضاحت کریں۔ جواب۔ یادرکھے اسم تفضیل ان تین طریقوں میں سے کسی ایک کے ساتھ استعمال ہوتا ہے لیکن بعض اوقات مفضل علیہ قرینہ کی وجہ سے خذف کر لیتے ہیں۔ جیسے یہاں پر اللّٰهُ اکبرُ من کلِّ شئٍ یعنی اللہ کی ذات ہر چیز سے زیادہ عظیم ہے۔ تو "من کلِّ شئٍ" کو خذف کیا گیا کیونکہ بات واضح ہے۔ یا "اللّٰه اکبر من کل کبیرٍ"۔

اسم تفضیل بے انتہا کمزور عامل ہے۔ یہ صرف ضمیر میں عمل کرتا ہے۔ اسم ظاہر میں عمل نہیں کرتا۔ اور ضمیر میں عمل اس لئے کرتی ہے کہ وہ ضمیر بھی انکے اندر چھپی ہوئی ہوتی ہے۔ اور بھی گویا لا عمل ہے یعنی ظاہر تو کچھ نہیں ہوتا۔ اسم تفضیل مسئلہ کحل جیسے جگہوں پر اسم ظاہر کو رفع دیتا ہے۔ جیسے نیچے مثال میں احسن نے الکحل کو رفع دیا۔ یادرکھے یہ وہ مسئلہ ہے جو شرح جامی کی تصنیف کا سبب بنا۔ شارح ہندی یہ کافیہ کی شرح ہے۔ ملا جامی کا بیٹا شارح ہندی کے پاس علم حاصل کرتا تھا۔ جب شارح ہندی ؒ نے اس مسئلہ کو بیان کیا تو اس لڑکے کو سمجھ نہیں آیا تو کلاس کے بعد وہ استاد کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ آپ یہ مسئلہ مجھے دوبارہ سمجھائے۔ تو شارح ہندی ؒ نے طنزیہ کہا کہ یہ بڑا مشکل مسئلہ ہے یہ صوفیوں کو کہا سمجھ میں آئے گا۔ شارح ہندی ؒ کا یہ طنز بڑا جملہ ملا جامی ؒ تک پہنچا۔ تو ملا جامی ؒ نے کافیہ کی عظیم الشان شرح لکھی جو آج تک شامل نصاب ہے۔

اسم تفضیل اسم ظاہر میں عمل کرے گا اس کے لئے تین شرطیں ہیں۔ پہلا شرط: وہ اسم تفضیل صفت بحال متعلقِهٖ ہو۔ یعنی لفظوں کے اعتبار سے صفت ہو ایک چیز کے لئے تو معنی کے اعتبار سے صفت ہو اس کے متعلّق کے لئے۔ جیسے جاءنی زیدٌ العالم ابوه۔ یہاں العالمُ یہ لفظوں میں زید کی صفت ہے لیکن معنىً یہ زید کے ابو کی صفت ہے۔ یعنی زید عالم نہیں زید کا باپ عالم ہے۔ اس کو کہتے ہے صفت بحال متعلقهٖ۔ اور اگر ایسا جملہ ہوتا جاءنی زیدٌ العالمُ اب یہ عالم زید کی صفت ہے اس کو صفت بحالهٖ کہتے ہیں۔ ایک اور مثال: جاءنی زیدٌ راکبًا۔ یہاں یہ راکبًا لفظاً اور معنىً زید کی صفت ہے تو یہ صفت بحالہ ہے اور اگر یوں کہا جائے جاءنی زیدٌ راکبًا غلامُهٗ اب یہ راکبًا لفظاً تو زید کی

صفت ہے لیکن معنیً زید کی غلام کی صفت ہے تو یہ صفت بحال متعلقهٖ ہوا۔دوسرا شرط:وہ متعلَّق مفضَّل ہو ایک اعتبار سے اور مفضَّل علیہ دوسرے اعتبار سے۔ مفضَّل یعنی جس کو فضیلت دی گئی اور مفضَّل علیه یعنی جس پر فضیلت دی گئی۔یادرکھے اسم تفضیل جو "من" سے ماقبل ہے وہ ہے مفضَّل اور جو "من" کے بعد ہے وہ مفضل علیہ ہے۔مثلاًزیدٌ افضل من عمروٍ ۔اس مثال میں زید مفضل ہے اور عمرو مفضل علیہ ہے۔ تیسری شرط:وہ اسم تفضیل تحت النفی واقع ہو۔تو یہ نفی اسم تفضیل سے زیادتی کی معنٰی کو ختم کردیگی۔اور اَحسَنُ باب کرم سے یہ حَسُنَ کے معنٰی میں ہوجائے گا۔یا اضرب ضرب کے معنٰی میں ہوجائے گا۔ انصر نصر کے معنٰی میں ہوجائے گا۔

اسم تفضیل میں دوچیزیں ہوتی ہیں ایک تووہ فعل والا معنٰی ہوتا ہے اور دوسرا زیادتی کا معنٰی بھی ہوتا ہے۔ اضرب میں ضرب اور زیادتی دونوں بیان کی جاتی ہیں۔ احسن میں حسن اور زیادتی دونوں بیان کی جاتی ہیں۔ گویا اسم تفضیل میں فعل مقید ہوتا ہے زیادتی کے ساتھ۔تو فعل مقیِّد ہوا اور زیادتی قید ہوا۔اوریادرکھے جب مقید پر حرف نفی داخل ہوجاتا ہے تو قید کی نفی کی جاتی ہے۔خود مقید کی نفی نہیں کی جاتی۔مثلاً اٰکلُ خبزٌ۔ میں روٹی کھاتا ہو۔یہاں خبزٌ پر کوئی قید نہیں لیکن اٰکلُ خبزٌ باردٌ۔ یعنی میں ٹھنڈی روٹی کھاتا ہوں۔ یہ خبزٌ مقید ہے اور باردٌ قید ہے۔اب اس پر حرف نفی لاؤ۔ لا اٰکلُ خبزٌ باردٌ۔ میں ٹھنڈی روٹی نہیں کھاتا۔تو یہ نہ کھانے کی جو بات ہے وہ روٹی کا نہیں بلکہ ٹھنڈی کا ہے اگر روٹی گرم ہو تو پھر کھاؤ گا۔تو یہاں قید کی نفی ہوئی مقید کی نفی نہیں ہوئی۔تو یاد رکھے مفعول،صفت،جار مجرور وغیرہ یہ سب قیدیں ہوتی ہیں۔

مسئلہ کُحَلْ(سرمہ):۔ و لایَعمل فی المظهر اصلا اسم تفضیل اسم ظاہر میں عمل نہیں کرتا الا فی مثل قولهم مگر عربوں کے ان جیسے قولوں کے اندر:

مثال: ما رأیتُ رجلًا اَحسَنَ فی عینِه الکحلُ منه فی عینِ زیدٍ ما رأیتُ میں نے نہیں دیکھا رجلًا ایسا آدمی(موصوف) اَحسَنَ کہ زیادہ خوبصورت ہو۔ احسنَ وزن فعل اور وصف کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔(یہ لفظوں میں رجل کی صفت ہے لیکن معنٰی کے لحاظ سے رجل کی متعلق الکحل کی صفت ہے۔کیونکہ رجل کی خوبصورتی بیان نہیں کی جاتی بلکہ سرمہ کی خوبصورتی بیان کی جاتی ہے۔) فی عینه اسکی آنکھوں میں الکحلُ سرمہ منه اسی سرمے کے مقابلے میں:یہ مِنْه کی ہا ضمیر الکحل کوراجع ہے۔ فی عینِ زیدٍ جب وہ زید کی آنکھ میں ہو۔مطلب کہ کسی آنکھ میں سرمہ اتنا خوبصورت نہیں لگتا جتنا زید کی آنکھ میں لگتا ہے۔تو زیادہ خوبصورت سرمہ لگتا ہے سرمہ کے مقابلے میں۔یہی سرمہ(متعلَّق) مفضَّل ہے ایک اعتبار سے یعنی جب یہ زید کی آنکھ میں ہو اور یہی سرمہ مفضّل علیه ہے دوسری اعتبار سے جب یہ کسی اور کی آنکھ میں ہو۔

ترکیب۔ ما رأیتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً فاعل رجلًا منصوب لفظاً موصوف احسنَ منصوب لفظاً صیغہ اسم تفضیل فی جارہ عینِ مجرور لفظاً مضاف ہا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ،جو کہ راجع ہے رجلًا کو۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور ہوا فی جارہ کے لئے، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے احسن سے۔ الکحلُ مرفوع لفظاً فاعل ہوا احسن کے لئے،من جارہ ہا ضمیر مجرور محلاً جو کہ راجع ہے الکحْلُ کو،جار مجرور ملکر متعلق ہوئے احسن اسم تفضیل سے(کیونکہ اسم تفضیل من کے ساتھ استعمال ہوتا ہے) فی جارہ عینِ مجرور لفظاً مضاف زیدٍ مجرور لفظاً مضاف الیه، مضاف مضاف الیه ملکر یہ مجرور ہوا فی جارہ کے لئے،جار مجرور ملکر متعلق ہوئے احسن سے۔(فی ظرفیت کے لئے آتا ہے یعنی فی کا مابعد فی کے ماقبل کے لئے ظرف ہے۔ زیدٌ فی الدارِ: تو فی کا مابعد یعنی الدارِ یہ فی کے ماقبل زیدٌ کے لئے ظرف ہے۔نوٹ:دو ایک جیسے جار مجرور جن کا معنٰی ایک ہو وہ ایک فعل سے متعلق نہیں ہوسکتے جس طرح اس مثال میں فی

عینه اور فی عین زیدٍ ہیں۔ البتہ یہ احسنَ اسم تفضیل ہےاوراسم تفضیل کے بارے میں علماء لکھتے ہیں کہ یہ دوحدثوں والا ہے۔یعنی اس میں فعل بھی ہےاور ساتھ ساتھ زیادتی بھی ہے۔اس لئےاسکے ساتھ دوایک جیسے جار مجرور متعلق ہوسکتے ہیں)۔احسنَ اسم تفضیل اپنے فاعل الکحلُ اور تینوں متعلقات سے ملکرشبہ جملہ ہوکر یہ صفت ہوئی رجل کی،موصوف صفت ملکر مفعول بہ ہوا ما رأیتُ کے لئے، ما رأیتُ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

دوسری ترکیب۔اس ترکیب میں منه کی ہا ضمیر ذوالحال بنے گا۔اورآگے فی عینِ زیدٍ کو متعلق کریں ثابتًا سے۔ کیونکہ یہ حال بنے گا اور حال منصوب ہوتا ہے۔توثابتًا صیغہ اسم فاعل اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل جو ہا ضمیر جوکہ ذوالحال ہےاس کوراجع،اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکرشبہ جملہ ہوکر یہ حال ہواذوالحال کے لئے،ذوالحال اپنے حال سے ملکر یہ مجرورہوا من کے لئے،باقی ترکیب اسی طرح ہے۔اس ترکیب کافائدہ یہ ہے کہ دوایک جیسے جار مجرور کو احسنَ کے ساتھ جوڑنے کاارتکاب نہیں ہوتا۔اور معنیٰ کے لحاظ سے۔ منه وہ سرمہ اس حال میں کہ زید کی آنکھ میں زیادہ اچھا لگتا ہے۔

اب شرائط:پہلاشرط: احسنَ صفت بحال متعلقه ہے۔یعنی لفظوں میں رجل کی صفت اور معنًی میں الکحل کی صفت۔دوسراشرط:۔ وہی سرمہ مفضل بھی ہےاور مفضل علیه بھی ہے۔ تیسراشرط:۔ ما حرف نفی شروع میں آتا ہے۔تو احسنَ حرف نفی کی تحت آیا۔

سوال:اس مثال میں "ما" حرف نفی نے کس طرح عمل کیا وضاحت کریں۔

جواب:یہ "من" کا ماقبل مفضَّل ہوتا ہےاور "من" کا مابعد مفضَّل علیه ہوتا ہے۔اگراس کلام میں "ما" نہیں ہوتاتوپھر یہ رجل مفضل یعنی فضیلت والا ہوتا زید مفضل علیه پر۔ یہاں "ما" حرف نفی نے رجل کی فضیلت ختم کی اور یہ فضیلت زید کو ملی۔تواب رجل مفضَّل علیه ہوااور زید مفضَّل ہوا۔تو ما حرف نفی نے اسم تفضیل سے زیادتی کا معنٰی ختم کیا۔

فانَّ الکحلَ فاعلٌ لاَحْسَنَ اس لئے کہ یہ کحل فاعل ہے احسن کے لئے و ھهُنا بحثٌ اور یہاں پر بحث ہیں۔یعنی اس عبارت کواور طریقوں سے بھی اداکیا جاسکتا ہے۔

القسم الثانی فی الفعل قسم ثانی فعل کے بارے میں وقد سبق تعریفُه اور تحقیق اسکی تعریف گزرچکی ہے۔ و اقسامه ثلثةٌ اوراسکی تین قسمیں ہیں ماضٍ و مضارعٌ و امرٌ ماضی،مضارع اورامر الاول الماضی پہلا فعل ماضی ہے۔ و ھو فعلٌ اور وہ ایسا فعل ہے دلّ جودلالت کرتا ہے علی زمانٍ قبل زمانک ایسے زمانے پر جوآپ کے زمانے سے پہلے ہے۔ و ھو مبنیٌّ علی الفتحِ اورماضی مبنی علی الفتح ہوگی ان لم یکن مَعَهُ ضمیرٌ مرفوعٌ متحركٌ و لا واوٌ کہ جب اس کے ساتھ ضمیر مرفوع متحرک نہ ہواور نہ واو ہو۔ کضَرَبَ جیساکہ ضربَ و مَعَ الضمیر المرفوعِ المتحركِ علی السکونِ اور ضمیر مرفوع متحرک کے ساتھ مبنی علی السکون ہوگی۔ کضربْتَ، کضربْتُ، کضربْتِ اورماضی مبنی علی الضم ہوگی و علی الضمِّ مَعَ الواو واو کے ساتھ کضَرَبُوا و الثانی المضارِع اور فعل کی دوسری قسم مضارع ہے۔ وھو فعلٌ یُشْبِهُ الاسمَ اور فعل مضارع ایسا فعل ہے جواسم کے مشابہ ہو۔اسم سے مراد اسم فاعل ہے۔ ضارَعَ یُضَارِعُ مضارِعٌ مشابہ ہونا۔(کتاب میں یَشْبَهُ ہے۔اور یشبَهُ ثلاثی مجرد سے ہے شَبِهَ یشبَهُ حالانکہ عربی زبانی میں یہ مادہ مجرد سے استعمال نہیں ہوتابلکہ ثلاثی مزیدفیہ وغیرہ آتا ہے یہ اَشْبَهَ یُشْبِهُ باب افعال سے ہے۔شَبَّهَ یُشَبِّهُ باب تفعیل سے اور شابهَ

وغیرہ باب مفاعلۃ سے) باحدىٰ حروف اَتَيْنَ حروف اتینَ میں سے کسی ایک کی وجہ سے۔"با" سببیہ ہے۔مطلب اگر حروف اتین ابتدا میں نہ ہوتا تو پھر یہ فعل مضارع اسم فاعل کے مشابہ نہ ہوتا۔یہ اَتینَ جمع مؤنث غائب کا صیغہ ہے۔ اتیٰ، اتیا، اتو، اتت، اتتا، اتین فی اوّلہٖ اس کے شروع میں لفظًا لفظوں کے اعتبار سے فی اتفاق الحرکاتِ و السّکنات حرکات اور سکنات کے اتفاق میں نحو یَضْرِبُ و یَسْتَخْرِجُ کضَارِبٍ و مُسْتَخْرِجٍ یَضْرِبُ سے اسم فاعل ضَارِبٌ ہے۔ یَضْرِبُ میں پہلا حرف متحرک تو ضَارِبٌ میں بھی پہلا حرف متحرک، یَضْرِبُ میں دوسرا حرف ساکن تو ضَارِبٌ میں بھی دوسرا حرف ساکن،یَضْرِبُ میں تیسرا حرف متحرک تو ضَارِبٌ میں بھی تیسرا حرف متحرک،اور آخری حرف پر تو کچھ بھی آسکتا ہے معرب ہونے کی وجہ سے۔اسی طرح یستخرج اور مستخرج بھی ہیں۔ و فی دُخولِ لام التّاکیدِ اور لام تاکید کے داخل ہونے میں بھی فی اولِهما ان دونوں کے شروع میں تقول انَّ زیدًا لَیَقُوْمُ یقینًا زید البتہ کھڑا ہوتا ہے۔یعنی یقینًا زید کھڑا ہے۔ترکیب۔ انَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل زیدًا منصوب لفظًا ان کا اسم،لام تاکیدیہ یقومُ فعل اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل جو کہ انّ کے اسم کو راجع ہے۔فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر انّ کی خبر،انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ کما تقول جیسے آپ کہتے ہیں انَّ زیدًا لَقائمٌ ترکیب۔ انَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل زیدًا منصوب لفظًا انّ کا اسم،لام تاکیدیہ قائمٌ فعل اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل جو کہ انّ کے اسم کو راجع ہے۔اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر ہو کر انّ کی خبر،انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ و فی تساویهما فی عدد الحروف اور دونوں عددِ حروف کے اعتبار سے بھی برابر ہیں۔اگر فعل مضارع میں چار حروف ہو تو اسم فاعل میں بھی چار حروف ہونگے۔جیسے یضرب میں چار حروف اور ضاربٌ میں بھی چار حروف و معنًی اور معنٰی کے لحاظ سے بھی اسم فاعل کے ساتھ مشابہ ہے۔ فی اَنَّهٗ مشترکٌ بین الحال و الاستقبال کاسمِ الفاعل یہ فعل مضارع جو ہے یہ مشترک ہے حال اور استقبال میں۔یعنی حال میں بھی استعمال ہوتا اور استقبال میں بھی استعمال ہوتا ہیں۔لیکن ایک وقت میں ایک کے لئے استعمال کرینگے۔ و لذالک سَمَّوْهُ مضارعًا اور اسی وجہ سے اس کا نام رکھا ہے مضارع۔مضارع کا معنٰی مشابہ ہے۔ و السّینُ و سوفَ تُخصّصُهُ بالاستقبال سین اور سوفَ کے داخل ہونے پر فعل مضارع زمانہ مستقبل کے ساتھ خاص ہوتا ہے۔ نحو سیضرب و سوف یضرب سیضرب بمعنٰی عنقریب وہ پٹھائی کرے گا والّلامُ المفتوحةُ بالحالِ اور لام مفتوحہ جو ہے اسکو خاص کر دیتا ہے زمانہ حال کے ساتھ نحو لَیَضْرِبُ سوال:آپ کہتے ہیں کہ سین اور سوف استقبال کے لئے اور لام مفتوحہ حال کے لئے۔اور یہ دونوں الگ الگ زمانے ہیں۔لیکن قرآن مجید میں ہے "وَلَسوف یعطیک" تو یہاں لام مفتوحہ اور سوف دونوں داخل ہیں۔جواب۔یہاں لام مفتوحہ حال کے معنٰی میں نہیں کرتا بلکہ یہ کلام میں تاکید پیدا کرتا ہے۔سوائے چار بابوں کے باقی تمام ابواب میں علامت مضارع مفتوح ہوتا ہیں۔اور وہ چار ابواب باب افعال،باب تفعیل،باب مفاعلۃ اور باب دخرجَ ہیں۔وہ فعل جس کے ماضی معروف کا پہلا صیغہ چار حروف پر مشتمل ہو تو اسکے علامت مضارع پر ضمۃ آئینگا۔ و حُروفُ المضارعةِ مضمومةٌ فی الرباعیِّ اور حروف مضارع مضموم ہوتے ہے رباعی میں۔رباعی سے مراد ماضی معروف کے پہلے صیغہ میں چار حروف ہونگے۔ نحو یُدَخْرِجُ و یُخْرِجُ دخرجَ سے یُدخرج اور اَخرجَ سے یُخْرِجُ وغیرہ۔ لانَّ اصلَهٗ یُاَخْرِجُ اس لئے کہ ان کی اصل یُاَخْرِجُ تھی۔ و مفتوحةٌ فی ما عَدَاہ اور اسکے علاوہ میں علامت مضارع مفتوح ہونگے۔ کیَضْرِبُ و یَسْتَخْرِجُ و اِنّما اَعْرَبُوْهُ اور فعل مضارع کو اعراب دیا گیا مع انَّ اصلَ الفعلِ البناءُ باوجود اسکے کہ فعل کے اندر اصل مبنی ہونا ہے۔ لِمُضَارَعَتِهٖ ای لمشابَهتِه الاسمَ اس لئے کہ اس کی

مشابہت ہے اسم کے ساتھ فی ما عرفتَ ان چیزوں میں جن کو آپ نے پہچان لی و اصلُ الاسم الاعرابُ اور اسم کے اندر اصل معرب ہونا ہے۔ و ذالک اور فعل مضارع کا معرب ہونا اس وقت تک ہے اذا لم یتصل به[86] نونُ تاکیدٍ و لا نونُ جَمعِ المؤنَّثِ کہ جب نہ اس کے ساتھ نون تاکید (نون خفیفہ اور نون ثقیلہ) ہو اور نہ نون جمع مؤنث ہو۔ یضربْنَ اور تضربْنَ یہ دو صیغیں اس لئے مبنی ہیں کہ ان کے آخر میں ضمیر جڑی ہوئی ہیں اور ضمیر مبنیات میں سے ہیں۔ اور جب فعل مضارع کے ساتھ جب نون تاکید خفیفہ اور نون تاکید ثقیلہ جڑ جائے تو پھر یہ مبنی بن جاتا ہے۔ کیونکہ نون تاکید یہ فعل کی خاصہ ہے اور جب فعل مضارع کے ساتھ مل جائے تو اب اسکی مشابہت اسم کے ساتھ کمزور پڑی اور فعل کے ساتھ مضبوط ہوئی۔ چونکہ فعل میں اصل مبنی ہے اس لئے یہ فعل مضارع نون تاکید والا یہ بھی مبنی بنا۔ و اعرابُه ثلثةُ انواعٍ اور فعل مضارع کا اعراب تین قسم پر ہیں رفع و نصبٌ و جزمٌ نحو هو یضربُ یہ مرفوع ہے۔ و لن یضربَ یہ منصوب ہے و لم یضربْ اور یہ مجزوم ہے۔ فصلٌ فی اصنافِ اعراب الفعل یہ فصل ہے فعل کے اعراب کے اقسام کے بیان میں و هی اربعةٌ اور یہ چار قسمیں ہیں الاول ان یکون الرفعُ بالضمة والنصبُ بالفتحة والجزمُ بالسکونِ پہلی قسم یہ ہے کہ رفع ضمة لفظی کے ساتھ، نصب فتح لفظی کے ساتھ اور جزم سکون کے ساتھ و یُختصُّ اور یہ اعراب خاص ہے بالمفرد مضارع مفرد کے ساتھ۔ مفرد سے مراد ایسے صیغے ہیں جن کے ساتھ کوئی ضمیر یا نون اعرابی جڑی ہوئی نہ ہو جیسے یضربُ، تضربُ، تضربُ، اضربُ اور نضربُ ۔ صاحب کافیہ نے مفرد کا لفظ ذکر نہیں بلکہ مجرد ذکر کیا ہے۔ الصَّحیح صحیح ہو غیرِ المُخَاطَبَةَ مخاطبہ کے صیغے کے علاوہ۔ اس سے مراد تضربِینَ واحد مؤنث مخاطبہ کا صیغہ ہے جس کے آخر میں نون اعرابی آتا ہے۔ تقول آپ کہتے ہیں هو یضربُ رفع ضمہ کے ساتھ و لن یضربَ نصب فتح کے ساتھ و لم یضربْ اور جزم سکون کے ساتھ و الثانی دوسری قسم یہ ہے ان یکون الرفعُ بثبوت النون کہ رفع جو ہے وہ ثبوت نون کے ساتھ ہو۔ یعنی نون کو ثابت رکھے گے نہیں گرائینگے۔ و النصب والجزم بحذفها اور نصب اور جزم حذف نون کے ساتھ ہو و یختص اور یہ خاص ہے بالتثنیة تثنیہ کے ساتھ خواہ مذکر ہو خواہ مؤنث ہو و جمع المذکر اور جمع مذکر کے ساتھ و المفردة المخاطبةِ اور مفرد مخاطبہ کے صیغے کے ساتھ صحیحًا کان او غیرَه چاہے صحیح ہو یا غیر صحیح تقولُ آپ کہتے ہیں هما یفعلانِ و هم یفعلون و انتِ تَفعلَینَ اثبات نون ہے رفعی حالت ہے۔ و لن یفعلا ولن یفعلوا و لن تفعلی حذف نون کے ساتھ و لم تفعلا و لم تفعلوا و لم تفعلی اور جزم بھی حذف نون کے ساتھ ہیں و الثالث اور تیسری قسم ان یکون الرفع بتقدیر الضمّة رفع ہوگا تقدیری ضمہ کے ساتھ و النصب با لفتحة لفظاً اور نصب فتحہ لفظاً کے ساتھ والجزم بحذفِ اللام اور حالت جزمی میں لام کلمہ حذف کرینگے۔ و یختصّ بالناقص الیائیّ والواویّ اور یہ اعراب خاص ناقص یائی اور ناقص واوی کے ساتھ۔ یعنی مضارع کے وہ صیغے جس کے آخر میں حرف علت "واو" اور "یا" آرہی ہو۔ غیر تثنیةٍ و جمعِ و مخاطبةٍ علاوہ تثنیہ اور جمع اور مخاطبہ کے تقولُ آپ کہتے ہیں هو یرمِی و یغزُ رفع تقیدیری ضمہ کے ساتھ و لن یرمیَ و یغزُوَ نصب فتح لفظی کے ساتھ ہیں و لم یرمِ و یغزُ اور جزم حذف لام کے ساتھ ہیں یعنی آخر سے "واو" اور "یا" گرگئ و الرابع چوتھی قسم ان یکون الرفعُ بتقدیرالضمة کہ رفع آئینگا تقدیری ضمہ کے ساتھ و النصب بتقدیر الفتحةِ اور نصب تقدیری فتح کے ساتھ والجزمُ بحذف اللام اور جزم حذف لام کے ساتھ و یُختَصُّ بالناقص الالفی اور یہ قسم خاص ہے ناقص الِفیِّ (الِف کو الْف پڑھنا بھی جائز ہے) کے

ساتھ غیر تثنیةٍ و جمعٍ و مخاطبةٍ تثنیہ اور جمع اور مخاطبہ کے صیغوں کے علاوہ نحو ھو یسعٰی رفع ضمۃ تقدیری کے ساتھ و لن یسعٰی نصب فتح تقدیری کے ساتھ و لم یسعَ حالت جزمی خذف لام کے ساتھ ہیں۔

فصلٌ فی اصنافِ اعراب الفعل یہ فصل ہے فعل کے اعراب کے اقسام کے بیان میں و ھی اربعةٌ اور یہ چار قسمیں ہیں الاول ان یکون الرفعُ بالضمة والنصبُ بالفتحة والجزمُ بالسکونِ پہلی قسم یہ ہے کہ رفع ضمۃ لفظی کے ساتھ، نصب فتح لفظی کے ساتھ اور جزم سکون کے ساتھ و یُختصُّ اور یہ اعراب خاص ہے بالمفرد مضارع مفرد کے ساتھ۔ مفرد سے مراد ایسے صیغے ہیں جن کے ساتھ کوئی ضمیر یا نون اعرابی جڑی ہوئی نہ ہو جیسے یضربُ، تضربُ، تضربُ، اضربُ اور نضربُ ۔ صاحب کافیہ نے مفرد کا لفظ ذکر نہیں بلکہ مجرد ذکر کیا ہے۔ الصَّحیح صحیح ہو غیرِ المُخاطَبَة مخاطبہ کے صیغے کے علاوہ۔اس سے مراد تضرِبِینَ واحد مؤنث مخاطبہ کا صیغہ ہے جس کے آخر میں نون اعرابی آتا ہے۔ تقول آپ کہتے ہیں ھو یضربُ رفع ضمہ کے ساتھ و لن یضربَ نصب فتح کے ساتھ و لم یضربْ اور جزم سکون کے ساتھ و الثانی دوسری قسم یہ ہے ان یکون الرفعُ بثبوت النون کہ رفع جو ہے وہ ثبوت نون کے ساتھ ہو۔یعنی نون کو ثابت رکھے گے نہیں گرائینگے۔ و النصب والجزم اور نصب اور جزم خذف نون کے ساتھ ہو بحذفھا و یختص اور یہ خاص ہے بالتثنیة تثنیہ کے ساتھ خواہ مذکر ہو خواہ مؤنث ہو و جمع المذکر اور جمع مذکر کے ساتھ و المفردة المخاطبةِ اور مفرد مخاطبہ کے صیغہ کے ساتھ صحیحًا کان او غیرَہ چاہے صحیح ہو یا غیر صحیح تقولُ آپ کہتے ہیں ھما یفعَلانِ و ھم یفعَلون و انتِ تَفعَلینَ اثبات نون ہے رفعی حالت ہے۔ و لن یفعلا ولن یفعلوا و لن تفعلی خذف نون کے ساتھ و لم تفعلا و لم تفعلوا و لم تفعلی اور ر جزم بھی خذف نون کے ساتھ ہیں و الثالث اور تیسری قسم ان یکون الرفع بتقدیر الضمّة رفع ہوگا تقدیری ضمہ کے ساتھ و النصب با لفتحة لفظًا اور نصب فتحہ لفظاً کے ساتھ والجزم بحذفِ اللام اور حالت جزمی میں لام کلمہ خذف کرینگے۔ و یختصّ بالناقص الیائیِّ والواویِّ اور یہ اعراب خاص ناقص یائی اور ناقص واوی کے ساتھ۔یعنی مضارع کے وہ صیغے جس کے آخر میں حرف علت "واو" اور "یا" آرہی ہو۔ غیر تثنیةٍ و جمعٍ و مخاطبةٍ علاوہ تثنیہ اور جمع اور مخاطبہ کے تقولُ آپ کہتے ہیں ھو یرمِی و یغزُ رفع تقیدیری ضمہ کے ساتھ و لن یرمیَ و یغزُوَ نصب فتح لفظی کے ساتھ ہیں و لم یرمِ و یغزُ اور جزم خذف لام کے ساتھ ہیں یعنی آخر سے "واو" اور"یا" گر گئی و الرابع چوتھی قسم ان یکون الرفعُ بتقدیرالضمة کہ رفع آئینگا تقدیری ضمہ کے ساتھ و النصب بتقدیر الفتحة اور نصب تقدیری فتح کے ساتھ والجزمُ بحذف اللام اور جزم خذف لام کے ساتھ و یُختصُّ بالناقص الالفی اور یہ قسم خاص ہے ناقص الِفیّ (اِلف کو اَلف پڑھنا بھی جائز ہے) کے ساتھ غیر تثنیةٍ و جمعٍ و مخاطبةٍ تثنیہ اور جمع اور مخاطبہ کے صیغوں کے علاوہ نحو ھو یسعٰی رفع ضمۃ تقدیری کے ساتھ و لن یسعٰی نصب فتح تقدیری کے ساتھ و لم یسعَ حالت جزمی خذف لام کے ساتھ ہیں۔

فصلٌ المرفوعُ عاملُه معنویٌّ فعل مضارع مرفوع کا عامل معنوی ہوتا ہے۔یعنی کوئی لفظ عمل نہیں کرتا و ھو تجرُّدُہُ عن الناصب والجازم وہ اس کا خالی ہونا ہے ناصب اور جازم سے۔یعنی فعل مضارع مرفوع ہوگا جب عوامل ناصبہ اور عوامل جازمہ سے خالی ہو۔ نحو ھو یضربُ و یغزُوْ و یرمِی ویسعیٰ یضربُ اور یغزُوْ مرفوع لفظاً ہے اور یرمی اور یسعیٰ مرفوع تقدیرًا ہے۔

فصلٌ المنصوب عاملُهُ خمسةُ اَحْرُفٍ فعل مضارع منصوب میں پانچ حروف عامل ہوتے ہیں اَن و لَن و کَیْ و اِذن و اَنِ المقدَّرة

نحو مثال کے طورپر اريد ان تُحسِنَ اِلَيَّ میں چاہتاہوں کہ آپ میرے ساتھ احسان کریں۔ تُحسنَ کونصب انْ نے دیا۔ ترکیب۔ اريدُ فعل بفاعل اسکے اندر انا ضمیر مرفوع محلاً اسکافاعل ان ناصبه تحسنَ فعل بفاعل اسکے اندر انتَ ضمیر مرفوع محلاًاسکافاعل الی جارہ یا ضمیر مجرور محلاً ، جار مجرور ملکر متعلق ہوئےتحسنُ فعل کے ساتھ۔ تحسنَ فعل اپنےفاعل اور متعلق سے ملکرجملہ فعلیہ خبریہ ہوکر بتاویل مفردیہ مفعول بہ ہوا اریدُ فعل کے لئے،اریدُ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکرجملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔مصدرکے ترجمہ کاطریقہ یہ ہے کہ اس سے مضمون جملہ بناؤ۔ مضمون جملہ میں مسند کومصدر بناؤاوراسکی اضافت کرو مسندالیہ کی طرف۔ تحسنُ فعل یہ مسندہے تواسکامصدراحسان ہےاوراس میں انت ضمیرفاعل کی ہے تو انت کے مقابلے میں مضافٌ الیه "کاف ضمیر متصل" مخاطب کی ہے تویہ احسانکَ بن جائے گا۔توجملہ اريد احسانکَ اِلَيَّ بن جائے گا۔ وانا لن اضربَک میں ہر گزآپ کی پٹھائی نہیں کرونگا۔ اضربَ کو نصب لن نے دیا۔ترکیب۔ انا مرفوع محلاً مبتدا لن اضربَ فعل اسکےاندر انا ضمیرمرفوع محلاً فاعل (یہ عائدکی دوسری قسم ہے) کاف ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ،فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکرجملہ فعلیہ ہوکر یہ خبر ہوئی،مبتداخبر سے ملکرجملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ و اسلمتُ کَیْ اَدْخُلَ الجنةَ میں اسلام لایاتاکہ میں جنت میں داخل ہوجاؤں۔ترکیب۔ اسلمت فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً فاعل،فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا، کی ناصبہ ادخلَ فعل بفاعل انا ضمیر مرفوع محلاً اسکے اندراسکافاعل الجنةَ منصوب لفظاً مفعول بہ،(دخلَ یدخلُ کے بعدجواسم ذکرہوتا ہے تواسمیں علماءکااختلاف ہیں بعض علماءفرماتے ہیں کہ یہ مفعول بہ ہے۔اور بعض فرماتے ہیں کہ یہ مفعول فیہ ہے)فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکرجملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔یہ "ادخل الجنة" یہ جملہ علت اور سبب بیان کررہاہے ماقبل والے جملے "اسلمتُ" کے۔ و اذن يغفرَاللّٰهُ لک ترکیب۔ اذن ناصبه يغفرَ منصوب لفظاً فعل مضارع لفظ اللّٰهُ مرفوع لفظاً فاعل لام جارہ کاف ضمیر مجرور محلاً جارمجرور ملکر متعلق ہوئے يغفر فعل سے،فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکرجملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔یہ "اذن" جواب میں آتاہے مثلاًکوئی آدمی کہے کہ میں نے فلاں نیکی کاکام کیاتو آپ یوں کہہ دیںگے "اذن يغفرَ اللّٰهُ لکَ"۔

ترکیبیں: زيدٌ يضرِبُ عمروًا: زیدٌ مرفوع لفظاً مبتدا يضربُ فعل بفاعل اسکے اندر هو ضمیر مرفوع محلاً فاعل، عمروًا منصوب لفظاً مفعول به، فعل اپنے فاعل اور مفعول به سے ملکر جمله فعلیه ہو کر یه خبر ہوئی مبتدا کے لئے، مبتدا خبر ملکر جمله اسمیه خبریه ہوا۔ ترجمه۔ زید عمرو کی پٹھائی کرے گا۔ یا زید عمرو کی پٹھائی کر رہا ہے۔

زيدٌ لن يضربَ عمروًا۔ زیدٌ مرفوع لفظاً مبتدا لن ناصبه يضربَ منصوب لفظاً فعل بفاعل اس کے اندر هو ضمیر مرفوع محلاً جو که لوٹ رہی ہے مبتدا کو، عمروًا منصوب لفظاً مفعول به، فعل اپنے فاعل اور مفعول به سے ملکر جمله فعلیه ہو کر یه خبر ہوئی مبتدا کے لئے، مبتدا اپنے خبر سے ملکر جمله اسمیه خبریه ہوا۔ زید کبھی بھی عمرو کی پٹھائی نہیں کرے گا۔ (لن ناصبه معنیٰ میں نفی پیدا کرتاہے اور مستقبل کے ساتھ خاص کرتا ہے)

زيدٌ فی الدار۔ زیدٌ مرفوع لفظاً مبتدا فی جاره الدار مجرور لفظاً جار مجرور ملکر متعلق ہوئے ثابتٌ سے، ثابتٌ صیغه اسم فاعل اسکے اندر هو ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل جو لوٹ رہی ہے مبتدا کو، ثابتٌ صیغه اسم

اپنے فاعل اور متعلق سےملکر شبه جمله ہو کر یه خبر ہوئی مبتدا کے لئے، مبتدا اپنے خبر سے مکر جمله اسمیه خبریه ہوا۔ زید گھر میں ہے۔ یه ثابتٌ کی جگه فی الدار نے پکڑلی۔ جو جو عمل ثابتٌ کر رہا تھا اب وہی عمل فی الدار کرے گا۔ ثابتٌ فاعل کو رفع اور مفعول کو نصب دیتا تو یہی عمل اب فی الدار کرے گا۔ ثابتٌ تو چلا گیا لیکن اس کے اندر جو ہو ضمیر تھی اس کو رفع اس فی الدار نے دیا۔ فی الدار نے ثابتٌ کی جگه پکڑلی ہے اس لئے اسے ظرف مستقر کہتے ہیں۔ یه مستقَر تو اسم مفعول کا صیغه ہے اور جب یه جار مجرور قرار پکڑتا ہے کسی فعل یا فاعل کی جگه تو پھر اسے ظرف مستقِر کہنا چاہیے تھا۔ یعنی اسم فاعل کا صیغه لانا چاہیے تھا۔ دِرایة هدایة النحو کی عربی شرح ہے اس میں مبتدا اور خبر کی بحث میں یه حواله مل جائے گا که ظرف مستقَر کو مستقَر کیوں کہتے ہیں۔ وجه یه ملی که یه مستقَر اسم مفعول کا صیغه ہے ہی نہیں جس کی وجه سے شبه پیدا ہوتا تھا بلکه یه ظرف ہے۔آپ جانتے ہے که ثلاثی مزید فیه میں جو اسم مفعول کا وزن ہوتا ہے وہی ظرف کا وزن بھی ہوتا ہے۔ جیسے مکرَمٌ اسم مفعول اور مکرَمٌ اسم ظرف بھی ہے۔ اسی طرح اِسْتَقَرَّ سے اسم مفعول مستَقَرٌّ اور اسم ظرف بھی مستَقَرٌّ آتا ہے۔ تو یه طرف مستقَر یه اسم ظرف ہے۔ یعنی قرار پکڑنے کی جگه۔ یه فی الدار قرار پکڑنے کی جگه ہے۔ یه کس چیز نے قرار پکڑا؟ ہو ضمیر نے قرار پکڑا فی الدار۔

زیدٌ فی الدار بالعصا۔ زیدٌ مرفوع لفظً مبتدا فی جاره الدار مجرور لفظاً جار مجرور ملکر متعلق ثابتٌ سے، ثابتٌ صیغه اسم فاعل اسکے اندر ہو ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل جو مبتدا کو راجع ہے۔ با جاره العصا مجرور تقدیرًا ، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے اسی ثابتٌ سے۔(چونکه ثابتٌ چلا گیا اور اس کی جگه فی الدار نے قرار پکڑا،تو جو جو عمل ثابتٌ کر رہا تھا اب وہی فی الدار کرینگا۔ یہی فی الدار اب ہو ضمیر کو رفع دیگا اور بالعصا اب فی الدار سے متعلق ہوگا) ۔ فی الدار یه ظرف مستقَر ہے کیونکه اس نے ثابتُ کی جگه قرار پکڑا ہے اور بالعصا یه ظرف لَغُو ہے کیونکه اس کا مُتَعَلَّق فی الدار مذکور ہے۔

و تُقَدّرُ ان فی سبعةِ مَواضعَ[88] اور "ان" مقدر ہوتا ہے سات جگہوں میں۔یہ وہی ان ہے لیکن یہ لفظوں میں ذکر نہیں کیا جاتا۔اب اسکی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

بعدَ حتیٰ حتیٰ کے بعد بھی ان مقدر ہوتا ہے۔ **نحو اسلمتُ حتی ادخلَ الجنة** میں اسلام لایا حتیٰ که میں داخل ہو جاؤ جنت میں۔اَدخلُ ہونا چاہیے تھا لیکن اس پر حتیٰ آیا اور حتیٰ کے بعد ان مقدر ہوتا ہے جسنے ادخلُ کو نصب دے کر ادخلَ کردیا۔ **و لامِ کَیْ** اور لام کَیْ کے بعد بھی ان مقدر ہوتا ہے۔یہ لام سببیت بیان کرنے کے لئے آتا ہے۔یعنی ماقبل،مابعد کا سبب ہے۔اور یہ "کَیْ" کے معنیٰ میں ہوتا ہے اس لئے اس لام کَیْ کہتے ہے۔ **نحو قامَ زیدٌ لیذهبَ** زید کھڑا ہوا تاکہ وہ جائے۔ ای لِانْ یذهبَ **و لامِ لِجَحْدِ** اور لام جحد کے بعد بھی "ان" مقدر ہوتا ہے۔ جحد انکار کو کہتے ہیں۔لام جحد وہ ہے جو "کان منفی" کے خبر پر داخل ہو۔ نفی کی تاکید کے لئے۔ **نحو ما کان الله**

لِیعذِّبَهم اور الله ان کو غذاب دینے والے نہیں تھے۔ **والفاءِ الواقعة فی جواب الامرِ والنهی والاستفهام والنفی و التمنی والعرض** اور وہ "فا" جو واقع ہوا ان چھ چیزوں کے جواب میں۔وہ یہ "امر، نہی، استفہام، نفی، تمنی اور عرض"۔اس کے بعد بھی "ان" مقدر ہوگا۔ **نحو** مثال کے طور پر **اسلِم فتَسْلَمَ** یہ اسلِم امر کا صیغہ ہے اور یہ فتسلمَ جواب امر ہے۔اور "فا" کے بعد ان مقدر سے

جس نے نصب دیا۔ ترجمہ۔ تو اسلام لے آ تو تو سلامت رہے گا۔ ولا تعصِ فتعذَّبَ تو نافرمانی نہ کر تجھے عذاب دیا جائے گا۔ یہ لا تعصِ لائے نہی ہے۔ و ھل تعلَّمُ فتنْجُوَ کیا تو تعلیم حاصل کرے گا تو تو نجات پا جائے گا و ما تزورُنا فنکرِمَکَ نفی کی مثال: آپ ہماری زیارت نہیں کرتے تو ہم آپ کا اکرام کرینگے۔ و لیت لی مالًا فأُنْفِقَهُ کاش کہ میرے پاس مال ہوتا تو میں اسکو خرچ کرتا: تمنی کی مثال وَ اَلَا تنزِلُ بنا فتُصیبَ خیرًا آپ ہمارے پاس تشریف نہیں لاتے تو پھر آپ کو خیر پہنچتی۔ یہ "فا" عرض کے بعد آیا اس لئے فعل مضارع پر نصب پڑھا۔ و بعد الواو الواقعةِ فی جوابِ ھٰذِہِ المواضع کذلکَ اسی طرح "واو" کے بعد بھی وہ "واو" جو واقع ہوا نہی جگہوں کے جواب میں اسی طرح۔ ان چھ چیزوں کے جواب میں اگر "واو" آیا تو پھر بھی "ان" مقدر ہوگا۔ نحو اَسْلِمْ و تَسْلَمَ الیٰ اٰخرہ یہاں "فا" کی جگہ "واو" ہے۔ اور مثالیں: دوسرا مثال ولا تعصِ وَتعذَّبَ تیسرا مثال وھل تَعلَّمُ وَتَنْجُوَ: چوتھا مثال و ما تزورُنا و نُکرِمَکَ:: پانچواں مثال و لیت لی مالًا وَأُنْفِقَهُ: چھٹا مثال: وَ اَلَا تنزِلُ بنا وَ تُصیبَ خیرًا :(ان چھ چیزوں میں نفی کے علاوہ باقی پانچ یعنی امر، نہی، استفہام، تمنی اور عرض یہ سب انشاء ہیں۔ اور مابعد میں فعل مضارع جو آ رہا ہے وہ خبر ہے۔ اور انشاء اور خبر دونوں ایک دوسرے کے ضد ہیں۔ جو انشاء ہے وہ خبر نہیں اور جو خبر ہے وہ انشاء نہیں۔ ایک کلام میں دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ اور یہ "فا" اور "واو" تو آتے ہیں عطف کے لئے۔ گویا مابعد میں خبر کا ماقبل میں انشاء پر عطف ہو رہا ہے۔ اور یہ جائز نہیں۔ عطف کے لئے دونوں چیزوں میں مطابقت ضروری ہے۔ اگر مابعد میں انشاء ہے تو ماقبل میں بھی انشاء ہونا چاہیے۔ اور اگر مابعد میں خبر ہے تو ماقبل میں بھی خبر ہونا چاہیے۔ اور نیز عطف کے لئے مناسبت ضروری ہے۔ یعنی دونوں کے مسند میں بھی مناسبت ہو اور دونوں کے مسند الیہ میں بھی مناسبت ہو۔ اس وجہ سے یہاں "فا" اور "واو" کے بعد "ان" مقدر ہوتا ہے۔ اور "ان" جب فعل پر داخل ہوتا ہے تو اسکو مصدر کے معنٰی میں کر دیتا ہے۔ یعنی مفرد کے معنٰی میں کر دیتا ہے۔ اور وہ جو ماقبل میں انشاء ہے اس میں تأویل کر کے مفرد بنایا جاتا ہے تو اسی طرح مفرد کا مفرد پر عطف ہو جاتا ہے۔ اگرچہ نفی خبر میں شامل ہے لیکن اسکو نہی پر محمول کیا جاتا ہے اس لئے ماقبل میں نفی کے آنے بعد "فا" اور "واو" کے بعد "ان" مقدر ہوتا ہے۔ و بعدَ او بمعنیٰ الیٰ اَنْ او اِلَّا اَنْ اور "ان" مقدر ہوتا ہے اس "او" کے بعد جو "الیٰ ان" اور "الّا ان" کے معنٰی میں ہوتا ہیں۔ نحو لا حبسنَّکَ او تعطِیَنِی حَقِّیْ لَاَحْبِسَنَّکَ میں ضرور بضرور آپ کو قید میں ڈالوں گا۔ یہاں لام بھی تاکید کے لئے اور نون تاکید ثقیلہ کے لئے ہے۔ او تعطِیَنِی حقّیْ ای الیٰ ان تعطینی حقی یہاں تک کہ آپ دے دیں مجھے میرا حق۔ یہ "او" الیٰ ان کے معنٰی میں ہے۔ اور نیز یہ "الّا ان" کے معنٰی میں بھی ہے۔ اس کا معنٰی ہے "مگر یہ کہ"۔ جمہور علماء نحو کے نزدیک یہ "او" "الیٰ ان" کے معنٰی میں ہے۔ اور امام سیبویہ وغیرہ کے نزدیک یہ "الّا ان" کے معنٰی میں ہے۔ و واوِالعطفِ اور واو عطف کے بعد بھی ان مقدر ہوتا ہے اذا کانَ المعطوفُ عَلَیهِ اسمًا صَرِیحًا جبکہ معطوف علیہ صریح اسم ہو۔ یعنی صاف لفظوں میں جو اسم ہو جیسا کہ زید۔ اور جب فعل پر ان داخل ہوتا ہے تو اسکو مصدر کے معنٰی میں کر دیتا ہے وہ بھی اسم ہے لیکن اسے اسم مؤول کہتے ہیں۔ یعنی اس میں تاویل کی گئی ہے۔ مطلب یہ کہ اگر معطوفٌ علیہ اسم صریح ہو اور معطوف فعل ہو۔ یہ فعل جملہ بنتا ہے تو جملہ کا عطف اسم (مفرد) پر صحیح نہیں۔ لہٰذا واو عطف کے بعد ان مقدر نے اس فعل کو اسم مؤول بنایا۔ تو گویا اب اسم کا عطف اسم پر ہوتا ہے اور یہ صحیح ہے۔ نحو اعجبنی قیامُکَ و تخرجَ ای وَ ان تخرُجَ: تخرجَ کا نصب بتا رہا ہے کہ واو کے بعد "ان" مقدر ہے۔ اعجبنی مجھے تعجب میں ڈالا قیامُکَ: یہ قیام فاعل ہے اس لئے مرفوع ہے۔ آپ کے کھڑے ہونے نے و ان تخرجَ اور آپکے نکلنے نے (تخرُجَ فعل ہے لیکن معنیٰ مصدر والا اس لئے کیا کہ اس پر ان داخل ہے۔ اسکا مضمون جملہ خروجُکَ یعنی آپکے نکلنے نے۔ تو جملہ یوں بنا: اعجبنی قیامُکَ و

خروجُکَ) ترکیب۔اعجب فعل نون وقایه یا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ قیامُ مرفوع لفظاً مضاف کاف ضمیر مجرور محلاً مضاف الیه، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر معطوفٌ علیه واو حرف عطف تخرجَ فعل مضارع منصوب اس کے اندر انت ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر ان مصدریہ کی وجہ سے بتاویل مصدریہ معطوف ہوا۔معطوفٌ علیه اپنے معطوف سے ملکر یہ فاعل ہوا اعجب فعل کے لئے، اعجب فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔(یہاں قیامُکَ اسم صریح یعنی فاعل ہے اور مابعد میں فعل آرہاہے تو اس پر ان مقدرہ لایا تاکہ یہ مفرد کی تاویل میں ہو جائے اور عطف صحیح ہو جائے) و یجوزُ اظہارُ اَنْ مع لام کَیْ اور جائز ہے "ان" کا ظاہر کرنا لام کَیْ کے ساتھ نحو اَسْلَمْتُ[89] لان ادخل الجنة دونوں طرح پڑھنا جائز ہے ان کے اظہار کے ساتھ اور ان مقدر کے ساتھ۔ و مع واو العطفِ اور اسی طرح واو عطف کے ساتھ بھی ان کا اظہار جائز ہے۔ نحو اعجبنی قیامُک و ان تخرُجَ و یجبُ اظہارُ ان فی لام کی اور واجب ہے ان کا ظاہر کرنا لام کَیْ میں اِذَا اتَّصلت بلا النافیةِ جب یہ مل جائے لائے نافیه کے ساتھ۔ کبھی کبھی لام کَیْ لائے نافیه پر داخل ہوتا ہے تو پھر لام کَیْ کے بعد ان واجب ہے۔ جیسے لاتضربُ یہ لائے نفی ہے اور جب اس پر لام کَیْ داخل کیا جائے تو دو لام اکھٹے ہو جائیں گے جو کہ ناپسندیدہ ہیں۔ تو ہو جائے گا لِ انْ لا چونکہ نون ساکن کے بعد لام آیا تو نون ساکن کو لام کر کے لام میں ادغام کریں گے تو لِ اَ لَّا بن جائے گا اور جب ہمزہ کلمہ کے درمیان میں ہو تو اس کو دندانے میں لکھیں گے اسی طرح لِـئَـلَّا ۔ نحو لئلا یعلمَ واعلم جان لے تو اَنَّ اَنِ الواقعةَ بعدَ العلمِ اَنْ کا لفظ جب واقع ہو علم کے بعد۔ علم سے مراد مادہ علم ہے۔مادہ علم سے مراد سے صرف مادہ علم نہیں بلکہ وہ تمام افعال مراد ہیں جو یقین پر دلالت کرتے ہیں۔ لَیسَتْ ھی الناصبةَ لِلفعل المضارعِ یہ وہ "اَن" نہیں جو نصب دے فعل مضارع کو و انما ھی المخففة من المثقلةِ اور یہ تو مخَفَّفه من المثقلة ہے۔(اِعلم کے بعد اَنَّ پڑھتے ہیں ہمیشہ، اِعلم کے بعد کبھی کبھی اَنْ آتا ہے تو یہ ان مصدریہ نہیں بلکہ ان مخففة من المثقلة ہوگا۔اور جب اَنَّ سے ایک نون کو ختم کردیتے ہے تو پھر اَنْ کا اسم ضمیر شان ہوتا ہے اسکو بھی ختم کردیتے ہیں۔ جیسے اِعْلم اَنَّه سیقومُ جب اَنَّ میں تخفیف کی تو انَّ کی اسم کو بھی خذف کیا گیا تو اعلم اَنْ سَیقُومُ رہ گیا اور جب ضمیر شان کو خذف کیا جائے اور ان مخففة من المثقلة رہ جائے تو پھر اَنْ اور اسکے بعد آنے والے فعل می فصل کیا جاتا ہے۔ جیسے اَنْ کے بعد سین کا اضافہ کیا گیا ہے۔اور کبھی کبھار سوفَ اور قد وغیرہ لاتے ہیں) نحو عَلِمْتُ ان سیقومُ اصل میں علمتُ انَّه سیقوم تھا۔ قال اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں عِلمَ ان سیکونُ منکم مرْضیٰ اللہ جانتے ہیں کہ تم میں سے عنقریب کچھ لوگ بیمار ہونگے۔ ان سیکونُ ای انَّهُ سیکونُ یہاں سیکونُ پر رفع آرہا ہے اور یہ رفع بتلارہا ہے کہ یہ ان ناصبه نہیں بلکہ مخففة من المثقلة ہے۔ و اَنِ الواقعةِ بعدَ الظنّ جاز فیه الوجهانِ اور وہ "ان" جو واقع ہو ظن (غالب گمان) کے بعد اس میں دونوں وجہیں پڑھنا جائز ہیں۔یادرکھے یہاں ظن سے مراد تمام وہ افعال ہے جو ظن پر دلالت کرتے ہیں النصبُ بها ایک تو نصب بھی جائز ہے اس "ان" کی وجہ سے و ان تجعلَها کالواقعة بعد العلم اور یہ کہ آپ اس کو کر دے اس "ان" کی طرح جو علم کے بعد آیا تھا۔ نحو ظننتُ ان سیقومُ

سیقومُ کا رفع بتلارہا ہے کہ یہ ان مخففة من المثقلة ہے۔اور ان ناصبه کی صورت میں کلام یوں ہوتا : ظننتُ ان سیقومَ

۔سوال: کیا وجہ ہے کہ علم کے بعد جو ان آتا ہے یہ کیوں مخففة من المثقلت ہے اور ان مصدریه نہیں ہے؟ جواب۔ یہ انّ اور اَنّ

یقین کے لئے آتے ہیں۔اور یہ اَنْ مصدر یہ امید کے لئے آتا ہے۔اور امید اور یقین ایک دوسرے کی ضد ہیں۔نیز فعل علم یہ بھی یقین کے لئے آتا ہے لہٰذا اسکے ساتھ اِنَّ اور اَنَّ کی مناسبت ہے۔جبکہ اَنْ کی مناسبت نہیں ہے لہٰذا وہاں اَنْ نہیں ہوگا۔اور یہ ظن غالب گمان کے لئے آتا ہے اور جب غالب گمان ہے تو یقین کے نزدیک ہے اسلئے وہاں اَنْ مخففة من المثقلة جائز ہے اور اگر دیکھا جائے کہ ظن کے اندر یقین تو نہیں تو ان مصدریہ بھی جائز ہے۔ فصل المجزوم عاملهُ فعل مضارع جو مجزوم ہوتا ہے اسکا عامل جو ہے لم و لـمّا و لامُ الامر و لا فی النہی لم، لـمَّا، لام امر اور لائے نہی ہیں۔ و کَلِمِ المُجازات اور کلمۂ مجازات ہیں۔یعنی وہ کلمات جو شرط اور جزا پر داخل ہوتے ہیں۔کَلِمْ جمع ہے کلمةٌ کی۔اس میں کچھ حروف ہیں اور کچھ اسماء ہیں اس لئے کلمْ سے تعبیر کیا۔کلمْ کہا تو ان میں دونوں داخل ہوئے چاہے حرف ہیں چاہے اسم ہیں۔ و هی اور وہ کلمۂ مجازات یہ ہیں۔ اِنْ و مَهْمَا واِذْما و حیثُما و این و متیٰ و ما و مَن و ایُّ و اَنّٰی و اِن المقدرة ان سب میں سے ایک "اِنْ" لفظاً آئینگا اور ایک "اِنْ" مقدر آئینگا۔ نحو مثال کے طور لم یضربْ و لمّا یضربْ و لِیضربْ ولا تضربْ مضارع کو جزم دیا۔ وَ اِن تَضربْ اَضرِبْ اگر تو پٹائی کرے گا تو میں بھی پٹائی کروں گا۔یہ کلمۂ مجازات میں سے ہیں۔ اِنْ نے تضربْ جو شرط ہے اسکو بھی جزم دیا اور اَضْرِبْ جو جزا ہے اسکو بھی جزم دیا۔ اٰه یہ اٰہ مخفف ہے الیٰ آخرهٖ (الخ) سے۔اور بعض جگہ یہ مخفف استعمال ہوتا ہے انتهیٰ سے۔ واعلم جان لے اَنَّ لم تَقلِبُ المضارعَ ماضیًا منفیًا لم جو ہے وہ پلٹ دیتا ہے مضارع کو ماضی منفی کی طرف۔ و لما کذٰلک اور لـمّا بھی اسی طرح ہے۔ الا اَنَّ فیها توقُّعًابعدَهُ مگر یہ کہ اسکے اندر امید ہوتی ہے اسکے بعد۔ (توقُّعًا منصوب اس لئے کیونکہ یہ اَنَّ کا اسم ہے۔) ودوامًا قبلَهُ اور دوام ہوتا ہے اس سے پہلے میں نحو قامَ الامیرُ لمّا یرکبْ امیر المؤمنین کھڑے ہوئے ابھی تک سوار نہیں ہوئے۔ لمّا کے اندر پورا زمانہ ماضی آ جاتا ہے یعنی قامَ سے لے کر ابھی تک امیر المؤمنین سوار نہیں ہوئے لیکن اس کے بعد امید ہے ہو سکتا ہے کہ سوار ہو جائے۔اور لم کے اندر یہ امید نہیں ہوتا۔ و ایضًا یجوزُ حَذفُ الفِعل بعدَ لمًّا خاصّةً اور نیز جائز ہے فعل کو خذف کرنا لمّا کے بعد خاص طور پر۔اور لم کے اندر فعل کو خذف نہیں کر سکتے۔ تقولُ آپ کہتے ہیں نَدِمَ زیدٌ و لمّا ای و لمّا یَنْفَعْهُ النَدَّمُ زید شرمندہ ہوا۔اور ابھی تک ندامت نے زید کو فائدہ نہیں دیا۔اصل کلام یوں تھا ندم زیدٌ و لما ینفعهٗ: لمّا کے آخر میں "ما" زائد ہے گویا یہ فعل کے قائم مقام ہیں اس لئے فعل کو خذف کرنا جائز ہے۔ ولا تقول نَدِمَ زیدٌ و لمْ اور آپ یوں نہیں کہہ سکتے "نَدِمَ زیدٌ و لم"۔ جب مصنف کہہ دے کہ عربی میں ایسا نہیں کہہ سکتے تو پھر اسکی ترکیب نہیں ہو سکتی۔ و امّا کلمُ المجازاتِ حرفًا کانت او اسمًا اور باقی کلِمِ مجازات جو ہیں چاہے حرف ہو چاہے اسم ہو فهی تَدْخُلُ علی الجملتینِ تو یہ داخل ہوتا ہے دو جملوں پر لِتَدُلَّ علی اَنَّ الاُولیٰ سببٌ للثانیة تاکہ یہ دلالت کرے کہ پہلا جملہ سبب ہے دوسرے جملہ کا و تسمَّی الاولیٰ شرطًا و الثانیةُ جزاءً اور پہلے کو شرط کہتے ہیں اور دوسرے کو جزا کہتے ہیں۔ ثم ان کان الشرطُ والجزاءُ مضارعینِ پھر اگر شرط اور جزا دونوں فعل مضارع ہو یجب الجزمُ فیهما لفظًا تو واجب ہے ان دونوں میں جزم باعتبار لفظوں کے نحو اِن تُکرِمْنِیْ اُکرِمْکَ اگر تو میرا اکرام کرے تو میں بھی تیرا اکرام کروں گا۔یہاں شرط اور جزا دونوں مضارع ہیں تو تکرمْ پر بھی جزم آیا اور اکرمْ پر بھی جزم آیا۔ترکیب۔ ان حرف شرط تکرم فعل بفاعل اسکے اندر انت ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل نون وقایه یا ضمیر منصوب محلاً مفعول به، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، اکرمْ فعل بفاعل انا ضمیر مرفوع محلاً اسکے اندر اسکا فاعل، کاف ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ خبریہ ہوا۔جملہ شرطیہ

جزائیہ کہنا ٹھیک نہیں۔ نیز شرط اور جزا میں جزا اصل ہے۔ اور شرط اس کے لئے قید ہے۔ اگر جزا جملہ خبریہ ہو تو یہ پورا کلام جملہ شرطیہ خبریہ بنے گا۔ اور اگر جزا جملہ انشائیہ ہو تو پھر پورا کلام جملہ شرطیہ انشائیہ بنے گا۔ وان کانا ماضِیَیْنِ لم تعمل فیہما لفظًا اور اگر دونوں کلمیں ماضی سے ہو تو پھر کلمِ مجازات لفظاً عمل نہیں کرے گا۔ نحو ان ضربتَ ضربْتُ اگر تو پٹھائی کرے گا تو میں بھی پٹھائی کروں گا۔ اگرچہ یہ کلمات ماضی کے ہیں لیکن کلمِ مجازات ماضی کو مستقبل کے معنیٰ میں کر دیتے ہیں۔ و ان کان [91] الجزاءُ وحدہ ماضِیًا یجب الجزم فی الشرط اور اگر جزا اکیلی ماضی ہو تو شرط میں جزم واجب ہے۔ نحو ان تضربْنی ضربتُکَ اگر تو میری پٹھائی کرے گا تو میں بھی تیرے پٹھائی کرونگا۔ شرط فعل مضارع ہے اور ان کے قریب ہے تو پھر "ان" اس میں ضرور عمل کرے گا۔ ترکیب۔ ان حرف شرط تضربْ فعل بفاعل اسکے اندر انت ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل نون وقایہ یا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، ضربتُ فعل بفاعل تا ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل کاف ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ خبریہ ہوا۔ وان کان الشرطُ وحدَہٗ ماضیًا اور اگر شرط اکیلی ماضی ہو۔ اور جزا مضارع ہو۔ جاز فی الجزاءِ الوجھان تو جزا میں دونوں وجہیں پڑھنا جائز ہیں۔ یعنی جزم بھی جائز اور رفع بھی جائز۔ نحو ان جئتَنِی اُکْرِمْکَ اُکْرِمُکَ پڑھنا بھی جائز ہے۔ جزم اولیٰ اور اکثر ہے۔

واعلم تو جان لے اَنّہٗ اذا کان الجزاء ماضیًا بغیرِ قد لم یجز الفاءُ فیہ جب جزا ماضی ہو بغیر قد کے تو اس میں "فا" کا لانا جائز نہیں۔ شرط اور جزا میں ربط دینے کے لئے عموماً "فا" لے آتے ہیں۔ اگر کلمِ مجازات جزا کے معنیٰ کو ماضی سے مستقبل کی طرف پلٹ دے تو پھر "فا" لانے کی ضرورت نہیں کیونکہ جزا میں تبدیلی پیدا ہو گئی اور یہ تبدیلی ربط ہے۔ اور اگر کلم مُجازات نے جزا کے معنیٰ میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی تو پھر "فا" لانا ضروری ہے۔ کیونکہ ربط پیدا نہیں ہوا۔ قد حرف تحقیق ماضی کے معنیٰ کو پکا کر دیتا ہے جب ماضی پر قد داخل ہو جائے تو اب "ان" اس کے معنیٰ میں تبدیلی کی کوشش کرتا ہے لیکن تبدیل نہیں کر سکتا۔ تو پھر "فا" لانا ضروری ہوگا۔ اگر جزا مضارع ہو تو پھر "فا" کا لانا اس لئے جائز ہے کہ اس نے کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی۔ اور "فا" کا نہ لانا بھی جائز ہے کیونکہ اگر دیکھا جائے تو کلمِ مجازات مضارع کو مستقبل کے ساتھ خاص کر دیتا ہے۔ تو کچھ نہ کچھ تبدیلی تو آ گئی۔ اور اگر جزا کوئی دعائیہ کلمہ ہو تو دعائیہ کلمات مستقبل کے ساتھ خاص ہے تو یہاں کلم مجازات کچھ تبدیلی پیدا نہیں کر سکتا لہٰذا اس صورت میں "فا" کا لانا واجب ہے۔ اور اگر جزا پر لن ناصبہ داخل ہو۔ چونکہ یہ لن مضارع کو مستقبل کے ساتھ خاص کرتا ہے لہٰذا کلم مجازات نے کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی تو اب "فا" کا لانا ضروری ہے۔ اسی طرح لائے نہی جب جزا پر آئے تو پھر بھی "فا" کا لانا ضروری ہے۔ کیونکہ لائے نہی مضارع کو مستقبل کے ساتھ خاص کرتا ہے۔ نحو ان اکرمتنی اکرمتُک اگر تو میرا اکرام کرے گا تو میں بھی تیرا اکرام کروں گا۔ صیغے ماضی کے ہیں لیکن معنیٰ مستقبل کی طرف پلٹا لہٰذا ربط آ چکا "فا" لانے کی ضرورت نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ اللہ قرآن میں فرماتے ہیں و مَنْ دَخَلَہٗ کانَ اٰمنًا اور جو اس مکہ میں داخل ہوا تو وہ مأمون ہوگا۔ یعنی وہ امن میں ہوگا اور کوئی تکلیف نہیں پہنچائی جائے گی۔ یہ "من" عموماً مبتدا بنتا ہے اور اس کے آگے شرط اور جزا ملکر اسکی خبر بنتا ہے۔ اور کبھی کبھی یہ "من" مفعول وغیرہ بھی بن سکتا ہے۔ ترکیب۔ من شرطیہ مرفوع محلاً مبتدا دخلَ فعل بفاعل اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل جو لوٹ رہی ہے من مبتدا کو، ہا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ یا مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، کان فعل از افعال ناقصہ اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً کان کی اسم جو کہ راجع ہے "من" کو، اٰمنًا منصوب لفظاً صیغہ اسم فاعل اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل جو لوٹ رہی ہے کان کے اسم کو، اسم فاعل

اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہوکر کان کی خبر، کان اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزاء، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ ہوکر یہ خبر ہوئی "من" مبتدا کے لئے، مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔(من تَضربْ اَضربهُ میں من مفعول بہ بن رہا ہے۔تضرب فعل بفاعل، اپنے مفعول بہ سے ملکر شرط، اضرب فعل بفاعل ہا ضمیر مفعول بہ جو راجع ہے من کو، فعل فاعل اور مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزاء، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔ اگر تضرب کے ساتھ ہا ضمیر جڑا ہوا آئے تو پھر یہی ہا ضمیر مفعول بہ بنے گا اور تضرب ایک مفعول بہ چاہتا ہے تو اس صورت میں من مبتدا بنے گا۔ جیسے من تضربهُ اضربهُ اور یہ تضربهُ شرط اور اضربهُ جزا اور پھر دونوں ملکو یہ من کے لئے خبر بنے گا۔ نیز ایسا اسم موصول جسکا صله فعل ہو یا جار مجرور ہے تو وہ متضمن ہوتا ہے معنی شرط کو، پھر جب اسم موصول اپنے صلہ سے ملکر مبتدا بنے گا تو اسکی خبر پر "فا" کا داخل کرنا جائز ہے۔ جیسے من یأتینی فلهُ دِرهمٌ اور من فی الدار فله دِرهمٌ۔ یہ من یأتینی اور من فی الدار یہ اسم موصول اور صلہ ملکر مبتدا بنتے ہیں اور فلهُ درهمٌ یہ خبر بنتا ہے۔ نیز ایسا مبتدا جو کہ نکرۃ ہو اور اسکی صفت فعل آجائے یا جار مجرور آجائے تو وہ بھی متضمن ہوتا ہے معنی شرط کو، تو اسکی خبر پر بھی "فا" کالانا جائز ہے۔ جیسے کلُّ رجلٍ یأتینی فله درهمٌ۔ کل رجلٍ مضاف اور مضاف الیہ ملکر موصوف اور یأتینی فعل جملہ بن کر اسکی صفت، موصوف اپنے صفت سے ملکر مبتدا اور آگے فله خبر مقدم اور درهمٌ مبتدا مؤخر دونوں ملکر خبر، مبتدا اور خبر ملکر جملہ اسمیہ۔ اسی طرح کلُّ رجلٍ فی الدار فله درهمٌ۔ کل رجل مضاف اور مضاف الیہ ملکر موصوف آگے جار مجرور ثبت کے ساتھ ملکر یہ صفت بنے گا موصوف کا، موصوف اور صفت مبتدا اور آگے خبر، اور اسکی خبر پر "فا" کو داخل کیا۔ سوال۔ ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ یہ "من" شرطیہ ہے یا "من" موصولہ کیونکہ آگے "فا" آ رہی ہے؟ جواب۔ من شرطیه فعل کو جزم دیتا ہے اور اس مثال " من یأتینی فله درهمٌ" میں اگر من شرطیہ ہوتا تو یأتی فعل سے "یا" گرجاتا اور کلام یوں بنتا "من یأتِنی فله درهمٌ" اور پھر یأتی شرط اور فله درهمٌ جزا بنتا۔ اور اگر جزم کا پتہ نہیں چلتا یہ من کے بعد ماضی ہو تو پھر یہ "من" عموماً شرطیہ ہوتا ہے۔ کبھی کبھار من موصولہ بھی آسکتا ہے۔ اسی طرح "ما" بھی شرطیہ اور موصولہ ہو سکتا ہے۔

و ان کان مضارعًا اور اگر جزا مضارع ہو مثبتًا چاہے مضارع مثبت ہو او منفیًّا بلا یا مضارع منفی ہو "لا" کے ساتھ۔ لائے نفی میں مضارع میں حال اور استقبال دونوں کا احتمال باقی رہتا ہے۔ جاز فیه الوجهانِ تو اس میں دونوں وجہیں جائز ہیں۔ نحو ان تضربنی اضربْکَ او فَاَضرِبْکَ مضارع مثبت سے مثال ہے۔ "فا" کے بغیر بھی اور "فا" کے ساتھ بھی۔ و اِنْ تشتِمْنِی لا اَضرِبْکَ او فلا اَضرِبکَ اگر تو مجھے گالی دیگا تو میں تیرا پٹھائی نہیں کرونگا۔ مضارع منفی سے مثال دیا۔"فا" کے بغیر بھی اور "فا" کے ساتھ بھی۔ وان لم یکن الجزاءُ اَحَدَ القسمینِ المذکورین اور اگر جزا ان دو مذکورہ قسموں میں سے نہ ہو۔ ایک صورت ماضی بغیر "قد" کے اور دوسرا یہ مضارع مثبت اور لائے نفی والا۔ فیجب الفاءُ فیه تو اس میں "فا" کالانا جائز ہے۔ و ذٰلک اور یہ فی اربع صُوَرٍ چار صورتوں میں ہوگا۔ الأولیٰ پہلی صورت جہاں جزا پر "فا" کالانا واجب ہے۔ ان یکون الجزاء ماضیًاًمع قد کہ جزا ماضی ہو "قد" کے ساتھ کقوله تعالیٰ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے اِنْ یَّسرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهُ من قبلُ ترکیب۔ان شرطیه یسرق فعل بفاعل هو ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط فا جزائیه قد حرف تحقیق سرق فعل اخٌ مرفوع لفظاً موصوف لام جاره ہا ضمیر مجرور محلاً جو لوٹ رہی ہے موصوف کو، جار ملکر متعلق ہوئے ثبتَ فعل سے، ثبت فعل اسکے اندر هو ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل جو کہ راجع ہے موصوف کو، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت، موصوف صفت ملکر یہ فاعل ہوا سرق کے لئے، من جاره قبلُ مجرور محلًا جار مجرور ملکر

متعلق ہوئے سرق فعل سے۔سرق فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ۔ اگر اس نے چوری کی ہے تحقیق اس سے پہلے اسکا بھائی چوری کر چکا ہے۔ (قبلُ اور بعدُ ظروف مبنیہ میں سے ہیں جس کی تفصیل گزر گئی ہے۔یہاں قبلُ مبنی ہے کیونکہ اس کی مضاف الیہ لفظوں سے حذف کی گئی ہے) والثانيةُ دوسری صورت جہاں جزا پر "فا" کالانا واجب ہے۔ ان يكونَ مُضارِعًا منفيًا بغير لا وہ ایسے مضارع ہو جو کہ منفی ہو "لا" کے بغیر۔ كقوله تعالىٰ [92] جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ قول و مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ اور جو کوئی تلاش کرے گا اسلام کے علاوہ اور دین کو تو ہر گز اسے قبول نہیں کیا جائے گا۔يقبلُ فعل مضارع ہے اور لن ناصبہ نے يُقبلَ بنا کر اسے مستقبل کے ساتھ خاص کیا تو کلم مجازات نے کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی لہٰذا "فا" کالانا واجب ہے۔ ترکیب۔ من شرطیہ مرفوع لفظاً مبتدا يبتغ فعل بفاعل اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل جو کہ راجع ہے مبتدا کو دينًا یہ مفعول بہ ہے اور نکرہ ہے اور غيرَ الاِسْلامِ اس سے حال ہے۔(کیونکہ جب ذوالحال نکرہ ہو تو حال کو اس پر مقدم کرنا واجب ہوتا ہے۔ ورنہ موصوف صفت کا شبہ پڑھ سکتا ہے)۔ دينًا منصوب لفظاً ذوالحال اور غيرَالاسلامِ حال، ذوالحال اپنے حال سے ملکر یہ مفعول بہ ہوا يبتغ فعل کے لئے، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر شرط، فا جزائیہ لَن يُقبلَ فعل مجہول اسکے اندر ھو ضمیر نائب الفاعل مرفوع محلاً منه جار مجرور ملکر متعلق ہوئے لن يقبل فعل سے، فعل اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر جزا، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ ہو کر یہ خبر ہوئی من مبتدا کے لئے، مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

والثالثة اور تیسری صورت جہاں پر "فا" کالانا واجب ہے۔ان يكون جملةً اسميةً کہ جزا جو ہے وہ جملہ اسمیہ ہو۔ كقوله تعالىٰ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا جو کوئی نیکی لے کر آئے کا تو اس کے لئے اسکا دس گنا ہے۔ یعنی دس گنا اجر ہے۔ یہاں له جار مجرور خبر مقدم ہے اور عشرُ امثالها مبتدا مؤخر ہے۔یہ جزا جملہ اسمیہ ہے۔اور جب جزا جملہ اسمیہ ہو تو "فا" کالانا واجب ہے۔ ترکیب۔ من شرطیہ مرفوع محلاً مبتدا جاء فعل بفاعل اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل جو کہ راجع ہے "من" کو، با جارہ الحسنةِ مجرور لفظاً، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے جاء فعل سے، جاء فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، فا جزائیہ لام جارہ ہا ضمیر مجرور محلاً جو لوٹ رہی "من" کو، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے ثبتَتْ فعل سے (کیونکہ آگے عشر امثالها جمع ہے) ثبتتْ فعل اسکے اندر ھی ضمیر مرفوع محلاً جو کہ لوٹ رہی عشر امثالها کی طرف، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر مقدم، عشرُ مرفوع لفظاً مضاف امثالِ مجرور لفظاً مضاف الیہ مضاف ہا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر یہ مضاف الیہ ہوا عشرُ کے لئے، عشر مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر یہ مبتدا مؤخر ہوا۔ مبتدا مؤخر اپنے خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ ہو کر جزا، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ ہو کر یہ خبر ہوئی من مبتدا کی، مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔وَ الرَّابعةُ اور چوتھی صورت یہ ہے کہ جب جزا پر "فا" کا داخل کرنا واجب ہو ان يكونَ جملةً اِنْشَائيةً کہ جزا جملہ انشائیہ ہو۔ اما امرًا یا تو امر ہو گا كقوله تعالىٰ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔قل ان كنتم تحبّونَ اللّٰهَ فا تَّبعُوْنِى اے پیغمبر ☐ آپ فرمادیجئے اے مومنوں تم اگر اللہ سے محبت کرتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو۔ یہاں جزا امر ہے اس لئے "فا" کو لایا۔ ترکیب۔قل فعل امر انت ضمیر مرفوع محلاً اسکے اندر اسکا فاعل ان حرف شرط كان فعل از افعال ناقصہ تم ضمیر مرفوع محلاً اسکا اسم، تحبون فعل بفاعل اسکے اندر واو ضمیر مرفوع محلاً فاعل لفظ اللہ منصوب لفظاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر كان کی خبر، كان اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔فا جزائیہ اتبعوا فعل امر اسکے اندر واو ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل

نون وقایہ یا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا، شرط جزاملکر جملہ شرطیہ ہوکر یہ مقولہ ہوا قل کے لئے۔ قل فعل امر اپنے فاعل اور مقولہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ و امّا نهیًا اور یاانشاء نہی ہوگی کقوله تعالیٰ جیساکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فانْ علمتمُوهنَّ مُؤمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ پس اگر تم ان کو جان لو کہ وہ مؤمنہ ہیں توان کو نہ لوٹاؤ کفار کی طرف ۔ترکیب۔ ان شرطیہ علمتُموْ فعل بفاعل تم ضمیر مرفوع محلاً اسکافاعل هنَّ منصوب محلاً مفعول اول، مؤمنٰتٍ منصوب لفظاً مفعول ثانی، فعل اپنے فاعل اور اپنے دونوں مفعولوں سے ملکر شرط، فا جزائیه لا ترجعوا فعل بفاعل اسکے اندر واو ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل، هنّ منصوب محلاً مفعول بہ، الیٰ جار، الکفارِ مجرور محلاً ، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے لا ترجعوا فعل سے، لا ترجعوا فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا، شرط جزاملکر جملہ شرطیہ انشائیہ ہوا۔ و قد يقعُ اِذَا مَعَ الجملةِ الاسمية اور کبھی کبھار اذا آ جاتاہے جملہ اسمیہ کے ساتھ۔یہ اذا مفاجاتیہ ہے اور یہ اچانک کے معنٰی میں ہے۔ مَوْضِعِ الفاءِ فا کی جگہ کقوله تعالیٰ جیساکہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئةٌ بِما قَدَّمَتْ اَيْدِيهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ اور اگر ان لوگوں کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے بسبب اسکے جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجاہیں تواچانک وہ مایوس ہوجاتے ہیں۔یہاں جملہ اسمیہ پر اذا کو داخل کیا فا کی جگہ۔ان حرف شرط تصبْ فعل هم ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ، سيِّئةٌ مرفوع لفظاً فاعل با جارہ ما موصولہ مجرور محلاً اسم موصول قدّمتْ فعل ایدی مرفوع محلاً مضاف هم ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر فاعل، فعل اپنے فعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر یہ صلہ ہو "ما" اسم موصول کا،(صلہ میں عائد کا ہونا ضروری ہے۔یہاں قدمت اصل میں قدّمتهُ ہے۔اور عائد اگر مفعول ہو تواس کا حذف کرنا جائز ہوتاہے)اسم موصول اپنے صلہ سے ملکر یہ مجرور ہوا با جارہ کا،جار مجرور ملکر متعلق ہوئے تصبْ فعل سے،تصب فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر یہ شرط، اذا مفاجاتیة، هم مرفوع محلاً مبتدا، يقنطون فعل بفاعل واو ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر یہ خبر ہوئی مبتدا کے لئے، مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر جزا، شرط جزاملکر جملہ شرطیہ خبریہ ہوا۔ وَ انَّما تُقَدَّرُ اِنْ بعدالافعالِ الخَمْسَةِ اور "اِن" مقدر ہوگا پانچ افعال کے بعد التى وہ افعال یہ ہیں۔امر، نہی، استفہام، تمنی اور عرض۔اگر ان پانچ افعال کے بعد "فا یاواو" آئیں توپھر اَنْ مقدَّر ہوگا اور اگر "فا یا واو" نہ آئیں توپھر اِنْ مقدَّر ہوگا۔ هى الامرُ ایک ان میں سے امر ہے۔ نحو مثال کے طور پر تَعَلَّمْ تَنْجُ تو تعلیم حاصل کر تو تو نجات پائے گا۔ تنجُ یہ اصل میں تَنْجُوا تھا۔اور حالت جزمی میں واواور یا گرجاتے ہیں۔ تعلّم کے بعد اِنْ مقدرہے۔یہاں صرف "اِن" مقدر نہیں بلکہ شرط بھی مقدَّر ہے اور یہ تنجُ فعل اسکے لئے جزا بنے گا۔اور شرط ماقبل والے فعل سے بنائے گے جیسے "تعلَّم ان تَتَعلّم تَنْجُ"۔تو تعلیم حاصل کر اگر تو تعلیم حاصل کرے گا تو تو نجات پائے گا۔ و النَّهیُ دوسرا ان میں سے نہی ہے۔نحو لَا تَكذِبْ يَكُنْ خَيْرًا لَّکَ تو جھوٹ نہ بول یہ تیرے لئے بہتر ہوگا۔یہاں لا تکذب نہی آیاہے اور اس کے بعد ان اور شرط دونوں مقدر ہیں تو "لا تکذب ان لا تکذب یکن خیرَ الّکَ" تو جھوٹ نہ بول اگر تو جھوٹ نہیں بولے گا تو یہ تیرے لئے بہتر ہوگا۔ وَ الْاِستفهامُ اور تیسرا ان میں سے استفہام ہے نحو هل تَزُورُنَا نُكْرِمْكَ کیا تو ہمارا زیارت کریں گے تو ہم آپ کا اکرام کرینگے۔ای هل تزورنا ان تَزُرْنَا نکرمک۔ کیا آپ ہماری زیارت کرینگے اگر تو زیارت کرے گا تو ہم آپ کا اکرام کرینگے۔ و التمنّى اور چوتھا ان میں سے تمنی ہے۔ نحو لَيْتَكَ عِنْدِیْ اَخْدِمْكَ کاش آپ میرے پاس ہوتے میں آپ کی خدمت کرتا۔پورا کلام یوں ہے۔ ليتکَ عندیْ ان کنتَ عندی اخدمک۔ کاش آپ میرے پاس ہوتے اگر

آپ میرے پاس ہوتے تو میں آپ کی خدمت کرتا و العرض اور پانچواں عرض ہے۔ نحو اَلَا تَنْزِلُ [93] بِنا تُصِبْ خيرًا کیا آپ ہمارے پاس تشریف نہیں لاتے ان تَنزِل بنا تصبْ خيرًا۔ اگر آپ تشریف لائینگے تو آپ کو خیر پہنچے گی۔ و بعدَ النفی اور نفی کے بعد بھی اِن مقدر ہوگا فی بَعضِ المواضِعِ بعض جگہوں میں نحو لا تَفْعَلُ شرًّا يَكُنْ خَيْرًا لک تم شر نہیں کرینگے تو یہ تیرے لئے بہتر ہونگا۔ ای لا تفعل شرًّا ان لا تفعل شرًّا یکنْ خيرًا لک۔ تم شر نہیں کرینگے اگر تم شر نہیں کرینگے تو یہ تیرے لئے بہتر ہونگا۔ و ذٰلک اذا قُصِدَ اَنَّ الاول سببٌ للثانی یہ اس وقت ہوگا کہ جب ارادہ کیا جائے کہ پہلا فعل سبب ہے دوسرے فعل کے لئے کما رایتَ فی الامثِلةِ جیسا کہ آپ نے ان مثالوں میں دیکھا۔یعنی شر کانہ کرنا خیر کا سبب ہے۔تو اول سبب ہے اور دوسرا مسبب ہے۔ فَاِنَّ معنی قولنا اس لئے کہ ہمارا یہ قول تَعَلّم تَنْجُ تو تعلیم حاصل تو نجات پائے گا هوَ وہ یہ ہیں ان تَتَعَلَّمَ تنج اگر تو تعلیم حاصل کرے گا تو تو نجات پائے گا۔ان پانچ مثالوں میں پہلا فعل سبب ہے دوسرے فعل کا۔ و کذٰلک البواقی اور اسی طرح باقی افعال بھی ہیں۔ فلذٰلک اور اسی وجہ سے امتنع یہ کہنا درست نہیں قولُک آپ کا قول لا تکفر تدْخُلِ النَّار تو کفر نہ کر تو جہنم میں داخل ہونگا۔یہاں اِن مقدر نہیں کیونکہ اول سبب نہیں ہے ثانی کے لئے۔اول عدم کفر اور ثانی دخول فی النار ۔ کیونکہ کفر کانہ کرنا جہنم کا سبب نہیں ہے۔بلکہ نجات کا سبب ہے۔ لا متناع السببيَّة کیونکہ یہاں سبب کا ہونا ممتنع ہے۔ اذ لا یصح ان یقال اس لئے کہ یہ صحیح نہیں ہے کہ یہ کہا جائے۔ ان لا تکفر تدْخُلِ النأر : ان لا تکفر اگر تو کفر نہیں کرے گا تدخلِ النارَ تو تو جہنم میں داخل ہونگا۔حالانکہ یہ بات درست نہیں۔

چند اہم باتیں۔

حضرت علی ☐ کا شعر ہیں۔ انا الذی سَمَّتْنِی اُمِّی حیدَرَة ترکیب۔ انا مرفوع محلاً مبتدا، الذی مرفوع محلاً اسم موصول سمَّتْ فعل نون وقایه یا ضمیر منصوب محلاً مفعول به، ام مرفوع تقدیرًا مضاف یا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیه، مضاف اپنے مضاف الیه سے ملکر یه فاعل ہوا سمَّتْ فعل کے لئے، حیدَرَة منصوب لفظاً مفعول ثانی،(سمّیٰ دو مفعول چاہتا ہے) ۔ فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جمله فعلیه ہو کر یه صله ہوا۔ (سوال۔ عائد تو نہیں بتایا۔ جواب۔ یه جو متکلم کی ضمیریں آ رہی ہیں یه ربط دے رہی ہیں۔ کیونکه الذی سے متکلم مراد ہے اور یا ضمیر بھی متکلم کی ہے۔

مبتدا اور خبر میں مطابقت کے لئے چار شرائط ہیں۔ شرط اول خبر مشتق ہو، دوم: اس میں کوئی ضمیر ہو جا مبتدا کی طرف لوٹے، جیسے زیدٌ ضاربٌ ۔ ضاربٌ خبر ہے، مشتق بھی ہے اور اس میں ہو ضمیر ہے جو لوٹ رہی زید کی طرف۔ اور هندٌ ضاربةٌ۔ کیونکه مذکر کا مذکر ، مؤنث کے لئے مؤنث ہونا چاہیے۔ سوم: خبر ایسا وصف نه ہو جو مؤنث کےساتھ خاص ہو۔ جیسے طالقٌ، حاملٌ، حائضٌ، مُرضعٌ (دودھ پلانے والی) الامرأةُ طالقٌ و حاملٌ و مُرضعٌ۔ چوتھی شرط: وہ وصف مساوی للمذکر و المؤنث نه ہو۔ یعنی ایسا نہیں ہونا چاہیے که مذکر کے لئے جو صیغه ہو وہی مؤنث کے لئے بھی ہو۔ (اور وہ چار قسم کے صیغے ہیں) 1۔ فعیل بمعنیٰ مفعول نه ہو جیسے جریح بمعنیٰ مجروح۔ 2۔ فَعُول بمعنیٰ فاعل نه ہو جیسے صبور بمعنیٰ صابر، 3۔ مبالغه کا صیغه بھی نه ہو۔ جیسے ضاربٌ کے اندر مبالغه کر کے ضَرَّابٌ۔ یه مذکر اور مؤنث کے لئے یکساں رہتا ہے۔ 4۔ وہ اسم تفضیل مستعمل بمِنْ نه ہو۔ جیسے الصلوٰةُ خيرٌ من النوم۔

جملہ ندائیہ کی ترکیب۔ یا زیدُ عمروٌ قائمٌ ۔یا حرف ندا قائم مقام ادعو فعل کے، ادعو فعل انا ضمیر اسکے اندر مرفوع محلاً اسکا فاعل، زیدُ مبنی علی الضم منصوب محلاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر ندا، عمروٌ مبتدا، قائمٌ مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل جو لوٹ رہی عمروٌ کی طرف، اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر جواب ندا، ندا اپنے جواب ندا سے ملکر جملہ ندائیہ ہوا۔(جملہ ندائیہ انشائیہ کہنا غلط ہے۔ کیونکہ جملہ ندائیہ میں دو جملے ہوتے ہیں پہلا ندا ہوتا ہے اور یہ جملہ انشائیہ ہوتا ہے۔ اور دوسرا جواب ندا ہے۔ یہ جملہ انشائیہ بھی ہو سکتا ہے اور جملہ خبریہ بھی ہو سکتا ہے۔)

جملہ قسمیہ کی ترکیب۔ واللهِ لَزیدٌ قائمٌ۔ واو قسمیہ جارہ لفظِ اللہ مجرور لفظاً، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے أُقْسِمُ فعل سے، اقسم فعل اسکے اندر انا ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر قسم، لام تاکیدیہ زیدٌ مرفوع لفظاً مبتدا قائمٌ شبہ جملہ ہو کر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر جواب قسم، قسم جواب قسم سے ملکر جملہ قسمیہ ہوا۔(جملہ قسمیہ انشائیہ کہنا غلط ہیں)

اسم منسوب جیسے لاهوریٌّ یہ جاری مجریٰ صحیح ہیں۔ کیونکہ یائے مشددہ میں دو "یا" ہوتے ہے جس میں پہلا ساکن اور دوسرا متحرک ہوتا ہے۔ اور جاری مجریٰ صحیح بھی اس اسم کو کہتے ہیں کہ جس کے آخر میں "واو" یا "یا" ہو اور اسکا ماقبل ساکن ہو۔ نیز یہ منسوب مفعول کے وزن پر ہے تو لاهوریٌّ میں نائب الفاعل نکالیں گے۔ جیسے لاهوریٌّ اسم منسوب اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً اسکا نائب الفاعل۔

جب ابن کا لفظ دو علمین کے درمیان آ جائے تو ابن کا ہمزہ وصلی ہے جو درج عبارت میں گرجاتا ہے۔ یعنی تلفظ سے گرتا ہے اور لفظوں میں رہتا ہے۔جیسے زیدٌ اِبْن عمروٌ ۔ لیکن اس جگہ یہ ہمزہ تلفظ سے بھی گرتا ہے اور عبارت سے بھی گرتا ہے۔ کیونکہ اس جیسے نام عربی میں کثرت سے استعمال ہوتے ہیں۔ اور پہلے اسم سے تنوین کو بھی گرا دیتے ہیں۔ تو زیدٌ اِبْن عمروٌ یہ "زیدُ بْنُ عمروٌ" بن جاتا ہے۔

کچھ جار مجرور ایسے ہیں کہ اگر کلام میں آ بھی جائیں تو کسی سے نہیں جڑتے جیسے رُبَّ ۔

ترکیب۔ رُبَّ رجلٍ کریمٍ لَقیتُهُ ۔ رب جارہ رجلٍ مجرور لفظاً اور مرفوع تقدیرًا تو رجلٍ کریمٍ مبتدا بنے گا۔ اور آگے لقیتُهُ اسکو جواب رُبَّ کہتے ہیں یہ اسکی خبر بنے گا۔

لَعَلَّ یہ حروف مشبہ بالفعل میں سے ہیں لیکن کبھی کبھار یہ جر بھی دیتے ہیں۔ اور پھر اسی وقت یہ کسی سے متعلق نہیں ہوگا۔ اسی طرح "حاشا" حروف استثنیٰ میں سے ہیں یہ بھی جر دیتا ہے لیکن کسی سے متعلق نہیں ہوتا۔ اسی طرح خلا اور عدا ہیں حروف استثنیٰ میں سے یہ بھی جر دیتے ہیں لیکن کسی سے متعلق نہیں ہوتے۔ بعض حروفِ جارہ کلام کے اندر زائد آتے ہیں۔ وہ بھی کسی سے متعلق نہیں ہوتے۔ جیسے لیسَ زیدٌ بقائمٍ۔ لیسَ افعال ناقصہ میں سے ہے جو اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتا ہے اصل یوں ہونا چاہیے تھا۔ لیسَ زیدٌ قائمً۔ لیکن کبھی کبھار اسکے اسم پر "با" جارہ زائدہ آتی ہیں۔یہاں قائمٍ پر جو "با" ہے یہ کسی سے متعلق نہیں ہوتے۔

والثالث الامر اور تیسرا امر ہے و ہو صیغةٌ وہ ایسا صیغہ ہے یُطلبُ بِہا الفعلُ من الفاعل المخاطَبِ جس کے ذریعے فعل طلب کیا جائے فاعل مخاطب سے بان تَحذِفَ من المضارعِ حرفَ الْمُضَارَعةِ بایں طور کہ آپ خذف کر لیتے ہیں مضارع سے حرف مضارع کو۔ ثم تَنْظُرَ فان کان ما بعدَ حرفِ المضارعةِ ساکنًا پھر دیکھیے کہ اگر حرف مضارع کے بعد ساکن تھا زِدْتَّ ہمزةَ الوَصلِ تو آپ بڑھا دینگے شروع میں ہمزة الوصل کو مضمومةً مضموم یعنی ہمزہ وصل مضموم لاؤ ان انضمّ ثالثُهُ اگر تیسرا حرف مضموم ہو نحو اُنْصُرْ و مکسورةً اور ہمزہ وصل لائے کے اس حال میں کہ مکسور ہوگا اِنِ انْفَتَحَ اَوِ انْکَسَرَ اگر تیسرا حرف مفتوح ہو یا مکسور ہو کِاِعْلَم و اضرِب و اِستَخْرِج اور اگر حرف مضارع کے خذف کرنے کے بعد حرف متحرک ہو وان کان متحرّکًا فلا حاجةَ الی الهمزة تو پھر کوئی حاجت نہیں ہے ہمزہ کی نحو عِدْ و حَاسِبْ[94] جیسے عِدْ یہ وَعَدَ یَعِدُ سے بنا ہے۔ اور حَاسِبْ یہ حَاسَبَ یُحَاسِبُ سے بنا ہے۔ والامرُ مِن بابِ الافعال من القسم الثانی اور باب افعال سے جو امر آتا ہے وہ قسم ثانی سے ہے۔جیسے اکرم یُکْرِمُ سے اَکْرِمْ۔ یہ یُکْرِمُ اصل میں یُاَکْرِمُ تھا۔ یا علامت مضارع کو خذف کیا تو اَکرِمُ رہ گیا پھر آخر میں میم ساکن کیا تو اَکْرِمْ بنا۔ یہ ہمزہ قطعی ہے۔ و ہو مبنیٌّ عَلیٰ علامة الجزمِ اور امر مبنی ہوتا ہے علامت جزم پر۔ کاضرِبْ اُغزُ یہاں سے واو گرا ہے۔ وَارمِ یہاں سے یا گری ہے۔ واِسْعَ اس کے آخر میں الف تھا اور خذف لام کے ساتھ جذم آتا تھا۔ واضربا و اضربوا واضربی یہاں آخر سے نون اعرابی گرا ہے۔ تو امر مبنی ہوتا ہے علامت جزم کے ساتھ۔

فصلٌ فعلُ ما فعل اس مفعول کا لم یُسَمَّ فاعلُهُ جس کے فاعل کو ذکر نہ کیا گیا ہو ہو فِعلٌ حُذِفَ فاعِلُهُ وہ فعل ہے جس کے فاعل کو خذف کر دیا گیا و اُقِیمَ المفعولُ مَقَامَهُ اور مفعول کو اسکا قائم مقام کیا گیا ہو و یُختَصُّ بالمتعَدِّی اور یہ خاص ہے فعل متعدی کے ساتھ و علامتُهُ فی الماضی ان یکونَ اولُهُ مضمُومًا فقط اور علامت ماضی کے اندر فعل مجہول کا کہ اسکا اول مجہول ہوگا۔ماضی معروف تین قسم پر ہیں ایک وہ جس کے شروع میں ہمزہ وصل آئے،اس صورت میں ماضی معروف سے ماضی مجہول بنانے کے لئے پہلے حرف کو بھی ضمة دو، تیسرے حرف کو بھی ضمة دو اور آخر سے ماقبل کو کسرة دو۔ جیسے اِسْتَخْرَجَ سے اُسْتُخْرِجَ۔ دوسرا وہ جس کے شروع میں "تا" آئے اس صورت میں ماضی معروف سے مجہول بنانے کے لئے پہلے کو بھی ضمة دو اور دوسرے کو بھی ضمة دو اور آخر سے ماقبل کسرة دو جیسے تَضَارَبَ سے تُضُوْرِبَ اور تیسرا ان دونوں کے علاوہ۔ اس صورت میں ماضی معروف سے ماضی مجہول بنانا ہو تو اول حرف کو ضمة دو اور آخر سے ماقبل کسرة دو۔ جسیے ضَرَبَ سے ضُرِبَ۔ و ما قَبْلَ اٰخِرِہٖ مکسورًا اور آخر سے ماقبل مکسور ہونگا۔ فی الابواب الّتی ان ابواب میں لَیْسَتْ فی اوائلہا ہمزة وَصل و لا تاءٌ زائدة جن کے شروع میں ہمزہ وصل نہ ہو اور نہ ہی تائے زائدة ہو۔ نحو ضُرِبَ و دُحرِ جَ و اُکْرِمَ و ان یکونَ اولہ و ثانیہِ مضمومًا اول اور ثانی دونوں مضموم ہونگے۔ و ما قبل اٰخرِہٖ کذٰلک اور آخر سے ماقبل اسی طرح ہونگا یعنی کسرة ہونگا۔ فیما فی اوّلِہٖ تاءٌ زائدة یہ ان میں ہونگا جس کے شروع میں تا زائدة آ رہی ہو۔ نحو تُفُضِّلَ و تُضُوْرِبَ و ان یکون اولہٗ و ثالثہٗ مضمومًا اور تیسرا صورت جن میں اول اور ثانی دونوں مضموم ہونگے۔ و مَا قَبْلَ اٰخرِہٖ کذلک اور آخر سے ماقبل اسی طرح ہونگا فِی مَا فی اَوّلِہٖ ہمزةُ وَصلٍ یہ اس صورت میں ہونگا جب ماضی کے شروع میں ہمزہ

وصل آئے۔ نحو اُستُخرِجَ و اُقْتُدِرَ اور ہمزہ تابع ہونگی مضموم کے ۔ والهمزةُ تتبعُ المضمومَ اس صورت میں ہمزۃ تابع ہونگی ضمۃ کی۔ ان لم تُدْرَجْ [95] اگر وہ درجہ عبارت میں نہ آئے۔ کیونکہ ہمزہ وصل درمیان میں گر جاتا ہے۔

و فی المضارعِ اور مضارع کے اندر ان یکون حرفُ المضارِعَةِ مضمومًا حرف مضارع مضموم ہوگا و ما قبل اٰخرہ مفتوحًا اور آخر سے ماقبل مفتوح ہوگا نحو یُضْرَبُ و یُستَخرَجُ الا فی باب المفَاعَلة والاِفعالِ والتفعیل والفعلَلَةِ یہ چار وہ ابواب ہیں جن کی ماضی چار حروف پر مشتمل ہیں اور علامت مضارع اسکا مضموم ہوتا ہے معروف کے اندر بھی اور مجہول کے اندر بھی۔ و ملحَقَاتِها اور ان ابواب کے جو ملحقات ہیں الثمانیةِ ملحقات دراصل سات ابواب ہیں۔ یہ آٹھ کسی لکھنے والے کی غلطی ہیں۔ فانَّ العلامةَ فیها فتحُ ما قبل الاٰخِرِ اس لئے کہ اسکی علامت آخر سے ماقبل فتح ہے۔ نحو یُحاسَبُ و یُدَحْرَجُ و فِی الاَجوفِ ماضیةِ اور اجوف کی اندر اس کی ماضی جو ہے۔ اگر ماضی کے آخر میں فُعِلَ وزن آتا ہو جیسے قُوِلَ تو پھر یہ تینوں وجہیں پڑھنا جائز ہیں۔اور وہ تین وجہیں یہ ہیں۔ قیل و بیع قیل اور بیع بھی پڑھینگے و بالاشمام اور اشمام کے ساتھ بھی پڑھینگے (یعنی "یا" کو تھوڑا سا "واو" کی حرکت دینا) قیل و بیع و بالواو قُوْلَ و بُوعَ اور واو کے ساتھ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ و کذٰلک اور اسی طرح ہے باب اُختِیر و اُنقید یعنی اُختیرَ اور اُخْتُوْرَ اور اُخْتِوْرَ اور اُنْقِیْدَ، اُنْقُوْدَ اور اُنقِوْدَ۔(اُختِیْرَ اصل میں اُخْتُیِرَ اور اُنقِیدَ اصل میں اُنْقُیِدَ تھا) دون اُستُخیرَ و اُقِیمَ اُستُخِیرَ اور اُقِیمَ میں نہیں پڑھینگے۔ اُستُخِیرَ اصل میں اُستُخْیِرَ تھا۔اور اُقِیمَ اصل میں اُقْوِمَ تھا تو فُعِلَ وزن نہیں آیا۔ لِفَقْدِ فُعِلَ فیهما اس لئے کہ ان کے آخر میں فُعِلَ وزن نہیں آیا۔ و فی مضارعه اور اجوف کے مضارع کے اندر تُقْلَبُ العینُ الفًا عین کلمۃ کو "الف" سے بدلتے ہیں۔ نحو یُقَالُ و یُبَاعُ یَقُوْلُ سے یُقَالُ اور یبیع سے یُباعُ ہوا۔ کما عَرَفْتَ فی التصریف مستقصًی جیسے آپ صرف میں جان چکے ہیں پورے طور پر۔

فصل الفعلُ اَمّا متعدٍّ فعل یا تو متعدی ہوگا و هو ما اور وہ فعل ہے یتوقف فهم معناه موقوف ہو جس کے معنیٰ کا سمجھنا علیٰ متعلِّقٍ غیرِالفاعلِ ایسے متعلق پر جو فاعل کے علاوہ ہو کضربَ و اَمّا لازمٌ اور یہ فعل لازم ہوگا و هو ما بخلافهٖ اوہ وہ ہے جو فعل متعدی کے خلاف ہو کقَعَدَ و قامَ و المتعدی قد یَکُونُ الیٰ مفعُولٍ واحدٍ اور متعدی کبھی ایک مفعول کی طرف ہونگا۔ کضربَ زیدٌ عمروًا والیٰ مفعولینِ [96] اور کبھی دو مفعول کی طرف ہونگا کاعطی زیدٌ عمروًا دِرهمًا یہ باب اعطیتُ کہلاتا ہے۔ و یجوز فیه الاقتصارُ علیٰ احدِ مفعولَیهِ اور جائز ہے اس میں اکتفا کرنا دو مفعولوں میں سے ایک پر کَاَعْطَیْتُ زیدًا او اعطیتُ دِرْهَمًا بخلافِ باب علمتُ بخلاف باب علمتُ کے ۔ اسکی تفصیل آگے آرہی ہے۔ باب اعطیتُ اور باب علمتُ میں فرق یہ ہیں کہ باب اعطیتُ میں دونوں مفعول الگ الگ ذات ہونگی۔ اور باب علمتُ میں دونوں مفعول ایک ہی ذات سے ہونگے۔باب علمتُ کے اندر یہ دونوں مفعول اصل میں مبتدا اور خبر تھے۔ جس پر یہ فعل داخل ہوا اور دونوں کو مفعول بنایا۔ چونکہ مبتدا خبر کے بغیر نہیں آتا اور خبر مبتدا کے بغیر نہیں آتا اس لئے ان میں سے کسی ایک کو خذف کرنا جائز نہیں۔اور یا دونوں کوخذف کرو بس صرف علمتُ کہہ دو۔ وَ الیٰ ثلٰثة مَفاعیل اور یا فعل تین مفعول چاہے گا۔ نحو اَعْلَمَ اللّٰهُ زیدًا عمروًا فاضلًا اللہ نے زید کو علم دیا کہ عمرو فاضل

ہے۔ و منه اور اسی میں سے ہے جو تین مفعول چاہتے ہیں اَرٰی و اَنْبَأَ و نَبَّأَ و اَخبَرَ و خَبَّر و حَدَّث یہ کل سات افعال ہوئے جو تین تین مفعول چاہتے ہیں۔ اور سب کا معنیٰ ہے "خبر دینا"۔ و هٰذِهِ السَّبْعَةُ اور یہ سات جو ہیں مفعولُہا الاول مَعَ الاخیرین پہلا مفعول جو ہے آخری دو کے ساتھ۔یعنی آخری دو مفعولوں کو ایک سمجھوں۔تو گویا کہ یہ مفعول کے دو جوڑے ہوئے تو اب بات اعطیتُ کی طرح ایک جوڑے پر اکتفا کرنا جائز ہے۔ کمفعُولَیْ اعطیتُ اعطیتُ کے دو مفعولوں کی طرح ہیں۔ فی جواز الاقتصار علی احدِہما دو میں سے ایک چیز پر اکتفا کرنے میں جائز ہیں۔ تقولُ آپ کہینگے اعلَمَ اللّٰہُ زیدًا اور آگے عمروً فاضلًا کو خذف کیا گیا۔ والثانی مع الثالثِ اور دوسرا مفعول تیسرے مفعول کے ساتھ۔ یعنی دوسرے اور تیسرے میں ایک کو خذف نہیں کرسکتے جس طرح باب علمتُ میں تھا۔ کمفعولَی علمتُ علمتُ کی مفعول کی طرح ہے۔ فی عدمِ جَوَازِ الاقتصارِ علٰی احدِہما جائز نہیں ہے اکتفا کرنا دونوں میں سے ایک پر فلا تقولُ یوں کہنا جائز نہیں اعلمتُ زیدًا خیرَ النّاسِ بل تقول بلکہ ایسا کہینگے اعلَمْتُ زیدًا عمروًا خیرالناسِ ترکیب۔ اعلم فعل تا ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل زیدً منصوب لفظاً مفعول اول عمروًا منصوب لفظاً مفعول ثانی خیرَ منصوب لفظاً مضاف، الناسِ مجرور لفظاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول ثالث ہوا، فعل اپنے فاعل اور تینوں مفعولوں سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

فصلٌ افعال القلوب عَلِمتُ و ظَننتُ و حَسِبْتُ و خِلْتُ و رأیتُ و وَجَدْتُ و زَعَمْتُ[97] ان افعال کو افعال شک و یقین بھی کہتے ہیں۔ان میں سے تین یقین کے لئے ہیں۔ اور وہ علمت، رأیتُ اور وجدت ہیں۔ اور تین شک کے لئے ہیں۔اور ظَننت، حسبت اور خلت یہ تینوں شک کے لئے ہیں۔ ظننت اور حسبت گمان کے معنیٰ میں جبکہ خلت خیال کرنے کے معنیٰ میں ہے۔ اور اور ایک مشترک ہے۔ جو زعَمت ہے۔ و ھی افعالٌ تدخل علی المبتدأ و الخبرِ اور یہ افعال ہے جو مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں۔ فتنصِبُہما علی المفعولیة پھر ان دونوں کو نصب دیتا ہے مفعول ہونے کی بنا پر۔ نحو علِمتُ زیدًا عالمًا اصل میں زیدٌ عالمٌ تھا اور علمت کے داخل ہونے کے بعد علمتُ زیدًا عالمًا ہوا۔ واعلم اَنَّ لِھٰذِہِ الافعالِ خواصَّ جان لے کہ ان افعال کے کچھ خاصے ہیں۔ (یہ خواصَّ اَنّ کا اسم ہے۔ اور انّ کی خبر کو ظرف کی صورت میں مقدم کرسکتے ہیں انّ کی اسم پر۔ باق صورتوں میں مقدم کرنا جائز نہیں۔ اور اگر اسم معرفة ہو تو پھر ظرف مقدم بھی کرسکتے ہیں اور مؤخر۔ لیکن اگر انّ کا اسم نکرة ہو تو پھر خبر مقدم کرنا واجب ہے۔ نیز خواصَّ جمع منتہی الجموع کا صیغہ ہے اور غیر منصرف ہے۔) منہا اس میں سے ایک خاصہ یہ ہے۔ اَن لا تُقْتَصَرَ علی احَدِ مفعُولیہا کہ اکتفانہیں کیا جائے گا ان کے دو مفعولوں میں سے ایک پر بخلافِ بابِ اعْطَیْتُ پس آپ یوں نہیں کہینگے فلا تقول علمتُ زیدًا و منہا اور ان میں سے ایک جوازُ الالغاءِ اذا توسَّطَتْ جب یہ افعال قلوب درمیان میں آئیں تو اس کے عمل کو باطل کرنا بھی جائز ہیں۔ نحو زیدٌ ظننتُ قائمٌ ظننتُ درمیان میں آیا تو زیدًا ظننتُ قائمً بھی جائز ہے۔ اور زیدٌ ظننت قائمٌ بھی جائز ہے۔ او تأخَّرت اور یا یہ افعال قلوب آخر میں آئے۔ تو پھر عامل بنانا بھی جائز اور عامل نہ بنانا بھی جائز۔ نحو زیدٌ قائمٌ ظَنَنْتُ یہ بھی جائز اور زیدً قائمً ظننتُ بھی جائز۔ تو اس صورت میں اسکو مصدر ظرف کے معنیٰ میں کرو جیسے زیدٌ قائمٌ فی ظنِّ۔ و منہا اور ایک انکا خاصہ یہ ہے۔ اَنَّہا تُعلَّقُ یہ

معلّق ہونگے۔ اذا وقعت قبل الاستفہامِ جب یہ استفہام سے قبل ہو۔معلق کا مطلب یہ ہے کہ معنیٰ میں عمل کرینگے لیکن لفظوں میں عمل نہیں کرینگے۔معنیٰ کے لحاظ سے وہ دونوں اس کے مفعول ہیں۔اور یہ افعال قلوب ان تین صورتوں میں عمل اس لئے نہیں کرتا کیونکہ یہ ہمزہ استفہام، نفی اور لام ابتدا صدارت کلام چاہتا ہیں۔ یہ چاہتا ہیں کہ عامل میں بنوں۔ اس لئے افعال قلوب کو عمل سے روکا۔ نحو عَلِمْتُ أزيدٌ عِنْدکَ ام عمروٌ میں جانتا ہوں کہ زید تیرے پاس ہے یا عمرو تیرے پاس ہے۔ و قبل النفی اور جب یہ نفی سے پہلے ہو۔ نحو علمتُ ما زیدٌ فی الدارِ میں جانتا ہو زید گھر میں نہیں ہے۔ و قبل لام الابتداءِ اور جب لام ابتدا سے پہلے ہو نحو علمتُ لزَيدٌ منطلقٌ میں جانتا ہو کہ زید چلا گیا۔ لام ابتدا تاکید کے لئے آتا ہے۔ و منہا اور انکا خاصہ یہ بھی ہے۔(عام افعال میں فاعل اور مفعول کا ایک ذات ہونے کی اجازت نہیں۔ جیسے ضربتُنی میں نے اپنی پٹھائی کی۔ تو فاعل بھی متکلم اور مفعول بھی متکلم اس لئے کہ فاعل ہے مؤثر اور مفعول ہے متأثر یعنی اثر قبول کرنے والا۔ تو یہ مؤثِر اور متأثر الگ الگ ہونا چاہیے۔ تو اس صورت میں نفس کا لفظ بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے ضربتُ نفسی۔ لیکن افعال قلوب میں یہ جائز ہے کہ فاعل اور مفعول ایک ہی ذات ہو جیسے علمتُنی فاضلًا۔ علمتُ کا فاعل بھی متکلم اور مفعول بھی متکلم۔) انَّہا یجوز جائز ہے ان یکون فاعلُہا و مفعولُہا یہ کہ فاعل اور مفعول جو ہیں ضمیرین یعنی دونوں ضمیریں متصل ہوں لشيءٍ واحدٍ ایک ہی چیز کے لئے نحو علمتُنی منطلقًا میں نے اپنے آپ کو منطلق جانا و ظَنَنْتُکَ فاضلًا تو نے اپنے آپ کو فاضل جانا۔ فاعل بھی مخاطب اور مفعول بھی مخاطب۔ یہاں سے یہ بتلا رہے ہیں کہ یہ افعال کبھی کبھی کسی اور معنیٰ میں بھی استعمال ہوتے ہیں پھر یہ ایک مفعول چاہتا ہے۔ جیسے رأیتُ جب رؤیتِ قلبی کے معنیٰ میں ہو تو دو مفعول چاہتا ہے۔ اور جب رأیتُ رؤیتِ بصری یعنی آنکھوں سے دیکھنا اس معنیٰ میں استعمال ہو تو پھر یہ ایک مفعول چاہتا ہے۔ واعلَمْ اور جان لے تو انهٗ قد یکون ظَنَنْتُ بمعنیٰ اِتَّهَمْتُ [98] کبھی ظننتُ اتهمت(تہمت لگانا) کے معنیٰ میں آتا ہے۔ چونکہ تہمت زبان سے لگائی جاتی ہے تو اس صورت میں یہ ایک مفعول چاہتا ہے۔ و علمتُ بمعنیٰ عرفتُ اور علمتُ کبھی عرفتُ (پہچاننا) کے معنیٰ میں آتا ہے۔ و رأیتُ بمعنیٰ ابصرتُ اور رأیتُ کبھی ابصرتُ(یعنی آنکھ سے دیکھنا) کے معنیٰ میں ہوتا ہے۔ و وجَدْتُّ بمعنیٰ اصَبْتُ الضَّالَّةَ اور وجدتُ(دل سے پانا یا سمجھنا) کبھی اصبت الضالةَ (پانا یعنی گمشدہ چیز کا ملنا۔ ضالة کہتے ہے گمشدہ چیز کو) کے معنیٰ میں ہوتا ہے۔ فتنصبُ مفعولًا واحدًا فقط تو اس صورت میں یہ صرف ایک ہی مفعول کو نصب دینگی فقط۔ فلا تکونُ حینئذ من افعال القُلُوب ۔ پھر اس صورت میں یہ افعال قلوب میں سے نہیں ہیں۔

فصل الافعال الناقصةُ ہی افعالٌ افعال ناقصة ایسے افعال ہیں وُضعَت لِتقریر الفاعلِ اسکو وضع کیا گیا ہے تاکہ فاعل کو ثابت کر سکے علی صفةٍ ایسی صفت پر غیرِ صفةٍ مصدرِها جو اسکی مصدر کے صفت کے علاوہ ہو۔ ہر فعل اپنے فاعل کو اپنے مصدر کے صفت پر ثابت کرتا ہے۔جیسے ضربَ زیدٌ اس ضربَ نے زید کے ضَرْبْ ثابت کی۔اور أكَلَ زیدٌ نے زید کے لئے أكْلْ ثابت کیا۔اور مرَّزیدٌ نے زید کے لئے مُرُوْرْ ثابت کیا۔ لیکن افعال ناقصه ایسے افعال ہیں جو اپنے فاعل کو اپنے صفت پر ثابت نہیں کرتے بلکہ اپنے غیر کے صفت پر ثابت کرتے

ہیں۔جیسے کان زیدٌ قائمً میں کان نے زید کے لئے قیام ثابت کیا۔جیسے ضَرَبَ نے اپنا مصدر ثابت کیا تھا۔ لیکن کان نے اپنا مصدر ثابت نہیں کیا۔ و ھی اور وہ یہ ہیں کان و صار و ظلّ و بات الیٰ اٰخرِھَا تدخل علی الجملة الاسمیة یہ داخل ہوتے ہیں جملة اسمیہ پر لافادةِ تاکہ فائدہ دے دیں نسبتِھا اس جملے کے نسبت کو حُکْمَ معناھا اپنے معنیٰ کے اثر پر۔ جیسے کان یہ بتلا رہا ہے کہ یہ جو نسبت ہے یہ زمانہ ماضی میں تھا۔ یعنی زیدٌ قائمٌ زید کھڑا ہے۔ یہ نسبت حال سے ہے۔ اور جب اس پر کان داخل کرے تو کان زیدٌ قائمً یعنی زید کھڑا تھا۔ کان نے اپنا اثر دکھلایا اور یہ ثابت کیا کہ یہ نسبت ماضی میں تھا۔ فَترفع الاول و تنصِبُ الثانیَّ یہ رفع دیتے ہیں اول کو اور نصب دیتے ہیں ثانی کو فتقولُ تو آپ کہینگے کان زیدٌ قائمًا و کان علی ثلثةِ اقسامٍ اور کان تین قسم پر ہیں ناقِصَةٌ ایک ناقصة ہے۔ و ھی تدل علی ثُبوتِ خبرِھا لفاعلِھا فی الماضی اور یہ دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ اسکی خبر ثابت ہے اسکے فاعل کے لئے ماضی میں امّا دائمًا پھر ماضی کے اندر یہ دائمًا خبر ثابت ہونگی نحو کان اللهُ علیمًا حکیمًا اللہ علم والے حکمت والے ہیں۔ او منقطعًا اور یا کان منقطع ہوگا۔ نحو کان زیدٌ شابًّا زید جوان تھا۔ و تامَّةٌ اور کان کی دوسری قسم تامة ہے۔ بمعنی ثبت و حصل یہ ثبت اور حصل کے معنیٰ میں ہے۔ یہ صرف فاعل چاہتا ہے۔ نحو کان القتالُ ای حَصَلَ الْقِتَالُ قتال ہوا۔ و زائدةٌ اور ایک کان زائدہ ہے لا یتغیّر[99] باسقاطِھا معنی الجملة کہ بدلتا نہیں اسکے گرانے سے جملہ کا معنیٰ کقول الشاعر جیسے شاعر کہتا ہے۔ شعر

جِیادُ بنی ابی بکرٍ تَسَامیٰ میرے بیٹے ابوبکر کے عمدہ گھوڑے بلند ہوگئے یعنی بازی لے گئے:؀: علیٰ کَانَ المَسَوَّمَةِ العِرابِ نشان زدہ عمدہ گھوڑو پر۔ ای علی المسومة کان زائدہ تھا گرایا پھر بھی کچھ فرق نہیں پڑا۔ (ابن کا ہمزہ درمیاں سے گرے گا لفظوں سے بھی اور تلفظ سے بھی۔ جیاد یہ جیّد کی جمع ہے۔ عمدہ گھوڑے مراد ہیں۔) جیادُ بنی میرے بیٹے کے عمدہ گھوڑے جو ہیں ۔ ابی بکرٍ جسکا نام ابو بکر ہے(بدل)۔ تسامیٰ بلند ہوئے۔ آگے یہ کان زائدہ ہے ۔ علیٰ المسوّمة العرابِ : مسومة کہتے ہے نشان زدہ کو۔ جس پر نشان لگے ہوئے ہو۔ عِراب عمدہ گھوڑا یا اعلیٰ گھوڑا۔

کان زائدہ ہے اگر اسی کو نکال بھی لے تو کچھ فرق نہیں پڑتا۔ اس لئے اس علیٰ نے المسومةِ کو جر دیا ۔ و صار للانتقال اور صار انتقال کے لئے آتا ہے۔ یعنی ایک حالت سے دوسرے حالت کی طرف منتقل ہونا۔ یا حقیقت کا بدلنا۔ یعنی ایک حقیقت سے دوسرے حقیقت میں جانا۔ صارت طِینُ حَجَرًا نحو صار زیدٌ غَنِیًّا زید امیر بن گیا۔ و اَصبح(صبح کرنا) وامسیٰ(شام کرنا) واضحیٰ (چاشت کرنا) تدُلُّ یہ دلالت کرتے ہیں علی اقترانِ مضمُونِ الجملةِ مضمون جملة کے ملنے پر۔ مضمون جملة اسکو کہتے ہیں کہ جب خبر کی مصدر کو مضاف کیا جائے مبتدا کی طرف۔ زیدٌ قائمٌ سے قیامُ زیدٍ۔ بتلکَ الاوقاتِ ان اوقات کے ساتھ نحو اَصْبَحَ زیدٌ ذاکرًا ای کان ذاکرًا فی وقتِ الصبح زید صبح کے وقت ذکر کرنے والا ہوا۔ و بمعنی صار اور کبھی کبھی یہ صار کے معنیٰ میں آتے ہیں۔ نحو اَصبحَ زیدٌ غنیًا زید غنی ہو گیا۔ اب اصبحَ کا معنیٰ صبح نہیں کرنا۔ و تامّةٌ اور کبھی یہ تامة ہوگا یعنی خبر کو نہیں چاہے گا۔پھر صرف فاعل کو چاہے گا۔ بمعنیٰ دخل فی الصَّباحِ و الضُحیٰ والْمَسا اور

صبح میں داخل ہونے چاشت میں داخل اور شام میں داخل ہونے کے معنیٰ میں ہونگے۔ اصبح زیدٌ یعنی صبح کے وقت میں داخل ہوا۔ و ظلَّ و باتَ یدُ لان ظلَّ(دن گزارنا) اور بات(رات گزارنا) بھی دلالت کرتے ہیں علیٰ اقتران مضمون الجملۃِ کہ مضمونِ جملۃ ملا ہوا ہے بوقتیہما ان دونوں کے وقت کے ساتھ نحو ظلَّ زیدٌ کاتبًا زید نے دن گزارا کتابت کرتے ہوئے۔ و بمعنی صار اور کبھی یہ صار کے معنیٰ میں آتے ہیں۔ جیسے ظلَّ زیدٌ غنیًّا یعنی زید مالدار ہوگیا۔ و ما زالَ و ما فتیٔ و ما برِح و ماانفکَّ تدلُّ دلالت کرتے ہیں علی استمرارِ ثبوت خبرِہا کہ ان کی خبر ثابت ہے استمرار کے ساتھ لِفاعِلِہا فاعل کے لئے مُذْ قَبِلَہٗ جب سے فاعل نے اس خبر کو قبول کیا ہے۔ نحو مازال زیدٌ امیرًا زید ہمیشہ سے امیر ہے۔مازال نے یہ فائدۃ دیا کہ جب سے زید میں امیر ہونے کی صلاحیت آئی ہے اس وقت سے استمرار کے ساتھ امیر ہے۔ و یلزمہا حرف النفی اور ان سب کے ساتھ حرف نفی لازم ہے۔"ما" حرف نفی کے بغیر ان سب کا معنیٰ ہے جدا ہونا۔اور جب اس پر "ما" حرف نفی داخل ہوا تو اب جدا ہونے کی نفی کی گئی۔ یعنی ہمیشہ رہے گا۔ تو اب معنیٰ ہوا ہمیشہ ہمیشہ۔ جیسے زالَ کا معنیٰ ہے زوال اور ما زال کا معنیٰ ہے عدم زوال۔ و ما دامَ یدلُّ اور "ما دامَ" دلالت کرتا ہے۔ علیٰ توقیتِ امرٍ کسی معاملۃ کے وقت بیان کرنے کے لئے آتا ہے۔ بمدّۃ ثبوت خبرہا لفاعلہا اتنی مدت تک جب تک اس کے فاعل کے لئے اسکی خبر ثابت ہو۔ نحو اقُوم ما دام الامیرُ جالسًا[100] میں کھڑا رہونگا جب تک امیر بیٹھا ہے۔ یعنی میرا قیام اس وقت تک ہے جس وقت تک امیر کے لئے جلوس ثابت ہے۔ یعنی جب تک "ما دام" کے اسم کے لئے خبر ثابت ہے اس وقت تک میرا قیام بھی ہونگا۔ و لیس یدل علیٰ نفی معنیَ الجملۃ حالًا اور لیس دلالت کرتا ہے جملہ کے معنیٰ کے نفی پر زمانہ حال میں۔ زیدٌ قائمٌ پر لیس داخل کرو تو لیسَ زیدٌ قائمً زید کھڑا نہیں ہے۔ و قیل مطلقًا اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ حال کے نفی کے لئے نہیں آتا بلکہ مطلق نفی کے لئے آتا ہے۔ و قد عرفت بقیۃَ احکامِہا فی القسم الاول فلا نعیدُہا اور تحقیق آپ جان چکے ہیں افعال ناقصہ کے احکام کو قسم اول کے اندر تو ہم اسکا اعادہ نہیں کرینگے۔

فصلٌ افعالُ المقارَبۃِ ھی افعالٌ یہ وہ افعال ہیں وُضِعَتْ جسکو وضع کیا گیا ہے۔ لِلدّلالۃِ تا کہ دلالت کریں علی دُنُوِّ الخَبَرِ خبر کے قریب ہونے پر لِفاعِلِہَا اسکے فاعل کے لئے۔ ان میں سے بعض قرب پر دلالت کرتا ہے اور بعض نہیں۔ اور ان سب کی خبر مضارع آتی ہیں۔ بعض میں "ان" آئینگا اور بعض میں نہیں آئینگا۔ و ھی ثلثۃُ اقسامٍ اور یہ تین قسم پر ہیں الاولُ للرَّجاءِ اول امید کے لئے ہیں و ھو عَسیٰ اور وہ عسیٰ ہے۔و ھو فعلٌ جامدٌ یہ فعل جامد ہے ۔اس میں گردان جاری نہیں ہوتی۔ لا یُسْتَعْمَلُ منہ غیرُ الماضی اور اس میں صرف ماضی استعمال ہوتا ہے۔ و ھو فی العملِ مثلُ کَادَ اور یہ عمل میں "کادَ" کی طرح ہے۔ اِلَّا اَنَّ خَبَرَہٗ فعلٌ مضارع مع اَنْ مگر یہ کہ عسیٰ کی جو خبر ہے وہ فعل مضارع ہوگی "ان" کے ساتھ۔ اور عسیٰ کی خبر منصوب ہوتی ہے۔ نحو عسیٰ زیدٌ اَنْ یَقومَ ترکیب۔ عسیٰ فعل از افعال مقاربۃ زیدٌ مرفوع لفظاً عسیٰ کا اسم، ان ناصبہ یقومَ فعل مضارع منصوب لفظاً ھو ضمیر مرفوع محلاً اسکے اندر اسکا فاعل جو کہ راجع ہے عسیٰ کے اسم کو، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مفرد(مفرد کا مطلب یہ کہ اب اس پر سکوت صحیح نہیں۔) منصوب محلاً عسیٰ کی خبر، عسیٰ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ و یجوز تقدیم الخبرِ

علی اسمہٖ اور جائز ہے اس کے اسم کو اس کے خبر پر مقدم کرنا نحو عسیٰ ان یقُومَ زیدٌ عسیٰ فعل ان ناصبہ یقومَ مضارع منصوب زیدٌ اس کافاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر بتاویل مفرد ہو کر یہ عسیٰ کے لئے فاعل ہوا،فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اس صورت یہ یہ عسیٰ تامۃ ہے۔و قد یحذف اَنْ اور کبھی کبھی "ان" کو خذف بھی کیا جاتا ہے۔ نحو عَسیٰ زیدٌ یقومُ والثانی للحصولِ اور دوسرا حصول یعنی یقین کے لئے ہے۔ و ھو کادَ اور وہ "کادَ" ہے و خبرہٗ مضارع دون ان اور اسکی خبر مضارع ہوتی ہے بغیر "ان" کے نحو کادَ زیدٌ یقومَ قریب ہے زید کھڑا ہو ترکیب۔ کادَ فعل از افعال مقاربہ زیدٌ مرفوع لفظاً کاد کا اسم، یقومُ فعل مضارع اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل جو کی راجع کادَ کے اسم کو، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر منصوب محلاً کادَ کی خبر، کادَ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ و قد تدخُلُ ان اور کبھی کبھی کادَ کی خبر پر "ان" داخل ہوتا ہے۔ نحو کاد زیدٌ ان یّقومَ والثالث للاخذِ والشروعِ فی الفِعلِ اور تیسرا ان میں کسی کام کو شروع کرنے کے لئے ہیں۔ اخذ اور شروع کا ایک معنیٰ ہے۔عطف تفسیری ہے۔ و ھو طَفِقَ و جعلَ[101] و کربَ و اخذَ و استعمالہا مثل کادَ اور ان کا استعمال کادَ کی طرح ہے۔ طفق زیدٌ یکتُبُ و او شَکَ اور اسی طرح ان میں ایک "اوشکَ" بھی ہے۔ واستعمالُہا مثلُ عسیٰ و کادَ اور اسکا استعمال "عسیٰ" اور "کادَ" دونوں کی طرح ہیں۔ یعنی کبھی ان کے خبر پر "ان" آئینگا اور کبھی "ان" نہیں آئینگا۔

فصل فعلا التعجب تعجب کے دو فعل۔ فعلانِ تھا نون تثنیہ اضافت کی وجہ سے گر گیا۔ ما وہ ہیں۔ وُضِعَ لانشاءِ التعجُّبِ جسکو وضع کیا گیا ہے تعجب کے لئے ولہٗ صیغتانِ اور اسکے دو صیغیں ہیں۔ ما افعلَہٗ اس میں سے ایک "ما افعلَہٗ" ہے۔ نحو ما اَحْسنَ زیدًا (یہاں "ہا" ضمیر کی جگہ زیدًا لگایا) اسی "ما" کو استفہامیہ نکرۃ بنایا۔ ای ایُّ شئٍ احسنَ زیدًا کس چیز نے زید کو حسین بنایا۔ اس "ما" کی تفسیر "ایُّ شئٍ" سے کیا۔ یہ "ایُّ" استفہامیہ ہے اور اس کے آگے شئٌ نکرۃ ہے۔ تو یہ "ما" استفہام اور نکرۃ کے لئے ہوا۔ایک "ما" موصولہ ہے وہ معرفۃ ہے اور یہ "ما" استفہامیہ نکرۃ ہے۔ترکیب۔ ما استفہامیہ نکرۃ مبتدا احسنَ فعل اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل جو کہ ما کو راجع ہے۔ زیدًا منصوب لفظاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر۔ مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ یہ اوپر والا معنیٰ ہم نے ترکیب کے لحاظ سے کیا۔ اصل میں ترجمہ یہ ہیں۔ "زید کتنا حسین ہے"۔ و فی احسنَ ضمیرٌ اور احسن کے اندر ضمیر ہے و ھو فاعلُہٗ اور وہ اسکا فاعل ہے۔(یہاں احسنَ سے لفظ مراد ہے۔ کیونکہ اگر فعل مراد ہوتی تو فعل پر حرف جر داخل نہیں ہو سکتا۔اس احسنَ سے مراد وہ احسن ہے جو "ما احسن زیدًا" کے اندر تھا۔ اور اس وقت یہ اسم کے طور پر استعمال ہوا۔) و اَفْعِلْ بہٖ اور دوسرا "افعل بہ" ہے۔ نحو اَحسِنْ بزیدٍ "ہا" ضمیر کی جگہ زید کا لفظ لایا۔ ترجمہ۔ زید کتنا حسین ہے۔ ترکیب۔ احسِنْ فعل انت ضمیر اسکے اندر اسکا فاعل،با زائدہ زیدٍ مجرور لفظاً اور منصوب محلاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ امام سیبویہ کے نزدیک ترکیب۔ وہ فرماتے ہیں کہ "احسِنْ" بمعنیٰ "احسَنَ" کے ہے۔ صورۃً امر ہے لیکن دراصل ماضی ہے۔تو اَحسِنْ بزیدٍ "احسنَ زیدٌ" ہوا۔ یہ زید فاعل بنا احسَنَ کے لئے۔ترجمہ۔ زید

حسین ہوا۔ و لا یُبنیان الّا مما یُبْنیٰ منه افعلُ التفضیل اور یہ نہیں بنائے جاتے مگر ان افعال سے جن سے اسم تفضیل بنایا جاتا ہے۔ و یُتوصّلُ فی الممتنعِ اور وہ جن سے بنانا ممتنع ہے بمثل اس قسم کے مثالوں سے ما اَشَدَّ استخراجًا فی الاول و اَشْدِدْ باستِخراجه فی الثانی کما عرفت فی اسم التفضیل و لا یجوز التصرُّف فیهما اسکے اندر تصرف کرنا جائز نہیں بتقدیم و لا تاخیر تقدیم اور تاخیر کے ساتھ و لا فصلٍ اور نہ فصل کے ساتھ والمازنیُّ اَجازالفصلَ بالظرف اور امام مازنی نے فصل کی اجازت دی ہے ظرف کے ساتھ۔[102] نحو ما احسن الیومَ زیدًا جیسے ما احسن الیوم زیدًا یہ اصل میں "ما احسن زیدًا " اور درمیان میں فصل لے آئے۔

فصل افعال المدحِ و الذم ما وُضع لانشاءِ مدحٍ او ذمٍ افعال مدح اور ذم وہ ہیں جن کو وضع کیا گیا ہے انشاءِ مدح اور انشاءِ ذم کے لئے۔ یہاں دو باتیں ہیں۔ ایک ہے کسی کی مدح کی خبر دینا اور ایک ہے کسی کی مدح کرنا یعنی انشاءِ مدح کرنا۔ جیسا کہ میں کہتا ہوں"زید بڑا اچھا آدمی ہے"۔ تو اس میں سچ اور جھوٹ کا احتمال موجود ہیں۔ تو یہ خبر ہوئی۔ اور اگر میں کہہ دوں "نعم الرجل زیدٌ" یعنی زید کتنا اچھا آدمی ہے۔تو میں نے زید کی مدح کی تو اسکے اندر سچ یا جھوٹ کا احتمال نہیں۔ اب یہ انشاء ہوا۔ امّا المدحُ فله فعلان مدح کی دو فعل ہیں۔ نِعْمَ ایک نعمَ ہے۔ نعمَ کا فاعل ہمیشہ معرف باللام آئے گا۔یا اگر خود معرف باللام نہیں ہے تو معرف باللام کی طرف مضاف ہوگا۔اور کبھی کبھار اسکا فاعل ضمیر ہوگی۔اور وہ ضمیر مبہم ہوگی۔لہٰذا آگے اسکی تمیز منصوب نکرۃ آئیگی۔ و فاعلُه اور اسکا فاعل جو ہے۔ اسمٌ مُعرَّفٌ باللام ایسا اسم ہوگا جو معرف باللام ہو۔ نحو نِعم الرجلُ زیدٌ بڑا ہی اچھا آدمی ہے زید۔ یہاں نعمَ فعل الرجل اسکا فاعل اور زید مخصوص بالمدح کہلاتا ہے۔ ترکیب۔ نعمَ فعل از افعال مدح الرجل مرفوع لفظاً اسکا فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر مقدم،(جملہ کبھی مبتدا نہیں بن سکتا) اور زیدٌ مرفوع لفظاً مبتدا مؤخر۔ اس ترکیب میں یہ ایک جملہ بنا۔ دوسری ترکیب کے مطابق یہ دو جملے بنیگے۔ نعم الرجل جملہ فعلیہ الگ، زیدٌ اسکو الگ جملہ بنائیں اور اسکے لئے مبتدا مخذوف "ھو" نکال لیں۔ تو "ھو" مبتدا اور زیدٌ اسکی خبر بنے گا۔ او مضافٌ الی المعرف باللام اور یا مضاف ہوگا معرف باللام کی طرف۔ نحو نعم غلام الرّجل زیدٌ یہاں غلام خود تو معرف باللام نہیں لیکن معرف باللام کی طرف مضاف ہے۔ ترکیب۔ نعم فعل از افعال مدح غلامُ مرفوع لفظاً مضاف الرجلِ مجرور لفظاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر نعم کے لئے فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر مقدم، اور زیدٌ مخصوص بالمدح مرفوع لفظاً مبتدا مؤخر۔اور دوسرا ترکیب بھی کر سکتے ہیں جس میں "نعم غلام الرجل" ایک جملہ اور "ھو زید" دوسرا جملہ بنے گا۔ و قد یکون فاعلُه مضمرًا اور کبھی نعم کا فاعل ضمیر ہوتی ہے۔ اور وہ ذہن کے اندر شیئٌ کی طرف راجع ہوتی ہے۔ او یجب تمیزہ بنکرۃٍ منصوبۃٍ اور واجب ہے کہ اسکا تمیز نکرۃ منصوب کے ساتھ لایا جائے۔ نحو نعم رجلًا زیدٌ ترکیب: نعم فعل او افعال مدح اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً مبہم ممیز اور یہ ھو ضمیر ذہن کے اندر شیئٌ کو راجع ہے۔ یعنی "نعم ھو" اچھی ہے وہ چیز۔ تو کیا چیز اچھی ہے تو "رجلًا" نے آکر اُس ابہام کو دور کیا۔رجلاً منصوب لفظاً "ھو" کی تمیز۔مبہم ممیز اپنے تمیز سے ملکر نعمَ کے لئے فاعل۔ باقی ترکیب اسی طرح ہے۔او بما اور یا اسکی تمیز "ما" کے ساتھ لائی جائے گی۔ نحو قوله تعالیٰ فَنِعِمَّا هی یہ "ما"

نکرۃ ہے۔ اور یہ تمیز بن رہا ہے اور تمیز منصوب ہوتا ہے۔ ای نعم شیئًا ھی مخصوص بالمدح مبتدا مؤخر ہے۔ اور نعم کے اندر ھو ضمیر مبہم ممیز نکالیں گے۔ و زیدٌ یُسمَّی المخصوصَ بالمدح اور زید کو مخصوص بالمدح کہینگے۔ و حَبَّذا اور دوسرا افعال مدح میں سے حَبَّذا ہے۔ نحو حَبَّذا زیدٌ حَبَّ فعلُ المدح و فاعله ذا حبَّ فعل مدح ہے اور اسکا فاعل ذا ہے۔ والمخصوصُ بالمدح زیدٌ اور مخصوص بالمدح زید ہے۔ ترکیب۔ حبّ فعل از افعال مدح ذا اسکا فاعل، فعل فاعل ملکر خبر مقدم زیدٌ مخصوص بالمدح مبتدائے مؤخر۔ و یجوز ان یقع قبلَ مخصوصٍ او بعده تمیزٌ اور کہتے ہیں کہ یہ بھی جائز ہے کہ مخصوص بالمدح سے قبل تمیز آ جائے اور یا اس کے بعد تمیز آ جائے۔

نحو حَبَّذا رجُلاً زیدٌ تو زید مخصوص بالمدح سے پہلے تمیز آ گئی۔ و حبَّذا زیدٌ رجلًا اور یہاں مخصوص بالمدح کے بعد تمیز آ گئی۔ او حالٌ اور یا اسی طرح حال کا آنا جائز ہے مخصوص بالمدح سے پہلے یا مخصوص بالمدح کے بعد نحو حَبَّذَا رَاکبًا زیدٌ و حَبَّذَا زیدٌ راکبًا تو یہ تمیز ہوگی یا حال ہوگا "ذا" سے۔ تمیز نسبت سے آیا کرتی ہے اور حال فاعل یا مفعول سے آتا ہے اور فاعل یہاں "ذا" ہے۔ و اما الذم اور باقی ذم جو ہے۔ فله فعلان ایضًا تو اسکے بھی دو افعال ہیں۔ بِئْسَ ایک بئس ہے۔ نحو بئس الرجُلُ عمرٌو یہاں فاعل معرف باللام ہے۔ و بئسَ غُلامُ الرجُلِ عمرٌو یہاں فاعل مضاف ہے معرف باللام کی طرف و بئسَ رجُلًا عَمرٌو بئس کے اندر ھو ضمیر ہے جو اسکا فاعل ہے اور رجلا اسے تمیز ہے۔ و ساء اور دوسرا فعل ذم "ساء" ہے۔ نحو سَآءَ الرجُلُ زیدٌ و سَآءَ غلام الرجُلِ زیدٌ و سَآءَ رجلًا زیدٌ اس میں بھی وہی تینوں مثالیں جو بئس میں گزری و ساء مثل بئس فی سائرِ الاقسام اور ساء بئس کی طرح ہے تمام اقسام میں۔ یہاں پر افعال کی بحث ختم ہوئی۔ اب آگے حروف کی بحث آئینگی۔

القسم الثالثُ فی الحروف و قد مضٰی تعریفهُ تیسری قسم حروف ہے اور اس کی تعریف گزر چکی ہے۔ و اقسامُه سبعةَ عَشَرَ اور اسکے 17 اقسام ہیں۔ حروف الجرِّ و الحروف المشبهة بالفعل و حروف العطف و حروف التنبیه و حروف النداء و حروف الایجاب و حروف الزیادۃ و حرفا التفسیر و حروف المصدر و حروف التحضیض (تحضیض کا معنیٰ ہے ابھارنا) و حروف التوقّع و حرفا الاستفهام و حروف الشرط و حرف الرّدع(ڈانٹ ڈپٹ کا حرف اور یہ ایک ہے یعنی کلّا) و تاءُ التانیث الساکنةُ والتنوین و نونا التاکید

فصل حروف الجرَ حروف وُضعَتْ حروف جارہ وہ حروف ہیں جسکو وضع کیا گیا ہے لافضاء الفِعلِ و شبهِهٖ تا کہ پہنچائے فعل کو اور شبہ فعل کو او معنی الفعلِ اور یا معنیٰ فعل کو الٰی ما تلیه 103 جسکے ساتھ یہ ملے ہوئے ہے۔"یہاں ما اسم سے عبارت ہے" اور تلیہ میں فاعل ھی ہے اور یہ حروف جارہ کو راجع ہے۔ نحو مررت بزید یہاں "با" زید کے ساتھ ملی ہوئی ہے "مررت" فعل کو "زید" کے ساتھ جوڑ دیا۔جعنی مرور کے معنیٰ کو زید تک "با" سے پہنچایا۔ یعنی حروف جارہ وہ ہیں جو فعل کے معنیٰ کو پہنچا دے اس اسم تک جو

انکے ساتھ ملا ہوا ہو۔ یعنی میرا گزرنا زید کے پاس سے ہے اور یہ "با" نے بتلایا۔ و انا مارٌّ بزید میں زید پر گزرنے والا ہوں۔ یہاں مارٌّ شبہ فعل ہے اور اسکا معنیٰ زید تک "با" نے پہنچایا۔ حروف جارہ کبھی معنیٰ فعل کو بھی اسم تک پہنچاتا ہے۔ معنیٰ فعل: یعنی "یا" دلالت کرتا ہے ادعُ پر، ھذا دلالت کرتا ہے اشیرُ پر اور ھائے تنبیہ دلالت کرتا ہے انبہ پر۔ تو یہ معنیٰ فعل کی مثالیں ہیں۔ و ھٰذا فی الدارِ ابُوکَ ای اُشیرُ الیه فیھا یہ "ھذا" جو ہے یہ معنیٰ فعل ہے۔تو اس معنیٰ فعل کو داد تک "فی حرف جر" نے پہنچایا۔ و ھی تسعة عشر حرفا اور یہ 19 حروف ہیں۔ من و ھی لابتداء الغایة سب سے پہلے "مِن" ہے اور یہ ابتدائے مسافت کے لئے آتا ہے۔ و علامتُه ان یصح فی مقابَلَتِهِ الانتہاءُ کہ اسکے مقابلے میں انتہاء کا لانا صحیح ہو۔ کما تقول سرتُ من البصرةِ الی الکوفة و للتبیین اور "من" کبھی بیان کے لئے آتا ہے۔جب کوئی مبہم چیز ہو تو اسک بیان کے لئے "من" لے آتے ہیں۔ و علامتُهُ اور اسکا علامت یہ ہے کہ ان یصح کہ صحیح ہو وضعُ لفظِ اَلّذی اَلّذی کے لفظ کو رکھنا مکانَه اسکی جگہ پر۔ یعنی کلام سے "من" اٹھائے اور اسکی جگہ لفظ الذی رکھے اگر معنیٰ صحیح ہے تو معلوم ہوا کہ یہ "من" بیان کے لئے ہے۔ کقوله تعالیٰ فاجْتنبوا الرّجسَ من الاوثان جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول کہ بچو تم گندگی سے یعنی کہ بتوں سے۔ یہاں اگر من کی جگہ الذی رکھے تو معنی پھر بھی صحیح ہوتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ یہ "من" بیان کے لئے ہے۔ و للتبعیض اور کبھی من تبعیض کے لئے اتا ہے۔ و علامته ان یصح لفظُ بعضٍ مَکانَه اور اسکی علامت یہ ہے کہ اسکی جگہ لفظ "بعض" کو رکھنا صحیح ہو۔ نحو اخذت من الدراھم میں نے درھموں میں سے اٹھا ئے۔ یعنی سارے نہیں اٹھائے۔ اگر سارے اٹھاتے تو اخذت الدراھم کہتے۔ تو اسکی جگہ بعض لفظ رکھنا صحیح ہے۔ یعنی اخذتُ بعضَ الدراھم۔ و زائدة اور من کبھی زائدہ بھی آتا ہے۔ وعلامته اور اسکی علامت یہ ہے۔ ان لا یختلَّ المعنی باسقاطِها کہ اسکو ساقط کردینے سے معنیٰ میں کوئی خلل نہ آئے۔ نحو ما جاءنی من احدٍ یہ من زائدہ ہے۔ یعنی ما جاءنی من احدٍ اور ما جاءنی احدٌ میں کوئی فرق نہیں۔(یہاں من جارہ احدٍ مجرور لفظاً اور جب من کو نکالا تو یہ احدٌ مرفوع بنا۔ تو مطلب یہ ہوا کہ یہ مجرور ہے لفظًا اور مرفوع ہے محلاً) ترکیب۔ ما حرف نفی جاء فعل نون وقایہ یا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ من جارہ زائدہ احدٍ مجرور لفظاً مرفوع محلاً فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ یہ حروف زائدہ کسی سے متعلق نہیں ہوتے۔ و لاتُزاد من فی الکلام الموجَب اور کلام موجب کے اندر من کو بڑھاتے نہیں۔ بصریوں کے نزدکی من زائدہ کلام غیر موجب میں آتا ہے جبکہ کلام موجب میں نہیں آتا۔ کلام موجب: جس میں نفی، نہی اور استفہام نہ ہو۔ کلام غیر موجب: جس میں نفی ہو یا نہی ہو یا استفہام ہو۔ خلافا للکوفیین بخلاف کوفیین کے۔یعنی کوفیین فرماتے ہیں کہ کلام موجب اور غیر موجب دونوں میں من آ سکتا ہے۔ کوفیین کے نزدیک: اللہ قرآن میں فرماتا ہے ۔ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً : یقینا اللہ تمام گناہوں کو بخش دیتے ہیں۔یہاں سے معلوم ہوا کہ اللہ بعض گناہوں کو نہیں بلکہ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ دوسری جگہ اللہ فرماتا ہے۔ یغفر لکم من ذُنوبکم۔ بخش دینگے تمہارے لئے تمہارے گناہوں کو۔ اگر من یہاں تبعیض کے لئے مراد لے تو معنیٰ ہو جائینگا کہ تمہارے بعض گناہوں کو بخش دینگے۔ تو دونوں آیتوں میں ٹھکراو آیا۔یہاں ایک آیت سے تمام اور دوسری سے بعض ثابت ہوا۔ اس

اختلاف سے بچنے کے لئے من کو زائدہ مان لینا پڑے گا۔ اور یہ "یغفرلکم من ذنوبکم" اس میں نفی، نہی اور استفہام نہیں ۔ یہ کلام موجب ہے اور کلام موجب میں من آگیا۔ نیز عرب کا ایک اور قول بھی ہے ۔ "قد کان من مّطرٍ" بارش ہوئی تھی۔ یہ بھی کلام موجب ہے اور اسکے اندر من زائدہ آیا۔ یعنی قد کان مطرٌ۔ یہ کان تامہ ہے اور یہ صرف فاعل کو چاہتا ہے۔ یہ مطرٍ مجرور لفظ ہے اور مرفوع محلاً ہے ۔

بصری جواب دیتا ہے کہ ایک آیت میں تمام گناہوں کی بخشش کا ذکر ہو اور دوسروں میں بعض گناہوں کی بخشش کا ذکر ہے ۔ اور یہ ٹھکراو بھی نہیں کیونکہ ایک میں امت محمدیہؐ کا ذکر ہے اور دوسروں میں نوحؑ کی امت کا ذکر ہے۔ حضورؐ کی امت کو اللہ فرماتا ہے کہ اگر میں چاہوں تو تمہارے سارے گناہوں کو بخش دوں گا اور نوحؑ کی امت کو اللہ فرماتا ہے کہ اگر میں چاہوں تو تمہارے بعض گناہوں کو بخش دونگا۔ تو کوئی ٹھکراو نہیں۔ ٹھکراو تو اس وقت آتا ہے جب دونوں آیتوں کو ایک ہی امت کے لئے مان لے۔

بصری حضرات فرماتے ہیں کہ یہ جو کلام عرب آپ نے ذکر کیا کہ اس میں من زائدہ ہے۔ جبکہ اس میں من زائدہ نہیں بلکہ یہ تبعیضیہ ہے۔ اور اسکا معنیٰ یہ ہے کہ کچھ بارش ہوئی تھی۔ اور یا یہ من بیان کے لئے ہے۔ یعنی قد کان شئٌ یعنی کیا چیز ہوئی تھی تو جواب ہے من مطرٍ یعنی کہ بارش۔ یہاں پر اشکال یہ ہوگا کہ کان کا فاعل شئٌ بنا۔ یعنی من تبعیضیہ وہ ہے جس کو اٹھا کر الذی کا رکھنا صحیح ہو،اور یہاں پر الذی کا رکھنا صحیح نہیں کیونکہ جو شئٌ آپ نے نکالا ہے وہ نکرہ ہے اور الذی اسم موصول جو ہے وہ معرفة ہے۔ تو نکرة کا بیان معرفة کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔ اور یہ اس کے لئے صفت وغیرہ نہیں بن سکتا۔ تو جواب یہ کہ اسم موصول صرف الذی کو اٹھا کر رکھنا کافی نہیں بلکہ الذی جن چیزوں کا تقاضا کرتا ہے وہ بھی سارے ساتھ لے آو پھر رکھنا صحیح ہو جائے۔ تو اب اگر یہاں ہم کر دے الشئُ تو اب من کی جگہ الذی رکھنا صحیح ہو جائے گا۔ یعنی قد کان شئ الذی ہو مطرٌ۔

تیسرا جواب۔ کہتے ہیں کہ یہ من مبنی بر حکایت ہے ۔ کیسے؟ مثلاً کسی نے سوال کیا ، ھل کان من مطرٍ، یہاں ھل استفہام ہے اور استفہام کے اندر جو یہ "من" آ رہا ہے یہ زائدہ ہے اور کلام غیر موجب میں آیا۔ چونکہ سوال میں من زائدہ تھا تو جواب میں بھی من زائدہ کر دیا۔ جواب کو سوال کے مطابق کر دیا۔ اور جواب دیا قد کان من مطرٍ۔

واَمّا قولہم قد کان من مّطَرٍ اور باقی عربوں کا یہ قول "قد کان من مطرٍ" و شبہُہ اور اس کے جو مشابہ اقوال ہیں فمُتاوَّلٌ ان میں تاویل کی گئی ہیں۔ جیسے اوپر گزر گیا ہے۔ جیسا کہ ایک آیت میں یہ تاویل کی گئی کہ ایک امت محمدیہؐ کے بارے میں ہے اور دوسرا امت نوحؑ کے بارے میں ہیں۔ اور تین تاویلات اوپر درج کی گئی کہ یا یہ من تبعیض کے لئے ہے ، یا بیان کے لئے اور یا حکایت کے لئے ہے۔

و الیٰ حرف جار کے بعد الیٰ کی بحث ہے۔ و ھی لانتہاء الغایة اور یہ انتہاء مسافت کے لئے آتا ہے۔ کما مرَّ جیسا کہ گزرا و بمعنی مع قلیلاً اور کبھی یہ "الیٰ" مع کے معنیٰ میں بھی آتا ہے مگر بڑا قلیل ہے۔ کقولہٖ تعالیٰ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيدِيَكُمْ الی المرافق ای مع المرافق 104 ترجمہ: تم دھو لو اپنے چہروں کو اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت۔ و حتی و ھی مثلُ الیٰ اور حروف جارہ میں سے حتّٰی بھی ہے اور یہ الیٰ کی طرح ہے۔ یعنی یہ

بھی انتہائے مسافت کے لئے آتا ہے۔ نحو نمتُ البارِحۃَ حتّٰی الصباحِ میں گذشتہ رات سویا صبح تک۔ نمتُ ، نامَ ینامُ : سونا ، بارحۃ: گذشتہ رات و بمعنیٰ مع کثیرًا اور یہ بھی مع کے معنیٰ میں آتا ہے اور بڑا کثیر ہے۔ نحو قدِمَ الحاجُّ حتّٰی المشاۃِ حاجی آگئے پیدل سمیت۔ ولا تدخل الا علیٰ الظاھر اور یہ قطعًا داخل نہیں ہوتا مگر صرف اسم ظاہر پر۔ حتیّٰ اور الیٰ میں ایک فرق یہ ہے کہ حتی مع کے معنیٰ میں کثیر آتا ہے اور الیٰ مع کے معنیٰ میں قلیل آتا ہے۔ اور دوسرا فرق یہ کہ حتی اسم ضمیر پر داخل نہیں ہوتا۔جبکہ الیٰ اسم ظاہر اور اسم ضمیر دونوں پر داخل ہو سکتا ہے ۔ جیسے الی السوق، الیہ وغیرہ۔ فلا یقال حتّاہُ پس لہذا حتّاہ نہیں کہا جائے۔ خلافا للمبرَّد خلاف امام مبرّد کے ۔امام مبرد کے نزدیک حتی ضمیر پر بھی داخل ہو سکتا ہے۔ اور دلیل میں یہ شعر لایا۔ اس شعر میں حتّٰی "کاف" ضمیر پر داخل ہوا ہے۔

و قول الشاعرِ شعر

فلا واللہِ لا یَبقیٰ اُناسٌ : : ؛ فتًی حتّاکَ یا ابن ابی زیاد

یہ لا جو قسم سے پہلے ہے یہ زائدہ ہے۔ کلام میں حسن پیدا کرنے کے لئے اسکو بڑھایا جاتا ہے۔ اور بلاغت کا نکتہ اس میں یہ ہے کہ اس میں اشارہ ہوتا ہے اس طرف کہ جس بات پر آگے قسم کھائی جاتی ہے وہ بات اتنی واضح ہے اتنی ظاہر ہے کہ اس پر قسم کھانے کی ضرورت ہی نہیں۔ قسم تھ کھا رہے ہیں لیکن اس پر قسم کھانے کی ضرورت نہیں۔ "واو" قسمیہ جارہ ہے ۔لفظ اللہ مجرور ہے۔ جار مجرور ملکر متعلق ہو جائینگے اُقسم فعل کے ساتھ۔ اُقسم فعل انا ضمیر اسکے اندر فاعل ، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکرجملہ فعلیہ ہو کر قسم، لا یبقیٰ اناسٌ۔ باقی نہیں رہینگے لوگ۔ ناس: لوگ، اناسٌ لغت ہے ناسٌ سے۔ جیسے الناس ۔ فتًی یہ اناسٌ سے بدل ہے ۔اور اناسٌ مبدل منہ ہے۔ بدل اور مبدل منہ کا اعراب ایک جیسا ہوتا ہے۔ اناسٌ یہاں مرفوع لفظاً ہے۔ فتًی معرب ہے اور اسم مقصور ہے۔ اسم مقصور وہ ہے جس کے آخر میں الف آ جائے ۔ الف کبھی لفظوں میں ہوگا اور کبھی تقدیرًا۔ یہاں الف تقدیرًا ہے۔ اصل میں تھا فَتَیٌ۔ یا متحرک ہے اور ما قبل فتح ہے تو یا کو الف سے بدل دیا تو فتان بن گیا ۔ الف بھی ساکن اور نون بھی ساکن تو التقائے ساکنین کی وجہ سے الف گرایا تو فتیً بنا۔ الف اجتمائے ساکنین کی وجہ سے گر گیا لیکن تقدیرًا یہاں موجود ہے۔ تو فتیً بھی مرفوع تقدیرًا ہے ۔ حتّٰی جارہ کاف ضمیر مجرور محلاً ، حتّا کَ ، یا حرف ندا (منادیٰ آگے آتا ہے ۔ جب منادیٰ مضاف یا مشابہ مضاف ہو تو منصوب ہوا کرتا ہے) ابنَ منصوب ہے کیونکہ اسکی اضافت ہو رہی ہے۔ یا ابنَ ابی زیادٍ اے ابی زیاد کے بیٹے ۔

ترجمہ۔ اے ابی زیاد کے بیٹے قسم ہے خدا کی، لوگ باقی نہیں رہینگے نوجوان، یہاں تک کی تو بھی باقی نہیں رہے گا۔

شاذٌ یہ قول شاذ ہے۔

و فی اور حروف جارہ میں سے چوتھا "فی" ہے ۔ و ھی للظرفیۃ اور یہ ظرفیت کے لئے آتا ہے ۔ اور یہ بتلاتا ہے کہ ما بعد ظرف ہے۔ ما قبل کے لئے نحو زیدٌ فی الدارِ یہ دار ظرف ہے زید کے لئے۔ و الماءُ فی الکوزِ اور پانی کوزے کے اندر ہے۔ و بمعنیٰ علیٰ قلیلا اور کبھی "فی" علیٰ کے معنیٰ میں آتا ہے مگر بڑا قلیل ہے۔ نحو قولہ

تعالیٰ وَ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِى جُذوعِ النَّخْلِ فرعون نے کہا تھا ان جادوگروں کو جو موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے تھے کہ میں تم کو ضرور بضرور سولی دونگا کھجور کے تنوں پر۔ تو "فی" بمعنیٰ "علیٰ" کے ہے۔ ای علیٰ جذوع النخلِ۔

والباء اور پانچواں "باء" ہے۔ و ھی للالصاق اور یہ الصاق کے لئے آتا ہے۔یعنی ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ ملانا، جوڑنا، نحو مررت بزید میں زید پر گزرا۔ ای التصق مرروے یعنی میرا گزرنا مل گیا بمواضعِ ایسی جگہ کے ساتھ یقربُ منه زیدٌ کہ زید اسکے قریب تھا۔ وللاستعانة اور کبھی "باء" استعانت کے لئے بھی آتا ہے۔ نحو کتبتُ بالقَلَم یعنی میں نے قلم کی مدد سے لکھا۔ و قد یکونُ للتعلیل اور کبھی کبھار کسی چیز کی علت بیان کرنے کے لئے آتا ہے۔ کقولہ تعالیٰ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ باتّخاذكمُ العجلَ موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر تشریف لے گئے۔ پیچھے سامری نے وہ بچھڑا بنایا، اور بنو اسرائیل والوں نے اسکی عبادت شروع کی۔ پھر موسیٰ علیہ السلام آئے اور ناراض ہوئے۔ ترجمہ: یقیناً تم نے ظلم کیا ہے اپنے نفسوں پر بسبب بچھڑے کو معبود بنانے کے ۔ باتخاذکم میں "با" سببیہ یعنی تعلیلیہ ہے۔ یعنی اس کے سبب سے تم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا۔ و للمصاحبة اور "باء" مصاحبت کے لئے بھی آتا ہے۔ یعنی ساتھ ہونا۔ کخرجَ زیدٌ بعَشیرتِه یعنی زید اپنے قبیلے کے ساتھ نکلا۔ و للمقابلة اور کبھی کبھار یہ مقابلے کے لئے بھی آتا ہے۔ کبعتُ هٰذا بذاکَ (کتاب بیوع میں ایک ضابطہ ہے کہ جس پر با داخل ہوگی وہ ثمن ہوگا۔ یعنی اشتریت الکتاب بالقلم۔ یعنی کتاب کو میں نے قلم کے مقابلے میں خریدی۔ یعنی قلم دیا اور کتاب خریدا۔ تو یہ قلم ثمن ہے۔ یعنی جس پر باء داخل ہو وہ ثمن ہے اور جس پر باء داخل نہیں وہ مبیعہ ہے۔) میں نے بیچا اس چیز کو اُس چیز کے بدلے میں۔ و للتعدیة اور کبھی باء متعدی بنانے کے لئے آتا ہے۔ کَذَهَبْتُ بزیدٍ میں زید کو لے گیا۔ ذہبتُ کا معنیٰ ہے میں گیا۔ وللظرفیة اور کبھی باء ظرفیت کے لئے آتا ہے ۔ یعنی فی کے معنیٰ میں۔ کجلَسْتُ بالمسجدِ ای فی المسجدِ

105 وزائدةً اور باء کبھی کبھار زائدہ آتی ہے۔ باء زائدہ دو جگہوں پر آتی ہے ایک قیاسی ہے اور دوسرا سماعی۔ قیاسا پہلا قیاسی جگہیں بیان فرما رہے ہیں۔ فی خبرالنفی نفی کی خبر میں نحو ما زیدٌ بقائم زید کھڑا نہیں۔یہاں بقائمٍ میں یہ با زائدہ ہے اور یہ کسی سے متعلق نہیں ہو سکتا۔ لیس زیدٌ بقائمٍ ۔ لیس فعل از افعال ناقصہ زیدٌ مرفوع لفظاً لیس کا اسم با جارہ زائدہ قائمٍ مجرور لفظاً منصوب محلاً لیس کی خبر، لیس اپنے اسم اور فعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ و فی الاستفهام اور اسی طرح استفہام کی خبر میں بھی لا سکتے ہے۔ نحو هلْ زیدٌ بقائمٍ یہ با زائدہ ہے۔ و سماعاً اور کچھ جگہیں جو سماع پر موقوف ہیں۔ فی المرفوع کبھی مرفوع کی جگہ میں آئینگا۔ نحو بحسبِک زیدٌ ای حسبُک زیدٌ با جارہ زائدہ حسبُ مضاف کاف مجرور محلاً مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور لفظاً اور مرفوع محلاً مبتدا اور زیدٌ اسکی خبر۔ و کفی باللّٰہ شهیدًا یہ لفظ اللہ مجرور لفظاً ہے اور مرفوع محلاً ہے کیونکہ فاعل ہے۔ اللہ کافی ہے باعتبار گواہی کے ای کفیٰ اللّٰہُ و فی المنصوب اور اسی طرح منصوب میں بھی با کبھی زائدہ آتی ہے۔ نحو القیٰ بیدِہ القیٰ خود مفعول چاہتی ہے با لانے کی ضرورت نہیں۔ القیٰ خود نصب دیتا ہے۔جیسا کہ ای القیٰ یدَہُ تو اس نے اپنے نفس کو ڈھالا۔ جز بول کر کل مراد لیا۔

واللامُ اور ایک لام ہے۔ و ھی للاختصاص اور ایک اختصاص کے لئے آتا ہے۔ ایک چیز کی تخصیص کرتا ہے کہ یہ اس کے ساتھ خاص ہے۔ نحو الجُلُّ للفرسِ جول خاص ہے گھوڑے کے ساتھ۔ یہ خاص ہونے کا معنیٰ لام نے ادا کیا۔ جلٌّ:جول وہ کپڑے جو زین کے نیچھے رکھے جاتے ہیں تا کہ سوار کو زخمی نہ کریں۔ والمالُ لزیدٍ اور مال خاص ہے زید کے ساتھ۔ و للتعلیل اور کبھی لام علت بیان کرنے کے لئے آتا ہے۔ کضربتهُ للتادیب میں نے اُس کی پٹھائی کی سکھانے کے لئے۔ و زائدۃٌ اور لام کبھی زائدہ آئینگا۔ کقوله تعالیٰ ردفَ لکم ای رَدِفکم رَدِفَ خود متعدی ہے بغیر لام کے۔ردف کا معنیٰ ہوتا ہے کسی کے پیچھے سوار ہونا۔ردیف پیچھے بیٹھنے والے کو کہتے ہیں۔ و بمعنی عن اذا استُعمِل مع القول اور یہ کبھی عن کے معنیٰ میں بھی آتا ہے جب اس کو استعمال کیا جاتا ہے قول کے ساتھ۔ کقوله تعالی قال الذین کفروا للذینا اٰمنوا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، کہا ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا تھا ان لوگوں کے بارے میں جو ایمان لائے تھے لو کان خیرًا اگر یہ ایمان بہتر ہوتا مَّا سبقونا الیه تو وہ ہم پر سبقت نہ کرجاتے یوں ایمان کی طرف۔ وفیه نظرٌ قالَ کا صلہ ہمیشہ لام آتا ہے جو مخاطَب پر داخل ہوتا ہے۔جیسا کہ "قل لک" میں نے آپ سے کہا۔ تو آپ مخاطَب ہے یعنی کاف ضمیر اور اس پر لام داخل ہوا۔ یا میں نے زید سے کہا "قلتُ لزیدٍ" تو یہاں زید مخاطب ہے اور اس پر لام داخل ہوا۔ اسی طرح قلتُ لعمروٍ ، قلتُ للطلاب، ان سب مثالوں میں لام داخل ہوا مخاطَب پر۔ لیکن کبھی کبھی یہ غیر مخاطَب پر بھی داخل ہو جاتا ہے۔ اور اس کا ذکر اس آیت میں ہے۔ قال الذین کفروا کہتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا قال کا صلہ لام آیا اور لام مخاطب پر داخل ہوتا ہے۔ اگر یہاں الذین سے مخاطب مراد لیا جائے تو ترجمہ یوں بنے گا ۔ان لوگوں سے کہتے ہیں جو ایمان لائے ۔ یعنی کافر مومن سے کہتے ہیں۔ لو کان خیرًا اگر یہ ایمان بہتر ہوتا، ما سبقونا یہاں سبقوا جمع غائب ماضی کا صیغہ ہے۔ وہ لوگ سبقت نہ کرجاتے ہمارے اوپر۔ الیه اس ایمان کی طرف۔(دیکھو کافر کہتا ہے مومنین سے اگر ایمان بہتر ہوتا تو وہ لوگ ہم پر سبقت حاصل نہ کرتے۔ یعنی کافروں کا مخاطب مومنین ہے اور سبقونا اُس نے غائب کا صیغہ لایا۔ کفار کو ما سبقتمونا کہنا چاہیے تھا۔ لیکن ایسا نہیں لایا۔ تو یہ سبقونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ الذین یہاں پر کفار کی مخاطب نہیں۔ الذین امنوا غائب ہیں اس لئے وہ غائب کا صیغہ لائے۔ کیونکہ کفار اپنے درمیان ایک دوسرے سے کہہ رہے ہیں کہ اگر یہ ایمان بہتر چیز ہوتا تو یہ لوگ ہم پر سبقت نہ لے جاتے ۔ تو یہاں پر الذین قال کا صلہ غیر مخاطب ہوا اور لام "عن" کے معنی میں استعمال ہوا۔) و فیه نظرٌ ۔ اور اس میں اشکال ہے۔ یعنی یہ لام غائب پرداخل نہیں بلکہ مخاطب پر داخل ہے۔ اور مخاطب مومنین ہیں۔ اور کفار مومنین کی ایک جماعت کو کہہ رہے ہیں دوسرے جماعت کے بارے میں۔ یعنی کفار مومنین کی ایک جماعت سے کہہ رہا ہے کہ اے لوگوں اگر یہ ایمان بہتر ہوتا تو وہ غریب مومنین ہم پر سبقت نہ کر جاتے۔ تو یہاں پر سبقونا سے دوسری جماعت مراد ہے۔ و بمعنی الواو اور کبھی لام "واو" کے معنی میں بھی آتا ہے۔ فی القسم للتعجب وہ قسم جو تعجب کے لئے کھائی جائے۔

کقول الھزلِیِّ شعر جیسا کہ ہزلی شاعر کہتا ہے

للہ یبقیٰ علی الایام ذو حَیَدٍ : : بمُشْمَخِرٍّ به الظَّیَّانُ وَ الْاٰسُ

لِلّٰہِ میں لام قسم کے لئے ہے۔ یعنی قسم ہے اللہ کی: یبقیٰ ای لا یبقیٰ : باقی نہیں رہتا، یہاں "لا" مخذوف ہے، اگر لا کو ذکر کرتے تو شعر کا وزن برقرار نہیں رہتا ۔ اور کوئی مسئلہ پھر بھی نہیں بنتا کیونکہ معنیٰ ظاہر ہے۔ علی الایام: زمانے میں ، یعنی زمانے میں کوئی باقی نہیں رہتا۔ ذو حَیَدٍ ۔ گرہ دار سینگوں والا بمشْمَخرٍ : مُشمَخِرٍ بروزن مُطْمَئِنٍّ۔ اونچے پہاڑ، ظَیَّان : چنبیلی(یاسمین)،اٰس : خوشبو دار پتے

شاعر تعجب کا اظہار کر رہا ہے کہ قسم خدا کی زمانے میں کوئی گرہ دار سینگوں والا پہاڑ کی بلند چوٹی پر بھی باقی نہیں رہتا ، ایسی پہاڑ کی بلند چوٹی جہاں پر چنبیلی اور خوشبودار پتوں والے پودے بھی ہو۔ یعنی ہر چیز فناہ ہونے والا ہے۔

یہاں "لا" مخذوف ہے اور ذو حیدٍ یہ یبقیٰ کا فاعل ہے۔ الظیان معطوف ہے اور الاس معطوفٌ علیه ہے ، معطوف اور معطوفٌ علیه ملکر مبتدا مؤخر بنا۔ اور به جار مجرور خبر مقدم ہے۔ مبتدا مؤخر خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیه ہو کر یہ صفت ہوا مشمخر کے لئے، اور بہ کی "ہا" ضمیر مشمخر کو راجع ہے۔ مشمخر چونکہ نکرہ ہے اور جملہ بھی نکرہ کے حکم میں ہوتا ہے۔ تو یہ پورا جملہ مشمخر کے لئے صفت بنا۔ موصوف صفت ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا یبقیٰ سے۔ موصوف صفت کے ساتھ ترجمہ یوں ہوگا۔ قسم خدا کی باقی نہیں رہتے زمانے کی اندر گرہ دار سینگوں والے ایسے پہاڑ کی بلند چوٹی میں جس میں چنبیلی اور نیاز بو ہو۔

و رُبَّ اور حروف جارہ میں ایک رُبَّ ہے۔ و هی للتقليل اور یہ تقلیل کے لئے آتا ہے۔ كما اَنّ کم الخبرية للتكثير جیسے کِم خبریه تکثیر کے لئے آتا تھا۔ جیسے کم رجالُ لقیتُ : بہت سے آدمیوں سے میں ملا۔ رُبَّ تقلیل کے لئے وضع کیا گیا تھا لیکن اب تکثیر کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جہاں بھی رُبَّ آئے تو اس کا معنیٰ تکثیر(بہت سے) سے کرینگے۔ ہاں اب بھی کبھی کبھی یہ تقلیل کا معنیٰ ادا کرینگا۔ لیکن تقلیل کے معنیٰ کے لئے کوئی قرینہ چاہیے ہوگا۔ و تستحقُّ صدرَ 106 الكلام اور یہ صدارت کلام چاہتا ہے۔اس لئے کہ یہ انشاء تقلیل کے لئے آتا ہے۔ اور یا اب انشاء تکثیر کے لئے استعمال میں ہے۔ تا کہ کلام کی ابتدا سے پتہ چل جائے کہ یہ انشاء تقلیل کے لئے ہے یا انشاء تکثیر کے لئے۔ و لا تدخُلُ الا علی نكرة موصوفة اور یہ داخل نہیں ہوتا مگرایسے نکرۃ پر جو موصوفة ہو۔ کیونکہ رُبَّ جر دینگا اور اُس نکرۃ کی آگے صفت آئینگی جس نکرۃ پر یہ داخل ہوگا۔ نحو ربّ رجلٍ كريمٍ لقيتهٗ رب رجل پر داخل ہوا اور آگے رجل کی صفت کریم آیا۔ ترجمہ: بہت سے تقی آدمیوں سے میری ملاقات ہوئی ہے۔ او مضمر مبهمٍ مفرد مذكرٍ ابدًا اور یا کبھی رُبَّ داخل ہوتا ہے ضمیر پر اور وہ ضمیر ہمیشہ مبہم، مفرد اور مذکر ہوتا ہے۔ مميز بنكرة منصوبة جسکی تمیز نکرۃ منصوبه کے ساتھ لائی جائینگی۔ چونکہ یہ ضمیر مبہم ہے اس لئے آگے اس کی تمیز آئینگی۔ نحو رُبَّهُ رجلًا یہاں رُبَّ "ہا" ضمیر پر داخل ہوا، جو مبہم مفرد مذکر ہے۔ یہ ہمیشہ مفرد مذکر رہینگی۔ یعنی ربھما، ربھم، ربھا نہیں آ سکتا۔ چونکہ یہ "ہا" ضمیر مبہم ہے تو آگے تمیز چاہینگی جو نکرۃ منصوبه ہوگی۔ اور وہ رجلاً ہے۔ و ربّه رجلين و ربه رجالا و ربه امرأةً اگر تمیز تثنیه یا جمع یا مؤنث بھی آ جائے تو ضمیر نے بدلنا نہیں۔یعنی بصریین کا مذہب ہے کہ ضمیر میں کوئی تبدیلی نہیں آئینگی۔ كذلك اسی طرح و عند الكوفين اور کوفیین کے نزدیک يجب المطابقة

مطابقت واجب ہے۔یعنی ضمیر میں بھی تبدیلی آئینگی۔یعنی مذکر کے لئے مذکر، مؤنث کے لئے مؤنث، مفرد کے لئے مفرد، تثنیہ کے لئے تثنیہ، جمع کے لئے جمع نحو رُبهما رجلين و ربهم رجالا و ربها امرأةً و قد تَلْحَقُها ما الكافةُ اور کبھی کبھار اس کے ساتھ ما ئے کافة مل جاتا ہے۔ کفَّ یَکُفُّ کامعنیٰ ہوتا ہے روکنا۔ یہ "ما" بھی ربَّ وغیرہ کو عمل سے روکتا ہے تو اسلئے ما کافة کہلاتا ہے۔ ربّ کی شرائط یہ تھیں: کہ یا تو یہ نکرة موصوفة پر داخل ہوگا۔یا یہ ضمیر پر داخل ہوگا یا کبھی کبھی ما کافة پر داخل ہوتا ہے۔ ما کافة اسکو عمل سے روکتا ہے جب اس کو عمل سے روک دیا گیا تو یہ اب جملوں پر بھی داخل ہوگا۔اور جملہ فعلیہ اور جملہ اسمیہ دونوں پر داخل ہوگا۔اب اسکا مفرد پر داخل ہونا ضروری نہیں۔ فتدخلُ على الجملتين تو یہ دونوں جملوں پر داخل ہوگا۔ یعنی جملہ فعلیہ اور اسمیہ۔ نحو ربما قام زيدٌ ربَّ کے بعد "ما" ہے تو یہ قام پر داخل ہوا۔ ورنہ یہ فعل پر داخل نہیں ہوسکتا۔ و ربما زيدٌ قائمٌ و لا بد لها من فعل ماضٍ اور اس ربّ کے لئے فعل ماضی کا ہونا ضروری ہے۔ لانَّ رب للتقليل المُحقَّق اس لئے کہ رب ایسے تقلیل کے لئے آتا ہے کہ جو واقع ہو۔یعنی تقلیلِ یقینی ہو۔ و هو لا يَتَحَقَّقُ الا به اور وہ(یعنی تقلیل یقینی) حاصل نہیں ہوتی مگر ماضی کے ساتھ۔ چونکہ ربَّ تقلیل کے لئے آتا ہے اور وہ تقلیل یقینی ہونا چاہیے۔ اور یقینی بات ماضی میں ہوتی ہے۔ و يُحذف ذالک الفعل غالبًا اور اکثر اس فعل کو خذف کیا جاتا ہے۔ کقولِک جیسے آپ کہتے ہیں۔ رب رجلٍ اكرمَنى یہاں ربّ نکرة پر داخل ہوا اور نکرة پر داخل ہونے کی شرط یہ تھی کہ اس نکرة کی صفت آنی چاہیے۔ لیکن یہاں پر تو نکرة کی صفت نہیں یعنی وہ نکرة موصوفة ہونا چاہیے۔ یہاں رجلِ نکرة ہے اور آگے اکرمنی آیا اور یہ جملہ ہے۔ اور جملہ بھی نکرة کے حکم میں ہوتا ہے۔تو رجلِ موصوف اور آگے جملہ اس کی صفت، تو ضابطہ ٹوٹنے سے بچا۔ترکیب۔ رب جارہ رجلٍ موصوف، اکرم فعل ہو ضمیر اسکے اندر فاعل جو راجع ہے رجل موصوف کو، نون وقایہ یا ضمیر متکلم منصوب محلاً مفعول بہ، یہ جملہ فعلیہ ہوکر رجل کے لئے صفت بن جائے گا۔ فى جوابِ مَن اس شخص کے جواب میں قال جس نے کہا تھا۔ هل لقيتَ مَن اكرمک کیا تیری ملاقات ہوئی ہے ایسی آدمی سے جس نے تیرا اکرام کیا ہو۔ اى ربَّ رجلٍ اكرمنى لقيته بہت سے ایسے لوگ جس نے میرا اکرام کیا ہے ان سے میرا ملاقات ہوا ہے۔ تو اس جملے سے لقیتہ کو خذف کیا گیا۔ فاكرمنى صفة الرجل اکرمنی صفت ہے رجل کی۔ و لقيتُه فعلها اور لقیتُ رُبَّ کا فعل ہے۔ و هو محذوفٌ اور وہ مخذوف ہے۔

وَ واوِ ربَّ اور ایک حروف جارہ میں سے واوِ رُبَّ ہے۔ و هى الواوُ التى تُبْتَدَأ بها فى اول الكلام اور یہ وہ واو ہے جس کے ساتھ ابتدا کی جاتی ہے اول کلام میں۔تو یہاں دو مذاہب ہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ واو خود رب کے معنیٰ میں ہے۔تو یہ واو بھی جر دیتا ہے۔ آگے مثال آ رہا ہے جیسے شاعر کہتا ہے و بلدةٍ ، بلدة کو جر اس واو نے دیا تو یہ واو رب کے معنیٰ میں ہے۔ اور بعض علماء کے نزدیک یہ واو خود رب کے معنیٰ میں نہیں بلکہ اس واو کے بعد ربّ مخذوف ہے۔اور جر یہ ربّ دیتا ہے وہ واو نہیں دیتا۔ کقول الشاعر شعر

و بلدةٍ ليس بها انيس::: الا اليَعافير و الا العيس

و بلدةٍ ای رب بلدةٍ ، بہت سے شہر، لیس بہا انیسٌ: کہ نہیں تھا ان میں سے کوئی انس والا، انیس: مانوس شخص،الا الیَعافیر: مگر ہرن کے بچے، یعافیر جمع ہے یعفور کی، اور وہ ہرن کے بچے کو کہتے ہیں۔ یا ہرن کو بھی کہتے ہیں۔والا العیس: اور عمدہ اونٹنیاں، عیس: بروزن بِیض، ابیض کی مؤنث بیضاء آتی ہے۔ اور بیضاء کی جمع بِیض آتی ہے۔ احمر کی مؤنث حمراء آتی ہے۔ اور حمراء کی جمع حُمْرٌ آتی ہے۔ بِیضٌ اور حُمْرٌ دونوں فُعْلٌ کے وزن پر ہیں لیکن بِیض میں یا کی وجہ سے ماقبل کو کسرۃ دیا۔ اسی طرح اعیس کی مؤنث آتی ہے عیساء اور عیساء کی جمع عیس ہے۔ اور اعیس کہتے ہیں عمدہ اور اعلیٰ اونٹ کو۔ شاعر کہتا ہے بہت سے ایسے شہروں پر ہمارا گزر ہوا جن میں کوئی مانوس چیز ہمیں نہ ملی۔ سوائے ہرن کے بچوں کے اور عمدہ اونٹنیوں کے۔

107 و واوُ القسم اور حروف جارہ میں سے ایک واو قسم ہیں۔ و ھی تختصُّ بالظاھر اور وہ خاص ہے اسم ظاہر کے ساتھ۔ قسم کے لئے اصل لفظ "با" ہے۔ کبھی "با" کی جگہ استعمال ہوتا ہے واو۔اور کبھی پھر واو کی جگہ استعمال ہوتی ہے "تا"۔ دیکھنا جو اصل ہے اس میں سب سے زیادہ وسعت ہوگی۔واو کی اندر وسعت کم ہو جائیگی اور تا کے اندر مزید کم ہو جائیگی۔یاد رکھو یہ جو "با" ہے یہ اسم ظاہر پر بھی داخل ہو سکتی ہے اور اسم ضمیر پر بھی داخل ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ باللہِ یہاں لفظ اللہ اسم ظاہر ہے اور بِکَ یہاں کاف ضمیر ہے۔ نیز یہ با استفہام کے لئے بھی آ سکتی ہے۔ با للہ اَخْبِرنی ۔ یہ "با" قسمیہ ہے اور آگے طلب اخبار ہے۔ نیز اس کے ساتھ اُقْسِمُ فعل لفظوں میں بھی لانا جائز ہے اور خذف کرنا بھی جائز ہے۔ اقسم باللہ بھی کہہ سکتے ہیں اور صرف باللہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ با کے مقابلے میں کبھی کبھی واو کو بھی لا سکتے ہیں جبکہ اسمیں وسعت کم ہونگی۔ یہ صرف اسم ظاہر پر داخل ہوگا اسم ضمیر پر داخل نہیں ہو سکتا۔ ہم وَکَ نہیں کہہ سکتے۔ چونکہ با استفہام اور غیر استفہام دونوں کے لئے آ سکتا تھا اور یہ "واو" صرف غیر استفہام کے لئے آ سکتا ہے۔ استفہام کے لئے کبھی نہیں آئینگا۔ جیسے واللہ اخبرنی جائز نہیں۔ "با" کے ساتھ اقسم فعل کو ذکر کرنا بھی جائز تھا اور خذف کرنا بھی جائز تھا لیکن واو کے ساتھ صرف خذف کرنا جائز ہے۔ ذکر کرنا جائز نہیں۔ جیسے اقسم واللہ جائز نہیں۔

پھر کبھی واو کی جگہ "تا" آتی ہے۔ اور "تا"میں گنجائش اور بھی کم ہوتی ہے۔واو تو ہر اسم ظاہر کے لئے آ سکتا تھا جیسا کہ واللہ ، والرحمٰنِ، جبکہ "تا" صرف لفظ اللہ کے ساتھ آئینگی باقی کسی بھی اسم ظاہر کے ساتھ نہیں آ سکتا۔ جیسے تاللہ کہنا جائز ہے اور تالرحمٰن کہنا جائز نہیں۔ نحو واللہ و الرحمٰن لاضربنَّ فلا یُقال وَک اور یوں نہیں کہا جائینگا وَکَ۔

و تاءُ القسم اور ایک تاء قسم ہے۔ و ھی تختصُّ باللہ وحدہ اور یہ خاص ہے صرف لفظ اللہ کے ساتھ۔تَختصّ اور تُختص دونوں پڑھنا جائز ہے۔ فلا یقال تالرحمٰنِ لہذا یوں نہیں کہا جائے تالرحمٰنِ۔ و قولُھُمْ تَربّ الکعبة شاذٌّ اور تربِّ میں رَبّ پر تا کا داخل ہونا شاذ ہے۔ آیا ہے لیکن نادر ہے ۔ اور والنادرُ کالمعدوم۔

و باءُ القَسمِ اور باء قسم ہے۔ و ھی تدخل علیٰ الظاھر و المضمر اور یہ داخل ہوتی ہے اسم ظاہر پر بھی اور اسم ضمیر پر بھی۔ نحو باللہ و بالرحمٰن و بک اسم ظاہر اور اسم ضمیر دونوں پر داخل ہوئی۔ و لا بدَّ للقسم

من الجواب اور قسم کے لئے جواب کا ہونا بھی ضروری ہے۔ اور اسے جواب قسم کہتے ہیں۔ و هی جملةٌ اور یہ جواب قسم ایک جملہ ہوتا ہے۔ تسمی المُقْسَمُ علیہا اور اسے مقسم علیہ کہتے ہے۔ فان کانت موجَبةً اور اگر یہ موجب ہو۔یعنی اگر مثبت کلام ہو۔ جس میں نفی نہی نہ ہو۔ یجب دُخولُ اللام فی الاسمیة والفعلیة تو واجب ہے لام کا داخل کرنا اسمیہ اور فعلیہ دونوں میں نحو واللہِ لَزیدٌ قائم زیدٌ قائمٌ جملہ اسمہ موجبہ ہے۔ اس پر لام کا داخل کرنا واجب ہے۔ و واللہ لَاَفْعَلَنَّ کذا اور واللہ میں ایسا ضرور کرونگا۔ یہاں افعلنّ کذا جملہ فعلیہ موجبہ ہے تو اس پر لام کا داخل کرنا واجب ہے۔ و اِنَّ فی الاسمیةِ اور اسی طرح جملہ اسمیہ میں انَّ کا لانا بھی جائز ہے۔ نحو واللہ انَّ زیدًا لَقائمٌ انَّ بھی آیا اسم پر اور لام تاکید بھی آیا خبر پر۔ و اِنْ کَانَتْ مَنْفیةً اور اگر جملہ منفی ہو۔ وجب دُخول ما و لا تو پھر جواب قسم پر "ما" یا "لا" کا داخل کرنا واجب ہے۔ نحو واللہ ما زیدٌ بقائمٍ واللہ زید کھڑا نہیں۔ و واللہ لا یقومُ زیدٌ واعلم جان لے انَّهُ قد یُحذفُ حرفُ النفی کبھی کبھی حرف نفی کو خذف کیا جاتا ہے۔ لِزوال اللَّبس التباس دور کرنے کے لئے۔ جس طرح اوپر کے شعر میں للہ یبقیٰ ای للہ لا یبقیٰ۔ تو وہاں پر لا کے بغیر بات صحیح نہیں بنتا تھا۔ کقولہ تعالیٰ تاللہ تفتوءُ تذکرُ یوسفَ ای لا تفتؤُ ۔ افعال ناقصہ میں ایک ما فتِئَ تھا۔ مضارع ہوا تو "ما" کو بدلا "لا" سے۔ تفتؤُ مخاطَب کا صیغہ ہے۔ ای تاللہ لا تفتؤُ تذکرُ یوسفَ ترجمة: قسم ہے اللہ کی تو ہمیشہ یاد کرتا ہے یوسفؑ کو: افعال ناقصہ میں "ما برحَ اور ما فتِئَ" کا معنیٰ ہیں ہمیشہ۔ یہاں پر لا کو خذف کر دیا کیونکہ التباس کا خطرة نہیں۔ ترکیب۔ تا قسمیہ جارہ لفظ اللہ مجرور لفظاً جار مجرور ملکر متعلق ہوئے اقسم فعل سے ، اقسم فعل اسکے اندر انا ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر قسم، لا تفتؤُ فعل از افعال ناقصہ انت ضمیر اسکے اندر اسکا اسم، تذکرُ فعل انت ضمیر اسکے اندر فاعل، یوسفَ مفعول(غیر منصرف ہے ایک علمیت ہے اور دوسرا عُجمہ) ، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر لا تفتؤُ کے لئے خبر، لا تفتؤُ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جواب قسم۔ جواب قسم کبھی بھی قسم پر مقدم نہیں ہو سکتا۔ جب یہ مقدم ہو جائے جیسے زیدٌ قائمٌ واللہ تو پھر یہ جواب قسم نہیں کہلاتا۔جیسے جزا کبھی شرط پر مقدم نہیں ہو سکتی۔ اور جب کبھی جزا لفظوں میں مقدم نظر آئے تو اسکو دال بالجزا کہتے ہے۔ کیونکہ وہ جزا پر دلالت کرتا ہے جزا نہیں۔ اسی طرح زیدٌ قائمٌ واللہ میں زید قائم دال بالقسم کہلاتا ہے۔ و یُحذف جوابُ القسم اور خذف کیا جائے گا جواب قسم کو اِن تقدّم اگر گزر جائے پہلے ما وہ چیز یدل علیہ جو اس پر دلالت کر رہی ہے۔ نحو زید قائم واللہ یہ زید قائم دال برجوابِ قسم ہے۔یہ جواب قسم نہیں کیونکہ جواب قسم میں جب جملہ مثبت ہو تو اس پر لام داخل کرنا واجب ہے اور یہاں لام آیا نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ جواب قسم مخذوف ہے اور یہ اس پر دلالت کر رہا ہے۔ او توسَّطَ القسم یا قسم درمیان میں آ جائے پھر بھی جواب قسم کو خذف کرینگے۔ نحو زید واللہ قائم 108 اب قسم درمیان میں آیا ہے تو یہ دال بر جواب قسم ہے اور جواب قسم مخذوف ہے۔

و عن لِلمُجاوزةِ اور حروف جارہ میں "عن" مجاوزت کے لئے آتا ہے۔کہ ایک چیز دوسری سے دور ہو جائے۔ نحو رَمَیْتُ السهمَ میں نے تیر پھینکا سهم: تیر عن القوس کمان سے اِلَی الصَّید شکار کی طرف ۔

وعلیٰ للاستعلاء اور علیٰ استعلاء کے لئے آتا ہے۔یعنی ایک چیز دوسرے چیز کے بلند ہے نحو زیدٌ علی السَّطْحِ زید چھت پر ہے۔ و قد یکونُ عن و علیٰ اسمَین اور کبھی "عن" اور "علیٰ" دو اسم ہوتے ہیں۔ اذا دخل علیہما مِن جب اِن پر مِن داخل ہو جائے۔ کما تقولُ جیسے آپ کہتے ہیں جلستُ مِن عن یمینه میں اس کے دائیں جانب بیٹھ گیا۔ عن یہ تو حرف جر ہے ۔ اور من بھی حرف جر ہے۔ اور حرف جر ہمیشه اسم پر داخل ہوتا ہے ۔ تو یہاں جو "عن" آیا تو معلوم ہوا کہ یہ حرف جر نہیں بلکه اسم ہے۔ اور یہاں "عن" بمعنیٰ جانب کے ہے۔ ای جلستُ مِن جانبِ یمینه و نزلت مِن علی الفرس یہاں علیٰ پر مِن حرف جر داخل ہوا۔ اور حرف جر اسم پر داخل ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ علیٰ یہاں پر اسم ہے بمعنیٰ فوق کے۔ ای نزلتُ من فوقِ الفرسِ یعنی میں گھوڑے کے اوپر سے اترا،

و الکاف للتشبیه اور کاف تشبیه کے لئے آتا ہے۔ نحو زیدٌ کعمرٍو زید عمرو جیسا ہے۔ و زائدةٌ اور کاف کبھی کبھار زائدہ بھی آتا ہے۔ کقوله تعالیٰ لیس کمثله شیْءٌ جیسے اللہ فرماتا ہے "که اللہ کی مثل کوئی چیز نہیں"۔ یہاں پر ایک مثل آیا اور کاف بھی آیا، جبکه بھی مثلیت اور تشبیه کے لئے آتا ہے تو معلوم ہوا کہ کاف زائدہ ہے۔ اگر ہم کاف کو زائدہ نہ بنایا تو معنیٰ خراب ہو جائے گا یعنی "اللہ کے مثل کا مثل نہیں"۔ یعنی اللہ کا تو مثل ہے لیکن اس مثل کا مثل نہیں تو یہ تو معنیٰ خراب ہو گیا۔کیونکہ مقصد تو یہ بتلانا ہے کہ اللہ کا کوئی مثل نہیں۔اور زائدہ کسی سے متعلق نہیں ہوتا۔بعض علماء کے نزدیک یہ کاف زائدہ نہیں اور مثل کے معنیٰ میں ہے اور یہ کلام کنایةً ہے۔ایک ہوتا ہے کنایة اور ایک ہوتا ہے سراحتاً کلام۔ اور "الکنایة ابلغُ من الصریح" یعنی کنایة تصریح سے افضل ہوتا ہے۔اس لئے تصریح کے اندر دعویٰ تو ہوتا ہے لیکن دلیل نہیں ہوتی جبکه کنایة کے اندر دعویٰ کے ساتھ ساتھ دلیل بھی ذکر ہوتی ہے۔مثلاً زید لمبے قد والا ہے۔ یہ صراحتاً کلام ہے۔بس یہ ایک دعویٰ ہے لیکن اس کے ساتھ کوئی دلیل نہیں اور اگر میں یوں کہوں کہ "زید کی حمائل لمبی ہے"۔ حمائل وہ چمڑا جس سے تلوار لٹکائی جاتی ہے۔تو یہ کنایة ہے اور مراد اس سے یہ ہے کہ زید لمبے قد والا ہے۔ تو یہاں دعویٰ بھی آیا کہ زید لمبے قد والا ہے اور دلیل بھی آیا کہ اسکی حِمائل لمبی ہے۔ تو یہاں بھی اسی طرح ہے ۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ کنایة پر مبنی ہے۔ یعنی کہ اللہ کے مثل کا مثل کوئی نہیں۔ دعویٰ ہے کہ اللہ کا کوئی مثل نہیں۔ اور کنایة کہا گیا کہ اللہ کے مثل کا مثل کوئی نہیں۔بس بات وہی ہے کہ اللہ کا کوئی مثل نہیں لیکن اس کو حسین رنگ دیا گیا۔ فصیح و بلیغ کلام استعمال ہوئی۔

و قد تکون اسمًا کقول الشاعر اور کبھی کبھار یہ اسم بھی ہوتا ہے شاعر کے قول کے مطابق۔ تکونُ اسماً کو تکونُشماً پڑھنا ہے۔

ع یضحَکنَ عَنْ کالبرد الْمُـنْـهَمّ : : یضحکنَ جمع مؤنث کا صیغه ہے ۔ عورتیں ہنستی ہیں۔ "عن" کاف پر داخل ہوتا ہے اور یہ دلیل ہے اس بات کی کاف حرف جر نہیں بلکه اسم ہے کیونکه حرف جر اسم پر داخل ہوتا ہے۔ اور یہ کاف یہاں مثل کے معنیٰ میں ہے۔ یضحکن عن کالبرد المنهم ای یضحکن عن مثل البرد المنهم:۔ وہ ہنستی ہیں ایسے دانتوں کے ساتھ جو گولوں کی طرح ہیں ایسے گولے جو پھگلنے والے ہو۔ یہ تشبیه دی ہے کہ اس کے دانت گولوں کی طرح ہے۔

و مُذ و منذُ للزمان اور حروف جارہ میں مذ اور منذ زمانے کے لئے آتا ہے۔ ظروف کے اندر بھی مذ اور منذ گزر چکے ہیں۔ اور جب یہ ظرف آتے ہیں تو پھر یہ مبتدا بنتے ہیں۔ اور اسکے ما بعد خبر ہوتی ہے۔ تو لہٰذا اس کا ما بعد مرفوع ہوا کرتا ہے۔اور یہ جب جارہ آئینگے تو یہ جر دینگے اور اسکا ما بعد ہمیشہ مجرور ہوگا۔ إِمَّا للابتداء یا تو یہ زمانے کی ابتدا بیان کرینگے۔ فی الماضی زمانہ ماضی کے اندر کما تقولُ فی شَعْبَانَ جیسے آپ شعبان کے مہینے میں کسی سے کہتے ہو ما رأیتہُ مُذ رَجَبَ میں نے اسے رجب کے مہینے سے دیکھا ہی نہیں۔ یعنی میرے نہ دیکھنے کی ابتدا رجب سے ہوئی ہے۔ او للظرفیة فی الحاضر اور یا یہ مذ اور منذ ظرفیت کے لیے آتا ہے زمانہ حاضر کے اندر نحو ما رأیتہ مُذ شھرنا میں نے نہیں دیکھا اسکو اپنے مہینے سے، و مُنذُ یومنا ای فی شہرِنا و فی یومنا یعنی وہ مہینہ اور دن جس میں ہم موجود ہیں۔ یعنی میں نے آج سے نہیں دیکھا۔ و خلا وعدا و حَاشا للاستثناء اور خلا، عدا اور حاشا استثناء کے لئے آتا ہے۔ نحو جاءنی القومُ خَلَا زیدٍ و حَاشا عَمرٍو و عدا بکرٍ آیا میرے پاس ایسا قوم جس میں زید نہیں تھا۔ یا آیا میرے پاس ایسا قوم جس میں عمرو نہیں تھا۔ آیا میرے پاس ایسا قوم جس میں بکر نہیں تھا۔ یاد رکھو یہ خلا، عدا اور حاشا کبھی فعل بھی آتے ہیں۔ جب جارہ ہو تو مابعد کو جر دینگا اور جب فعل ہو تو مابعد کو نصب دینگے۔ خصوصاً جب یہ جملہ کے شروع میں آ جائے اور اس خلا اور عدا پر ما داخل ہو تو پھر یہ نصب دینگے۔

فصلٌ الحروفُ المشبھةُ بالفعل ستةٌ 109 حروف مشبہ بالفعل چھ ہیں۔ فعل کے ساتھ اس کی مشابہت لفظوں میں بھی ہے اور معنیٰ میں بھی۔ لفظوں میں اس طرح مشابہت کہ جیسے فعل، فعل ماضی کا آخر مبنی علی الفتح ہوتا ہے اسی طرح ان سب کا آخر مبنی علی الفتح ہے۔ دوسرا مشابہت اسی طرح ہے کہ جیسا فعل متعدی ایک فاعل چاہتا ہے اور ایک مفعول چاہتا ہے اور فاعل کو رفع دیتا ہے اور مفعول کو نصب تو اسی طرح یہ حروف بھی ایک کو رفع دیتے ہیں اور ایک کو نصب۔ یعنی اپنے اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں۔تیسری مشابہت اس طرح ہے کہ جس طرح فعل میں اصلی حروف کبھی تین ہوتے ہیں اور کبھی چار۔ لیکن جب اصلی اور زائد دونوں حروف کو دیکھے تو فعل کبھی ثلاثی، کبھی رباعی اور کبھی خماسی ہوتا ہے۔ خماسی سے یہ مراد نہیں کہ پانچوں حروف اصل ہو۔ اصل تو وہی تین یا چار حروف ہوتے ہیں باقی دو، یا تین زائد مل جائے۔ تو اسی طرح یہ حروف بھی ثلاثی، رباعی اور خماسی ہیں۔ یعنی اِنَّ اور اَنَّ تین حروف، کانَّ چار، لٰکنَّ پانچ حروف، لیت تین حروف اور لَعلَّ چار حروف۔یہ تھا لفظی مشابہت۔
معنیٰ کے اندر مشابہت: معنیٰ کے اندر مشابہت اس طرح ہے کہ یہ فعل کا معنیٰ ادا کرتا ہے۔اِنَّ اور اَنَّ خققْتُ یعنی تحقیق کے لئے ، لیتَ تَمَنَّیتُ کے معنیٰ میں آتا ہے۔لَعلَّ تَرَجَّیْتُ کے معنیٰ میں آتا ہے۔ لٰکنَّ اِسْتَدْرَکْتُ کے معنیٰ میں، اور کانَّ شَبَّھْتُ (یعنی میں نے تشبیہ دی) کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے۔ اِنَّ و اَنَّ و کانَّ و لٰکنَّ و لیتَ و لعَلَّ ھٰذہ الحروف تدخل علی الجملة الاسمیة یہ حروف جملۃ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں۔ تنصَبُ الاسمَ و ترفعُ الخبرَ یہ اپنے اسم کو نصب دیتے ہیں اور خبر کو رفع دیتے ہیں۔ کما عَرفْتَ جیسا کہ آپ جان چکے ہیں۔ نحو اِنَّ زیدًا قائمٌ اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل زیدًا منصوب لفظًا اسکا اسم قائمٌ مرفوع لفظاً صیغہ اسم فاعل، ھو ضمیر اسکے اندر فاعل جو راجع ہے ان کے اسم کو،صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل سے

ملکر شبه جمله ہو کر اِنَّ کی خبر، اِنَّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جمله اسمیه خبریه ہوا۔ و قد يَلْحَقُها ما الكافةُ اور کبھی کبھی اس کے ساتھ ماء کافة بھی مل جاتا ہے۔ فَتَكُفُّها عن العمل تو وہ اسکو عمل سے روک دیتا ہے۔ و حينئذٍ تدخل على الافعال اور پھر یه افعال پر بھی داخل ہوتے ہیں۔ تقولُ اِنّما قامَ زيدٌ یه ماء کافة حرف ہوتا ہے اور اسی صورت میں یه کلام میں حصر اور تاکید کا فائدہ دیتا ہے۔ اب ترجمه کرتے وقت بے شک نہیں کہه دینگے۔ ترجمه یوں ہوگا۔ "زید کھڑا ہی ہے"۔

آگے آپ کو یه بڑی قیمتی باتیں بتلا رہے ہیں۔یه اِنَّ بھی جمله پر داخل ہوتا ہے اور اَنَّ بھی جمله پر داخله ہوتا ہے لیکن یه اِنَّ جملے میں تاکید پیدا کرتا ہے۔ اور وہ جمله جیسے پہلے جمله تھا اب بھی جمله ہے۔ جیسے زيدٌ قائمٌ پر جب اِنَّ داخل ہو جائے تو اِنَّ زيدًا قائمٌ میں تاکید ہے۔تو اِنَّ نے تاکید بھی پیدا کیا اور اب بھی جمله ہے۔ جبکه اَنَّ کلام میں تاکید پیدا کرتا ہے اور اُس کو مفرد کے حکم میں کر دیتا ہے۔مفرد کے حکم میں کرنے کا یه معنیٰ که اب اِس پر سکوت صحیح نہیں۔مثلاً اَنَّ زيدًا قائمٌ ۔ اس اَنَّ نے زيدٌ قائمٌ کو مفرد کے حکم میں کر دیا۔ سوال: مفرد کے حکم میں کیسے کیا؟ جواب۔ مضمون جملة نکالے، مضمونِ جمله یعنی خبر کا مصدر نکالے اور اسکو اسم کی طرف مضاف کر دے۔ یہاں قائمٌ خبر ہے اسکی مصدر قیامٌ ہے جب اسکو زید کی طرف مضاف کر دے تو قیامُ زیدٍ بن جائے گا یعنی زید کا قیام، تو یه مرکب مفید نہیں، بلکه مرکب ناقص ہے۔ اسکے ساتھ ایک خبر چاہیے پھر جا کر جمله پورا ہوگا۔پس لہٰذا جو مقام مفرد کا ہو وہاں اَنَّ لائے اور جو مقام جملة کا ہو وہاں اِنَّ لائینگے۔قال کے بعد اِنّ اور اعلم کے بعد اَنّ پڑھینگے۔ کیونکه اِعلم دو مفعول چاہتا ہے۔ اسم موصول کے بعد اِنَّ پڑھینگے کیونکه موصول کا صله ہمیشه جمله ہوا کرتا ہے۔اگر فاعل کا مقام ہے تو وہاں اَنّ پڑھینگے، مثلاً بلغنی اَنَّ زيدًا قائمٌ ای بلغنی قیامُ زیدٍ یعنی مجھے قیام زید کی خبر پہنچی ہے۔ یا ضمیر مفعول کی ہے۔ اسی طرح مفعول کے مقام میں بھی اَنّ پڑھینگے کیونکه مفعول مفرد ہوتا ہے۔مضاف الیه واقع ہو رہا ہو تو وہاں بھی اَنّ پڑھینگے۔ کیونکه مضاف الیه بھی مفرد ہوتا ہے۔ واعلم جان لے تو، اِعلم کے بعد اَنَّ آیا۔ اَنَّ بے شک اِنَّ المكسورةَ الهمزةُ یہاں اِنَّ کا لفظ مراد ہے۔اِنَّ جو مکسورة ہے جس کا ہمزہ یعنی اِنَّ کا مکسورُ الهمزة: یہاں اِنَّ پر اَنَّ داخل ہو رہا ہے اور اَنَّ اپنے اسم کو نصب دیتا ہے۔ تو یه اِنَّ بھی محل کے اعتبار سے منصوب ہے اور یه معرفة ہے کیونکه عبارتوں میں جو "اِنَّ" کا لفظ آتا ہے تو اسکا نام ہی "اِنَّ" رکھا۔ تو یه "اِنَّ" محلاً منصوب ہے معرفة ہے اور المكسورةَ اسکی صفت ہے کیونکه معرفة کے بعد معرفة آجائے تو وہ صفت بن جاتی ہے۔ اور اَلهمزةُ اسکا نائب فاعل ہے۔ اور نائب فاعل مرفوع ہوتا ہے اس لئے الهمزةُ پڑھا۔ یه صفت المكسورة بھی صفت حال متعلقه ہے۔ اور صفت حال متعلقه اسے کہتے ہیں که لفظوں میں ماقبل کی صفت ہو اور معنیٰ کے اعتبار سے صفت ہو ما بعد کی۔ترکیب: اَنَّ حرف از حروف مشبه بالفعل، اِنَّ منصوب محلاً موصوف المكسورةَ صیغه اسم مفعول منصوب لفظاً الهمزةُ مرفوع لفظاً اسم مفعول کے لئے نائب فاعل، اسم مفعول اپنے نائب فاعل کے ساتھ ملکر شبه جمله ہو کر صفت ہوئی اِنَّ موصوف کے لئے۔ موصوف اپنے صفت سے ملکر اَنَّ کے لئے اسم ہوا۔ لا تُغَيِّرُ معنى الجملة یه جملة کے معنیٰ کو بدلتا نہیں۔ بل تؤَكِّدُها بلکه اس میں تاکید پیدا کر دیتا ہے۔

وَاَنَّ المفتوحةَ الهمزةُ اور اَنَّ مفتوحة الهمزة جو ہے۔ مع ما بعدَها وہ اپنے ما بعد کے ساتھ من الاسم و الخبر (یہاں مِن بیانیہ ہے) یعنی کہ اسم اور خبر فی حکمِ المفرد مفرد کے حکم میں ہوتا ہے۔ یعنی اَنَّ اپنے مابعد اسم اور خبر کے ساتھ ملکر مفرد کے حکم میں ہوتا ہے۔ و لذٰلک یجبُ الکسرُ لہٰذا کسرۃ واجب ہے ہمزہ میں۔ اِذا کانَ فی ابتداء الکلام جب یہ کلام کی ابتدا میں آئے۔ نحو اِنَّ زیدًا قائم یقیناً زید کھڑا ہے۔ و بعدَ القولِ اور اسی طرح قول کے بعد اِنَّ آئے گا۔ کقوله تعالیٰ یقولُ اِنّها بَقَرَةٌ جیسا کہ اللہ قرآن میں فرماتا ہے۔ یقولُ اِنہا بقرة، تو یقول کے بعد اِنَّ آیا۔ و بعد الموصولِ اور اسم موصول کے بعد بھی اِنَّ پڑھینگے۔ نحو ما رأیتُ الذی اِنَّه فی المساجد الذی اسم موصول کے بعد اِنَّ آیا۔ و اذا کان فی خبرها اللّامُ اور جب اِسکی خبر میں لام آ جائے۔ اس لئے کہ یہ لام جملے کی تاکید کے لئے آتا ہے۔ نحو اِنَّ زیدًا لَقائمٌ یہ قائمٌ پر جو لام آیا تو یہ جملے کی تاکید کے لئے آیا جبکہ مفرد کی تاکید کے لئے نہیں اور جملے کی تاکید کے لئے اِنّ آتا ہے جبکہ اَنَّ نہیں آتا۔ و یجبُ الفتحُ اور فتح واجب ہوگا یعنی اَنَّ پڑھینگے حَیثُ یَقَعُ فاعلًا جہاں یہ فاعل واقع ہو۔ نحو بَلَغَنِی اَنَّ زیدًا قائمٌ یہ اَنَّ زیدًا قائمٌ فاعل بنتا ہے۔ و حیثُ مفعولًا اور جہاں مفعول واقع ہے۔ نحو کرِهتُ میں نے نا پسند کیا اَنَّک قائمٌ ای قیامَکَ ای کرِهتُ قیامَکَ یعنی میں نے آپ کے قیام کو ناپسند کیا و حیثُ یقع 110 مبتدأ نحو عندی اَنَّک قائمٌ و حیث یقع مضافًا الیه اور جہاں پر مضاف الیہ واقع ہو نحو عجبتُ مِن طولِ اَنَّ بکرًا قائمٌ یہاں طول کی مضافت ہو رہی ہے اور اَنَّ بکرًا قائمٌ پورا جملہ مضافٌ الیہ ہے۔ اَنَّ بکرًا قائمٌ کا مضمونِ جملة قیامُ بکرٍ ہے۔ ای عجبتُ من طولِ قیامُ بکرٍ۔ میں بکر کے طویل قیام سے حیران ہوا۔ و حیث یقع مجرورًا اور جہاں پر مجرور واقع ہو۔ نحو عجبتُ من اَنَّ بکرًا قائمٌ یہاں اَنَّ پر مِن داخل ہو رہا ہے ۔ اور مِنْ تو داخل ہوتا ہے اسم پر، تو اس اَنَّ نے پورے جملہ کو مفرد کر دیا۔ ای عجبتُ مِن قیامِ بکرٍ۔ میں حیران ہوا بکر کے قیام سے۔ و بعدَ لَوْ اور لو کے بعد بھی اَنّ پڑھینگے۔اس لئے کہ لو حرف شرط ہے۔اور حروف شرط ہمیشہ فعل پر داخل ہوتے ہے اسم پر داخل نہیں ہوتے۔اگر انکے بعد فعل نہ آئے تو فعل کو مخذوف نکالینگے۔ یہاں لو کے بعد اَنَّ آیا ہے تو اب فعل کو اس کے لئے مخذوف نکالینگے اور آگے آنے والا جملہ اس کے لئے فاعل نکالینگے۔اور فاعل مفرد تو لہٰذا وہاں اَنَّ پڑھینگے۔

نحو لو اَنَّک عندنا لَاَکرمتُک اگر آپ ہمارے پاس ہوتے تو میں البتہ آپ کا اکرام کرتا۔ترکیب۔ لو حرف شرط ثبت فعل مخذوف اَنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل کاف منصوب محلاً اسکا اسم عندَ منصوب لفظًا مضاف "نا" ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ۔(عندَ یہ ظرف ہے۔ ظرف اور جار مجرور آٹھ چیزوں میں سے کسی ایک سے متعلق ہوتا ہے۔ یا تو فعل سے، یا مصدر سے ، یا اسم فاعل سے، یا اسم مفعول سے، یا صفت مشبہ، یا اسم تفضیل، یا اسم فعل کے ساتھ یا مبالغے کے صیغے کے ساتھ۔ لیکن ان آٹھ چیزوں میں سے کوئی بھی اَنک کے بعد نہیں آیا۔ اور انک میں کاف ضمیر اَنَّ کا اسم مخاطب کے لئے ہے تو اَنَّ کا فعل بھی مخاطب ثَبَتَّ نکالینگے۔ کیونکہ یہ مخاطب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ای لو اَنَّک ثَبَتَّ عند نا) تو ثبتَّ فاعل "تا" ضمیر اسکا فاعل اور عندنا اس کے لئے مفعول فیه(ظرف) بنا،فعل اپنے فاعل اور مفعول فیه سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر اَنَّ کے لئے خبر، اَنَّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر بتاویل مفرد یہ فاعل ہوا ثبتَ کے لئے۔ ثبتَ فعل اپنے فاعل سے

ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، اب لَاَکرمتُک اسکی جزا ہے۔ جزا کی ترکیب۔ لام تاکید کے لئے، اکرمَ فعل توٌّ(تا) ضمیر فاعل کاف ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ خبریہ ہوا۔(اگر جزا جملہ انشائیہ ہو تو جملہ بھی شرطیہ انشائیہ ہوگا۔ اور اگر جزا جملہ خبریہ ہو تو جملہ بھی شرطیہ جزائیہ ہوگا) و بعدَ لولا اور "لولا" کے بعد بھی اَنَّ پڑھینگے۔یہ لولا امتناعیۃ کی بات کرتے ہے۔ ایک لولا تحضیضیۃ ہے جو فعل پر داخل ہوتا ہے۔اور لولا امتناعیۃ کے بعد اسم آیا کرتا ہے اور اسکی خبر واجب الخذف ہوتا ہے۔ یعنی لولا امتناعیۃ کے بعد مبتدا آتا ہے جس کی خبر خذف کرنا واجب ہے۔اور مبتدا مفرد ہوتا ہے اس لئے لولا کے بعد بھی اَنَّ پڑھینگے۔ نحو لولا اَنّہ حاضرٌ لغابَ زیدٌ ای لولا حضورہُ ثابت لغاب زیدٌ ۔ یہاں حاضر سے مصدر حضور ہے اور اسکو اَنَّ کے اسم کی طرف اضافت کیا تو حضورہُ بنا۔ یہ حضورہُ مبتدا ہے اور اسکی خبر واجب الخذف ہے۔

و یجوز العطفُ علی اسم اِن المسکورۃ بالرفع والنصب اور جائز ہے اِنّ مکسورُ الھمزۃ کے اسم پر رفع کے ساتھ بھی عطف جائز ہے اور نصب کے اعتبار سے بھی عطف جائز ہے۔ باعتبار المحلِّ یعنی رفع کے ساتھ عطف محل کے اعتبار سے جائز ہے۔ واللفظ اور نصب کے ساتھ عطف لفظوں کے اعتبار سے جائز ہے۔ آگے وضاحت اور مثالیں دی گئی ہیں۔ مشکل بحث: یہ ہے اِنَّ، اِنَّ کے بعد اسکا اسم آ رہا ہے ، اسم کے بعد اسکا خبر آ رہا ہے ۔ اس خبر کے بعد ایک حرف عطف آ رہا ہے۔اُس حرف عطف کے بعد پھر آ رہا ہے عمروٌ۔جیسا کہ عبارت ہے۔ مثلُ اِنَّ زیدًا قائمٌ و عمرٌو و عمروًا یہاں اِنّ کے بعد اسکا اسم زیدًا اور خبر قائمٌ آیا۔ پھر ایک حرف عطف "واو" آیا۔ اسکے بعد عمرٌو آیا۔ اب اگر اس عمروٌ کا عطف زید پر کرینگے تو زید منصوب ہے تو یہ بھی منصوب ہوگا تو کلام یوں بن جائے گا۔ اِنَّ زیدًا قائمٌ و عمرًوا لیکن اس عمروٌ پر رفع پڑھنا بھی جائز ہے تو کلام "اِنَّ زیدًا قائمٌ و عمرٌو" بن جائے گا۔ رفع پڑھنا اس لئے جائز ہے کہ اِنَّ جملۃ پر داخل ہوا اور سوائے تاکید کے کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی،اِنَّ کے داخل ہونے کے بعد زید مبتدا تھا اور اِنّ کے داخل ہونے کے بعد یہ اِنّ کا اسم ہوا۔ تو یہ زید پہلے بھی مبتدا تھا اور گویا اِنّ کے آنے کے بعد بھی مبتدا ہے۔ کیونکہ اِنّ تو تاکید پیدا کرتا ہے۔ چونکہ مبتدا محل کے اعتبار سے مرفوع ہے اس لئے عمرٌو معطوف بھی مرفوع ہونگا۔ لیکن ایک شرط ہے کہ اِس اِنَّ کی اسم کی خبر معطوف سے پہلے گزر چکی ہو لفظاً یا تقدیرًا۔ یعنی عمرو سے پہلے اس کی خبر پہلے گزر چکی ہو یا لفظوں میں یا تقدیرًا گزر چکی ہو۔ یہ شرط اسی لئے لگایا گیا ہے کہ اگر معطوف سے پہلے خبر نہ آئے اور کلام یوں بنے " اِنَّ زیدًا و عمرٌو قائمٌ" تو یہاں زیدًا اِنَّ کا اسم اور آگے قائمٌ اِنَّ کی خبر، اور عمروٌ معطوف اور زیدًا جو اصل میں مبتدا ہے معطوفٌ علیہ، اور عمروٌ مبتدا ہے اور مبتدا کے اندر عامل ابتدا ہے اور عمروٌ کی خبر قائمٌ ہے اور اس میں بھی عامل ابتدا ہی ہے۔ اب ایک معمول قائمٌ کے لئے دو عامل ایک اِنَّ اور ایک ابتدا آیا اور یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ معمول ایک ہے اور عامل دو آئے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اِنَّ کے محل پر آپ عطف کرنا چاہتے ہیں تو اِنَّ کی خبر پہلے لفظًا یا تقدیرًا گزر چکی ہو۔پس خلاصہ یہ ہوا کہ اِنَّ کے اسم کے لفظوں پر بھی عطف جائز جیسے عمرًوا اور محل پر بھی عطف جائز جیسے عمرٌو گزرا۔ لیکن اَنَّ میں محل پر عطف جائز نہیں، جبکہ لفظوں میں عطف ہو سکتا ہے۔وجہ یہ ہے کہ

اِنَّ لفظوں کے اعتبار سے موجود ہے اور معنیٰ کے اعتبار سے معدوم ہے۔لفظوں کے اعتبار سے یوں موجود ہے کہ ایک کو نصب دے رہا ہے اور ایک کو رفع۔ اور معنیٰ کے اعتبار سے اس لئے معدوم ہے کہ زیدٌ قائمٌ پہلے بھی جملة تھا اور اِنَّ کے آنے کے بعد بھی جملة ہے۔ پس اِنّ کی صورت میں لفظوں کی اعتبار سے نصب جائز اور معدوم ہونے کی صورت میں رفع جائز۔

جبکہ اَنَّ لفظوں کے اعتبار سے بھی موجود اور معنیٰ کے اعتبار سے بھی موجود۔ لفظوں کے اعتبار سے اس طرح موجود کہ ایک کو نصب دیتا ہے اور کو رفع۔ اور معنیٰ کے اعتبار سے اس طرح موجود ہے کہ داخل تو ہوا تھا جملة پر مگر پورے جملے کو لفظ بنا دیا۔ پس اَنَّ کی صورت میں لفظوں کے اعتبار سے عطف ہو سکتا ہے مگر محل کے اعتبار سے نہیں۔

اسی طرح لٰکنَّ میں لفظوں کے اعتبار سے بھی عطف جائز اور محل کے اعتبار سے بھی عطف جائز۔ لیکن باقی حروف مشبه بالفعل کے اندر جائز نہیں ہے۔

واعلم جان لے تو، یہاں سے اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ اِنّ کے خبر پر لام داخل کرنا جائز ہے۔ کیونکہ لام جملة کی تاکید کے لئے آتا ہے اور اِنّ جملة پر داخل ہوتا ہے۔ جبکہ اَنَّ کی خبر پر لام داخل کرنا جائز نہیں۔ اس لئے کہ اَنّ جملة پر داخل ہو کر اس کو مفرد بنا دیتا ہے۔ اور لام لفظ کی تاکید کے لئے نہیں۔ اَنّ اِنّ المکسورةَ یجوز دخولُ اللام علیٰ خبرها کہ اِنّ جو مکسورُ الهمزة ہے اس کی خبر پر لام داخل کرنا جائز ہے۔ و قد تُخَفَّفُ اور کبھی اِنَّ اور اَنَّ کو مخففه کیا جاتا ہے۔ فیلزمُها اللام تو اس کے ساتھ لام لازم ہے۔ یعنی اسکی خبر پر لام کا داخل کرنا لازم ہے۔ اِنْ مخففه عن المثقلة اسکی خبر پر لام کا داخل کرنا لازم ہے۔ جبکہ اِنَّ کی صورت میں ایسا نہیں تھا۔ یہ اس لئے کہ اِنَّ ہمیں پته تھا کہ یہ حروف مشبه بالفعل میں سے ہیں۔ جبکہ اِنْ کی کئی اقسام ہیں ۔جیسا کہ اِنْ شرطیه، اِنْ نافیه، اِنْ مخففه من المثقلة۔ تو جب تک خبر پر لام نہیں آئے گا تو ہمیں پته نہیں چلتا کہ یہ اِن مخففه من المثقلة ہے۔ کقوله تعالیٰ جیسے اللہ فرماتے ہیں۔ وَ اِنْ كُلًّا لَمَّا لَيُوَفِيَنَّهُمْ یہ اِنْ مخففه من المثقلة ہے۔اصل میں اِنَّ ہے۔ کُلًّا اس پر تنوین جو آ رہی ہے یہ عوض ہے مضافٌ الیه سے۔ اصل میں تھا کُلَّهُم ، هُم ضمیر کو خذف کر کے اس کی جگہ تنوین لے آئے۔اور یہ منصوب اس لئے ہے کہ اِنَّ کا اسم ہے۔اور لما میں جو لام ہے یہ وہ لام ہے جو داخل ہوتا ہے اِنَّ کی خبر پر۔اصل میں ساری عبارت یوں ہے۔ وَ اِنَّ کُلَّهُمْ واللهِ لَيُوَفِّيَنَّهُم۔ اور قسم یہاں مخذوف ہے۔ اور جوابِ قسم میں مثبت جملہ میں چاہے اسمیه ہو یا فعلیه اس پر لام آتا ہے، پس لَيُوَفِّيَنَّهُم پر جو لام ہے وہ جواب قسم والا ہے۔ایک لام لَيُوَفِّيَنَّهُم والا ہے اور ایک اِنْ مخففه عن المثقلة کی خبر پر لام آیا۔ تو دو لام جمع کرنا پسندیدہ نہیں۔ تو اس لئے درمیان میں ما زائدہ بڑھا گیا۔اور "ما" سے پہلے جو"لام" ہے یہ وہ لام ہے جو اِنَّ کی خبر پر داخل ہے۔ نیز یہ لَمًّا ایک قرأت کے مطابق لَمَا ہے۔ جو اوپر درج ہے۔

و حینئذٍ یجوزُ اِلْغاؤها اور جس وقت اس کو مخففه کر دیا جائے تو اس وقت اسکو اِلْغا بھی جائز ہے۔ لغو کرنا یعنی اس کے عمل کو باطل کردیان بھی جائز ہے۔ پچھلے مثال میں اِن مخففه نے کلًا کو نصب دیا۔ اور آگے آنے والے مثال میں اس کے عمل کو باطل کر دیا گیا اور کلٌّ کو رفع دیا گیا۔ کقوله تعالیٰ وانْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ

لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ اگر لَمَا کو لَمَّا پڑھے جس طرح ہماری قرأت میں ہے تو پھر یہ دلیل ہی نہیں بنتی اس مقام کی۔ یہ اِنْ مخففه من المثقلة ہے اور یہ عمل نہیں کر رہا یعنی کلٌّ کو نصب نہیں دیا۔ یہاں پر بھی کلٌّ پر تنوین مضاف الیه کی عوض ہے۔ اصل میں کلُّهم تھا۔لما میں لام خبر والا ہے۔ ترجمه: الله تعالیٰ فرماتا ہے که سارے کے سارے ہمارے سامنے حاضر کر دیئے جائینگے قیامت کے دن۔و یجوزُ دُخُولُهَا علی الافعالِ علی المبتدأ و الخبر اور جائز ہیں اِن (مخففة من المثقلة) کو داخل کرنا ایسے افعال پر جو داخل ہو مبتدا اور خبر پر۔ یعنی افعال ناقصه۔ اِنَّ اور اَنَّ ہمیشه اسم اور خبر پر داخل ہوتا تھا۔ لیکن جب اسکو مخففه من المثقله بنایا گیا تو اس کے عمل کو لغو کرنا بھی جائز اور افعال پر داخل کرنا بھی جائز۔ لیکن ہر فعل پر داخل نہیں ہو سکتا صرف ایسے افعال پر داخل ہو سکتا ہے جو خود آگے اسم اور خبر پر داخل ہوتے ہیں۔ جیسے افعالِ ناقصه جو اسم اور خبر پر داخل ہوتے ہیں۔ نحو قوله تعالیٰ و اِن کنتَ مِنْ 111 قَبله لَمِنَ الغافلینَ اور یقینًا آپ اس سے پہلے البته غفلت والوں میں سے تھے۔ یہ اِن شرطیه نہیں بلکه مخففه من المثقلة ہے ۔اس کے عمل کو لغو کر دیا گیا اور یہ فعل پر داخل کر دیا گیا۔ اور فعل بھی ایسا جو آگے اسم اور خبر پر داخل ہے۔ و اِنْ نَّظُنُّکَ لَمِنَ الْکٰذِبِیْنَ اور یقینًا ہم آپ کو گمان کرتے تھے جھوٹوں میں سے۔ یہ اِنْ مخففه من المثقلة ہے اور یہ ظن پر داخل ہوا۔اور ظن افعال قلوب میں سے ہے اور افعال قلوب اسم اور خبر پر داخل ہوتے ہیں۔ و کذٰلک اَنَّ المفتوحةَ اسی طرح اَنَّ مفتوحة جو ہے۔ قد تُخَفَّفُ اسکو بھی مخففه کر دیا جاتا ہے۔ فحِينئذٍ یجبُ اِعمالُها فی ضمیرٍ شانٍ مقدّرٍ واجب ہے اس کو عمل دیا جائے ضمیر شان کے اندر ایسی ضمیر شان جو مقدر ہو۔ہم نے پڑھا که جب اِنَّ کو مخففه کر دیا جائے تو یہ کبھی عمل کرتا ہے اور کبھی اس کے عمل کو لغو کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اَنَّ کو بھی مخففه کر دیتے ہیں اور نحویوں نے غور کیا تو دیکھا اَنَّ کو جب ہم مخففه کر دیتے ہیں تو یہ کبھی عمل ہی نہیں کرتا۔ لیکن یہ ہمیشه عمل کرتا ہے ضمیر شان میں اور وہ مقدر ہوتا ہے۔ اِنَّ کی بنسبت اَنَّ کی مشابہت فعل سے زیادہ ہے کیونکه فعل کا پہلا حرف مفتوح ہوتا ہے اور اَنَّ کا بھی پہلا حرف مفتوح ہے۔ اور جب ان دونوں کو مخففة کیا جائے تو اِن کبھی عمل کرتا ہے کبھی عمل نہیں کرتا۔ جبکہ اَنْ ہمیشه عمل کرتا ہے لیکن یہ ضمیر شان میں عمل کرتا ہے اور وہ مقدر ہوتا ہے۔ تو جب کبھی بھی اَن مخففه من المثقلة آ جائے تو آنکھیں بند کر سمجھ جائے یہاں اسکا ضمیر شان مخذوف ہے۔اور آگے جو کچھ جمله آ رہا ہے وہ ساری اسکی خبر ہے۔

فتدخل علی الجملة اسمیةً کانت تو یہ جملة پر داخل ہوتا ہے چاہے جمله اسمیه ہو یا فعلیه۔ جمله اسمیه کی مثال: نحو بَلَغَنِی اَنْ زیدٌ قائمٌ ترکیب۔ بلغ فعل نون وقایه یا ضمیر منصوب محلاً مفعول به اَن مخففه من المثقلة با ضمیر شان مقدر منصوب محلاً اسکا اسم(ضمیر شان کی تفسیر پورا جمله آتا ہے) زیدٌ مرفوع لفظاً مبتدا قائمٌ مرفوع لفظاً اسکی خبر، مبتدا خبر ملکر جمله اسمیه ہو کر اَنّ کی خبر، اَنّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جمله اسمیه ہو کر بتاویل مفرد یہ فاعل ہوا بلغ کے لئے۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول به کے ساتھ ملکر جمله فعلیه ہوا۔ او فعليةً جمله فعلیه کی مثال نحو بلغنی اَنْ قد قامَ زیدٌ ترکیب۔ اَن مخففة من المثقلة با ضمیر واحد مذکر کی اسکا اسم منصوب محلاً قد حرف تحقیق قامَ زیدٌ جمله فعلیه ہو کر اَنّ کی

خبر، اَنّ اپنے اسم اور فعل کے ساتھ ملکر جملہ اسمیہ ہوکر بتاویل مفرد فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ ہوا۔

و یجب دُخولُ السینِ او سوفَ او قد او حرفُ النفی علی الفعل اور واجب ہے سین کا داخل ہونا یا سوفَ کا داخل ہونا یا قد کا داخل ہونا یا حرف نفی کا داخل ہونا فعل پر۔ دیکھو اس نے بتایا کہ اَن مخففة من المثقلہ کا اسم ضمیر شان ہوتا ہے جو ہمیشہ مخذوف ہوتا ہے۔اور آگے آنے والا جملہ اسکی خبر بنے گی۔ اور یہ خبر جملہ فعلیہ بھی ہو سکتی ہے اور جملہ اسمیہ بھی ہو سکتی ہے۔لیکن اگر وہ جملہ فعلیہ آئے تو اس فعل سے پہلے "قد" یا "سین" یا "سوف" یا "حرف نفی" کا آنا ضروری ہے۔ یہ قد ، سین یا سوف وغیرہ یہ درمیان میں فاصل ہے۔ یہ اَن اور فعل کے درمیان جدائی پیدا کرینگے۔ یہ قد، سین ، سوف وغیرہ ہمیں بتلائینگے کہ یہ اَن مخففة من المثقلة ہے۔ کقولہ تعالیٰ عَلِمَ اَنْ سَیَکُوْنُ منکم مرضٰی اللہ جانتے ہیں کہ عنقریب تم میں سے بیمار ہونگے۔ مرضیٰ مریض کی جمع ہے۔ اَنْ کے بعد سین آیا جس نے ہمیں بتلایا کہ اَنْ ناصبہ نہیں بلکہ مخففہ من المثقلة ہے۔ اس لئے سیکونَ نہیں پڑھتے۔ و الضمیر المستَتِرُ اور ضمیر مستتر جو ہے اسمُ اَن وہ اَنْ کا اسم ہے یعنی وہ ضمیر شان بتلا رہا ہے۔ والجملۃُ خبرُها اور یہ جملہ خبر ہے۔ یعنی سیکون منکم مرضٰی یہ خبر ہے۔

وَ کَاَنَّ للتشبیه اور حروف مشبہ بالفعل میں سے کانَّ تشبیہ کے لئے آتا ہے ۔ نحو کَاَنَّ زیدَنِ الاسدُ گویا کہ زید شیر ہے۔ یا کَاَنَّ زیدًا اسدٌ یہ اصل میں تھا اِنَّ زیدًا کَ اسدٍ یا کالاسدِ ۔ یقیناً زید شیر کی طرح ہے۔ تو کاف کو اٹھا کر شروع میں لے گئے تو کَاِنَّ بنا۔ تھا تو اِنَّ لیکن درمیان کلام میں چلا گیا تو درمیان کلام میں اَنَّ پڑھتے ہیں۔ تو کَاَنَّ ہوا۔ و هو مرکبٌ من کاف التشبیه و اِنَّ المکسورة اور وہ مرکب ہے کاف تشبیہ سے اور اِنّ مکسورُ الهمزہ سے۔بعض علماء کے نزدیک کانَّ اسی طرح تھا۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ کاف جارہ اور اِنّ سے مرکب ہے۔ جس کی تفصیل اوپر لکھی گئی ہے۔ و انما فُتحت لتقدم الکاف علیها اور اِنّ کے ہمزہ کو فتح اس لئے دیا گیا کہ اس پر کاف مقدم ہوا۔ اور درمیان کلام میں اِنّ نہیں آتا بلکہ اَنّ آتا ہے۔ تقدیرہُ تقدیرِ کلام یوں تھی۔ اِنّ زیدًا کالاسدِ اور پھر کاف شروع میں آیا تو کَاَنَّ زیدَنِ الاسدُ ہوا۔ و قد تُخَفَّفُ اور کانَّ بھی کبھی کبھی مخفف ہو جاتا ہے تو پھر کَاَنْ پڑھتے ہیں۔ فَتُلغیٰ تو اس کے عمل کو لغو کیا جاتا ہے۔ نحو کاَنْ زیدٌ اسدٌ کانْ نے زیدٌ کو نصب نہیں دیا۔ یعنی یہ لغو ہوا۔

و لٰکنَّ للاستدراکِ اور لٰکنَّ استدراک کے لئے آتا ہے۔استدراک: جب ماقبل کلام سے کوئی وہم پیدا تو اُس وہم کو دور کرنا استدراک کہلاتا ہے۔ اور لٰکنَّ کے ماقبل بھی ایک کلام ہوگا اور مابعد بھی ایک کلام ہوگا۔اور دونوں کلام آپس میں متغائر ہونگے۔یعنی ایک مثبت ہے تو دوسرا منفی اور اگر پہلا منفی تو دوسرا مثبت۔ یا تو لفظًا پہلا مثبت ہے تو دوسرا لفظًا منفی ہوگا۔یا پہلا منفی ہے لفظًا تو دوسرا لفظاً مثبت ہوگا۔ یا معنًیً ایک مثبت ہے تو دوسرا منفی ہوگا۔ آگے مثالوں میں وضاحت موجود ہیں۔

و یُتَوَسَّطُ بین کلامین متغائرین اور دو متغائر کلاموں کے درمیان میں آئے گا۔ فی المعنیٰ معنیٰ کے اعتبار سے۔ نحو ماَ جاءنی القومُ میرے پاس قوم والے نہیں آئیں۔ وہم پڑا کہ عمرو بھی قوم میں شامل ہے تو وہ بھی نہیں آیا

ہوگا۔ تو اس وہم کو دور کرنے کے لئے لٰکنَّ آیا۔ لٰکنّ عَمْرًوا جاءَ لیکن عمرو آیا۔ دونوں کلام لفظاً بھی متغائر ہیں اور معنیً بھی۔ لفظًا اس لئے کہ ماقبل میں ہے "ما جاء" اور ما بعد میں "جاء" ہے۔ پہلا منفی ہے دوسرا مثبت۔ اور معنیً متغائر اس طرح ہے کہ ماقبل کا معنیٰ ہے نہیں آیا اور ما بعد کا معنیٰ ہے آی۔ اور کبھی صرف معنیً متغائر ہونگے لفظاً نہیں۔ جیسے و غاب زیدٌ 112 زید غائب ہے۔ تو وہم پیدا ہوا کہ بکر اسکا بڑا گہرا دوست ہے وہ بھی غائب ہونگا۔ تو اس وہم کو دور کرنے کے لٰکنَّ لایا۔ لٰکنَّ بکرًا حاضرٌ لیکن بکر حاضر ہے۔اب دونوں کلام لفظًا متغائر نہیں بلکہ معنیً متغائر ہیں۔ کیونکہ ایک میں غائب ہونا ہے اور دوسرے میں حاضر ہونا ہے۔

و یجوزمَعَھا الواوُ اور جائز ہے اس کے ساتھ "واو" بھی۔ چاہے لٰکنَّ مشددۃ ہو یا لٰکن مخففہ ہو دونوں میں واو لانا جائز ہیں۔ جیسے غاب زیدٌ و لٰکنّ بکرًا حاضرٌ۔ نحو قامَ زیدٌ و لٰکنّ عمروًا قاعدٌ زید کھڑا ہوا ہے لیکن عمرو بیٹھا ہے۔ و قد تُخَفَّفُ اور کبھی کبھار اس لٰکنَّ کو مخففہ بناتے ہیں۔ اور پھر لٰکنْ پڑھتے ہیں۔ فـتُلغٰی پس اس کے عمل کو لغو کر دیتے ہیں۔ نحو مشٰی زیدٌ لٰکن بکرٌ عندنا زید چلا لیکن بکر ہمارے پاس ہے۔ لٰکنْ مخففہ نے بکرٌ کو نصب نہیں دیا۔

و لیتَ للتمنِی اور لیتَ تمنّی کے لئے آتا ہے۔ نحو لیتَ ھندًا عندنا کاش ھند ہمارے پاس ہوتی۔ و اَجاز الفرّاءُ اور جائز قرار دیا ہے امام فرّاء نے لیتَ زیدًا قائمًا بمعنیٰ اتمنّی چونکہ لیتَ ایک اسم کو نصب اور دوسرے کو رفع دیتا ہے تو کلام یوں ہونا چاہیے تھا "لیتَ زیدًا قائمٌ" کاش کہ زید کھڑا ہوتا۔ لیکن امام فرّاء فرماتے ہیں کہ دونوں کو نصب دینا بھی جائز۔اس صورت میں لیتَ اَتمنّی کے معنیٰ میں ہے اور اتمنّی دو مفعول چاہتا ہے۔ تو جس طرح اتمنّی اپنے دونوں مفعولوں کو نصب دیتا ہے تو اسی طرح لیت بھی کبھی کبھی اپنے دونوں اسموں کو نصب دیتا ہے۔ جمہور علماء کے نزدیک لیتَ ہمیشہ اپنے اسم کو نصب دینگا اور خبر کو رفع۔ اور کلام عرب میں لیت زیدًا قائمًا آیا تو ہے۔ جمہور اسکا جواب دیتے ہیں کہ قائمًا لیتَ کی خبر نہیں یہ حال ہے اور لیتَ کی خبر مخذوف ہے۔ اور کلام یوں ہے " لیت زیدًا ثبت قائمًا"۔ اور ثبتَ خبر مخذوف ہے۔ ثبتَ کے اندر ھو ضمیر ذوالحال ہے اور یہ قائمًا اس سے حال ہے۔ اور قائمًا کو نصب اس ثبت فعل نے دیا۔ اور جمہور کہتے ہیں کہ یہ اُن مقامات میں سے ہیں کہ جہاں پر حال کی عامل کو خذف کرنا واجب ہے۔ یہاں ثبت عبارت میں ذکر کرے یہ جائز نہیں۔تفصیل اگلے سالوں میں آئینگی۔ و لیتَ للتمنِی اور لیتَ تمنّی کے لئے آتا ہے۔ نحو لیتَ ھندًا عندنا کاش ھند ہمارے پاس ہوتی۔ و اَجاز الفرّاءُ اور جائز قرار دیا ہے امام فرّاء نے لیتَ زیدًا قائمًا بمعنیٰ اتمنّی چونکہ لیتَ ایک اسم کو نصب اور دوسرے کو رفع دیتا ہے تو کلام یوں ہونا چاہیے تھا "لیتَ زیدًا قائمٌ" کاش کہ زید کھڑا ہوتا۔ لیکن امام فرّاء فرماتے ہیں کہ دونوں کو نصب دینا بھی جائز۔اس صورت میں لیتَ اَتمنّی کے معنیٰ میں ہے اور اتمنّی دو مفعول چاہتا ہے۔ تو جس طرح اتمنّی اپنے دونوں مفعولوں کو نصب دیتا ہے تو اسی طرح لیت بھی کبھی کبھی اپنے دونوں اسموں کو نصب دیتا ہے۔ جمہور علماء کے نزدیک لیتَ ہمیشہ اپنے اسم کو نصب دینگا اور خبر کو رفع۔ اور کلام عرب میں لیت زیدًا قائمًا آیا تو ہے۔ جمہور اسکا جواب دیتے ہیں کہ قائمًا لیتَ کی خبر نہیں یہ حال ہے اور لیتَ کی خبر مخذوف ہے۔ اور

کلام یوں ہے " لیت زیدًا ثبت قائمًا"۔ اور ثبتَ خبر مخذوف ہے۔ ثبتَ کے اندر ہو ضمیر ذوالحال ہے اور یہ قائمًا اس سے حال ہے۔ اور قائمًا کو نصب اس ثبت فعل نے دیا۔ اور جمہور کہتے ہیں کہ یہ اُن مقامات میں سے ہیں کہ جہاں پر حال کی عامل کو خذف کرنا واجب ہے۔ یہاں ثبت عبارت میں ذکر کرے یہ جائز نہیں۔تفصیل اگلے سالوں میں آئینگی۔

و لعلّ للترجّی اول لعلَّ امید کے لئے آتا ہے۔ کقول الشاعر شعر

أُحِبُّ الصَّالِحِيْنَ و لَسْتُ منهم:: لَعَلَّ اللّهَ يَرْزُقُنِی صَلاحًا

أُحِبُّ الصَّالِحِيْنَ میں نیک لوگوں سے محبت کرتا ہوں و لَسْتُ منهم اور حال یہ ہے کہ میں ان میں سے نہیں ہوں، یعنی خود نیک نہیں ہوں۔:: لَعَلَّ اللّهَ يَرْزُقُنِی صَلاحًا شائد کہ اللہ مجھے بھی عطا فرما دے نیکی۔ کہتے ہیں کہ یہ شعر ہے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ کا۔

و شذّ الجرُّ بها اور لعلّ کے ساتھ جر بھی آیا ہے لیکن شاذ ہے۔ نحو لعَلَّ زيدٍ قائمٌ لعلّ نے زید کو جر دیا ۔ لیکن یہ شاذ ہے۔ و فی لعلَّ لُغاتٌ اور لعلَّ کے اندر اور بھی لُغات ہیں۔ عَلَّ و عَنَّ و اَنَّ لَانَّ و لَعَنَّ یہ سارے لعلّ میں لغات ہیں۔ و عندا المُبَرِّد اصلُهُ عَلَّ اور امام مبرِّد کے نزدیک اِسکی اصل عَلّ ہے۔ اصل میں مشہور مبرَّد ہے ۔ لیکن (مولانا محمد ظہیر روحانی بازی صاحب فرماتے ہیں کہ میں اسے مبرِّد کہتا ہوں) امام مبرد علم النحو اول لغت کے بہت بڑے امام تھے۔ اور بہت زیادہ حاضر جواب تھے۔پہلے اسکا نام مُبَرِّد تھا۔ یعنی ٹھنڈا کرنے والا۔ یہ ایسے حاضر جواب تھے ہر ایک کو جواب دے کر چھپ کرایا کرتے تھے۔ اور بعد میں مخالفین نے مبرَّد مشہور کر دیا۔ زِيْـدَ فيه اللام تو شروع میں لام کو زائد کر دیا۔ تو لعلّ بن گیا۔ و البواقی فروعٌ اور باقی سارے اسکی فروع ہیں۔ اور باقی سارے اسی علَّ سے بنے ہیں۔

فصلٌ حروفُ العطفِ عَشَرَةٌ حروف عطف دس ہیں۔ الواوُ والفَاءُ و ثُمَّ و حتی و اَو و اِمّا و اَمْ و لا و بل و لٰكِن فالاربعةُ الأُولُ للجمعِ پہلے چار یعنی واو ، فاء، ثم اور حتی جمع کے لئے ہیں۔ یعنی معطوف اور معطوف علیہ کو حکم میں جمع کر دیتے ہیں۔ فالواو للجمع مطلقا واو مطلق جمع کے لئے آتا ہے۔ نحو جاءنی زيدٌ و عمرٌو یہاں واو کے ذریعے عطف کیا عمرو کا زید پر۔ سواء كانَ زيدٌ مقدَّمًا فی المجئ او عمروٌ برابر ہے چاہے زید مقدم ہو آنے کے اندر یا عمرو مقدم ہو۔ یعنی واو یہ نہیں بتاتا کہ کون پہلے آیا کون بعد میں آیا۔ اسی طرح یہ بھی نہیں بتاتا کہ ایک کے آنے کے بعد دوسرا فوراً یا بہت دیر بعد آیا۔

والفاء للترتيب فاء ترتیب کے لئے آتا ہے۔ بلا مهلةٍ بغیر کسی مہلت کے۔ یعنی فوراً آتا ہے۔یعنی اگر تھوڑا تاخیر ہو جائے اور وہ تاخیر تاخیر شمار نہیں ہوتا تو پھر بھی "فاء" لے آتے ہیں۔یعنی فوراً کا دارومدار عرف پر ہے۔ نحو قام زيدٌ فعمروٌ یہ کب کہینگے۔ اذا كانَ زيدٌ متقدِّمًا جب زید مقدم ہو قیام کے اندر و عمرٌو 113 مُتأخِّرًا اور عمرو متاخر ہو بلا مهلةٍ لیکن بغیر کسی مہلت کے عرف کے نزدیک، چاہے درمیان میں کچھ مہلت آ بھی جائے لیکن آپ اسکو تاخیر نہیں سمجھتے تو یہ تاخیر نہیں۔

و ثمّ للترتیب بمهلَةٍ اور ثمَّ ترتیب کے لئے آتا ہے مہلت کے ساتھ نحو دَخل زیدٌ ثم عمرٌو یہ کب کہینگے؟ اذا کان زیدٌ متقدمًا جبکہ زید پہلے آیا ہو و بینهما مُهلةٌ اور اِن دونوں کے درمیان کچھ مہلت ہو عُرفاً۔ و حتّٰی کثُمّ فی الترتیب و المهلةِ اور حتّٰی بھی ثمَّ کی طرح ہے ترتیب اور مہلت میں۔ یہاں ثمَّ سے لفظ ثمَّ مراد ہو۔ اس لئے اس پر کاف جارہ داخل ہوا۔یعنی وہ جو ثمَّ عبارتوں میں آتا ہے تو اسکا نام ہم نے ثمّ رکھ دیا۔اس وقت یہ عَلَم ہے۔ یہ "هٰذا الفظ" کی تاویل میں ہے۔ الّا اَنّ مُهلَتَهَا اَقلُّ من مهلةِ ثم مگر حتّٰی کی مہلت ثمّ کی مہلت سے کم ہونگی۔ و يُشْتَرَط ان يكونَ معطوفُها داخلًا فی المعطوفِ عليه اور اسکے اندر شرط لگائی گئی ہے کہ اسکا معطوف داخل ہونگی معطوفٌ علیہ کے اندر۔ حتّی حکم میں عموم کا فائدہ دیتا ہے۔یعنی حکم شامل ہوتا ہے تمام افراد کو یا جمیع اجزاء کو۔ و هی تفيد قوةً فی المعطوف اور یہ معطوف میں قوت کا فائدہ دیتا ہے۔ نحو مات الناسُ حتی الانبياء لوگ مر گئے یہاں تک کہ انبیاء بھی، یہاں ما بعد انبیاء ما قبل الناس میں داخل ہے یعنی اسکا جز ہے۔ اور قوت کا فائدہ دیا یعنی عام لوگوں کا تو انتقال ہوا ہی ہوا یہاں تک کہ عظیم لوگوں کا بھی انتقال ہوا۔ او ضعفًا یا ضعف کا فائدہ دیتا ہے۔ نحو قدِمَ الحاجُّ حتی المُشاةُ حاجی آ گئے یہاں تک کہ پیدل بھی آ گئے۔ پیادہ بھی حاجیوں میں داخل ہیں اور ضعف کا فائدہ دیا۔ حتّٰی جو ترتیب دیتی ہے وہ خارج میں نہیں ہوتی بلکہ صرف ذہن میں ہوتی ہے۔ یعنی انبیاء بھی عام لوگوں کے ساتھ ساتھ ہی وفات پا گئے۔ ایسا نہیں کہ پہلے تمام لوگ وفات پا پھر انبیاء۔ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ سوار حاجی دیر سے پہنچے اور پیدل حاجی جو پہلے روانہ ہو چکے ہونگے وہ جلدی پہنچے۔ تو حتّٰی اور ثمّ میں دو فرق ہوئے۔ دونوں ترتیب اور مہلت کے لئے آتے ہیں ۔ لیکن حتّٰی میں ما بعد(معطوف) کا ماقبل(معطوفٌ علیہ) میں داخل ہونا ضروری ہے۔ اور ثمّ کے اندر جو ترتیب ہوتی ہے وہ خارج میں ہوتی ہے جبکہ حتّٰی کے اندر جو ترتیب ہوتی ہے وہ خارج میں نہیں ہوتی۔یہ حتّٰی بھی عموم کا فائدہ دیتا ہے یعنی حکم شامل ہے جمیع افراد کو اور ایک حتّٰی جارہ ہے وہ بھی عموم کا فائدہ دیتا ہے۔ اصل ان میں سے حتّٰی جارہ ہے۔لہٰذا حتّٰی جارہ میں مابعد کا ماقبل میں داخل ہونا ضروری نہیں۔ جبکہ حتّٰی عاطفہ میں مابعد کا ماقبل میں داخل ہونا ضروری ہے۔ جیسے نمت البارحةَ حتی الصباحِ ۔ یہ حتی جارہ ہے۔ بارحۃ گذشتہ رات کو کہتے ہے۔ تو صبح کذشتہ رات میں داخل نہیں۔ وہ تو رات کا جز نہیں۔ یہاں بھی عموم کا فائدہ ملا کیونکہ لیل کا جو آخری جز ہوتا ہے وہ صبح سے ملا ہوتا ہے۔ صبح رات میں تو داخل نہیں لیکن رات کا آخری جز صبح ک ساتھ ملا ہوا ہے۔ معلوم ہوا جہاں حتّٰی عاطفہ آئے وہاں حتّٰی جارہ پڑھنا بھی جائز۔ لیکن جہاں حتّٰی جارہ ہو تو وہاں کبھی حتی عاطفہ لا سکتے ہو کبھی نہیں۔ لہٰذا نمت البارحۃ حتی الصباح میں حتی عاطفہ نہیں لاسکتے۔

و او و اِمَّا و ام ثَلٰثتُها "او" ، "اِمّا" اور "اَمْ" یہ تینوں آتے ہیں لثبوتِ الحکم حکم کے ثبوت کے لئے لاحدالامرين دو چیزوں میں سے کسی ایک کے لئے مُبهماً مبہم طریقہ پر لا بِعَيْنِه نہ کہ معین طریقہ پر نحو مررت برجل او امرأة میں مرد یا عورت پر گزرا۔ یہاں "او" آیا۔ اور "او" نے ثبوت حکم کا فائدہ دیا کہ آپ کا مرور مرد یا عورت پر ہو رہا ہے۔ اور مبہم طریقہ پر ہے معین طریقہ پر نہیں۔ و اِمّا اِنما تكونُ حرفَ العطف اذا تقدَّمَتْها اِمّا اُخرى اور "اِمَّا" جو ہے یہ حرف عطف ہوگا جب اس سے پہلے ایک اور "اِمَّا" آ جائے۔ مثلاً زيدٌ اِمَّا اخوكَ و

اما عدوُّکَ زید یا تو تیرا بھائی ہے یا تیرا دشمن ہے۔یہاں عدوُّکَ کا عطف اخوک پر کرتے ہے۔ اور یہ جو "و امّا" آیا۔ اس میں واو زائد ہے اور اما عطف کے لئے ہے۔پہلا اِمَّا عطف کے لئے نہیں ، جبکہ ثانی اما عطف کے لئے ہے۔ اور جب بھی اما پر عطف کرنا چاہے تو ایک اور اما کو لانا پڑھینگا۔تو یہاں بھی حکم دو چیزوں کے لئے ثابت ہیں لیکن مبہم طریقہ پر۔ نحو العدد اِمَّا زوجٌ و امّا فردٌ عدد یا تو جفت ہوگا یا طاق ہوگا۔ دوسرا امّا عطف کے لئے ہو اور پہلا زائد ہے۔ یہ امّا سے پہلے واو کس لئے آیا۔ بعض علماء کے نزدیک یہ بھی عطف کے لئے ہے۔اور اسکے ذریعے اما ثانی کا عطف ہو رہا ہے اما اول پر۔ اور اماء ثانی کے ذریعے مابعد کا عطف ہو رہا ہے ما قبل پر۔ لیکن جمہور کہتے ہیں کہ یہ بات درست نہیں۔علماء نحو لکھتے ہیں کہ حرف پر حرف کا عطف کبھی نہیں کیا جاتا۔ اسم پر اسم کا عطف تو ہوتا ہے، فعل پر فعل کا عطف ہوتا ہے لیکن کبھی بھی حرف پر حرف کا عطف نہیں ہوتا۔اگر واو کو عاطفه مان لیا جائے تو اما کا عطف اما پر آئینگا۔ اور پورے کلام عرب میں حرف کا عطف کبھی بھی حرف پر نہیں پس وہ کہتے ہیں کہ یہ واو زائد ہے۔ ویجوز ان یتقدمّ امّا علٰی او اور جائز ہے کہ "اما" مقدم ہو "او" پر۔ نحو زیدٌ اِمّا کاتبٌ او اُمِیٌّ زید یا تو لکھنے والا ہے یا ان پڑھ ہے۔ اِمّا کے بغیر "زیدٌ کاتبٌ او امیٌّ" یہ بھی جائز ہے۔

و اَم علی قسمین اور اَم دو قسم پر ہیں۔ مُتَّصِلَةٌ ایک قسم متصله ہے۔ تخصیص کے چھ طریقوں میں ایک طریقہ یہ تھا کہ ہمزہ استفہام آئے ام متصله کے ساتھ۔ ام متصله وہ ہے جس کے ذریعے کسی دو مبہم چیزوں میں ایک کی تعین کا سوال کیا جائے۔ یعنی آپ کو پتہ ہو کہ دو چیزیں ہیں کوئی تیسرا نہیں۔ جیسا کہ "اَ رجلٌ فی الدارِ ام امراۃٌ" ۔ یہ سوال اِم متصله کے ذریعے کیا گیا۔اتنا تو یقین ہے کہ گھر کے اندر مرد یا عورت میں سے کوئی ہے جبکہ تیسرا کوئی چیز نہیں۔ اب جواب میں "نعم" یا "لا" کہنا درست نہیں۔بلکه تعین کرنا پڑے گا۔یعنی رجلٌ یا امراۃٌ کہنا چاہیے۔ اور اِم منقطعه میں پہلے خبر ہوتی ہے اور ام کے بعد استفہام ہوتا ہے۔ تو یہاں ایک خبر ہے اور ایک انشاء تو خبر اور انشاء کو منقطع کر دیا۔یا منقطع آتا ہے دو سوالوں کے درمیان۔ام متصله میں تین شرائط ہیں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ شروع میں ہمزہ استفہام آنا چاہیے۔ شرط ثانی یہ ہے کہ جیسا کلمة ام کے بعد آیا ہے ویسا ہمزہ استفہام کے بعد بھی آئے۔ اگر ام کے بعد اسم ہے تو ہمزہ کے بعد بھی اسم ہو۔ اگر ام کے بعد فعل ہو تو ہمزہ استفہام کے بعد بھی فعل ہو۔ اور تیسرا شرط یہ ہے کہ دونوں چیزوں میں سے ایک چیز یقینی ہونی چاہیے۔اور جب بالکل آپ کو پتہ نہ ہو تو پھر سوال "او" یا "اما" سے کرو۔ و ھی ما یُسال بِہا عن تَعیِّین احدالامرین وہ ہے جس کے ذریعے سوال کیا جاتا ہے دو امروں میں سے کسی ایک کی تعیین کا۔ و 114 السائل بہا اور اس کے ذریعے سوال پوچھنے والا یعلم ثُبوتَ احدِھما دونوں میں سے کسی ایک چیز کی ثبوت کو جانتا ہو۔ مُبہمًا لیکن مبہم طریقے پر جانتا ہے۔ بخلاف اَوْ و اِمَّا او اور اما کے ذریعے بھی سوال کیا جاتا ہے جیسا کہ اَرجلٌ فی الدارِ او امراۃٌ ۔لیکن یہ سوال اس وقت کیا جائے گا کہ جب آپ کو سرے سے پتہ ہی نہ ہو کہ گھر میں مرد ہے یا عورت ہے یا کوئی اور چیز۔ لہٰذا او اور اما کے جواب میں "نعم" یا "لا" بھی کہہ سکتے ہیں اور تعیین بھی کر سکتے ہیں۔۔ فانَّ السَّائلَ بِہما اس لئے کہ ان دونوں کے ذریعے سوال کرنے والا لا یعلمُ ثبوتَ احدِھما اَصلًا وہ دونوں میں سے کسی ایک کی ثبوت کو

جانتا ہی نہیں سرے سے ہی۔ و تستعمل بثلٰثةِ شرائطَ اور یہ استعمال ہوتا ہے تین شرائط کے ساتھ۔ الاوّل اَنْ یقع قبلَہا ہمزةٌ پہلی شرط یہ ہے کہ ام متصلہ سے پہلے ہمزہ آئے۔ نحو اَ زیدٌ عندک ام عمرٌو کیا زید ہے تیرے پاس یا عمرو ہے۔ و الثانی اور دوسرا شرط یہ ہے۔ ان یَلِیَہا لفظٌ کہ اس کے ساتھ بھی ایسا لفظ ملا ہو مثلُ مَا یَلِیَ الهمزةَ جو کہ ہمزہ کے ساتھ ملا ہوا ہو۔ اعنی اِن کان بعد الهَمزةِ اسمٌ فکذٰلک بعد ام یعنی کہ اگر ہمزہ کے بعد اسم ہو تو اسی طرح "ام" کے بعد بھی اسم ہوگا۔ کما مرّ جیسا کہ بات گزر گئی و ان کان بعد الهمزة فعلٌ فکذلک بعدَمَا اور اگر ہمزہ کے بعد فعل ہو تو اسی طرح ام کے بعد بھی فعل ہوگا۔ نحو اَ قامَ زیدٌ ام قَعَد ہمزہ کے بعد فعل ہے تو ام کے بعد بھی فعل آیا۔ فلا یقالُ لہٰذا یوں نہیں کہا جائے گا۔ اَ رأیت زیدًا ام عَمرً یہاں ہمزہ استفہام کے بعد فعل اور ام کے بعد اسم آیا ہے۔ لیکن صاحب کتاب کا یہ قول علماء محققین نے صحیح قرار نہیں دیا ہے۔ صاحب کافیہ بھی اسی کو ذکر کرتے ہے کہ یہ نہیں کہا جائیگا۔ ہم امام سیبویہ کے ساتھ ہے اس مسئلہ میں اور امام سیبویہ نے ذکر کیا ہے کہ اس طرح کہنا بھی فصیح ہے۔اگرچہ اسکا کہنا جائز نہ ہو لیکن پھر بھی یہ فصیح کلام ہے۔ ہاں اگر شرط کے مطابق ہو تو پھر افصح ہے۔و الثالثُ اور تیسری شرط یہ ہے۔ اَن یکون اَحدُ الامرَین المستوِیَیْنِ مُحقّقًا کہ دو برابر چیزوں میں سے کوئی ایک چیز یقینی ہونی چاہیے۔ و انما یکون الاستفہامُ عن التعیین اور استفہام تو تعیین ہی کے بارے میں ہوگا۔ فلذٰلک یجبُ پس اسی وجہ سے واجب ہے۔ ان یکونَ جَوَابُ ام بالتعیین کہ ام کا جواب تعیین کے ساتھ ہو۔ دونَ نعم اولا نہ کہ نعم یا لا سے فاذا قیل جب کہا جائے اَ زیدٌ عندک ام عمروٌ زید تمہارے پاس ہے یا عمرو تمہارے پاس فجوابُہُ بتعیین احدِہما تو جواب ان دونوں میں سے کسی ایک کی تعیین کے ساتھ آئیگا۔ اَمّا اذا سُئِل بِاَوْ و اِمّا ہاں جب سوال پوچھا جائے او یا اما کے ساتھ فجوابہ نعم او لا تو جواب نعم یا لا سے ہو سکتا ہے۔ و منقطعة دوسرا ام منقطع ہے۔ و ھی ما تکون بمعنی بل مع الهمزة اور یہ "بل مع الهمزة" کے معنیٰ میں ہوتا ہے۔ یعنی بل کے ساتھ ہمزہ استفہام آئے گا۔ مثال سے بات سمجھ آئیگی۔ ام سے پہلے خبر دے رہے ہیں اور ام کے بعد سوال پوچھ رہا ہے۔ یا ام سے پہلے ایک سوال پوچھ رہا ہے یا ام کے بعد دوسرا سوال پوچھ رہا ہے۔ اس کو منقطع اس لئے کہتے ہیں کہ ما بعد ما قبل سے منقطع ہوتا ہے۔ یعنی آپ ایک سوال پوچھ رہے تھے اس کو چھوڑ کر دوسرا سوال پوچھا۔ یا آپ خبر دے رہے تھے اسکو چھوڑ کر سوال پوچھا۔ کما رأیت شَبْحًا جیسے کہ آپ نے ایک صورت دیکھی دور سے۔ شَبَحًا پڑھنا بھی صحیح ہے۔ من بعیدٍ دور سے 115 قلتَ آپ نے اپنے ساتھیوں سے کہا انہا لَاِبلٍ یقیناً یہ اونٹ ہے۔جملہ اسمیہ لے کر آئے ۔ انّ لے کر آئے لام لے کر آئے۔ یعنی تاکیدات کے ساتھ۔ علی سبیل القطعِ قطعی طور پر کہا یعنی یقین سے کہا ثم حَصلَ لک شکٌّ پھر آپ کو شک ہوا۔ یعنی وہ چیز نزدیک آیا تو آپ کو شک ہوا کہ یہ تو کوئی اور چیز ہے۔ انہا شاةٌ یہ تو کوئی بھیڑ بکری ہے۔شاة بھیڑ بکری دونوں کے لئے آتا ہے صرف بکری سے اس کا ترجمہ صحیح نہیں۔ فقلتَ جب آپ کو شک ہوا کہ یہ تو بکری ہے فقلتَ تو آپ نے کہا

ام ھی شاۃٌ پہلے انہا لَاِبلٌ کہا تھا یعنی خبر دیا تھا پھر آپ نے کہا ام ھی شاۃ کیا یہ بکری ہے۔ یعنی سوال پوچھا۔ یہ ثانی استفہام ہے۔ تَقصدُ الاِعراضَ عن الاِخبار الاَوّلِ آپ ارادہ کرتے ہیں اعراض کی اِخبار اول سے، یعنی پہلی خبر جو آپ نے دی تھی آپ اس سے اعراض کرنا چاہتے ہیں۔ و الاستیناف بسُؤَالٍ اٰخَرَ اور آپ ابتدا کرتے ہیں دوسرے سوال کے معناہٗ اور معنیٰ اسکا ہے بل ھی شاۃٌ یہ "بل اَ ھی شاۃٌ" ہونا چاہیے تھا۔یہاں ہمزہ استفہام ہونا چاہیے یا مراد ہے یعنی مخذوف مان لینا چاہیے۔ بلکه کیا یہ بکری ہے۔ یہ ام منقطع ہے اور ام منقطع بل اور ہمزہ استفہام کے معنیٰ میں ہوتا ہے۔ اب ام کو ھٹاؤ اور اسکی جگه بل مع همزه استفہام لے آو تو بن جائے بل اَ ھی شاۃٌ۔ یعنی ام منقطع میں ما قبل کے کلام سے ما بعد میں آپ اعراض کرتے ہیں یعنی پہلے آپ خبر دے رہے تھے تو پھر سوال پوچھا یا پہلے سوال پوچھ رہے تھے پھر سوال سے اعراض کیا اور دوسرا سوال پوچھا۔

واعلم جان لے تو اَنَّ اِم المنقطعة لا تُستعملُ اِلّا فی الخبر کما مرَّ که ام منقطع نہیں استعمال ہوتا مگر خبر ہی کے اندر جیسا که گزرا و فی الاستفہام اور استفہام میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ یعنی پہلے ایک سوال ہوگا پھر دوسرا سوال۔ نحو اعندک زیدٌ ام عمرٌو کیا تیرے پاس زید ہے یا عمرو ہے۔ پہلے آپ نے سوال کیا اَعندک زیدٌ کیا آپ کے پاس زید ہے پھر آپ نے ام منقطع سے سوال کیا ام عمروٌ عندک یعنی بل اَعندکَ عمروٌ بلکه کیا آپ کے پاس عمرو ہے۔یعنی پہلے آپ نے زید کے بارے میں سوال کیا پھر اسکو چھوڑا اور عمرو کے بارے میں سوال پوچھا۔ یعنی ماقبل سے آپ نے اعراض کیا۔ اور یہ مثال جو صاحب کتاب نے ذکر کی ہے "اعندک زیدٌ ام عمروٌ" یہاں عمروٌ کے بعد ایک اور عندک ہونا چاہیے۔ یعنی "اَ عندک زیدٌ ام عمروٌ عندک" ہونا چاہیے۔اس لئے که یہ ام منقطع ہے اور نحو کی دیگر بڑی کتابوں میں لکھا ہے که اِم منقطع کے ما بعد جمله آیا کرتا ہے مفرد نہیں آتا۔اور یہاں عمروٌ تو مفرد ہے۔ یعنی ام عمروٌ عندکَ ہونا چاہیے۔ سألتَ اولاً عن حصولِ زیدٍ پہلے آپ نے زید کے بارے میں پوچھا ثم اَضربتَ عن السُّؤالِ الاولِ پھر آپ نے اعراض کیا سوال اول سے و اَخَذْتَ فی السؤال عن حُصُول عمرٍو اور آپ حصول عمرو کے بارے میں سوال میں شروع ہو گئے۔

و لا و بل و لٰکن اور حروف عاطفه میں سے "لا" ، "بل" اور "لٰکن" ہے۔ جمیعُها لثُبُوتِ الحُکم لِاَحدِ الامرین معینًا یہ سارے کے سارے آتے ہیں حکم کو ثابت کرتے ہیں دو چیزوں میں سے کسی ایک کے لئے معین طریقے پر۔ اَمّا لا پس "لا" جو ہے۔ فلنفی نفی کے لئے آتا ہے۔ ما اس چیز کی وَجَبَ للاول وہ جو ثابت ہوا ہے اول کے لئے۔ وجب بعمنیٰ ثبت عن الثانی دوسرے سے نحو جاءنی زیدٌ لا عمرٌو یہ آنا ثابت ہے اول کے لئے اور آنے کی نفی کررہا ہے دوسرے سے۔ و بل للاضراب اور بل آتا ہے اعراض کے لئے عن الاول اول سے والاثباتِ للثانی اور دوسرے کو ثابت کرنے کے لئے۔ نحو جاءنی زیدٌ بل عمرٌو آیا میرے پاس زید بلکه عمرو آیا۔ تو پہلے مجیئت زید کے لئے ثابت کی پھر اس سے اعراض کیا اور عمرو کے لئے ثابت کی۔ و معناہ بل جاءنی عمرٌو اور معنیٰ اسکا یہ ہوا که میرے پاس عمرو آیا ہے۔ و ما جاء بکرٌ بل خالدٌ میرے پاس بکر نہیں آیا مگر خالد نہیں آیا یعنی بکر آیا۔ حکم کو مابعد کے لئے ثابت کرتا ہے۔یعنی ماجاء خالد۔ معناہ بل ما جاء خالد تو اسکا معنیٰ ہوا که خالد نہیں آیا۔ و لٰکن للاستدراک اور حروف عاطفه میں سے لٰکن استدراک کے لئے آتا ہے۔ و یلزمها النفی اور اسکے

ساتھ نفی لازم ہے۔ قبلہا116 اس سے پہلے ، ما قبل کلام سے جو وہم پیدا ہو اس وہم کو دور کرنا اس کو استدراک کہتے ہیں۔ اور لٰکنَّ میں یہ ضروری تھا کہ دونوں کلام ایک دوسرے سے متغائر ہو۔ نحو ما جاءنی زیدٌ لٰکن عمروٌ جاءَ میرے پاس زید نہیں آیا لیکن عمرو آیا۔ او بعدھا اور یا یہ نفی لٰکن کے بعد ہوگی۔ نحو قام بکرٌلکن خالدٌ لم یقم بکر کھڑا ہوا لیکن خالد کھڑا نہیں ہوا۔

فصل حروف التنبیہ ثلٰثةٌ الا و اما و ھا حروف تنبیہ تین ہیں۔ "اَلَا" ، "اَمَا" اور "ھا"۔یہ کسی کو متنبہ کرنے یعنی متوجہ کرنے کے لئے آتے ہیں۔ان میں سے یاد رکھو کہ "اَلَا" اور "اما" جملوں پر داخل ہوتے ہیں۔ جبکہ ھا مفرد پر بھی داخل ہوتا ہے اور جملة پر بھی۔ "ذا" اسم اشارہ ہے۔ اس پر جب ھا داخل ہو جاتا ہے تو بنتا ہے ھٰذا۔تو اسم اشارہ پر آپ نے ھا داخل کیا۔ اور یہ ھا تنبیہ کی ہے۔ وُضعتْ لتنبیه المخاطَبِ یہ وضع کئے گئے ہیں تا کہ مخاطب کو متنبہ کردے۔ لِئَلَّا یفُوتهُ شئٌ من الکلام تا کہ اس سے کلام میں کوئی چیز فوت نہ ہوجائے۔ فالَا و اَمَا لا یدخلان اِلَّا علی الجملةِ پس الا اور اما داخل نہیں ہوتے مگر جملہ پر اسمیةً کانت وہ جملہ اسمیہ ہوگا۔ نحو قوله تعالیٰ اَلَآ اِنَّهُم هم المفسدون اللہ فرماتے ہیں کہ یقیناً وہی فساد پھیلانے والے ہیں۔ دیکھو اَلا آیا اور جملة اسمیہ پر داخل ہوا۔

و قولِ الشاعر شعر

اَمَا وَالّذی ابکیٰ و اَضْحک والذی : : امات و احْیٰ و الذی امرُهُ الاَمرُ

واو قسمیہ جارہ ہے۔ آگاہ رہو قسم ہے اُس ذات کی ابکیٰ ماضی بمعنیٰ مضارع کے (جو رُلاتی ہے) اور وہ ذات جو منساتی ہے۔ اور وہ ذات جو موت دیتی ہے اور زندہ کرتی ہے۔ اور قسم ہے اُس ذات کی جسکا حُکم ہی حکم ہے۔ کہ اسی کا حکم ہے حکم ہے باقی کوئي حکم نہیں۔ یہاں اما جملہ پر داخل ہوتا ہے۔

او فعلیةً اور یا جملہ فعلیہ ہوگا۔ نحو اما لا تفعل اگاہ رہو ایسا نہ کرو و الا تضربُ آگاہ رہو تو پٹھائی نہیں کرتا۔ والثالث ھا اور تیسرا "ھا" ہے۔ تدخل علی الجملة الاسمیة یہ جملہ اسمیہ پر بھی داخل ہوتا ہے۔ نحو ھا زیدٌ قائمٌ جملہ اسمیہ پر داخل ہوا۔ والمفرد اور مفرد پر بھی داخل ہوتا ہے۔ نحو ھٰذا و ھٰؤلَاءِ

فصل حروف النداء خمسةٌ حروف ندا پانچ ہیں۔ یا و ایا و ھیا و ای والھمزة المفتوحة فَاَیْ والھمزةُ للقریب پس "ای" اور "ھمزة" قریب کے لئے۔ حروف تھوڑے ہیں تو قریب کے لئے ہیں۔ و ایا و ھیا للبعید اور ایا اور ھیا بعید کے لئے ہیں۔ حروف زیادہ ہے تو بعید کے لئے ہیں۔ چونکہ بعید لمبی آواز چاہتا ہے تو اس کے لئے زیادہ حروف رکھے۔ و یا لھما وللمتوسّطِ اور "یا" بعید اور قریب دونوں کے لئے ہے اور متوسط کے لئے بھی ہے۔ و قد مرّ احکام المنادیٰ اور تحقیق منادیٰ کے احکام گزر چکے ہیں۔

فصل حروف الایجاب ستته 117 حروف ایجاب چھ ہیں۔ نعم و بلیٰ و اجل و جَیْرِ و اِنّ و اِیْ جواب دینے کے ساتھ دیا جاتا ہیں۔ وہ چھ حروف ہیں۔ اَمّا نعم نعم جو ہے۔ فلتقریر کلامٍ سابقٍ پس وہ کلام سابق کی اثبات کے لئے ہے۔ مُثْبَتاً کانَ او منفیًّا چاہے مثبت کلام ہو یا نفی کلام نحو اجاء زیدٌ کیا زید آیا ہے؟ قلتَ نعم آپ نے کہا ہاں۔ و اَمَا جاء زیدٌ کیا زید نہیں آیا؟ قلتَ نعم آپ نے کہا ہاں و بلیٰ اور بلیٰ۔ ماقبل میں جو نفی کلام ہے بلیٰ اس کو مثبت بنا کر اس کا اثبات کردیتا ہے۔ تُخْتَصُّ خاص ہے۔ یہ لازمی بھی مستعمل ہے اور

متعدی بھی مستعمل ہے۔ بایجابِ اثبات کے ساتھ ما اس چیز کی نُفِیَ استفہامً کہ جس کی نفی کی گئی ہے استفہام کے طور پر۔ استفہام میں ہمزہ وصلی ہے۔یعنی الست بربکم اس میں استفہام کے طور پر نفی کی گئی۔کیا میں تمہارا رب نہیں؟ کقولہ تعالیٰ اَلَسْتُ بِرَبِّکُم جیسے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں؟ قالُوا بلٰی تو وہ کہنے لگے کیوں نہیں۔ تو ماقبل میں نفی کلام تھا تو "بلیٰ" نے اسکے مثبت کو ثابت کر دیا۔اسی لئے اگر اَلست بربکم کے جواب میں نعم کہا جائے تو یہ کفر ہے۔ کیونکہ نعم تو منفی کو منفی ثابت کرتا ہے۔ تو معنیٰ بن جاتا ہاں تو ہمارا پروردگار نہیں۔ او خبرًا یا خبر ہو۔ تو اسکو بھی اثبات کریگا۔ کما یقال جیسے کہا جائے لم یقم زیدٌ زید کھڑا نہیں ہوا۔ قلتَ بلٰی آپ نے کہا کیوں نہیں۔ اَیْ قد قام یعنی کھڑا ہوا ہے و اِیْ للاثبات بعد الاستفہام اور اِیْ کے ذریعے بھی جواب دیا جاتا ہے استفہام کے بعد۔ جیسا کہ کوئی آپ سے کہہ دے اَ جاء ک زیدٌ تو آپ جواب میں کہہ دینگے اِیْ۔لیکن یہ "اِیْ" اکیلا نہیں آئینگا ساتھ قسم بھی لانا پڑے گی۔ یعنی آپ نے اَ جاء ک زیدٌ کی جواب میں "ای واللہ" کہنا ہے۔ و یلزَمُہا القَسمُ اور اس کے ساتھ قسم لازم ہے۔ کما اذا قیل جیسے کہا گیا ھل کان کذا کیا ایسا ہوا تھا۔ قلتَ اِیْ وَاللّٰہِ آپ کہتے ہیں ہاں واللہ واَجَلْ و جَیْرِ و اِنَّ لتصدیق الخبرِ اجل، جَیْرَ یا جِیْرَ اور انَّ خبر کی تصدیق کے لئے آتا ہے۔ کما اذا قیل جیسا کہ کہا جائے جاء زیدٌ زید آ گیا قلت اجل او جیْرِ او انّ آپ اس خبر کی تصدیق کے لئے اجل یا جیر یا ان کہہ دیتے ہیں۔ ای اُصدِّقُک فی ھٰذا الخبرِ میں اس خبر میں آپ کی تصدیق کرتا ہوں۔تو اس کا معنیٰ ہو جائے گا جی جناب یا بالکل۔

فصل حروف الزیادۃ سبعۃٌ حروف زیادۃ سات ہیں۔ اِن و اَن و ما و لا و مِنْ والباءُ واللام یعنی یہ حروف کبھی کبھی کلام عرب میں زائد بھی آتے ہیں۔ حرفِ زائد کا یہ معنیٰ نہیں کہ یہ بالکل ردّی ہے۔ وہ کلام میں تاکید پیدا کرتا ہے۔وہ کلام کو حسن دیتا ہے۔ اس کو نکال دیا جائے تو کلام میں اتنا حُسن باقی نہیں رہتا۔ فان تُزادُ مع ماالنافیۃ پس ان کو بڑھاتے ہیں ماء نافیہ کے ساتھ۔ اِن بھی نفی کے لئے آتا ہے اور ما بھی نفی کے لئے آتا ہے تو کبھی ما نافیہ کے بعد ان کو بڑھا دیتے ہیں۔ نحو ما ان زیدٌ قائمٌ "ما مشابہ بلیس ہوتا ہے اپنے اسم کو رفع دیتا ہے اور خبر کو نصب لیکن جب درمیان میں ان آ جائے تو اس کا عمل باطل ہو جاتا ہے۔" یہاں "ما" نفی کا فائدہ دیتا ہے اور "ان" تاکید کے لئے زائد ہے۔ اگر "ان" کو زائد نہ مان لیا جائے تو نفی پر نفی داخل ہوگا اور یہ اثبات کا فائدہ دیتا ہے۔ و مع ما لمصدریّۃ اور اسی طرح "ان" بڑھا دیتے ہیں ماء مصدریہ کے ساتھ۔ نحو اِنتَظِر ما ان یجلسُ الامیرُ یہاں ماء مصدریۃ کے بعد ان آیا۔ و مع لمّا اور لمّا کے ساتھ "ان" کو بڑھا دیتے ہیں۔ نحو لمّا اِن جلستَ جلستُ لما کے بعد "ان" زائدۃ آیا ہے۔ و اَن تزاد مع لمّا اور اَنْ کو لمّا کے بعد بڑھاتے ہیں۔ کقولہ 118 تعالیٰ فَلَمّا اَنْ جَاءَ الْبَشِیْرُ جب خوشخبری دینے والا آیا ۔ یہ اَن زائدہ ہے۔ کیونکہ لمّا کے بعد آیا ہے۔ و بین لو والقسم المُتَقَدِّمِ علیھا اور کبھی لو اور ایسی قسم جو اَن پر مقدم ہو کے درمیان بھی اَن بڑھا دیتے ہیں۔ یعنی قسم اور لو کے درمیان اَن بڑھا دیتے ہیں۔ نحو واللّٰہِ اَن لو قمْتَ قمتُ یہ اَن زائدہ ہے۔ و ما تُزادُ مع اذا و مَتٰی و ایِّ و انّی و اَیْنَ و اِنْ شرطیاتٍ اور "ما" کو بڑھا دیتے ہیں "اذا، متیٰ، ایِّ ،انّی، اینَ اور انْ شرطیات کے بعد"۔ کما تقول اذا ما صُمتَ صمتُ متیٰ ما جلستَ جلستُ، اِنْ وغیرہ و کذا البواقی اور اسی طرح باقی ہیں۔

و بَعدَ بعض حروف الجرّ اور کبھی ما کو بعض حروف جر کے بعد بڑھا دیتے ہیں۔ نحو قوله تعالىٰ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ تو دیکھو با جارہ کے بعد ما آیا۔ یہ ما زائدہ ہے کیونکہ ما کے آنے کے بعد بھی با رحمةٍ کو جر دے رہا ہے۔ و عمّا قليلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نَا دِمِيْنَ بہت تھوڑی دیر کے بعد وہ نادم ہو جائینگے۔ عمّا اصل میں عنْ ما تھا۔ یہاں عن کے بعد ما جارہ ہے کیونکہ ما کے آنے کے بعد بھی قليلٍ پر جر آیا۔ و ممّا خَطِيْئٰتِهِمْ اور اپنے غلطیوں کے سبب سے، ممّا اصل میں مِن ما تھا۔ یہ ما زائدہ ہے۔ اُغْرِقُوْا وہ تو غرق کئے گئے فَاُدْخِلُوْا نَارًا پس آگ میں داخل کئے گئے۔ و زیدٌ صَدیقی کما اَنَّ عمرًا اَخی زید میرا دوست ہے جیسا کہ عمرو میرا بھائی ہے۔ کاف جارہ کے بعد ما زائدہ ہے۔ و لا تزاد مع الواو اور لا کو بڑھا دیتے ہے واو کے بعد بعد النفی نفی کے بعد "لا" لے آتے ہیں۔ نحو ما جاءنی زیدٌ و لا عمرٌو یہ لا زائدہ ہے۔ اگر اس کو زائدہ نہ مان لیا جائے تو یہ عمرو کے آنے کا اثبات کرینگا۔ کیونکہ نفی پر نفی داخل ہوگا اور یہ اثبات کا فائدہ دینگا۔ یہ "لا" نفی اور واو کے بعد آیا۔ و بعدَ اَنِ المصدريةِ اور کبھی کبھی لا کوزائد لاتے ہیں ان مصدریۃ کےبعد نحو قوله تعالى ما منعک ان لّا تسجُدَ ای ما منعک ان تسجد، کس چیز نے تجھے روکا تھا سجدہ کرنے سے۔ یہ لا زائد ہے کلام میں حسن پیدا کرنے کے لئے ہے۔ و قبلَ القسم اور کبھی کبھی قسم سے پہلے "لا" کو بڑھا دیتے ہیں۔ کقوله تعالىٰ لَآ اقسمُ بهٰذالبلد میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں۔ خالق اپنی مخلوق میں سے جس کی چاہے قسم کھا سکتا ہے۔لیکن مخلوق خالق کے علاوہ کسی اور کی قسم نہیں اٹھا سکتا۔یہ لا زائد ہے۔ بمعنیٰ اُقسم ای اُقسم بهٰذالبلد۔ نیز اُقسم فعل صرف با کے ساتھ لایا جا سکتا ہے واو یا تا کے ساتھ نہیں آ سکتا۔ و اَمّا مِن و الباء واللام باقی جو "من، باء اور لام یہ بھی زائدہ آتے ہیں۔ فقدمرّ ذكرُها فی حروف الجرّ ان کی باتیں حروف جارہ میں گزر چکی ہیں۔ فلا نُعيدُها لہٰذا ہم انکو دہرائینگے نہیں۔

فصلٌ حرفا التفسير تفسیر کے دو حروف ای 119 و اَنْ ایک "اَیْ" ہے اور ایک "اَن" ہے۔ فَاَیْ پس ای کی مثال کقوله تعالىٰ واسْئلِ القريةَ ای اهلَ القريةَ یعنی قریۃ بول کر اہل قریۃ مراد ہے۔ یعنی یہاں مضاف مخذوف ہے۔ کانّک تُفسِّره اهل القرية گویا کہ آپ اس کی تفسیر اہل قریۃ سے کر رہے ہے۔ و اَنْ اِنما یُفسَّرُبها فعلٌ بمعنی القول اور اَنْ کے ذریعے ایسے فعل کی تفسیر بیان کی جاتی ہے جس کے اندر قول کا معنیٰ پایا جایا۔یعنی خود قول کی تفسیر کے لئے نہیں آئینگا۔ کقوله تعالىٰ جیسے اللہ فرماتے ہیں۔ و نادینٰهُ اور ہم نے ندا دی اَن يّٰابراهيمُ یہ اَن تفسیر کے لئے آیا۔ یعنی کیا ندا دی؟ تو "یعنی کہ یا ابراھیم" کی ندا دی۔ اور ندا میں قول کا معنیٰ ہے۔ یہ خود قول کی تفسیر کے لئے نہیں آئے گا۔ بلکہ ایسے فعل جس میں قول کا معنیٰ پایا جائے اسکی تفسیر کے لئے آئینگا۔ فلا یُقالُ پس یوں نہیں کہا جائینگا قلتُ له اَنِ اكتبْ میں نے اُس سے کہا یعنی کہ لکھ۔ یہاں ان نے قول کی تفسیر کی اور یہ جائز نہیں۔ اذ هو لفظ القول اس لئے کہ یہ تو لفظ قول ہے۔ لا معناه اسکا معنیٰ نہیں۔

فصل حروف المصدرية ثلٰثةٌ ما و اَنْ و اَنَّ حروفِ مصدریۃ تین ہیں۔ "ما، اَن اور اَنَّ"۔ یہ جملہ کو مصدر یعنی مفرد کے حکم میں کر دیتا ہے۔ فالاُوْليان پہلے دو جو ہیں۔ للجملة الفعلية جملة فعلیه کے لئے ہیں۔

كقوله تعالىٰ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الارض تنگ ہو گئی اُن پر زمین بما رَحُبتْ ای بِرُحْبِهَا یعنی اپنی وسعت کے ساتھ۔ یہ ما مصدریہ ہے۔ اور جملہ فعلیہ پر داخل ہوا۔ اسکا مصدر رُحْبٌ ہے۔ اور رَحُبَ کے اندر مؤنث کی ضمیر تھی فاعل کی اس کو مضاف بناؤ۔ تو رُحْبٌ ہا بن جائے گا۔ اور جب اس پر با داخل کرے تو بِرِحُبِهَا بن جائے گا۔

و قولِ الشاعر اور شاعر کا قول ہے۔

يُسِرُّ المرءَ ما ذهب اللَّيالَى : : و كان ذها بُهُنَّ له ذهابا،

یسر المرءَ خوش کر دیتا ہے آدمی کو، ما ذهب بمعنیٰ ذهاب کے یعنی گزرنا، اللیالی: راتوں کو۔ خوش کر دیتا ہے آدمی کو راتوں کا گزرنا۔ واو حالیہ ہے۔ اور آگے جملہ حال ہے۔ حال کبھی مفرد ہوتا ہے اور کبھی جملة آتا ہے۔ اور کان ماضی ہے ۔ اور ماضی جب بھی حال واقع ہوگی تو "قد" لفظوں میں ہونا چاہیے یا تقدیراً ہونا چاہیے پھر حال بنے گی، ورنہ حال نہیں بنے گا جمہور کے نزدیک۔ تو یہاں قد مقدر ہے۔

وضاحت: ترکیب میں جب نکرۃ کے بعد جار مجرور یا صفت آ جائے تو ماقبل کے لئے صفت بنتے ہیں۔ کیونکہ جار مجرور نے جملہ بننا ہے یا شبہ جملہ اور فعل بھی جملة ہوتا ہے اور جملة نکرۃ کے حکم میں ہوتا ہے ۔اور نکرۃ کے بعد نکرۃ موصوف صفت ہوتا ہے۔ اور معرفة کے بعد جب جار مجرور یا فعل آ جائے تو یہ اس کے لئے حال بنے گا۔ آپ پڑھتے ہیں قال اللہ تعالیٰ۔ یہ لفظ اللہ آیا۔ اور لفظ اللہ کے بعد تعالیٰ فعل آیا۔ تعالیٰ تفاعل کے وزن پر ہے۔ یعنی اصل میں تعالَیَ تھا۔ یا متحرک ماقبل فتح تھا تو یا کو الف سے بدل دیا تو تعالیٰ بنا۔ یہ بھی حال ہے ماقبل لفظ اللہ سے۔ اور یہ ماضی ہے اور ماضی جب بھی حال ہو تو اس پہلے "قد" یا لفظًا ہوگا یا تقدیرًا۔ تو یہاں بھی قد تقدیراً ہے۔

تو کان ماضی یہ حال بنے گی اور یہاں قد مقدر ہے۔ و کان ذهابهنّ :اور ان کا گزرنا۔ یعنی اُن راتوں کا گزرنا، هنّ ضمیر راجع ہے لیالی کے طرف۔ له ذهابا:اس آدمی کے لئے گزرنا ہے، یعنی اُس آدمی کا گزرنا ہے۔ مطلب اس کا عمر کم ہوتا ہے۔۔ یہ له متعلق ہے ذهابا کے ساتھ۔

اور اُس راتوں کا گزرنا اس آدمی کا گزرنا ہے۔

ما ذهب ذهاب کے معنیٰ میں ہوا۔ یسر المرء ما ذهب اللیالی ای یسر المرء ذهاب اللیالی۔

یسر المرءَ : مرءَ مفعول مقدم ہے ۔ ما ذهب اللّیالی میں ما مصدریة ہے۔ یہ مقام اشهاد ہے ۔ ما جملہ فعلیہ پر داخل ہوا ہے۔ ذهب اللیالی کو مصدر بنانا:

و اَن اور ان جو ہے۔ نحو قوله تعالى فما كان جوابَ قومِه نہیں تھا ان کی قوم کا کوئی جواب، کان اپنے اسم کو رفع دیتا ہے اور خبر کو نصب۔ یہ جوابَ قومِه خبر مقدم ہے۔اور مقام استشهاد یہ ان قالوا ہے۔ یہ ان قالوا کان کا اسم مؤخر ہے۔اور کان کا اسم مرفوع ہوتا ہے تو قولُهم پڑھینگے۔ الّا ان قالُو ای قولُهم و اَنَّ اور اَنَّ بھی حروف مصدریة میں سے ہے للجملة الاسمية اور یہ جملہ اسمیہ آتا ہے۔ نحو علمتُ اَنک قائمٌ ای قیامَک

فصل حروف التحضيضِ اربعةٌ حروف تحضیض چار ہیں۔تحضیض کا معنیٰ ہے ابھارنا هلّا و اَلَّا و لولَا و لَوْ ما لها صدرُ الكلام ان سب کے لئے صدارتِ کلام ہیں۔ و معناها 120 اور اس کا معنیٰ جو ہے حضٌّ على الفعل

کسی فعل پر ابھارنا ہے۔ ان دخلت على المضارع جب یہ مضارع پر داخل کئے جائے نحو ھلّا تَأ كُلُ تم کھاتا کیوں نہیں۔ یعنی اور کھاؤ۔ و لومٌ ان دخلت على الماضى اِن کا معنیٰ ملامت ہے اگر یہ ماضی پر داخل ہو جائے۔ نحو ھلّا ضربتَ زیدًا تم نے زید کی پٹھائی کیوں نہیں کی۔ یعنی تمہیں زید کی پٹھائی کرنا چاہیے تھا۔ و حینئذٍ لا تکونُ تحضیضًا اور اس صورت می یہ تحضیض(ابھارنا) نہیں ہوگا۔ الّا باعتبار ما فات مگر اُس چیز کی اعتبار سے فوت ہو چکی ہے۔ و لا تدخل الا على الفعل اور یہ داخل نہین ہوتے مگر فعل پر کما مرّ جیسا کہ گزرا و اِنْ وقع بعد ھا اسمٌ اگر اس کے بعد اسم بھی واقع ہو۔ اسمٌ میں ہمزہ وصلی ہے۔ ھَسمٌ پڑھنا ہے۔ فباضمارِ فعلٍ تو وہ تقدیر فعل کے ساتھ ہوگا۔ یعنی فعل وہاں مقدر ہوگا۔ کما تقول جیسے آپ کہتے ہیں۔ لمَن اُس شخص سے ضرب قومًا کسی قوم کی کچھ لوگوں کی پٹھائی کی ھلّا زیدًا یہاں ھلّا اسم پر داخل ہوا۔ حالانکہ ھلّا فعل پر داخل ہوتا ہے۔ معلوم ہوا فعل مخذوف ہے۔ ای ھلّا ضربْتَ زیدًا زید کی پٹھائي کیوں نہیں کی۔

و جمیعُہا مرکَّبَۃٌ یہ سارے کے سارے مرکب ہیں۔ جیسے ھلْ لا سے ھلّا، لو لا، لو ما، اَن لا سے اَلّا۔ جزؤہا الثانی حرف النفی ان سب کا جز ثانی حرف نفی ہیں۔ والاول حرف الشرط اور پہلا حرف شرط ہے۔ لو لا اور لو ما میں یہ لو حرف شرط ہے۔ او الاستفہام یا حرف استفہام ہے۔اور وہ ھلّا ہے۔ او حرف المصدر یا شروع میں حرف مصدر ہے۔ اور وہ آلّا ہے۔ ابھی جو لو لا گزرا یہ تحضیصیۃ کہلاتا ہے۔ ایک لو لا امتناعیۃ ہے۔ ولِلَوْلا معنیً اٰخرَ اور لو لا کا ایک اور معنیٰ بھی ہے۔ ھو امتناعُ الجملۃ الثانیۃ وہ جملۃ ثانیۃ کا ممتنع ہونا ہے لوجود الجملۃ الاولیٰ جملۃ اولیٰ کے ہونے کی وجہ سے نحو لو لا علیٌّ لھلک عمرُ ای لو لا علیٌّ موجودٌ اگر علی موجود نہ ہوتے لھلک عمر: عمر تو ھلاک ہو گئے تھے۔ لیکن ھلاکتِ عمرؓ ممتنع ہے۔ اور یہ ممتنع یا منتفی وجود علیؓ کیوجہ سے ہے۔ پہلا جملہ ہے لو لا علیٌّ۔ یہ لو لا اسم پر داخل ہوا۔ یہ مبتدا ہے اور اسکی خبر ہمیشہ خذف کر دینگے ۔ یہ خذف کرنا واجب ہے۔ ای لو لا علیؓ موجودٌ یا ثابتٌ۔ اور لھلک عمرؓ یہ جوابِ "لو لا" ہے۔ تو یہ جواب جو ہے یہ جملۃ ثانیہ یہ منتفی ہے اور یہ بوجہ موجود علیؓ کے منتفی ہے۔ تو ثانی جملۃ ممتنع ہے اول کی وجود کی وجہ سے۔ و حینئذٍ اور یہ اس صورت میں کہ جب "لو لا" امتناعیۃ ہو تحتاجُ یہ محتاج ہوگا الی الجملتین دو جملوں کا اُولٰھما اسمیَّۃٌ اَبَدًا پہلا جملۃ ہمیشہ اسمیۃ ہوگا۔ پس ایک لولا تحضیضیۃ ہے جو ایک جملۃ پر داخل ہوتا ہے اور صرف فعل چاہتا ہے۔ او لولا امتناعیۃ دو جملوں کو چاہتا ہے جس میں پہلا جملہ ہمیشہ اسمیۃ ہوگا جسکا خبر خذف کرنا واجب ہے۔

فصل حرف التَّوقّعِ قد توقع کا حرف قد ہے۔ توقع کے لئے صرف ایک حرف استعمال ہوتا ہے۔اسکو حرف توقع اس لئے کہتے ہے کہ اس کے ذریعے ایسے شخص کو خبر دی جاتی ہے جسکو توقع تھی۔مثلاً آپ نے کسی سے کہا کہ "قد قام زیدٌ" تو معلوم ہوا کہ اسے توقع تھا زید کے کھڑے ہونے کا۔ و ھی فی الماضی اور یہ ماضی میں آتا ہے۔ لتقریب الماضی الی الحال تا کہ ماضی کو حال کے قریب کر دے نحو قد رکبَ الامیرُ امیر سوار ہو گیا ہے۔ ایک ہے رکب الامیر یعنی امیر سوار ہوا۔ تو اسکا پتہ نہیں کہ امیر کب سوار ہوا۔ یعنی ابھی سوار ہوا،

یا کل یا ایک سال پہلے۔جب قد آیا تو قد نے بتایا کہ یہ سوار ہونا قریب کے زمانے میں ہے۔تو ماضی، ماضی قریب بن گئی۔ ای قُبَیْل ھٰذا تھوڑا پہلے سے۔ قبیل تصغیر ہے قبل کی۔ و لاجل ذلک سُمِّیَتْ 121 حرفَ التقریب ایضًا اور اسی وجہ سے اسے حرف تقریب بھی کہتے ہے۔ کیونکہ ماضی کو ماضی قریب کے معنیٰ میں کر دیتا ہے۔ و لھٰذا تَلزَمُ الماضِیَ اس لئے یہ "قد" ماضی کے ساتھ لازم ہوتا ہے۔ لِیَصلُحَ ان یقعَ حَالًا تا کہ وہ حال واقع ہونے کی صلاحیت رکھے۔ ورنہ قد کے بغیر ماضی میں حال بننے کی صلاحیت نہیں۔ مثلاً "جاءنی زیدٌ و رکبَ" آیا میرے پاس زید اس حال میں کہ سوار تھا۔ رکب حال ہے زید سے۔ اور جب ماضی حال واقع ہو تو اس سے پہلے یا تو قد مقدر ہوگا یا لفظوں میں ہوگا۔ ای جاءنی زیدٌ و قد رکب۔ تو آنے کا اور سوار ہونے کا زمانہ ایک ہے۔ جس وقت وہ آیا اسی وقت وہ سوار بھی ہے۔اور جب حال آپ نے ماضی لایا اور اس پر قد نہیں لاتے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنے کا زمانہ ماضی ہے اور سوار ہونے کا زمانہ اس سے بھی ماضی ہے۔حالانکہ آنے کا اور سوار ہونے کا زمانہ ایک ہی ہے۔عامل ذوالحال اور حال کا زمانہ ایک ہوتا ہے۔ حال میں عامل فعل یا معنیٰ فعل ہوتا ہے۔ تو جاءنی زیدٌ راکباً میں راکباً میں عامل جاء ہے۔ اور اس مجیئت اور رکوب کا زمانہ ایک ہی ہے۔ لیکن جب آپ نے کہا کہ "جاءنی زید و رکب" تو بظاہر یوں لگ رہا ہے کہ مجیئت بھی ماضی میں ہے اور حال یعنی رکوب یہ اس سے بھی ماضی میں ہے۔ یہاں رکب ماضی ہے اور ماضی جب بھی حال واقع ہو تو اس پر قد لفظًا یا تقدیراً داخل ہوگا۔ یہ اس لئے تا کہ اس ماضی کو حال کے قریب کر دے۔ تو پھر یہ ماضی، ماضی قریب بن گئی اور ماضی قریب حا کے قریب ہے۔ اور ضابطہ ہے کہ "قریبُ الی الشئ فی حکم الشئ"۔ تو لہٰذا اب گویا یہ حال ہی ہے۔اب ماضی حال بن سکتی ہے۔ و قد تجئ للتاکید اور کبھی کبھی یہ "قد" تاکید کے لئے آتا ہے۔ اذا کان جوابًا جب یہ جواب ہو لِمَن اُس شخص کو یَّسألُ جو پوچھ رہا ہو ھلْ قامَ زیدٌ کیا زید کھڑا ہے۔ سائل کو تردد ہے کہ زید کھڑا ہے یا نہیں۔ اور جب تردد ہے تو بات میں تھوڑا تاکید لے آؤ۔ یاد رکھو جب کسی عام آدمی کو زید کے قیام کی خبر دے رہا ہو تو "قام زیدٌ" کہنا ہوگا کیونکہ اسے تردد نہیں۔جب کوئی شک نہیں تو بات میں تاکید لانے کی ضرورت نہیں۔ جب معمولی شک ہو تو جملہ اسمیہ لاتے ہے جیسے "زیدٌ قائمٌ" جب اسکا شک زیادہ تھا تو "انّ زیدًا قائم" لاتے ہے۔ جب اسکو اور بھی زیادہ شک ہو یعنی انکار کر رہا ہے تو بات کو اور زور دار بناؤ اور کہو "ان زیدا لقائمٌ" اگر وہ پھر بھی انکار کرے تو ایک اور تاکید لے آو"واللہ ان زیدا لقائم" تقُوْلُ آپ جواب میں کہہ دیتے ہیں۔ قدْ قامَ زیدٌ تحقیق زید کھڑا ہو گیا و فی المضارع للتقلیل اور مضارع میں یہ تقلیل کے لئے آتا ہے۔ نحو اِنّ الکَذُوبَ قد یصدُقُ بے شک بڑا جھوٹا بھی کبھی کبھی سچ بول دیتا ہے۔ کَذُوبْ بروزن فَعُولْ مبالغہ کا صیغہ ہے۔ وان الجَوّادَ قد یَبْخَلُ کبھی بڑا سخی بھی بخل کر دیتا ہے۔جَوَاد اور جوَّاد دونوں صحیح ہیں۔ تو یہ تقلیل کا معنیٰ قد نے پیدا کیا۔ و قد تجئ للتحقیق اور کبھی کبھی یہ "قد" مضارع میں تحقیق کے لئے بھی آتا ہے۔ کقولہ تعالٰی قد یعلمُ اللہُ المعوّقین تحقیق اللہ جانتے ہی روکنے والے کو، یعنی اللہ کے راستے سے روکنے والے۔ و یجوز الفصلُ اور فصل لانا بھی جائز ہے۔ بینہا و بین الفعل بالقسم قد اور فعل کے درمیان قسم کے ساتھ

نحو قد واللّٰه احسنتَ یہ قد احسنتَ پر داخل ہو رہا ہے درمیان میں قسم فاصل آ گئی۔ و قد یُحذفُ الفعلُ بعدَ قد عند القرینة اور کبھی کبھار قد کے بعد فعل کو خذف بھی کر دیا جاتا جب قرینۃ موجود ہو۔

کقول الشاعر شعر

اَفِدَ التَرَحُّل غیر اَنَّ رِکابَنا:: لمّا تَزُلْ برحالنا و کَاَنْ قَدِنْ ای و کَاَن قد زالت

افد: ای قَرُبَ قریب ہوا۔ترحل: کوچ کرنا ، سفر پر نکلنا، غیر ان رکابنا: علاوہ اسکے کہ ہماری سواریاں جو ہیں لما تزل: ابھی تک انہوں نے چھوڑا نہیں اپنی جگہوں کو، زال یزول کا معنیٰ ہے زائل ہونا یعنی اپنی جگہ کو چھوڑنا، بِرِحالنا : ہمارے کجاؤں کے ساتھ۔ وکان قدِنْ: ای و کان قد زالت، تو زالت کو خذف کر دیا اور قد کو تنوین دے دی۔ یہ تنوین ترنم کہلاتی ہے۔ باقی تنوین تو خاص ہے اسم کے ساتھ۔ لیکن یہ تنوین ترنم اسم، فعل اور حرف تینوں پر آ سکتی ہے۔ یہاں حرف پر آئی ہے۔

افد الترحل: قریب ہوا ہمارا کوچ کرنا۔غیر ان رکابنا: علاوہ اس کے کہ ہمارے سواریاں جو ہیں

لما تزل : وہ ابھی چلی نہیں، برحالنا : ہمارے کجاؤں کے ساتھ،و کان قدن: اور گویا کہ وہ چل چکی ہیں۔ کیونکہ ہمارے سفر کا ارادہ بڑا پکا ہے۔ مقام استشہاد کان قدن ہے۔ قد کے بعد فعل کو خذف کر دیا۔

فصل حرفا الاستفهام الهمزةُ و هل استفہام کے دو حرف "ہمزہ اور ھل" لهما صدرُ الکلام یہ دونوں صدارت کلام چاہتے ہیں۔ و تدخلان علی الجملة اور یہ دونوں جملہ پر داخل ہوتے ہیں۔ اسمیةً کانت چاہے وہ جملہ اسمیہ ہو۔ نحو ازیدٌ قائمٌ کیا زید کھڑا ہے؟ او فعلیةً اور جملۃ فعلیہ کی مثال نحو هل قام زیدٌ کیا زید کھڑا ہے۔ و دُخولهُما 122 علی الفعلیة اکثر اور ان کا دخول فعلیہ پر زیادہ ہوتا ہے۔ لاستفهامُ بالفعل اولیٰ اس لئے کہ استفہام فعل کے زیادہ لائق ہے۔ و قد تدخلُ الهمزة اور تحقیق داخل ہوتا ہے ہمزہ فی مواضع ایسے جگہوں میں لا یجوز دُخول هل فیها کہ وہاں ھل کا داخل ہونا جائز نہیں۔نحو ازیدًا ضربتَ کیا زید ہی کی تو نے پٹھائی کی ہے۔ ھل زیدًا ضربتَ یہ جائز نہیں۔ یہ ھل اصل میں قد کے معنیٰ میں ہے۔جو منعنیٰ قد ادا کرتا تھا تحقیق والا اسکے لئے ھل ہے۔اور قد ہمیشہ فعل پر داخل ہوتا ہے تو یہ ھل بھی چاہتا ہے کہ میں بھی فعل پر داخل ہو جاؤ۔اگر جملہ میں فعل موجود ہے تو ھل فعل پر واقع ہونگا۔ اگر فعل سرے سے موجود نہیں جیسے زیدٌ قائمٌ تو پھر ھل زیدٌ قائمٌ درست ہے۔اگر جملہ میں فعل موجود ہو تو ھل کے فوراً بعد فعل کو لانا ہوگا کیونکہ ھل اصل میں قد ہے اور قد کے فوراً بعد فعل آتا ہے۔ ھل زیدًا ضربتَ یہ جائز نہیں اور ھل ضربتَ زیداً یہ جائز ہے۔ و اَ تضربُ زیدًا و هو اخوک کیا تو زید کی پٹھائی کرتا ہے اور حال یہ ہے کہ وہ تیرا بھائی ہے۔ یہ واو حالیہ ہے اور ھو اخوک پورا جملہ حال ہے۔ یہ استفہامِ انکاری ہے۔منع کرنا مقصد ہے۔ صورت سوال کی ہے دراصل روکنا مقصد ہے۔تو ایسے موقع پر یعنی استفہام انکاری میں ہمزہ کو لا سکتے ہیں لیکن ھل کا لانا جائز نہیں۔ یہاں پر پوچھنے والے نے یہ کہا "ا تضرب زیدا و ھو اخوک" لیکن وہ دراصل پوچھنا یہ چاہتا ہے کہ "اَ ترضیٰ بضربکَ زیدًا و ھو اخوک" کیا تو اپنی زید کی پٹھائی کرنے پر راضی ہے اور حال یہ ہے کہ وہ تیرا بھائی ہے۔ یعنی ایسا نہیں کہ اسے پتہ نہیں کہ زید کی پٹھائی ہو رہی ہے یا نہیں۔

اصل میں اسے پتہ ہے کہ زید کی پٹھائی ہو رہی ہے۔تو معلوم ہوا کہ جس فعل کے بارے میں آپ سوال کر رہے ہے وہ مخذوف ہے۔ اور ہمزہ استفہام جو کہ اصل ہے تو اس میں وسعت ہے اس میں فعل کو خذف کرنا بھی جائز اور فعل کو لانا بھی جائز۔ لیکن ھل جو کہ اصل میں قد ہے تو اس میں فعل کا خذف کرنا جائز نہیں۔ و ازیدٌ عندک ام عمروٌ یہ تیسرا مقام ہے کہ ہمزہ استفہام کو لا سکتے ہو جبکہ ھل لانا جائز نہیں۔یہ اِم متصلہ ہے۔ اِم متصلہ میں ہم نے پڑھا تھا کہ پہلی جملہ کے ساتھ ہمزہ آئیگا جبکہ ھل نہیں لا سکتے۔ و اَوَ مَنْ کان یہ چوتھی جگہ ہے جہاں ھل کا لانا جائز نہیں۔ یہاں ہمزہ استفہام ہے اور واو عاطفہ پر داخل ہے۔ہمزہ اصل ہے وہ حرف عطف پر تو داخل ہو سکتا ہے لیکن ھل حرف عطف پر داخل نہیں ہو سکتا۔ و اَفمنْ کان ہمزہ استفہام "فا عاطفہ" پر داخل ہوا۔ و اثمَّ اذا ما وقع اور یہاں ہمزہ استفہام ثم عاطفہ پر داخل ہوا۔ و لا تُستعملُ ھل فی ھٰذہ المواضع اور ھل استعمال نہیں ہوگا ان جگہوں پر و ھٰھنا بحثٌ اور یہاں پر بحث ہیں۔

فصل حروف الشرط اِن و لو و امّا حروف شرط تین ہیں۔ "اِن، لو اور امّا" ہے۔ لِھا صدر الکلام اور یہ تین صدارت کلام چاہتا ہیں۔ و ید خل کلُّ واحدٍ منہا ان میں سے ہر ایک داخل ہوتا ہے۔ علی الجملتین دونوں قسم کے جملوں پر اسمیَّتین کانتا او فعلیَّتین او مختلفتَین چاہے دونوں اسمیہ ہو یا فعلیہ ہو یا دونوں مختلف ہو۔ مولانا محمد زہیر روحانی بازی صاحب کی تحقیق کے مطابق حروف شرط صرف فعل پر داخل ہوتے ہیں۔ اگر بظاہر جملہ اسمیہ بھی ہو تو فعل کو وہاں مخذوف نکالینگے۔ اس لئے بتایا تھا کہ لو کے بعد اَنَّ پڑھینگے اِنَّ نہیں پڑھینگے۔اسلئے کہ وہ اَنَّ جو جملہ اسمیہ ہے اس نے فعل مخذوف کے لئے فاعل بننا ہے۔ہاں ایک صورت ہے مصنف کے کلام کے صحیح ہونے کی کہ اُن کی مراد ظاہر سے ہے۔ ظاہر میں یہ جملہ اسمیہ پر بھی داخل ہو سکتا ہے اور جملہ فعلیہ پر بھی۔ فَاِن للاستقبال اِن استقبال کےلئے آتا ہے۔ و ان دخلت علی الماضی اگر چہ وہ ماضی پر داخل ہو جائے۔ یعنی ماضی کو استقبال کے معنیٰ میں کر دیتا ہے۔ نحو ان زُرْتنی اکْرمتُک اگر تو میرا زیارت کرینگا تو میں تیرا اکرام کرونگا۔ و لو للماضی اور لو ماضی کے لئے آتا ہے۔ لو تین فائدے دیتے ہیں۔ ایک شرط کا، دوسرا زمانہ ماضی کی طرف بدل دیتا ہے زمانہ کو۔ اور تیسرا یہ امتناع کا فائدہ دیتا ہے۔ وان دخلت علی المضارع اگر چہ مضارع پر داخل ہو جائے۔ نحو 123 لو تزورُنی اکرمتک اگر تو نے میری زیارت کی ہوتی تو میں نے بھی تیرا اکرام کیا ہوتا۔ دیکھو تین فائدے دئیے لو نے۔ ایک شرط ہونے کا، دوسرا یہ کہ زمانہ کو ماضی میں بدلا، تزورُنی کا مطلب ہے تو میرا زیارت کرینگا اور ترجمہ ہم نے ماضی کے ساتھ کیا۔ اور تیسرا امتناع یعنی ثانی یہاں ممتنع ہے اور ثانی یہاں اکرمتک ہے یعنی میرا اکرام کرنا۔ اور یہ اس لئے ممتنع ہے کہ اول منتفی ہے۔

و یلزمھما الفعل لفظًااور لازم ہے اِن دونوں کے ساتھ لفظًا ہوگا کما مرَّ جیسا کہ گزرا او تقدیرًا یا فعل تقدیراً ہوگا۔ کیونکہ حروف شرط ہمیشہ فعل پر داخل ہوتے ہیں۔ یا تو فعل لفظاً ہوگا یا تقدیراً۔ نحو ان انت زائری اگر تو میری زیارت کریگا۔ فانا اُکرمک میں بھی تیرا اکرام کرونگا۔ تو یہاں فعل مخذوف کان ہے۔ای اِن کنتَ زائری، پھر ہم نے کان کو خذف کیا اور اسکے اندر اسکا اسم ضمیر منفصل کی صورت میں ذکر کی

اور وہ انت ہے۔ آگے اِنْ اور اِذا(یہ بھی شرط کے لئے آتا ہے لیکن ہمیشہ نہیں) ان دونوں کا فرق بتاتا ہے۔ کہتے ہے کہ اِن امورِ مشکوکہ میں آئینگا یعنی جس کا واقع ہونا یقینی نہیں ہو۔ اور اذا ان چیزوں میں آئینگا جس کا واقع ہونا یقینی ہو۔ واعلم اَنّ اِن جان لے تو کہ "اِنْ" جو ہے۔ لا تُستعمل الّا فی الامور المشکوکة وہ استعمال نہیں ہوتا مگر امور مشکوکہ کے اندر۔ فلا یُقالُ یوں نہیں کہا جائینگا۔ اٰتیکَ ان طلعت الشمس کیونکہ سورج کا طلوع ہونا تو یقینی ہے۔ اس لئے اِن نہیں لا سکتے۔ بل یقال بلکہ یوں کہا جائینگا۔ اٰتیک اذا طلعتِ الشمسُ میں تیرے پاس آونگا جب سورج طلوع کریگا۔

و لو تدلُّ علیٰ نفی الجملة الثانیة بسبب نفی الجملة الأولیٰ اور لو دلالت کرتا ہے جملہ ثانی کے نفی پر بسبب نفی جملہ اولیٰ کے۔ جملة ثانی منتفی ہے کیونکہ جملہ اولیٰ منتفی ہے۔۔ابھی گزرا لو تزورُنی اکرمتک۔ اگر تو نے میری زیارت کی ہوتی تو میں نے تیرا اکرام کیا ہوتا۔ میں نے تیرا اکرام اس لئے نہیں کیا کیونکہ تو نے میرا زیارت نہیں کیا۔ میں نے تیرا اکرام نہیں کیا یہ جملۃ ثانی منتفی ہے کیونکہ جملۃ اولیٰ منتفی ہے کہ تو نے میرا زیارت نہیں کیا۔ کقوله تعالیٰ جیسا کہ اللہ فرماتے ہیں لو کان فیهمآ اگر ہوتا اس زمین اور آسمان کے اندر اٰلهةٌ کوئی الٰہ ہوتے الّا اللهُ اللہ کے سوا لفسدتا تو ان کا نظام فاسد ہوتا ۔ اور نظام کا خراب ہونا تو منتفی ہے۔ اور اسکا وجہ یہ ہے کہ اور اٰلہۃ بھی منتفی ہیں۔ واذا وقع القسمُ فی الاول الکلام اور جب قسم آئے ابتدائے کلام کے اندر۔

و تقدمَّ علی الشرط اور یہ قسم شرط پر مقدم ہو جائے۔ یجب ان یکون الفعل الذی تو واجب ہے کہ وہ فعل تدخل علیه حرف الشرط کہ جس پر حرف شرط داخل ہو رہا ہے ماضیاً لفظاً یا تو لفظًا ماضی ہو نحو والله ان اَتیتنی لَاَکرَمْتُکَ اکرمتک مثبت ہے اسکو جواب قسم بنایا اور اس پر لام لے آیا۔ اور جب اسکو جواب قسم بنایا تو اِن نے اس میں عمل نہیں کیا تو اس لئے جملہ اولیٰ کو ماضی لایا تاکہ اِن کا عمل اُس میں بھی ظاہر نہ ہو جائے۔ اور اگر مضارع تأتی لے کرآتے تو پھر اِن اس میں عمل کرتا۔ اور یہ مناسب نہیں کہ شرط میں عمل کرے اور جزا میں نہ کرے۔ نیز اکرمتک قائم مقام جزا کے ہے۔ او معنیً یا معنیً ماضی ہو۔ نحو واللهِ ان لم تأ تِنی لَاَهْجَرُ تُکَ واللہ اگر تو میرے پاس نہ آیا تو میں تمہیں خوب برا بھلا سناؤگا۔ اهجار: برا بھلا کہنا و حینئذٍ تکونُ الجملةَ الثانیةُ اس صورت میں جملہ ثانیہ فی اللفظ لفظوں میں جوابًا للقسم جواب ہوگا قسم کے لئے لاجزاءً للشرط شرط کے لئے جزا نہیں ہونگا۔ فلذٰلک وجب فیها 124 لہٰذا اُس جملہ ثانیة میں واجب ہوگا ما وجب فی جواب القسم وہ چیز جو جوابِ قسم میں واجب تھی۔ من اللام یعنی کہ لام۔ یہ مِن بیان ہے "لا" کا۔ و نحوِها اور لام جیسے اور چیزیں جس کو ہم پہلے ذکر کرچکے ہیں۔ کما رأیت فی المثالینِ جیسا کہ آپ نے ان دونوں مثالوں کے اندر دیکھ لیا۔

جب قسم شرط سے پہلے آئے اسکی وضاحت:

قسم جب آئینگی اول کلام میں تو اس کے بعد جواب قسم آئینگا۔ اور جب شرط آئینگی تو ساتھ جزا بھی آئینگا۔ اب ایک جگہ ایسا ہے کہ اس میں یہ دونوں اکھٹے آ گئے۔ جیسے شرط جزا والی جگہ میں قسم آیا۔مثلاً

"واللہ ان اَتیتنی لَاَکرَمْتُکَ" اس کلام میں ان اَتیتنی لَاَکرَمْتُکَ شرط جزا ہے۔اور اس سے پہلے قسم آیا۔ قسم بھی جواب چاہتی ہے اور شرط بھی جزا چاہتی ہے۔پہلا جملۃ تو شرط ہے۔ آگے دوسرا جملہ لَاَکرَمْتُکَ اب اس کو جزا بنائیں یا جواب قسم بنائیں۔ جواب قسم بنائیں تو جواب قسم میں مثبت جملۃ میں لام کا لانا واجب تھا اور منفی کے اندر"ما اور لا " کا لانا واجب۔ اور اگر آپ جزا بناتے ہیں تو جزا مجزوم ہونگی کیونکہ شرط مجزوم ہوتا ہے۔ یعنی اس پر جزم آتا ہے۔ تو کہتے ہیں کہ اگر قسم پہلے آئے تو آگے جو دوسرا جملۃ ہے وہ جواب قسم ہوگا۔ اب اسکو جزا نہیں بنائینگے۔اور جب وہ جواب قسم ہوگا تو مجذوم بھی نہیں ہونگا۔معلوم ہوا اب "اِن" اس جملۃ کے اندر عمل نہیں کرینگا۔ اور جواب قسم میں جن چیزوں کی ضرورت تھی تو اسکا لانا بھی واجب۔ یعنی مثبت میں لام اور منفی میں "ما اور لا"۔ اب اِن نے جملۃ ثانی میں عمل نہیں جب عمل نہیں کیا تو جملہ اولیٰ کو بھی ہم ایسا لائینگے کہ اس میں اِن کا عمل ظاہر نہ ہو۔ اور ایسا کرنے کے لئے جملۃ اولیٰ کو بھی لفظًا یا معنیً ماضی لاؤ اس لئے کہ ماضی مبنی ہے، اور ان اس میں عمل نہیں کرینگا۔لفظاً ماضی کی مثال ضربتُ معنیً ماضی کی مثال مضارع پر"لم" داخل کرو۔جیسے "لم اضربْ"۔ پس اگر جملۃ اولیٰ مضارع لے کر آئینگے تو اِن اسکو جزم دینگا۔ اور یہ جملۃ ثانی جواب قسم یہ دال بر جزا ہے یا یوں کہے کہ یہ قائم مقام جزا کے ہے۔

پس خلاصہ یہ ہوا کہ اگر قسم پہلے آیا ہے تو ان کے بعد جملۃ اولیٰ لفظًا یا معنیٰ ماضی لے آو اور دوسرا جملہ جوابِ قسم بناؤ۔

اَمّا اِن وقع القسمُ فی وسط الکلام اگر قسم وسط کلام میں آ جائے۔یعنی شرط پہلے جزا آخر میں اور درمیان میں واللہ جاز ان یُعْتَبَر القسمُ جائز ہے کہ اعتبار کیا جائے قسم کا بان یکونَ الجوابُ لہ کہ یہ جملہ قسم کے لئے جواب قسم ہو۔ نحو اِنْ اتیتَنِی واللہِ لَاٰتِیَنَّکَ یہاں قسم درمیان میں آئی تو لَاٰتینک کو جواب قسم بنایا اور قائم مقام جزا کے۔ و جاز اَنْ یُلغیٰ اور جائز ہے اسکو لغو کر دیا جائے۔ نحو اِنْ تا تِنی واللہ اٰتِک یہاں قسم کو لغو کر دیا گیا۔اور آگے جملۃ جزا بنا۔اور جزا مجزوم ہوتی ہے۔اٰتِیکَ میں اٰتی فعل سے یا گرایا اِن نے اپنا عمل کیا۔شرط بھی مجزوم ہے یہ تاتِیْ ہونا چاہیے تھا۔ اِن نے تَاتِیْ سے یا گرایا۔

وَ اَمّا لتفصیلِ ما اور اَمّا آتی ہے اس چیز کی تفصیل کے لئے ذُکرَ مُجْمَلًا جسکو اجمالاً ذکر کیا گیا ہو۔ نحو النَّاسُ سَعِیْدٌ و شَقِیٌّ لوگ نیک بخت ہیں اور بد بخت ہیں۔یہ تو اجمالًا بات ہوئی۔ اب اَمّا کے ذریعے ہر ایک کا حکم تفصیل کے ساتھ بیان کیا جائینگا۔ اَمّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا پس وہ جو نیک بخت ہیں۔ فَفِی الْجَنَّۃِ پس وہ جنت کے اندر ہونگے۔ وَ اَمّا الّذینَ شَقُوْا اور وہ جو بد بخت ہیں۔ فَفِی النَّار وہ جہنم کے اندر ہونگے۔ و یجب فی جوابِہا الفاءُ اور اسکے جواب میں فاء کا لانا واجب ہے۔ واَن یکون الاوّلُ سببًا للثانی نیز اول کو سبب ہونا چاہیے دوسرے کے لئے۔ یہ دوسری شرط ہے۔ و اَن یُحذفَ فعلُہا اور تیسری شرط یہ ہے کہ اس کے فعل کو خذف کیا جائے۔ مع اَنَّ الشرطَ لا بدَّ لہ مِنْ فعلٍ باوجود اسکے کہ شرط کے لئے فعل کا ہونا ضروری ہے۔ شرط کے لئے فعل کا ہونا ضروری ہے ۔ اِن اور لَو شرط پر داخل ہوتے ہیں۔ و ذٰلک او یہ فعل اس لئے خذف کرتے ہیں لیکون تبنہیاً تا کہ اس بات پر تنبیہ ہو جائے علیٰ اَنَّ المقصودَ بہا کہ اس امّا کے ذریعے مقصود جو

ہے حُكْمُ الاسمِ الواقع بعدَ ما اُس اسم کا حکم ہے جو اسکے بعد واقع ہے۔ یعنی وہ اسم جو اسکے بعد واقع ہے اسکا حکم مقصود ہے۔ نحو اَمَّا زیدٌ فمُنطلِقٌ تین شرطیں تھیں:۔ پہلی شرط یہ تھی کہ اَمّا کے جواب میں فا آئے۔ تو یہاں فا آئی ہے۔ ثانی شرط یہ تھی کہ پہلا سبب ہو ثانی کے لئے۔ ثالث شرط یہ تھی کہ فعل کو خذف کیا جائے۔ اور فعل یہاں خذف ہے۔ تَقديرُهٗ تقدیر کلام یوں تھی۔ اصل کلام یوں تھا۔ مَهمَا يكُن مِنْ شيْءٍ جو بھی چیز ثابت ہوئی یا کوئی بھی چیز پائی گئی۔ یکن تامّہ ہے اور من شیْءٍ بیان ہے مھما کا۔ فزيدٌ مُنْطَلِقٌ تو زید چلنے والا ہے۔ یعنی دنیا میں کوئی بھی چیز پائی گئی تو زید چلنے والا ہے۔ یعنی چلے گا۔اور دنیا میں تو بہت سی چیزیں ہیں تو معلوم ہوا کہ زید کا چلنا بھی یقینی ہے۔تو چیزوں کا ہونا یہ سبب ہے زید کے چلنے کے لئے۔ تو اول سبب ہوا ثانی کا۔ یہاں پر یَکُنْ فعل کو خذف کر دیا۔ کیونکہ اَمّا کے فعل کو خذف کرنا واجب۔او ساتھ من شیْءٍ جار مجرور کو بھی خذف کیا۔ اور مَھما کو بھی خذف کر کے اَمّا کو اسکا نائب بنا دیا۔ تو رہ گیا اَمَّا فزیدٌ منطلقٌ۔ مھما کا نائب اَمّا شرط کے لئے آیا ہے۔ آگے فا ہے جو جزا پر داخل ہوتی ہے، تو حرفِ شرط(اما) اور حرف جزا (فا) دونوں اکھٹے ہو گئے اور یہ پسندیدہ نہیں کہ دونوں اکھٹے آئے۔ یعنی اسکے درمیان فاصل کا ہونا پسندیدہ ہے۔لہٰذا فا کے بعد جو اسم تھا اُس کو اٹھا کر اما اور فا کے درمیان رکھ دیا تو اَمَّا زیدٌ فَمُنطَلِقٌ رہ گیا۔ امّا کے فعل کو خذف کیا اور اسکے بعد ایک اسم زید کو لایا۔ اس فعل کو خذف اس لئے کیا کہ ہم یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ ہم اس زید کا آگے حکم بیان کرنا چاہتے ہیں۔ جیسے اما الذین سعدوا باقی وہ لوگ جو نیک بخت ہوئے تو اما کے بعد جو اسم آیا آگے اس کا حکم آنے والا ہو اور وہ حکم ہے ففی الجنة فحذِف 125 الفعلُ والجارُّ والمجرورُ تو فعل اور جار مجرور کو خذف کیا گیا۔ اور وہ یکن من شیْءٍ ہے۔ و اُقيمَ اَمَّا مقام مهما اور قائم کر دیا گیا اما کو مھما کی جگہ۔ حتی بقی یہاں تک کہ باقی رہ گیا اَمَّا فزید منطلقٌ و لَمّا لم يُناسِب دُخُولُ حَرفِ الشرط علىٰ فاء الجزاء اور جب مناسب نہیں تھا کہ حرف شرط داخل ہو حرف جزا پر۔ نَقَلُوا الفَاءَ الى الجزء الثّانى نقل کر دیا فا کو جزء ثانی کی طرف۔ و وَضعُوا الجُزءَ الاول بين اما والفاءِ اور رکھ دیا جزء اول کو امّا اور فا کے درمیان عوَضًا عن الفعل المحذوف تاکہ یہ عوض ہو جائے فعل محذوف سے ثم ذلک الجزءُ الاولُ پس پھر جزء اول ان كان صالحًا للابتداء اگر وہ صلاحیت رکھتا تھا ابتدا کی فهو مبتدأٌ تو وہ مبتدا ہوگا كما مرَّ جیسے گزرا و الّا فعامِلُهٗ ما يكونُ بعدَ الفاء ورنہ اسکا عامل فا کے بعد آئینگا۔ فا کا مابعد کبھی عامل نہیں بن سوائے اس صورت کے۔ اور یہ اما کی خصوصیت ہے۔ كَاَمّا يومَ الجمعةِ فزيدٌ منطلقٌ یہاں پر یومَ الجمعة ظرف ہے منصوب ہے اور یہ مبتدا نہیں بن سکتا۔ تو عامل فا کے بعد آ ئینگا۔یوم الجمعة مفعول فیہ ظرف ہے۔ اور ظرف آٹھ چیزوں سے متعلق ہو سکتا ہے۔ اور اُن آٹھ چیزوں میں سے ایک صیغہ اسم فاعل منطلقٌ یہاں آیا ہے۔ تو اس میں عامل منطلقٌ ہے۔ فمنطلقٌ عَاملٌ فى يوم الجُمُعَةِ پس منطلق عامل ہے یوم الجمعة کے اندر على الظرفية ظرفیت کی وجہ سے

فصل حرفُ الرّدعِ ڈانٹ ڈپٹ کا حرف كَلَّا وہ کلا ہے۔ وُ ضِعَتْ لزَجْرِ المتكلِّمِ اسکو وضع کیا گیا ہے متکلم کو ڈانٹنے کے لئے و رَدْعِهٖ عمّا يتكلّمُ به اور منع کرنے کے لئے اُس چیز سے جس پر وہ تکلم کر رہا ہے۔ كقوله تعالىٰ جیسے اللہ فرماتے ہیں و امّآ اِذَا مَا ابْتَلٰهُ اور اللہ جب مبتلا فرماتے ہیں انسان کو فَقَدَرَ عَلَيهِ رِزْقَهٗ تو اسکے رزق

کو تنگ کر دیتے ہیں۔ فَيَقُوْلُ پس وہ کہتا ہے رَبِّیْ اَھَانَنِ میرے رب نے میری اِہانت کی کَلَّا اللہ فرماتے ہیں کلّا یعنی ھرگز نہیں ای لا يتكلّمُ بھٰذا ایسا نہیں کہنا چاہیے۔ یعنی یہ تو آزمائش ہے کسی پر سختی کے ساتھ ہے اور کسی پر وُسعت کے ساتھ۔ فَاِنَّهٗ لَيْسَ كذٰلک اس لئے کہ معاملہ ایسا نہیں ہے۔ ھٰذا بعد الخبر یہ کلّا زجر کے لئے اُس وقت ہے جب خبر کے بعد آئے و قد تَجِئُ بعدَ الامر ایضًا اور کبھی کبھی یہ امر کے بعد بھی آتا ہے۔ كما اذا قيل لک اضرب زيدًا جیسے آپ سے کہا جائے اضرب زیداً کہ تو زید کی پٹھائی کر فقلتَ 126 كَلَّا تو آپ نے کہا کلّا ای لا افعَلُ ھٰذا قَطُّ میں ایسا کبھی نہیں کرونگا و قد تجئُ بمعنیٰ حقاً اور کبھی کبھی یہ حقاً کے معنیٰ میں آئینگا۔ یعنی وہ معنیٰ ادا کرینگا جو اِنَّ ادا کرتا ہے۔ انّ جیسا تاکید پیدا کرتا ہے تو یہ بھی تاکید پیدا کرینگا۔ كقوله تعالٰی كلَّا سوف تعلمون یقیناً عنقریب وہ جان لینگے۔ و حینئِذٍ تکونُ اسماً اور اس صورت میں یہ اسم ہوگا۔ اسماً کا ہمزہ وصلی ہے۔ تکوُنسماً کہنا چاہیے۔ یہ کلّا جو حقاً کے معنیٰ میں آتا ہے اسم ہے اور اسکی مشابہت اُس کلّا کے ساتھ ہے جو حرف ہے۔ تو وہ کلّا حرف ہونے کی وجہ سے مبنی ہے اور یہ کلا مشابہت کی وجہ سے مبنی ہے۔ یُبنیٰ مبنی ہوگا لکونه اس لئے کہ مشابهاً لكلّا حرفًا کلّا حرف کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے۔ و قیل تکونُ حرفًا ایضًا اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس صورت میں بھی یہ حرف ہی ہوگا۔ بمعنیٰ اِنّ انّ کے معنیٰ میں ہوگا۔ لتحقيق الجملة جملة کی تحقیق کے لئے نحو كلّا انّ الانسانَ لَيَطْغٰی تو اِنّ سے بھی تاکید آئی اور کلا سے بھی تاکید در تاکید آئی۔ بمعنی اِنّ یہ ان کے معنیٰ میں ہے۔

فصل تاءُ التانيثِ الساكنةُ تاء تانیث ساکنة تَلْحَقُ الماضِیَ ماضی کے ساتھ ملتی ہے۔ ایک تاء تانیث وہ ہے جو اسم کے ساتھ ملتی ہے ، جیسے ضاربةٌ یہ بھی تاء تانیث ہے۔ جو تاء اسم کے ساتھ ہو وہ متحرک ہوتی ہے اور جو تاء فعل کے ساتھ ہو یہ ساکن ہوتی ہے۔جیسے ضربتْ ۔ یہاں یہ تاء ساکنہ مراد ہے۔ لتدُلّ تاکہ یہ دلالت کرے على تانيث ما اس چیز کی تانیث پر اُسندَ اليه الفعلُ جسکی طرف فعل کا اسناد ہو رہا ہے۔ مثلاً ضربتْ۔ اس ضربتْ کی تاء نے بتایا کہ آگے اس کی اسناد جس فاعل کی طرف ہو رہی ہے وہ مؤنث ہے۔ نحوُ ضربَتْ هندٌ ضَربَتْ ھندٌ یا ضُربتْ ھندٌ۔ و قد عرفتَ مواضعَ وُجُوبِ الحاقِها اور تحقیق آپ جان چکے ہیں جہاں اِسکا ملنا واجب ہے اُن مواضع کو۔فاعل کی بحث میں گزر چکی ہے۔ جہاں فاعل مؤنث حقیقی ہو بغیر فصل کے تو پھر فعل کو مؤنث لائینگے۔ اور اگر درمیان میں فصل ہو تو پھر مذکر لانا بھی جائز اور مؤنث لانا بھی جائز۔ اور جب فاعل غیر حقیقی ہو چاہے فصل ہو یا نہ ہو تو پھر فعل کو مذکر لانا بھی جائز اور مؤنث لانا بھی جائز۔ واذا لقيهَا ساكنٌ بَعْدَها اور اگر اس کے بعد اس سے مل جائے ساکن وجب تحريكُها واجب ہے اِس تاء تانیث کو حرکت دینا بالكسر کسرة کے ساتھ لانّ السَّاكنَ اذا حُرِّكَ حُرِّكَ بالكسر اس لئے کہ جب ساکن کو حرکت دی جاتی ہے تو کسرة کے ساتھ دی جاتی ہے۔ نحو قد قامتِ الصّلوٰة قامتْ کی تاء بھی ساکن اور صاد بھی ساکن تو تاء کو کسرة کی حرکت دی۔ و حَرْکَتُها اور اِس تاء تانیث کی حرکت جو ہے۔ لا تُوْجِبُ وہ ثابت نہیں کرتی۔ تُوْجِبُ بمعنیٰ تُثْبِتُ کے ہے۔ رَدّ ما اُس چیز کو واپس لوٹانا حُذِفَ لِاَجْلِ سُكونِها جسکو خذف کیا گیا اس کے سکون کی وجہ سے۔

وضاحت: رمیٰ رمیا رمو رمتْ۔ رَمَتْ اصل میں رمیت تھا۔ یا متحرک ما قبل فتح نے رمات کیا۔ پھر اجتماع ساکنین علی غیر حدہ آیا تو الف کو گرایا تو رَمَتْ بن گیا۔ اگر رمتْ کے بعد ایک اور ساکن آ جائے جیسے رَمتِ المرأُ سھمَ : تیر پھینکا عورت نے۔ اس رَمَتْ میں تاء ساکنہ کی وجہ سے الف کو ہم نے گرایا تھا۔ اب رمتِ المرأُ سھم میں تا پر حرکت آیا۔ تو کیا اُس الفِ مخذوف کو واپس لائینگے کہ نہیں۔ تو کہتے ہیں کہ نہیں۔اس لئے کہ یہ جو تاء پر حرکت آئی ہے یہ عارضی ہے کوئی مستقل نہیں کیونکہ یہ تو اجتماع ساکنین کی وجہ سے ہے۔ فلا یقال پس یوں نہیں کہا جائیگا۔ رَماتِ المرأۃُ لانّ حَرْکتَہا عارضیۃٌ اس لئے کہ تاء کی حرکت عارضی ہے۔ واقعۃٌ لرفع التقاء الساکنین جو واقع ہوئی ہے التقائے ساکنین کو اٹھانے کے لئے فقولھم پس بعض عربوں کا یہ کہنا المرأتان رماتا ضعیفٌ ضعیف ہے۔اس لئے کہ رَمَتْ کا تثنیہ رَمتَا ہے۔ اب تاء پر حرکت آیا تو رَماتَا کہنا صحیح نہیں کیونکہ تاء کا یہ حرکت عارضی ہے اور اس کو وجہ سے وہ الف جو التقائے ساکنین کو وجہ سے گر گیا تھا اس کو واپس نہیں لا سکتے۔

عجیب ضابطہ: رمتْ رمتَا میں ہم رَمَتَا کو رَماتَا اس لئے نہیں پڑھتے کہ تاء کی حرکت عارضی ہے اور اجتماعِ ساکنین کا لازم ہونا ہے تو ہم رَمَتَا پڑھتے ہیں تا کہ التقائے ساکنین سے بچ جائے۔ لیکن اگر دیکھا جائے تو رمَتَا میں تو تاء کے بعد الف پھر بھی ساکن ہے۔ لہذا ایک مرتبہ پھر اجتماع ساکنین آیا۔ جواب یہ ہے کہ اصلی کے ساتھ اصلی والا معاملۃ کیا اور فرع کے ساتھ فرع والا معاملۃ کیا۔ دیکھو رَمَاتَا میں حرف الف اصلی ہے یعنی لام کلمۃ کے مقابلہ میں آیا ہے۔ اور یہ آگے والا الفِ تثنیہ یہ زائد ہے یعنی فرع ہے۔ اور تاء اصل میں ساکن ہے۔ اور فی الحال متحرک۔ تو اصلاً ساکن ہے اور اسکی فرع حرکت ہے۔ تو پہلا الف ساکن اصلی تھا تو اس کے ساتھ تاء کی اصلی حرکت کا اعتبار کیا۔ یعنی التقائے ساکنین کی وجہ سے اسکو گرایا۔ اور دوسرا الف جو فرع تھا اس کے ساتھ تاء کی عارضی حرکت یعنی فرع کا اعتبار کیا۔ اور اس اعتبار سے یہ تاء ساکن ہے ہی نہیں ۔ تو یہاں اجتماع ساکنین ہی نہیں آیا۔ تو اصل کے لئے اصل والی حرکت کا اعتبار کیا اور فرع کے لئے فرع والی حرکت کا اعتبار کیا۔ یعنی تاء کی دو حرکتوں میں سکون اصل ہے اور حرکت زائد ہے۔

ہم نے پڑھا تھا کہ فاعل جب بھی اسم ظاہر آ جائے تو فعل کو واحد لائینگے۔ جیسے ایک زید نے پٹھائی کی تو ضرب زیدٌ، دو زیدوں نے پٹھائی کی تو "ضرب الزیدانِ" اور زیادہ زیدوں نے پٹھائی کی تو "ضرب الزیدونَ"۔فعل ہمیشہ واحد رہے گا۔اس لئے کہ اگر کہ اگر ضربا الزیدانِ کہینگے تو دو فاعل بنے گا۔ ایک الف بھی فاعل اور دوسرا الزیدانِ بھی فاعل۔ لہذا فاعل جب اسم ظاہر ہو تو تثنیہ کے لئے تثنیہ والی علامت لانا اور جمع کے لئے جمع والی امانت لانا یہ ضعیف ہے۔ کبھی کبھار لے آتے ہیں لیکن یہ لغت ضعیف ہیں۔ اور اگر لے آئیں تو پھر اس صورت میں یہ علامت ہونگی تثنیہ اور جمع کی۔ اب یہ ضمیر نہیں۔ جیسے ضربا الزیدانِ ۔ یہ جو الف ضربا میں آیا ہے یہ اب فاعل نہیں یہ علامتِ تثنیہ ہے۔اب اگر اس کو فاعل مان لینگے تو پھر دو فاعل آ جائینگے۔ اور ایک فعل کے دو فاعل نہیں ہو سکتے۔ جس طرح ضربتْ میں تاء تانیث کی علامت تھی اور آگے ھندٌ فاعل تھا۔ تو اس طرح یہاں بھی الف تثنیہ کی علامت ہے۔ اس طرح واو بھی جمع کی علامت ہونگی فاعل نہیں بنے گا۔ نیو یہ قُمْنَ النساء ۔ جب نساء آ جائے تو قامَتِ النساء کہنا چاہیے۔ اگر آپ کہہ دیتے ہیں تو جائز ہے لیکن ضغیف ہے۔اور پھر اُس صورت میں یہ نون جمع مؤنث کی علامت رہے گا۔

اور بعض علماء کہتے ہیں کہ اس صورت میں بھی یہ ضمیر رہے گا اور آگے آنے والے فاعل کو اس کا بدل بنائینگے۔ جیسے ضربا الزیدانِ میں یہ الف مبدل منه اور الزیدانِ اس سے بدل۔ اور ضربوا الزیدونَ میں واو مبدل منه اور الزیدونَ بدل۔ قمن النساء میں نون مبدل منه اور النساء بدل۔ مبدل منه اور بدل کا ایک اعراب ہوتا ہے۔

ضربا الزیدانِ کی ترکیب۔ ضربَ فعل الف ضمیر مرفوع محلاً مبدل منه الزیدانِ مرفوع لفظاً بدل، مبدل منه اپنے بدل سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہوا۔

وَامَّا اور باقی اِلحاقُ ملانا علامةِ التثنية 127 تثنیہ کی علامت کا و جمعِ المذکر اور جمع مذکر کی علامت کا و جمعِ المؤنث اور جمع مؤنث کی علامت کا ملانا فعل کے ساتھ فضعیفٌ یہ ضعیف ہے۔ فلا یقال پس یوں نہیں کہا جائیگا۔ قاما الزیدانِ وقاموا الزیدونَ و قُمْنَ النّساءُ و بتقدیر الالحاقِ اور تقدیر الحاق کی صورت میں یعنی اگر ایسا کر لیا جائے لا تکونُ الضمائرَ یہ ضمیریں نہیں ہونگی لِئَلّا یلزم الضمار قبل الذکر تا کہ کبھی اضمار قبل الذکر لازم نہ آ جائیں۔ بل علاماتٍ بلکہ یہ علامتیں ایسی ہیں دالّةٍ جو دلالت کرینگی عَلیٰ احوال الفاعل فاعل کے احوال پر کتاء التانیث جیسا کہ تاء تانیث دلالت کرتی ہے۔

فصل التنوین تنوین نونٌ ساکنةٌ ایسا نون جو ساکن ہوتا ہے۔ تَتَّبِعُ تابع ہوتا ہے یعنی پیچھے آتا ہے حَرْكَةَ اٰخِرِ الکَلِمةِ کلمة کی آخری حرکت کے،، جیسے ضاربٌ کلمة میں با پر رفع ہے یہ اِس کلمة کی آخری حرکت ہے۔ اُس کے بعد یہ نون ساکن آیا۔ لا لِتاکیدِ الفعلِ نا کہ تاکیدِ فعل ک لئے۔ یہ قید لگا کر نونِ تاکید کو نکال دیا۔نونِ خفیفة کو بھی نکال دیا۔ کیونکہ وہ بھی نونِ ساکن ہوتا ہے اور آخر میں آتا ہے۔ و هی خمسةُ اقسامٍ یہ پانچ قسم پر ہیں۔ الاول للتمکن پہلا تنوینِ تمکن ہے۔ و هو ما یدل اور وہ، وہ ہے جو دلالت کرتی ہے۔ علیٰ اَنَّ اس بات پر الاسم متمکن اسم بڑا پکا ہے۔ فی مقتضی الاسمیَّةِ مقتضیٰ اسمیت کے اندر ای اَنّهٗ منصرفٌ یعنی کہ وہ منصرف ہے۔ کیونکہ غیر منصرف پر تنوین اور کسرة نہیں آ سکتا۔کیونکہ اسکی مشابہت فعل کے ساتھ ہے اور فعل پر بھی کسرة اور تنوین نہیں آ سکتا۔ لیکن یہ تنوین جس پر آئے تو معلوم ہوا کہ اسکی فعل کے ساتھ مشابہت نہیں۔معلوم ہوا کہ اسم ہونے کے اندر یہ بڑا پکا ہے۔ نحو زیدٌ و رجلٌ زید اور رجل پر تنوین تمکن ہے، جو بتلا رہی ہیں کہ یہ منصرف ہے غیر منصرف نہین۔ و الثانی للتنکیر اور تنوین کی دوسری قسم نکرة بنانے کے لئے آتی ہے۔ و هُوَ ما یدُلُّ علیٰ اَنَّ الاسمَ نکرةٌ وہ تنوین ہے جو دلالت کرتی ہے کہ اسم نکرة ہے۔ اور یہ اسم فعل اور صوت وغیرہ میں آتی ہے۔ نحو صَهٍ ای اُسکُتْ یعنی خاموش ہو جا سُکوتًا کوئی خاموشی ما فی وقتٍ مّا کسی وقت کے اندر۔ یہاں پر وقت وغیرہ معین نہیں اس لئے یہ نکرة ہے۔ اور یہ تنوین نے بتایا کہ نکرة ہے اگر تنوین نہ ہوتا جیسا کہ صَهْ تو پھر یہ معرفة ہے۔ یعنی کسی بھی قسم کی خاموشی ہو اور کسی بھی قسم کے اندر ہو۔ و امّا صَهْ اور باقی صَهْ جو ہے۔ بالسکونِ سکون کے ساتھ فمعناهُ پس اُس کا معنیٰ ہے اُسکُتِ خاموش ہو جا السکوتَ ایسی خاموشی الاٰنَ جو ابھی ہو۔ والثالثُ للعِوَضِ اور ثالث تنوین عوض کے لئے ہے۔ و هو ما یکونُ عوضا عن المضاف الیه وہ ہے جو عوض ہو مضاف الیه سے۔ نحو حینئذٍ و ساعتَئِذٍ و یو مئِذٍ ای حین اذ کان کذا یہ اذ مضاف تھا کان کذا کی طرف۔ یہ

کان کذا کو خذف کیا اور اس کے عوض اذ کو تنوین دے دی۔ تو بنا حینَ اِذٍ اور حینئذٍ لکھتے ہیں۔ اسی طرح باقی دو مثالوں میں بھی ہے۔ جب اذ کی طرف کوئی ظرف مضاف ہو جائے تو اسکو مبنی علی الفتح پڑھنا بھی جائز۔ جیسے من حینَئِذٍ بھی پڑھنا جائز اور من حینَئِذٍ پڑھنا بھی جائز۔ باقی مثالیں بھی اس طرح ہیں۔ یہ حینَ، ساعتَ اور یومَ ظروف ہیں اور اذ کی طرف اضافت تھیں۔ اور اذ جملة کی طرف مضاف تھا۔ ساعتَئِذٍ ای ساعتَ اذ کان کذا اور یومئِذٍ ای یومَ اذ کان کذا۔

ایک قیمتی بات:۔ یہ جو تنوین مضاف الیه کی عوض میں آتی ہے یہ ہر جگہ نہیں آئینگی۔ یہ صرف چار جگہ آئینگی۔ 1۔ کلٌّ 2۔ بعضُ 3۔ ایٌّ اور ایَّةٌ 4۔ بعض ظروف جیسے یہ اذ

و الرابعُ للمقابلة اور چوتھی تنوین مقابلة کے لئے ہے۔ و ھو التنوین الذی فی جمع المؤنث السالم وہ تنوین جمع مؤنث سالم میں آتی ہیں۔ نحو مسلماتٍ یہ تنوینِ مقابلة کہلاتی ہے۔ مسلمونَ میں واو جمعیت اور تذکیر دو چیزوں پر دلالت کر رہا تھا۔ اور مسلماتٍ میں الف اور تا جمعیت اور تانیث پر دلالت کر رہے ہے۔ چونکہ مسلمونَ میں نون زائد آ رہا تھا اور اُس کے مقابلے میں یہاں کچھ نہیں تھا۔ لہٰذا یہاں تنوین دے دی گئی۔ و ھٰذہ الاربعةُ تختصُّ بالاسم اور یہ چاروں تنوین خاص ہے اسم کے ساتھ۔

والخامسُ للترنّم پانچواں تنوین ترنم ہے۔ و ھو الذی یَلحَقُ اٰخرَ الابیات و المصاریع وہ جو ملتی ہیں شعر اور مصرعوں کے آخر کے ساتھ۔ ابیات بیت کی جمع ہے اور مصاریع مصرعة کی جمع ہے۔ وزنِ شاعر کو برابر کرنے کے لئے۔ ترنم کے لئے ۔ کیونکہ نون میں آواز ناک میں جاتی ہے ۔ کقول الشاعر شعر

اَقِلّی اللَّوْمَ عَاذِلَ و العِتَابَنْ : : وَ قُوْلِی اِن اَصبْتُ لَقدْ اَصابَنْ ۔

اقلّی :تو قلیل کر، امر کا صیغه ہے۔ اَمَدَّ سے امر اَمِدَّ آتا ہے۔ اَمِدَّ، امدّا، اِمدّوا، اَمِدّی ، اس طرح اَقَلَّ سے امر اَقِلَّ، اقِلّا، اقِلّوا اور اَقِلّی۔ اور یہ اَقِلّی واحد مؤنث مخاطب امر کا صیغه ہے اور قلّت سے ہے۔

اللّومَ: ملامت کو، اقلی اللوم: اے مخاطبه تو اپنی ملامت کو کم کر،

عاذِلَ : ملامت کرنے والی، عاذِلَ عاذلُ دونوں طرح پڑھنا جائز: اصل میں تھا "یا عاذلةُ" یہ منادیٰ ہے عاذلة: عاذلةُ : ملامت کرنے والی۔ اورجب قرینة ہو تو یا حرف ندا کو گرا دیتے ہیں۔ اورمنادیٰ میں کبھی ترخیم کر دیتے ہیں۔ یعنی اُس کے آخر سے ایک یا زائد حروف گرا دیتے ہیں۔ عاذلةُ کی آخر سے "تا" گرا دی گئی۔ اور جب اُس سے آخری حرف کو گرا دیا جائے تو اُس آخری حرف سے پہلے والے حرف پر اصلی حرکت پڑھنا بھی جائز اور اُس کو مستقل منادیٰ قرار دیتے ہوئے مبنی علی الفتح پڑھنا بھی جائز۔ "یا عاذِلَةُ" میں لام پر حرکتِ اصلیه فتح تھا، تو یا عاذِلَ پڑھنا بھی جائز۔ گویا تا اب بھی موجود ہے۔ اور چاہے تو "تا" مکمل ختم ہوئی اور عاذلُ پورا اسم ہوا۔ اور اسم جب منادیٰ بنائے اور مفرد ہو تو مبنی علی الضم ہوتا ہے۔ یا عاذلُ بھی پڑھ سکتے ہے۔

العتابنْ : : ناراضگی، اور اسکی آخر میں جو نون آ رہا ہے یہ نون ترنم ہے۔ تنوین ترنم معرف باللام پر بھی آ جاتی ہے۔ حالانکہ جب الف لام آ جائے تو تنوین نہیں آتی۔(تو تُو کم کر ملامت کو بھی اور عتاب کو بھی)

قُوْلِی: اور اے مُخاطَبه تو کہہ دے۔ امر کا صیغه ہے۔ قُل ، قولا، قولوا، قُولی

لقد اصابن:تحقیق یہ صحیح ہے۔ اصابَ: حق کو پہنچنا،کسی چیز کا صحیح ہونا تو کہتے ہے کہ یہ مصیب ہے۔ یہ مقولہ ہے قول کا۔ یہ تنوین بھی تنوین ترنم ہے۔ اور فعل کے آخر میں تنوین آئی۔ حالانکہ فعل پر تنوین نہیں آتا۔ لیکن تنوین ترنم آ سکتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ تنوین ترنم حرف، فعل اور اسم تینوں پر آ سکتا ہے۔ جس طرح کَاَنْ قَدٍ میں قد کے آخر میں تنوین ترنم آیا۔ (اور تو کہہ دیں کہ تحقیق یہ صحیح ہے) اِن اصبتُ : اگر میں حق پر ہوں۔ (تو کہہ دیں "اگر میں حق پر ہوں" کہ تحقیق یہ صحیح ہے) ان اصبت درمیان میں شرط ہے اور اسکی جزا مخذوف ہے۔وہ ہے فَصَوَّ بِیْنی : فصوبی: امر کا صیغہ ہے۔ تو بھی میرے تصویب کر۔ یعنی مجھے مصیب قرار دے دیں۔

(ملامت کوکم کر دے اے ملامت کرنے والی اور غصہ اور ناراضگی کو بھی کم کر، اور تو کہہ دے اگر میں مصیب ہو تو تو بھی میری تصویب کر اور کہہ دے کہ یہ حق پر ہے۔)

و کقولہٖ اور جیسے یہ شاعر کا قول ع یا اَبَتا عَلّکَ او عَسَاکَنْ ؛ ؛؛؛؛؛؛

علَّک لغت ہے لعلّک کے اندر۔ عسا کن میں یہ کاف ضمیر کی ہے اور نون تنوین تمکن کی ہے۔ تو ضمیر کے ساتھ بھی تنوین تمکن آ سکتی ہے۔ تنوین تمکن ہر چیز سے مل سکتی ہے۔

جب ابن کا لفظ دو عَلَمَین کے درمیان آ جائے تو پہلے علم سے تنوین کا خذف کرنا جائز ہے۔ اور یہ ابن کا لفظ ماقبل کے لئے صفت ہوتا ہے اور مابعد کے لئے مضاف ہوتا ہے۔ جیسے زیدٌ ابنُ بکرٍ کو زیدُ بنُ بکرٍ لکھنا ہے۔ زید سے تنوین گرایا اور ابن کی ہمزہ وصلی ہے اور درج عبارت میں گر جاتی ہے ۔لیکن ہمزہ وصلی تلفظ سے گرتا ہے رسم الخط سے نہیں گرتا، لیکن یہ ابن والا ہمزہ وصلی اسکو لکھا بھی نہیں جاتا۔ پس یہ تلفظ اور رسم الخط دونوں سے گر جاتا ہے۔ کیونکہ کثرت استعمال سے یہ خفّت چاہتا ہے۔ اور ترکیب میں زید مرفوع لفظاً موصوف اور ابن مرفوع لفظاً ما قبل کے لئے صفت اور مابعد کے لئے مضاف اور بکرٍ مجرور لفظاً مضاف الیہ۔ پھر مضاف مضاف الیہ ملکر یہ صفت ہو جائینگی زید موصوف کے لئے۔

و قد یحذفُ اور کبھی کبھی اس تنوین کو خذف کرتے ہے من العَلَمِ عَلَم کے آخر سے اذا کان موصوفًا جب وہ موصوف ہو بابنٍ او ابنَۃٍ ابن یا ابنۃ کے ساتھ۔ یہاں پر جو ابن لکھا ہے اس سے ابن کا لفظ مراد ہے یعنی یہ اسم ہوا اور اسکا ہمزہ اب وصلی نہیں بلکہ قطعی ہے۔ تو اسکو بِبْنِ نہیں پڑھنا بلکہ بِاِبْنِ پڑھنا ہے۔

مضافًا الیٰ علمٍ اٰخَرَ اور مضاف ہو دوسرے علم کی طرف نحو جاءنی زیدُ بْنُ عمروٍ آیا میرے پاس زید ابن عمرو و ھندُ ابنَۃُ بکرٍ اس ابنۃٌ سے ہمزہ نہیں گرے گا کیونکہ یہ زیادہ کثیرا لاستعمال نہیں۔ کہتے ہیں کہ اسکا الف اس لئے نہیں گرے گا اگر یہ گر گیا تو اسکا التباس آئینگا بنت کے ساتھ۔ تو کوئی اسکو بنت نہ پڑھ لے تو لہٰذا ہم اسکو الف اب بھی لکھ دینگے۔ تاکہ پتہ چلے کہ یہ بنت لفظ نہیں بلکہ ابنۃ لفظ ہے۔

فصل نونُ التاکید فصل ہے نونِ تاکید کے بارے میں و ھیَ 129 وُضِعتْ اور یہ وہ نون ہے جسکو وضع کیا گیا ہے۔ للتاکید الامر والمضارع فعل امر اور فعل مضارع میں تاکید پیدا کرتے ہیں اذا کان فیہ طلبٌ جب مضارع کے اندر طلب ہو۔ بازاءِ قد قد کے مقابلہ میں لِتاکید الماضی جو ماضی کی تاکید کے لئے تھا۔ ماضی کی تاکید کے لئے قد آتا ہے تو مضارع کی تاکید کے لئے نون آئینگا۔ و ھی علی ضَرْبَیْنِ اور یہ دو قسم پر ہیں۔

خفيفةٌ ایک خفیفة ہے۔ ای ساكنةٌ ابدًا یعنی ہمیشہ ساکن رہتا ہے۔ نحو اِضْرِبَنْ و ثقيلةٌ اور ایک نون ثقیلة ہے۔ ای مشدَّدَةٌ مفتوحةٌ اَبَدًا یعنی یہ مشدد ہوگا اور ہمیشہ مفتوح ہوگا۔ ان لَّم يكن قبلها الفٌ اگر اس سے پہلے الف نہ ہو نحو اضرِبَنَّ و مكسورةٌ ان كان قبلها الفٌ اور اگر اس نون ثقیلة سے پہلے الف آ جائے تو یہ مکسور ہوگا۔ نحو اضربانّ واضربنانّ یہ مکسور اس لئے ہوگا کہ اب اسکی مشابہت آئی نون تثنیہ سے و تدخلُ فی الامر و النہی و الاستفہامِ والتمنی والعرض جوازًا یہ نون تاکید داخل ہوتا ہے امر، نہی، استفہام اور عرض پر جوازً لِاَنَّ فی کُلٍ مِنْہا طَلَبًا اس لئے کہ ان میں سے ہر ایک کے اندر طلب ہوتا ہے۔ نحو اضربنْ یا اضرِبنَّ ۔ امر کے آخر میں آیا۔ امر اضربْ تھا۔ و لا تَضربن نہی کے اندر لا تضربنْ اور لا تضربنَّ و ھل تضربن استفہام میں ھل تضربنْ اور ھل تضربنَّ و لیتک تضربن تمنی میں لیتک تضربنْ اور لیتک تضربنَّ و الا تنزلن بنا فتصیبَ خیرًا اور عرض میں تنزلنْ اور تنزلنَّ و قد تدخُل فی القسم وُجوبًا اور تحقیق قسم کے اندر یہ داخل ہوتا ہے لِوقوعہٖ علیٰ ما یکونُ مطلوبًا للمتکلّمِ غالباً اس لئے کہ قسم واقع ہوتی ہے اُس چیز پر جو متکلم کو غالباً مطلوب ہوتا ہے۔ جب شروع میں تاکید کے لئے قسم لائے تو آخر میں بھی تاکید کے لئے نون لاؤ۔ فارادُوا اَنْ لا یکون اٰخرُ القَسمِ خالیاً تو ارادہ کیا کہ خالی نہ ہو قسم کا آخر بھی عَنْ مَعَنی التَّاکیدِ تاکید کے معنٰی سے کما لا یَخْلو اوَّلُہٗ منہ جیسے کہ اسکا اول تاکید سے خالی نہیں۔ نحو واللہ لافعلنَّ کذا شروع میں واللہ سے تاکید اور آخر میں نون سے تاکید

واعلم اور جان لے تو اَنَّہٗ یَجبُ یہ واجب ہے۔ ضمُّ ما قبلہا فی 130 جمع المذکر جمع مذکر کے صیغہ میں تاکید سے پہلے ضمة دینا اگر جمع مذکر کا صیغہ لے آئے اور اس کے آخر میں نون ثقیلہ ہو تو اس سے پہلے ضمة کا لانا واجب ہے۔ جیسے اضربُنَّ تا کہ اس با پر ضمة اس بات کی دلالت کرے کہ یہاں واو خذف ہوا ہے۔ نحو اضرِبُنَّ لِیَدُلَّ علی الواوِ المحذوفة تا کہ وہ دلالت کرے واو مخذوفة پر و کسرُ ما قبلہا فی المخاطبة اور مخاطبة کے اندر نون ثقیلة سے پہلے کسرۃ واجب ہے۔ نحو اضرِبِنَّ لیدلَّ علی الیاء المحذوفة تاکہ یہ دلالت کرے یائے مخذوفة پر، جیسے اضربْ اضربا اضربوا اضربی ۔ و فتحُ ما قبلَہا اور ماقبل کا فتح واجب ہیں فی ما عدا ھما ان دو صورتوں کے علاوہ۔ یعنی جمع مذکر اور واحد مخاطبہ کے علاوہ۔ اما فی المفرد مفرد میں فتح اس لئے واجب ہے فلانہٗ لو ضُمَّ اگر اسکو ضمة دیا جائے لا لْتَبِسَ بجمع المذکر تو اسکا التباس لازم آئینگا جمع مذکر کے ساتھ و لو کُسر اگر اسکو کسرة دیا جائے لا لتَبَسَ بالمخاطبة تو اسکا التباس مخاطبة کے صیغے کے ساتھ آئینگا۔

و امّا فی الـمُثَنّی و جمع المؤنث باقی رہ گیا تثنیہ اور جمع مؤنث ۔ اس میں نون کا ماقبل مفتوح ہوگا۔ یعنی الف کا ماقبل مفتوح ہوگا۔ کیونکہ اس صیغوں میں نون سے پہلے الف آتا ہے۔ اور الف آنے سے التقائے ساکنین علی غیر حدہ بھی لازم آتا ہے لیکن مجبوری کی وجہ سے الف کو برقرار رکھا ہے نحویوں نے۔ فلانَّ ما قبلہا الفٌ اس لئے کہ نون ثقیلة سے پہلے الف آ رہا ہے۔ اور الف اپنے سے ماقبل فتح چاہتا ہے۔ نحو اضربانِّ و اضربنانِّ و زِیدَتْ الفٌ قبل النون فی جمع المؤنث اور یہ الف بڑھایا جاتا ہے جمع مؤنث میں نون سے پہلے

لکراهةِ اجتماعِ ثلٰث نوناتٍ اس لئے کہ تین نونوں کا جمع ہونا ناپسندیدہ ہے۔ نونُ الضمیرُ و نونا التاکید ایک نون ضمیر کا اور دو نون تاکید کے۔ نونا التاکید میں نون اضافت سے گر گیا۔ کلام یوں تھا نونانِ التاکید و نونُ الخفیفة لا تدخُلُ فی التثنیة اصلًا نون خفیفة تثنیه میں کبھی نہیں آتا۔ و لا فی 131 جمعِ المؤنث اور نہ ہی جمع مؤنث میں۔ جیسے اضربانْ اور اضربنانْ میں اجتماع ساکنین لازم آئینگا۔ لانّهٗ لو حَرَّکتَ النون اس لئے کہ اگر آپ نے نون کو حرکت دی لم تَبقَ خفیفةً پھر تو یہ خفیفة رہے گا ہی نہیں۔کیونکہ نونِ خفیفة تو نونِ ساکن ہے اور جب اسے حرکت مل جائے تو یہ نونِ خفیفة رہا ہی نہیں۔ فلم تکن علی الاصلِ تو یہ اپنی اصل پر باقی نہیں رہے گا۔ و ان ابقیتہا ساکنةً اور اگر آپ اس کو باقی رکھے اس حال میں کہ یہ ساکن ہی ہو یلزَمُ التقاءُ السّاکِنَیْنِ علیٰ غیر حدِّہٖ تو اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدہٖ لازم آئینگا۔ و هو غیرُ حَسَنٍ اور وہ اچھا نہیں۔ یہ سب سے نرم لفظ ہے کسی کو کسی کام سے روکنے کے لئے۔

هٰذا هو المرام واللّٰهُ اعلمُ بحقیقةِ الکلام

تمت بالخیر

جمعة المبارک 29 شعبان المعظم 1143 هجری یکم اپریل 2022 عیسوی

اس کتاب کو مکمل کرنے میں تقریبا دو سال کا عرصہ لگا۔